اُردو ترجمہ

اَلفِقہُ الاسلامی وَاَدِلَّتُہٗ

دورِ حاضر کے فقہی مسائل، ادلۂ شرعیہ، مذاہب اربعہ کے فقہا کی آراء
اور اہم فقہی نظریات پر مشتمل دورِ جدید کے عین تقاضوں کے مطابق مُرتب کردہ
ایک علمی ذخیرہ جس میں احادیث کی تحقیق و تخریج بھی شامل ہے

www.KitaboSunnat.com

مؤلف
الاستاذ الدکتور وھبۃ الزحیلی
رکن مجمع الفقہ الاسلامی

دارُالاشاعت
اُردو بازار کراچی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اُردو ترجمہ

اَلفِقہُ الاسلامی وَأدِلَّتُہُ

دور حاضر کے فقہی مسائل، ادلہ شرعیہ، مذاہب اربعہ کے فقہائی کی آراء
اور اہم فقہی نظریات پر مشتمل دور جدید کے عین تقاضوں کے مطابق مرتب کردہ
ایک علمی ذخیرہ جس میں احادیث کی تحقیق وتخریج بھی شامل ہے

جلد دوم

حصہ سوم وچہارم

باب الصوم، باب الاعتکاف، باب الزکوٰۃ
باب الحج والعمرۃ، باب الأیمان والنذور والکفارات

مؤلف

الاستاذ الدکتور وھبۃ الزحیلی رکن مجمع الفقہ الاسلامی

مترجمین

سوم
مولانا محمد یوسف تنولی
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

چہارم
مفتی ابرار حسین صاحب
فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی

www.KitaboSunnat.com

دارالاشاعت اردو بازار کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : ستمبر ۲۰۱۲ء علی گرافکس
ضخامت : تقریباً 4800 صفحات مکمل سیٹ

www.darulishaat.com.pk

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم اردو بازار کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم اردو بازار لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸ اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLI WELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین......جلد سوم

عنوان	صفحہ
اصلاحات	۳۳
پہلی فصل: روزہ	۳۶
مباحث کا مختصر تعارف اور جائزہ	۳۶
پہلی بحث	۳۶
صوم کی تعریف	۳۷
روزے کا وقت	۳۸
طویل النہار مقامات میں روزے کا وقت	۳۸
روزے کے فوائد	۳۹
روزہ تقویٰ واطاعت کا اہم ذریعہ ہے	۳۹
روزہ صبر واستقامت کی اہم تربیت گاہ ہے	۳۹
روزہ ہمیں امانتداری کا درس دیتا ہے	۳۹
روزہ خداداد قوتوں کے لیے مقوی ہے	۳۹
روزہ ایک دستور العمل ہے	۴۰
روزہ اخوت وبھائی چارے کا درس دیتا ہے	۴۰
روزہ زندگی ہے	۴۰
روزہ مزیل شہوت ہے	۴۰
ابن ہمام کی رائے میں روزے کی حکمت	۴۲
صاحب الیضاح کی رائے	۴۲
دوسرا مقصد: رمضان اور لیلۃ القدر کی فضیلت	۴۳
احادیث میں رمضان المبارک کی فضیلت	۴۳
لیلۃ القدر کے اخفاء میں حکمت	۴۶
لیلۃ القدر میں کی جانے والی دعا	۴۶
لیلۃ القدر کی علامات	۴۶
تیسرا مقصد: رمضان کے اہم تاریخی واقعات	۴۶

عنوان	صفحہ
نزول قرآن	۴۶
معرکہ بدر کبریٰ	۴۷
فتح مکہ	۴۷
غزوۂ تبوک	۴۸
انہدام عزیٰ	۴۸
انہدام لات	۴۸
واقعہ زلاّقہ	۴۸
واقعہ عین جالوت	۴۸
فتح اندلس	۴۸
دوسری بحث: روزے کی فرضیت اور روزے کی اقسام	۴۹
روزے کی فرضیت اور اس کی تاریخ	۴۹
کتاب اللہ	۴۹
روزے کی اقسام	۵۰
احناف کے نزدیک روزے کی اقسام	۵۰
لازمی روزہ حنفیہ کے نزدیک	۵۰
دوسری قسم: حرام روزہ	۵۱
عورت کا نفلی روزہ رکھنا	۵۱
یوم شک کا روزہ	۵۱
علامہ دردیر اور دسوقی کی رائے	۵۲
عیدین اور ایام تشریق کا روزہ	۵۳
حیض ونفاس میں روزہ رکھنا	۵۴
نصف شعبان کے بعد روزہ	۵۴
تیسری قسم: مکروہ روزہ	۵۴
مکروہ تحریمی	۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
مکروہ تنزیہی	۵۵
چوتھی قسم: نفلی روزہ اور مستحب روزہ	۵۷
شوال کے چھ روزے	۵۸
عرفہ کے دن کا روزہ	۵۸
عاشورہ کا روزہ	۵۹
عاشورہ کے روزے کی حکمت	۵۹
حرمت والے مہینوں کا روزہ	۵۹
مندوب روزے کے متعلق مختلف مذاہب	۶۰
مستحب یا مندوب	۶۰
ایام بیض اور ایام سود کے روزوں کی حکمت	۶۱
کیا نفلی روزہ شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے	۶۱
پہلا نظریہ	۶۲
دوسرا نظریہ	۶۳
تیسری بحث: روزہ کب واجب ہوتا ہے، چاند کے اثبات	۶۴
کی کیفیت اور اختلاف مطالع	۶۴
پہلا مقصد: روزہ کب واجب ہوتا ہے؟	۶۴
وجوب رمضان	۶۴
دوسرا مقصد: رمضان اور شوال کے چاند کے اثبات کی کیفیت	۶۵
بقیہ مہینوں میں رؤیت ہلال کا حکم	۶۷
رؤیت کے متعلق بقیہ مسائل	۶۸
اگر مہینوں کی تعیین میں التباس پڑ جائے	۶۸
خلاصہ کلام	۶۹
رؤیت ہلال کی جستجو	۶۹
چاند دیکھنے کے وقت کی دعائیں	۷۰
تیسرا مقصد: اختلاف مطالع	۷۰
عقل سے	۷۰
جمہور کے دلائل	۷۳
علامہ صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے	۷۳

عنوان	صفحہ
علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے	۷۳
مصنف کے نزدیک معتمد مسلک	۷۳
علم فلکیات کا نقطہ نظر	۷۴
چوتھی بحث: روزہ واجب ہونے کی شرائط	۷۴
ثمرۂ اختلاف	۷۴
اگر کافر رمضان میں اسلام قبول کرے	۷۴
اگر کافر دن کے وقت اسلام قبول کرے	۷۵
بلوغ اور عقل	۷۵
بچے کا روزہ	۷۵
بچہ اگر دن کے وقت بالغ ہو جائے	۷۶
بے ہوش کا روزہ	۷۶
مجنون کا روزہ	۷۶
قدرت اور اقامت (مرض سے صحت یابی)	۷۸
دوسرا مقصد: روزہ صحیح ہونے کی شرائط	۷۹
شرط طہارت	۷۹
روزے کی نیت	۸۰
نیت کی تعریف	۸۰
نیت شرط ہے یا رکن	۸۰
نیت شرط ہے	۸۰
نیت رکن ہے	۸۱
نیت کا محل	۸۱
نیت کی شرطیں	۸۱
رات کو نیت کرنا	۸۱
روزے کی دو قسمیں	۸۱
وہ قسم جس کیلئے رات کو نیت شرط ہے اور تعیین بھی شرط ہے	۸۱
وہ قسم جس کے لیے رات کے وقت نیت کا ہونا شرط نہیں اور تعیین بھی شرط نہیں	۸۱
فرض میں نیت کی تعیین	۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
جزم نیت	۸۴	زبان اور اعضاء کو قابو میں رکھنا	۹۲
انشاء اللہ کہہ کر روزہ رکھنا	۸۴	ترکِ شہوات	۹۳
رمضان کا آخری روزہ شک سے رمضان ہی کا ہوگا	۸۴	پچھنے اور سینگی لگوانا	۹۳
اگر قیدی پر رمضان مشتبہ ہو جائے	۸۴	عیال پر وسعت کرنا	۹۳
فرضیت کی نیت	۸۵	نیکی کے کاموں میں مشغول رہنا	۹۳
متعدد ایام کے ساتھ ساتھ نیت بھی متعدد ہو	۸۵	باقی فضائل والے اعمال	۹۳
نیت کی صفت اور اس کا اثر	۸۵	دوسرا مقصد: روزے کے مکروہات	۹۴
کیا سحری نیت کے قائم مقام ہے	۸۵	صوم وصال	۹۴
نیت کا اثر	۸۵	مذاہب میں مکروہات کا خلاصہ	۹۵
روزے کی شرائط کے متعلق مختلف مذاہب کا خلاصہ	۸۶	چھٹی بحث: ان اعذار کا بیان جن کی وجہ سے روزہ توڑنا	۹۹
شرائطِ وجوب	۸۶	مباح ہو جاتا ہے	۹۸
شرائطِ وجوب ادا	۸۶	سفر کا لغوی معنی	۹۸
شرائطِ صحتِ ادا	۸۷	وہ سفر جس میں روزہ رکھنا مباح ہے	۹۹
شرائطِ صحت	۸۷	جمہور کی شرط	۹۹
شرائط وجوب وصحت معاً	۸۷	کیا صبح کو روزہ رکھ کر افطار کرنا جائز ہے	۹۹
حیض ونفاس سے پاک ہونا	۸۷	شافعیہ کی ایک اور شرط	۹۹
اسلام بحالت روزہ	۸۷	مسافر کے لیے روزہ رکھنا افضل ہے یا رخصت افضل ہے؟	۱۰۰
عقل یا تمیز	۸۷	کیا رمضان میں کوئی دوسرا روزہ رکھا جا سکتا ہے	۱۰۱
پورا دن حیض ونفاس سے پاک رہنا	۸۹	ظاہریہ کا جمہور کے ساتھ ایک اختلاف	۱۰۱
وقت کا روزے کے قابل ہونا	۸۹	جو شخص بظاہر صحیح لگتا ہو	۱۰۲
روزے کی قدرت ہونا	۹۰	حاملہ اور مرضعہ کی قضاء	۱۰۳
پانچویں بحث: روزے کی سنتیں، آداب اور مکروہات	۹۰	قریب البلوغ لڑکا اگر روزہ توڑ دے	۱۰۴
پہلا مقصد: روزے کی سنتیں اور آداب	۹۰	جو شخص مشقت طلب کام کرے	۱۰۴
سحری کھانا	۹۰	ڈوبتے کو بچانا	۱۰۵
افطار میں جلدی کرنا	۹۱	عذر کی وجہ سے روزہ توڑنے کے بعد امساک	۱۰۵
افطار کے بعد دعا کرنا	۹۱	ساتویں بحث: ان چیزوں کا بیان جو روزے کو فاسد کر دیتی	۱۰۷
روزہ داروں کو افطاری کرانا	۹۱	ہیں اور جو روزے کو فاسد نہیں کرتیں	
فجر سے قبل پاکی کا غسل کر لینا	۹۲	اول: وہ امور جو مفسد صوم ہیں اور صرف قضاء کو واجب	۱۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
کرتے ہیں نہ کہ کفارہ کو	
ملحقات	۱۰۹
دوم: ان امور کا بیان جو روزے کو فاسد کر دیتے ہیں اور اس	۱۰۹
کی پاداش میں قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں	
وہ امور جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا	۱۱۱
روزے کی یاد دہانی	۱۱۱
اول: وہ امور جن سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور صرف قضاء	۱۱۳
واجب ہوتی ہے	
پانچ مفطرات: وہ امور جو روزہ توڑ دیتے ہیں وہ پانچ ہیں	۱۱۴
منفذ کا اعتبار	
جائفہ	۱۱۴
وجوب قضاء	۱۱۴
دوم: وہ امور جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور قضاء اور	۱۱۵
کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں	
کفارے کی شرائط	۱۱۵
تاویل بعید	۱۱۶
وہ امور جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا	۱۱۶
اول: وہ امور جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور صرف قضاء	۱۱۷
واجب ہوتی ہو	
دوم: وہ امور جن سے قضاء، کفارہ اور تعزیر واجب ہوتی ہو	۱۲۰
کفارہ عوارض سے ساقط نہیں ہوتا	۱۲۲
روزے کی قضاء	۱۲۲
شافعیہ کے نزدیک وہ امور جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا	۱۲۲
دوم: وہ امور جن سے قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوں	۱۲۵
کفارہ میں تعدد	۱۲۶
وجوب امساک پر کفارہ ہے	۱۲۷
جماع فیما دون الفرج	۱۲۷
رمضان کے علاوہ روزے کے فساد پر کفارہ نہیں	۱۲۷

عنوان	صفحہ
روزہ میں جماع کا جواز حنابلہ کے نزدیک	۱۲۷
وہ امور جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا	۱۲۸
دوم: قضاء کا حکم	۱۳۱
کون سے روزے کی قضاء واجب ہے	۱۳۱
رمضان کی قضاء کا وقت	۱۳۱
کیا میت کے ترکہ سے کھانا کھلانا واجب ہے؟	۱۳۳
دوسرا مقصد: کفارہ	۱۳۳
کفارہ کا موجب	۱۳۴
فاسد روزے کی قضاء	۱۳۴
اقسام کفارہ	۱۳۵
گردن آزاد کرنا	۱۳۵
کیا فقیر کفارہ اپنے اہل وعیال کو کھلا سکتا ہے؟	۱۳۷
شافعیہ کے نزدیک عدول	۱۳۷
ادائے کفارہ کی نیت	۱۳۷
تعدد کفارہ	۱۳۷
عمداً افطر کے بعد عذر کا پیش آنا	۱۳۸
تیسرا مقصد: فدیہ کا بیان	۱۳۸
فدیہ کا مصرف	۱۳۹
فدیہ کا سبب	۱۳۹
حنفیہ کی تجویز	۱۳۹
اگر مریض مر جائے	۱۴۰
مصنف کی رائے	۱۴۰
فدیہ میں تکرار	۱۴۱
فدیہ، کفارہ اور نذر کا وقت	۱۴۱
روزے توڑنے کے باقی لوازم	۱۴۱
قطع تتابع	۱۴۱
قطع نیت	۱۴۱
ملحقات	۱۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نذر کے روزے اور نماز کا پورا کرنا (وفا) لازم ہوگا	۱۴۳	بلا عذر باہر نکلنا	۱۵۵
نذر کا پورا کرنا واجب ہے	۱۴۳	مسجد سے منتقل ہونا	۱۵۶
نذر میں زمان ومکان کی تعیین لغو ہے	۱۴۳	عیادت مریض اور جنازہ	۱۵۶
فصل دوم: اعتکاف	۱۴۳	کھانا پینا	۱۵۶
اعتکاف کی تعریف	۱۴۴	خرید وفروخت	۱۵۶
لغوی تعریف	۱۴۴	غیر معتکف کا مسجد میں کھانا پینا	۱۵۶
اعتکاف کی شرعی تعریف	۱۴۴	معتکف کا اذان دینا	۱۵۶
مسجد جماعت	۱۴۴	عیادت اور نماز جنازہ	۱۵۷
مشروعیت کے دلائل	۱۴۴	جمعہ کے لیے نکلنا	۱۵۷
اعتکاف کا وقت	۱۴۴	گواہی کے لیے باہر جانا	۱۵۷
اعتکاف کی جگہ	۱۴۷	بے ہوشی	۱۵۷
مسجد جماعت کی شرط	۱۴۷	اگر معتکفہ کو حیض آ جائے	۱۵۸
دوسری بحث: اعتکاف کا حکم اور وہ امور جن کو معتکف پر نذر	۱۵۰	بادشاہ اگر معتکف کو باہر نکالے	۱۵۸
واجب کر دیتی ہے	۱۵۰	اعتکاف میں شرط معصیت غیر معتبر ہے	۱۶۰
روزے کی شرط	۱۵۱	پانچویں بحث: آداب معتکف، مکروہات مبطلات	۱۶۱
دوسرا مقصد: وہ امور جنہیں نذر معتکف پر واجب کر دیتی ہے	۱۵۱	معتکف کے آداب	۱۶۱
حنفیہ کی عبارت	۱۵۲	اعتکاف میں کلام کرنا	۱۶۲
حنابلہ کی عبارت	۱۵۲	مکروہات اعتکاف	۱۶۳
شافعیہ کی عبارت	۱۵۲	مبطلات اعتکاف	۱۶۴
تیسری بحث: اعتکاف کی شرائط	۱۵۳	چھٹی بحث: اعتکاف فاسد کا حکم	۱۶۶
اعتکاف مسجد میں ہو	۱۵۴	اعتکاف واجب (منذور)	۱۶۶
جنابت حیض اور نفاس سے پاک ہونا	۱۵۴	ردت میں سقوط قضاء کی دلیل	۱۶۶
بیوی کو خاوند کی اجازت ہونا	۱۵۵	قضاء کے دیگر مسائل	۱۶۷
ابن جزی کی شرط	۱۵۵	نفلی اعتکاف	۱۶۷
چوتھی بحث: وہ امور جو معتکف کو لازم ہیں اور جو امور اس	۱۵۵	چوتھا باب: زکوۃ اور اس کی اقسام	۱۷۰
کے لیے جائز ہیں		فصل اول: زکوۃ	۱۷۰
طبعی حاجت	۱۵۵	پہلی بحث: زکوۃ کی تعریف، حکمت، فرضیت، مانع زکوۃ کی سزا	۱۷۰
حاجت ضروریہ	۱۵۵	اول: زکوۃ کی تعریف	۱۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
لغت میں	۱۷۰	حاجت اصلیہ کیا ہے؟	۱۸۷
زکوۃ کی شرعی تعریف	۱۷۱	زکوۃ کی صحت ادا کی شرائط	۱۸۷
قیودات احترازیہ	۱۷۱	اگر کل مال صدقہ کر دیا؟	۱۸۹
زکوۃ کا دوسرا نام صدقہ کیوں؟	۱۷۲	تملیک	۱۸۹
زکوۃ کی فرضیت	۱۷۴	مالکیہ کی تین شرائط	۱۸۹
مانعین زکوۃ کا انجام	۱۷۵	تیسری بحث: وجوب زکوۃ اور ادائے زکوۃ کا وقت	۱۸۹
آخرت کی سزا	۱۷۵	پہلا مقصد: وجوب زکوۃ کا وقت	۱۸۹
دنیا کی سزا	۱۷۵	دوسرا مقصد: اداء زکوۃ کا وقت	۱۹۰
زکوۃ کے منکر کا حکم	۱۷۶	تیسرا مقصد: سال پورا ہونے سے پہلی پیشگی زکوۃ دینا	۱۹۱
دوسری بحث: زکوۃ کا سبب، شرائط اور اس کا رکن	۱۷۷	شافعیہ کی شرائط	۱۹۱
زکوۃ کا سبب	۱۷۷	ظاہریہ اور مالکیہ	۱۹۱
سبب اور شرط میں فرق	۱۷۷	چوتھی بحث: وجوب زکوۃ کے بعد مال کا ہلاک ہو جانا	۱۹۲
حوائج اصلیہ	۱۷۷	وجہ فرق	۱۹۲
غیر نامی ہونے کا مستفاد	۱۷۷	پانچویں بحث: اموال کی اقسام جن میں زکوۃ واجب ہوتی ہے	۱۹۳
جواہر پر زکوۃ	۱۷۸	پہلا مقصد: نقدی اموال (سونا، چاندی، کاغذی کرنسی) کی زکوۃ	۱۹۳
رکن زکوۃ	۱۷۸	نقدی مال کا نصاب اور اس میں واجب ہونے والی مقدار	۱۹۴
زکوۃ کی شرائط	۱۷۸	سونے کا نصاب	۱۹۴
شرائط وجوب زکوۃ	۱۷۸	چاندی کا نصاب	۱۹۴
کیا کافر اصلی پر زکوۃ واجب ہے	۱۷۹	سونے چاندی کے بھاؤ	۱۹۵
عشور	۱۷۹	ادائے زکوۃ میں سونے کے نصاب کا اعتبار کیا جائے یا	۱۹۵
بلوغ اور عقل	۱۷۹۱	چاندی کے نصاب کا	
مال ایسا ہو جس میں زکوۃ واجب ہوتی ہو	۱۸۰	فلاحی انجمنیں اور اموال زکوۃ	۱۹۵
مال کا نصاب ہونا یا نصاب کی قیمت کے بقدر ہونا	۱۸۰	زکوۃ کے مال سے عمارتیں بنانا	۱۹۵
مال پر ملک تام ہو	۱۸۰	زکوۃ کی مقدار	۱۹۵
ملک نصاب پر قمری سال کا گزر جانا	۱۸۲	بعینہ نصاب سے زکوۃ دے	۱۹۶
دین (قرض) کا نہ ہونا	۱۸۵	نصاب سے کم اور زیادہ ہونے کی صورت میں زکوۃ	۱۹۶
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جدید قول	۱۸۶	مال نصاب سے زائد ہو جائے	۱۹۶
مال حاجات (ضروریات) اصلیہ سے زائد ہو	۱۸۶	صاحبین اور جمہور فقہاء	۱۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مال مغشوش اور مخلوط (یعنی جس میں کھوٹ ملائی گئی ہو) کا حکم	۱۹۷	بانڈز کی زکوٰۃ	۲۰۸
زیورات کی زکوٰۃ	۱۹۸	کمپنیوں کے شیئرز کی زکوٰۃ	۲۰۸
مالکیہ کے نزدیک کون سے زیورات پر زکوٰۃ ہے؟	۱۹۸	شیئرز کی زکوٰۃ کے متعلق معاصر علماء کی آراء	۲۰۹
شافعیہ کے نزدیک جن زیورات میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے	۱۹۹	شیخ عبدالرحمٰن عیسیٰ کی رائے	۲۰۹
حنابلہ کے نزدیک جن زیورات پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے	۱۹۹	ابوالعباس کا فتویٰ	۲۱۰
زیورات میں وزن کا اعتبار ہوگا یا قیمت کا؟	۲۰۰	مصنف کی تائید	۲۰۱
جواہر سے مرصع زیورات میں زکوٰۃ	۲۰۰	ڈاکٹر یوسف قرضاوی	۲۰۱
دین (قرض) کی زکوٰۃ	۲۰۱	استاذ عبدالوہاب خلاف، استاذ عبدالرحمٰن حسن اور استاذ محمد	۲۱۰
دین قوی	۲۰۱	ابوزہرہ کی رائے	۲۰۱
صاحبین کا موقف	۲۰۲	سوڈانی فیصل اسلامی بینک کے لیے شرعی کنٹرول بورڈ کا فتویٰ	۲۱۱
مال ودیعت کی زکوٰۃ	۲۰۳	شیئرز کی زکوٰۃ میں مقدار واجب	۲۱۱
پگڑی (مالی حفاظت) کی زکوٰۃ	۲۰۳	شیئرز کی زکوٰۃ کس پر واجب ہے؟	۲۱۳
کرنسی نوٹوں کی زکوٰۃ	۲۰۳	دوسرا مقصد: معادن اور رکاز کی زکوٰۃ	۲۱۵
حنابلہ کی اجتہادی خطا	۲۰۴	معادن کی تین اقسام	۲۱۶
کرنسی نوٹوں کی زکوٰۃ سونے کے نصاب سے دی جائے یا	۲۰۴	خمس سے زائد	۲۱۷
چاندی کے نصاب سے؟		معدن کی ملکیت	۲۱۸
شیئرز پر زکوٰۃ	۲۰۵	واجب مقدار در معدن	۲۱۸
کمپنی شیئرز کے متعلق مختلف آراء کی تفصیل	۲۰۶	وہ کونسی معدن ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہے	۲۱۸
شیئرز اور بونڈز سے لین دین کا وجودی سبب	۲۰۶	سبب اختلاف	۲۱۸
شیئرز اور بونڈز کی تعریفیں	۲۰۶	رکاز یا کنز	۲۱۹
شیئرز مساوی القیمت	۲۰۶	رکاز یا کنز کی زکوٰۃ	۲۱۹
شیئرز کی ظاہری قیمت	۲۰۷	وہ معدن جس میں زکوٰۃ واجب ہے	۲۲۱
ظاہری قیمت	۲۰۷	مقدار واجب اور اس کی صفت	۲۲۱
تجارتی قیمت	۲۰۷	معاون (معدنیات) کا نصاب	۲۲۱
حقیقی قیمت	۲۰۷	زکوٰۃ واجب ہونے کا وقت	۲۲۲
شیئرز قابل تجزی نہیں	۲۰۷	معدنیات میں زکوٰۃ نکالنے کی شرائط	۲۲۲
مختلف تجارتی طریقوں سے شیئرز کا تبادلہ	۲۰۷	سمندری معادن	۲۲۲
اوراق مالیہ (شیئرز اور بانڈ) سے لین دین	۲۰۸	رکاز	۲۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
مصرف	۲۲۲
کونسے رکاز میں خمس واجب ہے	۲۲۳
رکاز میں مقدار واجب اور اس کا مصرف	۲۲۳
کس شخص پر خمس واجب ہوگا؟	۲۲۳
تیسرا مقصد: سامان تجارت کی زکوٰۃ	۲۲۳
اول: سامان تجارت کا معنی	۲۲۳
دوم: سامان تجارت کی زکوٰۃ کے لیے شرائط	۲۲۳
سامان تجارت کا نصاب تک پہنچنا	۲۲۴
رواں تجارت	۲۲۴
ذخیرہ اندوز	۲۲۴
حولان حول	۲۲۴
حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک معتبر	۲۲۴
شافعیہ کے نزدیک معتبر	۲۲۵
حنابلہ کے نزدیک معتبر	۲۲۵
سامان خریدتے وقت تجارت کی نیت	۲۲۵
سامان تجارت کی ملک معاوضہ دے کر حاصل کی ہو	۲۲۵
مال سے عدم تجارت کی نیت نہ ہو	۲۲۵
دوران سامان سارا سامان نقدی نہ ہو	۲۲۵
زکوٰۃ بعینہ سامان تجارت سے متعلق نہ ہو	۲۲۵
سوم: سامان کی قیمت لگانا، اس زکوٰۃ میں واجب ہونے والی مقدار اور قیمت لگانے کا طریقہ	۲۲۷
امام مالک اور داؤد ظاہری کی ایک روایت	۲۲۷
سامان تجارت کی قیمت لگانے کا طریقہ	۲۲۸
کیا سامان تجارت ہی کو زکوٰۃ میں دینا جائز ہے	۲۲۸
چہارم: اصل مال کے ساتھ منافع پیداوار اور غیر تجارتی مال ملانے کا حکم	۲۲۹
پنجم: مالکیہ کے نزدیک تجارت کی کیفیت	۲۳۰
رواں تاجر کی زکوٰۃ کا حکم	۲۳۱

عنوان	صفحہ
ذخیرہ اندوز اور رواں تاجر دونوں ہو	۲۳۱
شرکت مضاربت کی زکوٰۃ	۲۳۱
چوتھا مقصد: اناج اور پھلوں کی زکوٰۃ	۲۳۲
پہلی چیز: اناج اور پھلوں کی زکوٰۃ کی فرضیت اور سبب فرضیت	۲۳۲
عشر کی فرضیت کا سبب	۲۳۳
دوسری چیز: اناج اور پھلوں کی زکوٰۃ کی شرائط	۲۳۳
حنفیہ کے نزدیک شرائط	۲۳۴
مالکیہ کے نزدیک شرائط	۲۳۴
شافعیہ کے نزدیک شرائط	۲۳۴
حنابلہ کے نزدیک شرائط	۲۳۴
تیسری چیز: وہ پیداوار جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے	۲۳۵
پہلی رائے: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۳۵
دوسری رائے: صاحبین اور جمہور فقہاء کی رائے	۲۳۶
شہد پر زکوٰۃ	۲۳۷
چوتھی چیز: نصاب جس سے اناج اور پھلوں کی زکوٰۃ دی جائے	۲۳۸
پانچویں چیز: عشر کی مقدار کا بیان	۲۴۰
زمین کی مختلف سیرابی	۲۴۰
مقدار واجب کی صفت	۲۴۰
کیا اناج پر ہونے والے اخراجات منہا کیے جائیں گے	۲۴۰
چھٹی چیز: عشر واجب ہونے کا وقت	۲۴۱
ساتویں چیز: وہ اناج جسے ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جائے	۲۴۲
آراء کی تفصیل	۲۴۳
مھوتی	۲۴۴
آٹھویں چیز: وقف کے پھلوں کی زکوٰۃ	۲۴۴
نویں چیز: اجرت پر لی ہوئی زمین کی زکوٰۃ	۲۴۵
دسویں چیز: خراجی زمین کی زکوٰۃ	۲۴۶
عشری زمین	۲۴۶
غیر آباد زمین	۲۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
خراجی زمین	۲۴۶
خراج کی اقسام	۲۴۷
خراج وظیفہ	۲۴۷
خراج مقاسمہ	۲۴۷
خراجی زمین کی زکوٰۃ	۲۴۸
ائمہ ثلاثہ	۲۴۸
حنفیہ کے دلائل	۲۴۸
جمہور کے دلائل	۲۴۸
گیارہویں چیز: عشر وصول کرنے والا (ملازم) اور عشور کا ٹیکس	۲۴۹
عاشر عشر وصول کرنے والا ملازم	۲۴۹
حنفیہ کے نزدیک	۲۴۹
بارہویں چیز: زکوٰۃ نکالنا اور ساقط کرنا	۲۵۰
رکن اخراج	۲۵۰
کیفیت اخراج	۲۵۰
عشر نکالنے کا وقت	۲۵۰
اندازے میں مقدار واجب کی تعیین	۲۵۱
ایک تہائی یا ایک تہائی کو رہنے دینا	۲۵۱
ایک اندازہ گر پر اکتفاء	۲۵۲
اندازہ گر کی شرائط	۲۵۲
اندازہ اور تخمینہ کا بیان	۲۵۲
اندازہ گر کی خطا	۲۵۲
پنجم: وہ امور جن کی وجہ سے نباتات کی زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے	۲۵۲
پانچواں مقصد: مویشیوں کی زکوٰۃ کا بیان	۲۵۳
پہلی چیز: حیوانوں کی زکوٰۃ کی مشروعیت	۲۵۳
دوسری چیز: حیوانات کی زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرائط	۲۵۴
سائمہ کیا ہے؟	۲۵۴
منشاء اختلاف	۲۵۴
تیسری بات: جانوروں کی انواع جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور ان کی ہر نوع کا نصاب	۲۵۶
اونٹوں کی زکوٰۃ	۲۵۶
۱۲۰ سے زائد کی صورت میں	۲۵۷
دو فریضوں کا تبادلہ	۲۵۸
کمی کو پورا کیا جائے گا یا نہیں	۲۵۸
گائے کی زکوٰۃ	۲۵۹
سنت کے ثبوت	۲۵۹
عفو کا بیان	۲۵۹
بھیڑوں اور بکریوں کی زکوٰۃ	۲۶۰
گھوڑے، خچر اور گدھوں کی زکوٰۃ کا حکم	۲۶۱
چوتھی چیز: جانوروں میں خلیطین (دو شریکوں) کی زکوٰۃ	۲۶۲
غیر مویشیوں میں شراکت	۲۶۳
مویشیوں میں خلطہ	۲۶۴
خلطۃ الشیوع	۲۶۴
خلطۃ الجوار	۲۶۴
شراکت میں زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط	۲۶۵
شراکت کے مال سے زکوٰۃ کا طریقہ کار	۲۶۵
پانچویں چیز: جانوروں کی زکوٰۃ کے متعلق متفرق احکام	۲۶۶
کیا زکوٰۃ عین میں واجب ہے یا ذمہ میں؟	۲۶۶
زکوٰۃ میں قیمت دینا	۲۶۷
اجناس کی مختلف انواع کو ایک دوسرے میں ضم کرنا	۲۶۸
بچے زکوٰۃ میں اصل کے تابع ہوں گے	۲۶۸
تنہا بچوں کی زکوٰۃ	۲۶۹
دوران سال حاصل ہونے والا حیوان	۲۶۹
زکوٰۃ نصاب میں ہے عفو میں نہیں	۲۷۰
ساعی کونسا مال زکوٰۃ میں لے گا؟	۲۷۰
پانچویں بحث: کیا عمارات، کارخانوں، کمائی، آمدنی اور آزاد پیشوں میں بھی زکوٰۃ ہے؟	۲۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سواری کی استطاعت کے لئے ضمنی شرائط: ا...... یہ کہ سواری بندے کی مخصوص سواری ہو مشترک نہ ہو کہ باری باری جس پر سوار ہونا پڑے، عصر حاضر میں چونکہ سفر گاڑیوں، بحری جہازوں اور ہوائی جہازوں کے ذریعے ہوتا ہے اس لئے مشترکہ قدرت کا اعتبار ہوگا۔

ب...... یہ کہ سواری لوگوں کے احوال کے مطابق ہو، لہٰذا جو شخص کجاوے میں بیٹھ کر سفر کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اس پر حج فرض نہیں۔ ❶

ج...... سواری کی شرط کا اعتبار آفاقی کے لئے ہے آفاقی سے مراد وہ ہے جو مکہ مکرمہ سے تین ایام کی مسافت کے فاصلہ پر ہو، رہی بات اس شخص کی جو مکہ کا رہنے والا ہو یا مکہ کے مضافات میں رہتا ہو جو تین ایام سے کم مسافت کے فاصلہ میں رہتا ہو اگر وہ سواری پر نہ بیٹھ سکتا ہو تو جب اسے چلنے کی قدرت حاصل ہو تو پیدل چل کر حج کرے۔

امنی استطاعت...... یعنی جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو اسے امن وامان کی استطاعت بھی حاصل ہو، کہ راستہ پر امن ہے اور سلامتی کا غالب گمان ہے، اگر چہ امن وسلامتی کے حصول کے لئے بندے کو رشوت بھی دینی پڑے تو اس سے بھی گریز نہ کرے چونکہ راستے کی سلامتی کے بغیر حج کی استطاعت حاصل نہیں ہوتی۔ امن وسلامتی کی استطاعت شرط وجوب ہے امام ابوحنیفہ سے یہی مروی ہے، بعض حنفیہ کے نزدیک امن کی استطاعت شرط ادا ہے۔ ❷

عورت کا امن...... عورت کا امن یہ ہے کہ اس کے ساتھ عاقل بالغ محرم ہو، اگر بالغ نہیں تو مراہق (جو قریب البلوغ ہو) قابل اعتماد جو فاسق نہ ہو وہ ساتھ ہونا ضروری ہے، محرم یا تو (خونی) رشتہ داروں میں سے ہو یا سسرالی رشتہ داروں میں سے یا خاوند ہو۔ جو عورت کے ساتھ عورت ہی کے خرچہ پر حج کر سکے، عورت کا بغیر محرم یا بغیر شوہر کے حج کرنا مکروہ تحریمی ہے، یہ تب ہے جب عورت کے ٹھکانے اور مکہ مکرمہ کے درمیان مدت سفر (تین دن تین رات کے بقدر) ہو، اگر عورت نے بغیر محرم کے حج کر ہی لیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے، صحیح قول کے مطابق عورت کو اگر محرم دستیاب نہ ہو تو اس پر شادی کرنا واجب نہیں، محرم کی شرط شرط وجوب ہے، بعض نے شرط اداء کا قول بھی کیا ہے۔ البتہ ہمارے زمانہ میں عورت اپنی رضاعی بھائی کے ساتھ سفر حج نہ کرے چونکہ فساد کا غلبہ بڑھ چکا ہے، چونکہ رضاعی بھائی کے ساتھ خلوت مکروہ ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے مرد اپنی سالی کے ساتھ خلوت نہیں کر سکتا۔

ابن ہمام نے فتح القدیر میں اس قول کو مختار سمجھا ہے کہ بحالی صحت اور راستے کے امن کے ساتھ ساتھ محرم کا موجود ہونا وجوب ادا کی شرائط ہیں، لہٰذا اگر مرض یا راستے کا خوف آڑے آجائے یا عورت کا خاوند نہ ہو اور کوئی محرم بھی نہ ہو تو حج کی وصیت کرنا واجب ہے۔

وجوب حج کی شرائط یعنی زادراہ اور سواری وغیرھا کے دستیاب ہونے کا اعتبار اہل شہر کے نکلنے کے وقت سے ہوگا، اگر حج کے لئے نکلنے کا وقت آگیا اور مال اپنے پاس موجود ہو تو بندے کے لئے جائز نہیں کہ یہ مال کسی اور مصرف میں صرف کرے۔

مالکیہ...... کہتے ہیں، استطاعت وہ حسب عادت مکہ تک پہنچنے کا امکان ہے خواہ پیدل چل کر یا سوار ہو کر، یعنی مکہ تک جانے کی استطاعت مراد ہے، واپس لوٹنے کی استطاعت کا اعتبار نہیں، الا یہ کہ جب مکہ میں یا مکہ کے قریب کسی شہر میں اقامت ممکن نہ ہو۔

مالکیہ کے نزدیک استطاعت کا اعتبار تین چیزوں سے ہے۔

ا: قوت بدن...... یعنی مکہ تک پہنچے کا امکان ہو، یعنی عادۃً پیدل چل کر یا سوار ہو کر مکہ تک پہنچنا ممکن ہو، خواہ خشکی کے راستے یا سمندر

---

❶...... ہمارے زمانہ میں بھی بعض لوگ گاڑی کے ذریعہ ایک کلومیٹر سفر نہیں کر سکتے، چنانچہ میرا ایک دوست اچھا خاصا ٹرانسپورٹر ہے لیکن اس کی والدہ میلوں سفر پیدل کر لیتی ہے گاڑی پر نہیں بیٹھتی، لہٰذا فی عصرنا بھی اس شرط کا اعتبار ہے۔ ❷ آج جدید ٹیکنالوجی کے دور میں یہ شرط زیادہ معتبر ہے چونکہ سفر جہازوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے راستے، اور سفر میں کوئی بڑی مشقت پیش نہ آئے، رہی بات سفر کی عادۃً مشقت کا وہ تو لابدی ہے، چونکہ سفر عذاب کا ایک حصہ ہے، پیدل چلنے کی قدرت کی استطاعت ہونے میں مالکیہ متفرد ہیں، حتیٰ کہ مالکیہ کے نزدیک وہ نابینا شخص جو چلنے کی قدرت رکھتا ہو اس پر بھی حج فرض ہے جب وہ کسی رہبر کو پاتا ہو، دور سے چل کر عورت کے لئے حج کرنا مکروہ ہے۔

ب: بقدرِ ضرورت زادراہ کا ہونا......لوگوں کے مختلف احوال کے موافق اور ان کی عادات کے موافق زادراہ ہونا شرط ہے، کاریگری اور پیشہ زادراہ کے قائم مقام ہے، بشرطیکہ پیشہ ایسا ہو جو کاریگر کو عیب دار نہ کرے اور اس سے ضرورت پوری ہو جاتی ہو۔

یہ اس چیز پر بھی دلالت کرتا ہے کہ مالکیہ کے ہاں زادراہ اور سواری بالذات شرط نہیں چنانچہ جو شخص پیدل چل سکتا ہو وہ سواری سے بے پرواہ ہے اسی طرح کاریگری اور پیشہ زادراہ سے مستغنی کرتا ہے۔

مکہ تک پہنچنے کی قدرت ہو تو اس سے استطاعت متحقق ہو جاتی ہے اگرچہ یہ استطاعت مویشی، زمین علمی کتابیں، اوزار وغیرہ مفلس پر بیچ کر حاصل ہو اگرچہ حج کے بعد مفلس ہو جائے، یا اپنے پیچھے عیال چھوڑے یا وہ لوگ چھوڑے جن کا نفقہ اس پر واجب ہوتا ہو تب بھی قدرت متحقق ہوگی اگر ان افراد کے ہلاک ہونے کا خدشہ ہو تو استطاعت متحقق نہیں ہوگی۔ مثلاً ایسی صورت پیدا ہونے کا امکان ہو کہ ان پر صدقہ نہیں ہوگا یا محافظ نگران نہ ہو۔

قرضہ لینے سے حج واجب نہیں ہوتا اگرچہ قرضہ اپنی اولاد سے لیا جائے تب بھی حج واجب نہیں یہ تب ہے جب ادائیگی کی امید نہ ہو، اسی طرح ہبہ وغیرہ سے مال ہاتھ لگا، صدقہ کا مال ہاتھ آیا تو اس سے بھی حج واجب نہیں ہوتا، مطلقاً ہاتھ پھیلا کر سوال کرنے سے بھی حج واجب نہیں ہوتا یعنی سوال کرنا خواہ عادت ہو یا نہ ہو، جو شخص سوال کرنے کا عادی ہو اپنے شہر میں اس پر اس شرط سے حج واجب ہے کہ اس کی عطا کرنے کا گمان ہو اگر نہیں تو حج بھی واجب نہیں۔

ج: راستے کی سہولت......یعنی بری یا بحری راستہ جب پر امن ہو اور سلامتی کا غالب امکان ہو تو حج واجب ہے اور یہ استطاعت میں داخل ہے، اگر راستے کی سلامتی کا غالب امکان نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوگا، یہ تب ہے جب بحری راستہ متعین ہو، بحری سفر کی صورت میں عورت کا حج مکروہ ہے ہاں البتہ اگر بحری جہاز میں عورت کی جگہ متعین کر دی جائے تو جائز ہے۔

راستے کی سلامتی کا مطلب یہ ہے کہ مسافر کو اپنی ذات اور اپنے مال کا غاصبوں (لٹیروں) چوروں اور ڈاکوؤں سے امن ہو، جبکہ مال کوئی اچھی حالت والا ہو اور جس سے چھینا جا رہا ہو اس کے لئے ذیشان ہو چنانچہ دینار کسی شخص کے لئے ذیشان ہو سکتا ہے اور دوسرے کے لئے نہیں ہوتا۔

عورت کے حق میں اس شرط کا اضافہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا نسبی محرم یا سسرالی محرم (مثلاً سسر) یا رضاعی محرم ہو، اگر خاوند یا محرم نہ ہو تو قافلہ بااعتماد ہو جس کے ساتھ عورت حج کرنے جائے۔ ❶ خواہ قافلہ عورتوں کا ہو یا مردوں اور عورتوں کا مخلوط ہو، اگر عورت طلاق یا وفات کی عدت گزار رہی ہو تو اس پر عدت کے مکان میں ٹھہرنا واجب ہے، حج کے لئے نہ جائے، تاہم اگر حج کر لیا تو حج صحیح ہوگا لیکن گناہگار ہوگی۔

شافعیہ......حج اور عمرہ کی استطاعت اس شخص کے لئے جو مکہ سے مسافت قصر (یعنی ۸۹ کلومیٹر کا فاصلہ ہو) پر ہو اس کے لئے سات شرائط ہیں، ان میں اوپر بیان کی گئی تین شرائط بھی شامل ہیں۔

❶ ..... جبکہ حدیث ہے۔ ''جو عورت بھی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ ایک دن اور ایک رات سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ضرور کوئی محرم ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول: بدنی قدرت......یعنی حج کرنے والا جسمانی طور پر صحیح اور صحت مند ہو، ضرر شدید اور مشقت شدیدہ کے بغیر سواری پر جم کر بیٹھ سکتا ہو، اگر ایسا نہیں تو وہ صاحب استطاعت نہیں، نابینا شخص اگر راہبر پائے تو اس پر حج اور عمرہ واجب ہے، جس شخص پر بے وقوفی کی وجہ سے بندش لگی ہو اس پر بھی حج واجب ہے۔

البتہ مال اس کے سپرد نہیں کیا جائے گا تاکہ فضول خرچی نہ کرے بلکہ اس کا ولی اس کے ساتھ جائے جو دستور کے مطابق سفیہ پر خرچ کرے یا اس کے ساتھ کسی اور شخص کو بھیجے جو قابل اعتماد ہو اور ولی کی طرف سے سفیہ پر خرچ کرے، اگر اجرت پر کوئی شخص لینا پڑے تو اس سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔

دوم: مالی قدرت......یعنی زادراہ اور آنے جانے کا خرچہ مہیا ہو، اگر ہر روز اتنا کما سکتا ہو جس سے ہر روز کے خرچہ کی کفایت ہو جاتی ہو اور اس کا سفر بھی طویل ہو یعنی ۸۹ کلومیٹر یا اس سے زائد تو اسے حج کا مکلّف نہیں بنایا جائے گا، حتیٰ کہ اگرچہ ایک دن میں کئی دنوں کی کفایت کی کمائی کر لیتا ہو چونکہ بسا اوقات کسی عارضہ کی وجہ سے کمائی منقطع بھی ہو سکتی ہے، بالفرض اگر چار و ناچار دوران سفر ساتھ ساتھ کمائی پر قادر ہو تب بھی سفر اور کمائی کی مشقت جمع ہو جاتی ہے یہ دو طرح کی مشقیں جمع ہو کر مشقت عظیمہ بن جاتی ہے، یہ مالکیہ کے سابق مذہب کے خلاف ہے جس میں دوران سفر کاریگری پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور اگر مسافت قلیل ہو مثلاً مکہ سے دو مرحلوں کے فاصلہ پر ہو اور وہ زادراہ کی کفایت کے لئے روز کے روز کما سکتا ہو تو اسے حج کا مکلّف بنایا جائے گا چونکہ اس میں اس کی مشقت کم ہے۔

سوم: سواری کا دستیاب ہونا......سواری جو صحیح وسالم ہو۔ خواہ اپنی ذاتی ہو یا مناسب دام سے خریدی ہو یا مناسب کرائے پر لی ہو، سواری کی شرط اس شخص کے لئے ہے جو مکہ مکرمہ سے دو مرحلوں یا اس سے زائد فاصلہ میں ہو برابر ہے پیدل چلنے پر قادر ہو یا نہ ہو، اس میں مالکیہ کا اختلاف ہے، البتہ شافعیہ کے نزدیک جو شخص پیدل چلنے پر قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے حج پر نکلنا مستحب ہے۔ یہ شرط مالی قدرت میں بھی معتبر ہے۔

جو شخص مکہ مکرمہ سے دو مرحلوں سے کم فاصلے پر ہو اور پیدل چلنے پر قدرت رکھتا ہو تو اسے حج لازم ہو گا اگر پیدل چلنے سے عاجز ہو جائے یا اسے ضرر لاحق ہوتا ہو تو وہ بھی بعید کے حکم میں ہے لہٰذا اس کے حق میں بھی سواری کی دستیابی شرط ہو گی۔

زادراہ اور سواری میں شرط ہے کہ یہ دونوں دین حالی اور مقررہ مدت کے دین سے فاضل ہوں خواہ دین آدمی کا حق ہو یا اللہ تعالیٰ کا حق ہو جیسے نذر اور کفارہ، یہ دونوں اس شخص کے نفقہ سے بھی زائد ہوں جس کا خرچہ اسے لازم ہوتا ہو، اور اس کا خرچہ جانے اور واپس آنے کی مدت کے لئے کافی ہوتا کہ اہل خانہ ضائع نہ ہو جائیں چنانچہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ”آدمی کے گناہ میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ اس کو جن لوگوں کا خرچہ لازم ہو وہ ضائع ہو جائیں۔“ ❶

صحیح قول کے مطابق زادراہ اور سواری اس کی رہائش، خادم جس کا وہ محتاج ہو سے زائد ہو چونکہ فی الحال ان کی ضرورت پڑتی ہے۔

صحیح قول کے مطابق آدمی کو تجارت کا مال زادراہ، سواری اور ان کے لوازم میں صرف کرنا لازم ہے، جس شخص کی آمدنی کے کچھ وسائل ہوں اسے لازم ہے کہ انہیں فروخت کر کے خرچہ پیدا کرے جیسے دین کے لئے فروخت کرنا لازمی ہے۔

چہارم: پانی، زادراہ اور سواری کا چارا دستیاب ہونا......یعنی حسب عادت جن مقامات میں پڑاؤ کرنا ہو ان جگہوں میں ان چیزوں کا دستیاب ہونا استطاعت کے لئے شرط ہے، پانی اور چارہ ظاہر ہے خریدنا پڑتا ہے لہٰذا مناسب دام میں ملتے ہوں، اگر گراں نرخوں میں ملیں تب بھی خریدے جائیں گے، اگر پانی، زادراہ اور سواری کا چارہ دستیاب نہ ہو یا ان میں سے ایک چیز پائی جائے اور بقیہ نہ پائی جائیں یا

---

❶......رواہ احمد وابوداؤد والحاکم والبیھقی عن عبداللہ بن عمرو وھو صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب دام سے کہیں زیادہ نرخوں میں ملتی ہوں تو اس صورت میں حج اور عمرہ لازم نہیں ہوں گے، یہ شرط قدرت مالیہ میں بھی معتبر ہے۔

پنجم: استطاعت آمینہ مہیا ہو......یعنی راستہ پر امن ہو، اس کا ہر جگہ کے مناسب احوال سے اعتبار کیا جائے گا، امن سے مراد امن عامہ ہے، اگر کسی شخص کو اپنی ذات یا بیوی یا مال کا خوف ہو اور خوف کسی درندے یا دشمن یا گھاتی اچکے سے ہو اور راستہ بھی صرف ایک ہو تو اس صورت میں حج واجب نہیں ہوگا چونکہ یہاں ضرر اور نقصان کا خوف ہے۔

اور اگر محافظ یا چوکیدار سے غالب گمان میں امن حاصل ہو سکتا ہو تو صحیح قول کے مطابق محافظ کو اجرت پر ساتھ رکھنا واجب ہے، بشرط یہ کہ اجرت مثل (مناسب) سے محافظ دستیاب ہوتا ہو۔

ششم......یہ کہ عورت کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہو یا قابل اعتماد عورتوں کی جماعت ہو چونکہ عورت کا تنہا سفر کانا حرام ہے، اگر چہ عورت قافلہ یا جماعت کے ہمراہ ہو تب بھی محرم کے نہ ہوتے ہوئے اس کا سفر حرام ہے چونکہ اگر قافلہ یا جماعت کے ہمراہ ہوگی تو اسے پھسلانے اور دھوکا دینے کا خوف ہے اس کی دلیل صحیحین کی روایت ہے۔ کہ ”عورت دو دن کا سفر نہ کرے الّا یہ کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہو۔“ شوہر اور محرم کا ثقہ ہونا شرط نہیں، چونکہ طبعی مانع شرعی مانع سے اقویٰ ہوتا ہے۔

اگر حج کے لئے سفر کرنے والی سبھی عورتیں ہوں تو ان میں کسی ثقہ عورت کا ہونا شرط ہے تاکہ امن و بے خوفی معدوم نہ ہو، اگر قریب البلوغ لڑکیاں ہوں تو متاخرین فقہاء کے نزدیک شرط ہے کہ عورت کے علاوہ تین لڑکیاں ہوں، چونکہ تین کا عدد کم از کم جمع ہے، ایک عورت کے ساتھ حج کے لئے جانا واجب نہیں، یہ سبھی وجوب کی شرائط ہیں، رہی بات جواز کی سو عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ حج اسلام کی ادائیگی کے لئے صحیح قول کے مطابق ایک ثقہ عورت کے ساتھ جا سکتی ہے، اصح قول کے مطابق عورتوں میں سے کسی کے لئے محرم کا موجود ہونا شرط نہیں، عورت پر اصح قول کے مطابق محرم کا خرچہ لازم ہے یہ تب ہے جب محرم صرف عورت کی ہمراہی کے لئے ساتھ جائے۔

نفلی حج اور حج کے علاوہ دوسرے اسفار جو واجب نہیں ان میں عورت کا ایک عورت کے ساتھ جانا جائز نہیں بلکہ خالص عورتوں کی جماعت کے ساتھ بھی سفر کرنا جائز نہیں۔ البتہ عورت اگر محرم کے ساتھ نفلی حج کرے اور دوران حج محرم مرجائے تو عورت اتمام حج کرے (یعنی حج کے مناسک پورے کرے)۔

مسئلہ......اگر عورت کو دار کفر سے تنہا سفر کرنے کی نوبت پیش آئے تو وہ دار الاسلام کی طرف تنہا سفر کر سکتی ہے۔ ❶

ہفتم: امکان سفر......اس شرط کا مطلب یہ ہے کہ جب شرائط کے جملہ انواع مقدور ہوں تو اتنا وقت بھی شرط ہے جس میں حج ادا ہو سکے، استطاعت کا اعتبار حج کے وقت کے داخل ہونے سے کیا جائے گا حج کا وقت شوال تا عشرۂ ذی الحجہ ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص وقت کے اندر اندر سفر کرنے سے عاجز رہا تو اس پر حج واجب نہیں۔ ❷

حنابلہ......کہتے ہیں: مشروط استطاعت سے مراد زاد راہ اور سواری کی قدرت ہے چونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استطاعت کی تفسیر زاد راہ اور سواری سے لی ہے، لہٰذا اسی تفسیر کی طرف رجوع کرنا واجب ہے، چنانچہ حدیث ہے کہ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سبیل (استطاعت) کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زاد راہ اور سواری۔“ ❸ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ موجب حج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: زاد راہ اور سواری۔ ❹

---

❶ ...... حنفیہ کے نزدیک بھی یہی قول مفتی بہ ہے چنانچہ کشمیر میں اس کی عملی صورت دیکھنے کو ملی ہے۔ ❷ مثلاً بقیہ شرائط کے اتمام میں لگا رہا اب وقت ہی اتنا باقی رہا کہ اس کے اندر اندر مکہ نہیں پہنچ سکتا۔ ❸ رواہ الدارقطنی عن جابر وابن عمر وابن عمرو وانس وعائشۃ رضی اللہ تعالی عنہم۔ ❹ رواہ الترمذی وقال حدیث حسن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعیہ کے اصح قول کے مطابق اور حنابلہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جب اولاد یا کوئی اجنبی اپنا مال خرچ کریں تو ان کے مال پر حج کرنا واجب نہیں چونکہ اس میں احسان مندی کا پہلو ہے۔

حنابلہ بھی شافعیہ کی طرح رائے رکھتے ہیں کہ جب کسی شخص کو حج کا مکلف بنایا گیا حالانکہ حقیقت میں اسے حج لازم نہ ہو، اور وہ بلا ضرر حج کر سکتا ہو مثلاً ایک شخص پیدل سفر اور اپنے پیشے کو بذریعہ معاش بنا کر روز کے روز کمائے اور لوگوں کے سامنے دست سوال نہ پھیلائے تو اس کے لئے حج کرنا مستحب ہے۔ چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ ......الحج ۲۲/۲۷

وہ تمہارے پاس پیدل آئیں اور دبلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئیں۔

آیت میں پیدل چلنے والوں کو مقدم کیا گیا ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ پیدل چل کر حج کرنے میں رب تعالیٰ کی اطاعت میں مبالغہ آرائی ہے۔ البتہ جس شخص کا پیشہ دست سوال پھیلانا ہو اس کے لئے حج کرنا مکروہ ہے۔

حنابلہ کے نزدیک مشروط زادراہ شافعیہ کی طرح ہے، یعنی اتنا زادراہ جو جانے اور واپس لوٹنے کے لئے کافی ہو، اس میں اشیاء خورد ونوش اور پہننے کے کپڑے شامل ہیں۔ مناسب داموں زادراہ کی خریدنا لازم ہے اس میں داموں کی معمولی زیادتی متحمل ہے۔

اگر منزل بہ منزل زادراہ، پانی اور چارا ملنے کی توقع نہ ہو تو اپنے ساتھ اٹھا کر لے جانا لازمی ہے اگر منزل بہ منزل ملنے کی توقع ہو تو ساتھ لے جانا لازمی نہیں چونکہ اس میں مشقت ہے اور عادت کے خلاف ہے۔

زادراہ کے ساتھ ساتھ برتن جس میں زادراہ اور پانی محفوظ رکھا جا سکے لے کر جانا لازم ہے چونکہ اس کے سوا چارۂ کار نہیں۔

سواری...... سواری میں شرط ہے کہ صحیح وسلامتی والی ہو خواہ خرید کر یا کرائے پر رکھ کر جس پر سوار ہو کر حج کے لئے جا بھی سکے اور واپس بھی آ سکے۔ سواری کی درستی کے آلات بھی ساتھ ہوں، سواری کا ہونا مکہ سے مسافت پر موقوف ہے اگرچہ پیدل چلنے پر قدرت رکھتا ہو، چونکہ استطاعت سے مراد زادراہ اور سواری ہے۔

بعد مسافت سے مراد وہ فاصلہ ہے جس کے ہوتے ہوئے نماز قصر کی جاتی ہو وہ دونوں کی مسافت ہے۔ مسافت قصر سے کم فاصلہ میں سواری کا بطور شرط کوئی اعتبار نہیں، لہٰذا جو شخص مکی ہو یا مکہ سے باہر کا ہو جو مسافت قصر کے فاصلہ پر نہ ہو اسے پیدل چلنا لازم ہے، چونکہ یہ قریب رہنے والا ہے لہٰذا اس کی مشقت بھی قلیل ہے، اس کے لئے قدرت علی المشی کا خوف نہیں، نہ ہی سواری کے ہلاک ہونے کا خوف ہے ہاں البتہ کوئی بوڑھا ہو یا مریض ہو تو اس کے لئے سواری کا اعتبار ہوگا، اگرچہ مسافت قصر سے کم فاصلہ ہو، مریض پر یا معذور پر گھٹنوں کے بل چل کر جانا لازمی نہیں چونکہ اس میں زیادہ مشقت ہے۔

زادراہ اور سواری عیال کے نفقہ سے زائد ہو اور ان کے علاوہ گھر والوں کے لئے آنے جانے کی مدت تک نفقہ کافی ہو، واپس لوٹ آنے کے بعد کی مدت کے نفقہ کا اعتبار نہیں، چونکہ نفقہ آدمیوں کے حقوق سے متعلق ہوتا ہے اور آدمی اس کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں اور آدمیوں کا حق بھی زیادہ موکد ہوتا ہے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "آدمی کو گناہ گار ہونے میں اتنی بات بھی کافی ہے کہ وہ اپنے عیال کو ضائع کرے۔"

زادراہ اور سواری اپنی اور گھر والوں کی ضروریات سے زائد ہوں یعنی رہائش، خادم اور وہ اشیاء جن کے سوا چارہ کار نہیں ان سے زائد ہوں، اسی طرح یہ دونوں قرضہ کی ادائیگی سے بھی زائد ہوں چونکہ قرضہ کی ادائیگی کا شمار بھی حوائج اصلیہ میں ہوتا ہے۔ نیز قرضہ کے ساتھ آدمیوں کے حقوق متعلق ہوتے ہیں اور آدمیوں کا حق زیادہ ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی شخص شادی کی ضرورت محسوس کرے اور اسے اپنے اوپر گناہ کا خوف ہو تو وہ پہلے شادی کرے پھر حج کو جائے، چونکہ شادی کرنا ایسی حالت میں واجب ہے اور اس سے مفر نہیں۔ شادی بھی نفقہ کی مانند ہے، اگر اپنے اوپر گناہ کا خوف نہ ہو تو شادی سے پہلے حج کرسکتا ہے، چونکہ ایسی صورت میں شادی کرنا نفلی عمل ہے لہٰذا نفل کو واجب پر مقدم نہیں کیا جائے گا۔

اگر کسی شخص کی زمین ہو اس میں براہ راست اس کی رہائش کی ضرورت ہو، یا عیال کی رہائش کی ضرورت ہو، یا اس کی اجرت کا محتاج ہو اپنے یا عیال کے نفقہ کے لئے، یا نفع پر سرمایہ لگا رکھا ہو اور اس کے منافع کے نقصان کا اندیشہ ہو، یا باہر چرنے والے مویشی ہوں جن کے لئے اس کی ضرورت ہو تو ان سبھی صورتوں میں حج لازمی نہیں ہوگا۔

اگر ان اشیاء سے کوئی فاضل چیز ہو تو حج کے لئے ان کا فروخت کرنا ضروری ہے۔ اگر کتابیں ہوں جن کی اسے ضرورت پیش آتی ہو تو حج کے لئے ان کا فروخت کرنا ضروری نہیں۔ اگر ایسی کتابیں ہوں جن کی اسے ضرورت نہ پڑتی ہو تو ان کا فروخت کرنا ضروری ہے۔

اگر کسی شخص کا قرضہ کسی دوسرے پر ہو جو مقروض اسے دے رہا ہو اور وہ حج کے لئے کافی ہو تو اس پر حج کرنا لازمی ہے، چونکہ وہ قادر ہے، البتہ اگر قرضہ کسی تنگدست پر ہو یا اس کا وصول کرنا دشوار ہو تو حج لازمی نہیں ہوگا۔

اسی طرح راستے کا پرامن ہونا بھی شرط ہے، یعنی راستے میں دشمن وغیرہ کی رکاوٹ کا خوف نہ ہو، عورت کے لئے خاوند یا کسی محرم کا موجود ہونا شرط ہے، اگر عورت کے ساتھ ان دو میں سے کوئی نہ ہو تو اس پر حج واجب نہیں، وقت کے اندر اندر سفر کا طے کرلینا بھی شرط ہے یعنی مدت کے اندر اندر شرائط پوری کر کے سفر کر کے مکہ تک پہنچ سکتا ہو یہ شرط حنفیہ اور مالکیہ کے مذہب کے موافق ہے، البتہ ان دو شرائط کے متعلق حنابلہ کی دو روایتیں ہیں۔

۱..... یہ کہ دونوں شرائط وجوب کی شرائط میں سے ہیں جیسے حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں۔

۲..... یہ شرائط حج کے لئے کوشش کرنے اور سعی کرنے کی شرائط میں سے ہیں، لہٰذا جو شخص مرگیا اور اس پر حج واجب تھا تو اس کی طرف سے حج کردیا جائے گا، جبکہ پہلی روایت کے مطابق اس پر حج واجب نہیں ہوگا حنابلہ کا بھی مذہب یہی ہے۔

عورت اجازت لے یا نہ لے؟..... اکثر علماء کے نزدیک خاوند بیوی کو حج اسلام سے نہیں روک سکتا، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی ہے، چونکہ عورت پر حج فرض ہے لہٰذا خاوند کو روکنے کا اختیار نہیں۔ جیسے رمضان کا روزہ اور پانچ نمازیں۔ البتہ عورت کے لئے مستحب ہے کہ وہ خاوند سے حج کے لئے اجازت لے، اگر خاوند اجازت دے تو بہت اچھا ورنہ بغیر اجازت کے حج کرے۔ اگر عورت نفلی حج کرنا چاہتی ہو تو خاوند اسے منع کرسکتا ہے۔

شافعیہ..... کہتے ہیں خاوند عورت کو فرض حج سے روک سکتا ہے اسی طرح حج مسنون سے بھی روک سکتا ہے، چونکہ خاوند کا حق بھی علی الفور ہے جبکہ حج کا وجوب علی التراخی ہے، جبکہ خاوند عورت کو نماز، روزہ سے نہیں روک سکتا، دونوں کی وجہ فرق یہ ہے کہ نماز اور روزہ کی مدت اور وقت قلیل ہوتا ہے جبکہ حج کا وقت زیادہ اور طویل ہوتا ہے۔

عورتوں کی مخصوص شرائط..... عورتوں کی خاص شرائط دو ہیں جو سابقہ تفصیل سے بخوبی سمجھ آتی ہیں جو یہ ہیں۔

اول..... یہ کہ عورت کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہو، اگر ان دو میں سے کسی کو نہ پائے تو عورت پر حج فرض نہیں ہے، یہ شرط متفق علیہ ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو پہلے بھی گذر چکی ہے۔ کہ ”عورت تین دن سے زائد سفر نہ کرے الا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی محرم ضرور ہو۔ ❶ دوسری حدیث ہے۔ ”عورت ہرگز حج نہ کرے الا یہ کہ اس کے ساتھ خاوند ہو۔ ❷

❶ ..... متفق علیه عند البخاری ومسلم واحمد عن ابن عمر (نیل الاوطار ۴/ ۲۹۰) ❷ رواه الدار قطنی وصححه ابو عبداللّٰه.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کو خاوند یا محرم دستیاب نہ ہو تو پھر کیا کرے؟..... البتہ شافعیہ کہتے ہیں کہ عورت کے ساتھ اگر با اعتماد عورتیں ہوں تو اس عورت پر حج فرض ہے، اگر ایک عورت ہو تو اس کے ساتھ حج واجب نہیں، مالکیہ کہتے ہیں اگر عورت کے ساتھ قابل اعتماد عورتیں ہوں تو اس پر حج واجب ہے، اگر فقط مرد ہوں اور قابل اعتماد ہوں تو تب بھی اس پر حج واجب ہے یا دونوں مخلوط ہوں یعنی مرد عورتیں مشترک ہوں تب بھی عورت پر حج واجب ہے، اس میں شافعیہ اور مالکیہ کی دلیل آیت کریمہ ہے۔ انہوں نے آیت سے استدلال اس طرح کیا ہے کہ آیت میں عموم ہے۔"ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا" لہٰذا جس عورت کو اپنے اوپر فساد کا خوف نہ ہو تو اسے حج لازم ہے۔

محرم کا ضابطہ..... وہ لوگ جن کے ساتھ عورت کا نکاح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو، کسی سبب مباح اور عورت کی حرمت کی وجہ سے خواہ حرمت نسب کی وجہ سے ہو یا رضاع کی وجہ سے ہو یا سسرال کی وجہ سے ہو۔

چنانچہ ہمیشہ ہمیشہ کی قید سے بہنوئی اور پھوپھا نکل گئے یہ رشتے محرم نہیں۔ سبب مباح کی قید سے اس عورت کی ماں سے احتراز ہو گیا جس عورت کے ساتھ شبہ کی وجہ سے وطی ہو جائے اور اس کی بیٹی بھی نکل گئی، عورت کی حرمت کی قید سے لعان کرنے والی عورت کا خاوند نکل گیا۔ لہٰذا عورت لعان کرنے والے خاوند کے ساتھ بھی حج نہیں کر سکتی۔

ملاحظہ..... شافعیہ اور مالکیہ کے درمیان اختلاف اور باقی فقہاء کے درمیان اختلاف فریضہ کے سفر میں محصور ہے۔ اس میں سے حج کا سفر بھی ہے، بالا جماع اس پر اختیاری سفر کو قیاس نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے الا یہ کہ عورت کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو، عورت سفر نہ کرے مگر کسی محرم کے ساتھ، ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیوی حج کے لئے چلی گئی جبکہ میں فلاں اور فلاں غزوہ میں مصروف پیکار تھا، آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ ❶

دوم..... عورت طلاق یا وفات کی عدت میں نہ ہو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے عدت گزارنے والی عورتوں کو باہر نکلنے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ ..... الطلاق ۶۵/۱

عدت گزارنے والی عورتوں کو ان کے گھروں سے مت باہر نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ عدت کی مدت ختم ہونے کے بعد دوسرے وقت میں بھی حج ادا کرنا ممکن ہے جبکہ عدت وقت مخصوص میں واجب ہوتی ہے، طلاق اور وفات کے بعد عدت ہوتی ہے یوں دونوں حکموں کو جمع کرنا ممکن ہے کہ عدت گزارنے کے بعد دوسرے سال وقت آنے پر حج کرے۔

ملاحظہ..... یہ دو شرائط سلامتی بدن کی شرائط کے ساتھ یعنی آفات جو سفر کے مانع ہیں جیسے مرض اور اندھاپن، اور حسی مانع کا زائل ہونا جیسے حبس وقید کا ختم ہونا، راستے کا پرامن ہونا یہ شرائط حنفیہ کے نزدیک وجوب اداء کی شرائط ہیں اور یہ پانچ ہیں۔ رہی بات شرائط وجوب یا شرائط فرضیت کی تو وہ آٹھ ہیں: اسلام، عقل، بلوغ، حریت (آزادی) وقت، قدرت زاد راہ اگرچہ مکہ میں ہو اور سواری کی قدرت اور بلا مشقت کے قوت ہو۔

اگر کوئی معذور تکلف کر کے اپنی طرف سے خود حج کر لے تو اس کا یہ حج، حج اسلام کی طرف سے کافی ہوگا۔

---

❶..... متفق عليه عن ابن عباس واللفظ لمسلم (سبل السلام ۲/ ۱۸۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ کے نزدیک اس کی شرط یہ ہے کہ وہ معذور عاقل بالغ اور آزاد ہو، چونکہ وہ بھی اہل فرض میں سے ہے، ہاں البتہ اس پر حج فرض نہیں۔ تاکہ وہ حرج میں مبتلا نہ ہو، اور جب خود اس نے حرج برداشت کرنے کی ٹھان لی تو اس کا حج بھی واقعی ہوگا۔

حنابلہ عدت وفات میں عورت کو حج کے لئے جانے کی اجازت نہیں دیتے جبکہ اگر عورت کو طلاق بائنہ ہو تو وہ ان کے نزدیک حج کا سفر کرسکتی ہے، چونکہ عدت وفات کی صورت میں گھر پر ٹھہرنا اور گھر ہی میں رات گزارنا عورت پر واجب ہے، جبکہ طلاق بائنہ کی صورت میں گھر پر رہنا عورت پر واجب نہیں۔ اگر عورت طلاق رجعی میں ہو اور سفر حج پر چلی جائے اور پیچھے اس کا خاوند وفات پا جائے اگر گھر کے قریب ہو (نسبتاً مکہ سے ابھی دور ہو) گھر واپس لوٹ جائے اور اپنے گھر میں عدت گزارے اور اگر گھر سے دور نکل گئی ہو (اور مکہ کے نسبتاً قریب ہو) تو سفر جاری رکھے اور حج کرے۔

نیابت حج اور دوسرے کی طرف سے حج کرنا

اس موضوع میں مندرجہ ذیل امور حل طلب ہیں۔ ❶

اول: کون سی عبادات میں نیابت چل سکتی ہے اور کن میں نہیں چل سکتی......عبادات کی تین اقسام ہیں۔

ا......محض مالی عبادات جیسے زکوٰۃ کفارہ اور قربانی، ان اقسام میں بالاتفاق نیابت جائز ہے خواہ حالت اختیاری میں یا ضرورت وحاجت میں، چونکہ ان عبادات سے مقصود ان کے اہل کو نفع پہنچانا ہے یہ مقصد کسی بھی شخص سے حاصل ہوسکتا ہے خواہ خود مالک بجالائے یا اس کا نائب۔

ب......محض بدنی عبادات: جیسے نماز اور روزہ، اس میں نیابت جائز نہیں۔ چونکہ ان عبادات سے مقصود نفس کو کھپانا ہے یہ مقصد نیابت سے حاصل نہیں ہوتا۔

ج......مرکب عبادات یعنی ایسی عبادات جو بدنی بھی ہوں اور مالی بھی، جیسے حج۔ چنانچہ حج میں مالکیہ کے علاوہ جمہور کے نزدیک نیابت جائز ہے جبکہ بندہ خود حج کرنے سے عاجز ہو یا نیابت کی ضرورت ہو، چونکہ مشقت مقصودہ نفس کے فعل سے حاصل ہوتی ہے اور یہ مشقت اپنا مال دے کر دوسرے کے فعل سے بھی حاصل ہوتی ہے، یہ عبادت نماز سے مختلف ہے چونکہ حج میں دوران سفر مال خرچ کرنا پڑتا ہے اور مالی قربت پر مشتمل ہے۔

مالکیہ......مالکیہ صحیح قول کے مطابق کہتے ہیں: زندہ آدمی کی حج میں نیابت جائز نہیں خواہ حج فرض ہو یا نفلی، خواہ اجرت سے ہو یا بغیر اجرت کے، حج میں تو اجارہ فاسد ہے، چونکہ حج بدنی عمل ہے یہ نیابت کو قبول نہیں کرتا، جیسے نماز وروزہ۔ چونکہ حج سے مقصود نفس کی تادیب وتہذیب ہے چونکہ وطن کو چھوڑنا پڑتا ہے، سفر کرنا پڑتا ہے، سلے ہوئے کپڑوں کو ترک کرنا پڑتا ہے تاکہ معاد آخرت اور قبر کی یاد تازہ ہو، حج کی مخصوص جگہوں میں شعائر اللہ کی تعظیم کرنی پڑتی ہے، اور جن چیزوں کی حقیقت نامعلوم ہو ان کے لئے بلاچوں وچراں ظاہری انقیاد کرنا پڑتا ہے جیسے رمی جمار اور صفا ومروہ کے درمیان سعی، یہ سبھی مقاصد اور مصالح تبھی متحقق ہوسکتے ہیں جب انسان خود براہ راست حج کرے۔

البتہ اگر میت نے زندگی میں حج کی وصیت کی ہو تو اس کی طرف سے حج صحیح ہے لیکن اس میں بھی کراہت ہے، اور نیابت میں نفلی حج کرنا بھی مکروہ ہے۔

دوم: میت کے لئے ایصال ثواب......علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ دعا، صدقہ اور ہدی (قربانی) وغیرہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے

---

❶......دیکھئے فتح القدیر ۳۰۸/۲، البدائع ۲۱۲/۲، تبیین الحقائق ۸۳/۲، الدرالمختار ۳۲۶/۲، الشرح الکبیر ۱۰/۲ الشرح الصغیر ۱۴/۲ مغنی المحتاج ۴۲۸/۱، غایۃ المنتھی ۳۵۸/۱ المغنی ۲۲۷/۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حدیث گزر چکی ہے۔ کہ ''جب کوئی انسان مرجاتا ہے اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے البتہ تین چیزیں باقی رہتی ہیں، صدقہ جاریہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے، نیک اولاد جو میت کے لئے دعا کرتی رہے۔ ❶

جمہور اہل سنت والجماعت...... کہتے ہیں کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے، یعنی نماز، روزہ صدقہ، تلاوت قرآن وغیرہ کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے، اور یوں کہے: یا اللہ میں نے جو عمل کیا ہے، اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دو، اس کی دلیل یہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خوبصورت مینڈھوں کی قربانی کی ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے۔ ❷

اسی طرح دوسری روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے سوال کیا: میرے والدین تھے میں ان کی زندگی میں ان سے بھلائی کرتا رہا ہوں ان کے مرنے کے بعد میں ان سے کیسے بھلائی کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھلائی کے بعد بھلائی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھو اور اپنے روزہ کے ساتھ ان کا روزہ بھی رکھو۔ ❸

شبہ کا ازالہ...... فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾ النجم ۵۳/۳۹

اور یہ کہ انسان کو اپنی کوشش کے سوا کسی کا حق نہیں پہنچتا۔

اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایصال ثواب کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس شبہ کا ازالہ یہ ہے کہ اگر انسان دوسرے کو ثواب ہبہ کر دے تو اسے پہنچتا ہے، جیسا کہ ابن ہمام نے اس کی تحقیق کی ہے۔ یا یہ کہ یہ طریق عدل میں سے نہیں لیکن طریق فضل میں سے تو ہے، ہی ایک دوسری آیت سے بھی تائید ہوتی ہے:

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ...... الطور ۵۲/۲۱

اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ایمان میں ان کی اولاد نے بھی ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی شامل کر لیں گے۔

دوسرا شبہ...... حدیث ہے کہ ''جب کوئی انسان مرجاتا ہے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔'' بظاہر شبہ ہو سکتا ہے کہ ایصال ثواب کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس کا ازالہ یہ ہے کہ آدمی کا اپنا ذاتی عمل موت سے منقطع ہو جاتا ہے دوسرے کا عمل میت کی حق میں منقطع نہیں ہوتا۔

ایک اور حدیث ہے کہ ''کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا اور دوسرے کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتا۔'' اس سے بھی یہی شبہ پیدا ہوتا ہے، اس کا ازالہ یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا کرنے سے عہدہ برآ اور بری الذمہ نہیں ہوتا، ثواب کے حق میں کوئی ممانعت نہیں۔

ایصال ثواب میں کوئی عقلی ممانعت نہیں چونکہ اس میں اپنا ثواب دوسرے کو بخشنا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ میت تک ثواب کو پہنچا دیتا ہے اور وہ اس پر قادر ہے لہٰذا ایصال ثواب ایک عمل کے ساتھ خاص ہو اور دوسرے کے ساتھ نہ ہو ایسا قطعاً نہیں۔

ایصال ثواب کے متعلق معتزلہ کا موقف...... معتزلہ کہتے ہیں انسان کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے عمل کا ثواب کسی اور کو پہنچائے، ثواب دوسرے کو پہنچتا ہی نہیں اور نہ ہی اس کو نفع پہنچتا ہے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾ وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿٤٠﴾ النجم ۵۳/۳۹،۴۰

اور یہ کہ انسان کو اپنی کوششوں کے سوا کسی کا حق نہیں پہنچتا اور یہ کہ انسان عنقریب اپنی کوشش کو عنقریب دیکھ لے گا۔

---

❶...... رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ (ریاض الصالحین، ص ۳۴۷) ❷ روی فیہ سبعۃ احادیث عن عائشۃ وجابر وابی رافع وحذیفۃ بن اسید الغفاری ابی طلحۃ انصاری وانس۔ (نصب الرایۃ ۲/ ۱۵۱) ❸ رواہ الدار قطنی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ عمل کو ثواب (بدلہ) جنت ہے نیز انسان کے بس میں یہ نہیں کہ وہ اپنے عمل کے ثواب کو اپنے لئے مرتب کرے چہ جائیکہ دوسرے کو پہنچائے گا۔

امام مالک اور امام شافعی..... کہتے ہیں کہ: صدقہ، عبادت مالیہ اور حج کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جاسکتا ہے جبکہ ان کے علاوہ وہ جتنے بھی اعمال طاعت ہیں مثلاً نماز، روزہ قرأت قرآن وغیرھا کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز نہیں۔ ❶

سوم: حج میں نیابت کی مشروعیت اور جواز میں اقوال فقہاء..... جو شخص مرجائے حالانکہ اس پر حج فرض ہو اور حج نہ کرسکے یا زندہ ہو پر بیمار ہو اور حج کرنے سے عذر کی وجہ سے عاجز ہو تو اس کی طرف سے حج کرنا جائز ہے (اسی کو نیابت بھی کہا جاتا ہے) فقہاء کی آراء مندرجہ ذیل ہیں۔ ❷ (ایسے حج کو حج بدل کہا جاتا ہے)

حنفیہ..... کہتے ہیں: جس شخص پر بنفسہ کسی عذر مثلاً مرض وغیرہ کی وجہ سے حج واجب نہ ہو اور اس کے پاس مال ہو تو اس کے لئے لازمی ہے کہ اپنی طرف سے حج کرنے کے لئے کسی دوسرے شخص کو بھیجے اور یہ حج اس کے حج اسلام کی طرف سے کافی سمجھا جائے گا، بالفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ فقط بوقت عجز حج میں نیابت جائز ہے، جبکہ قدرت ہوتے ہوئے جائز نہیں، اس میں شرط یہ ہے کہ عذر موت تک دائمی ہو، رہی بات اس شخص کی جو حج کرنے میں کوتاہی برتتا رہا حتیٰ کہ مرگیا تو اس کے لئے اپنی طرف سے حج کروانے کی وصیت کرنا واجب ہے وصیت کا اطلاق اس کے شہر سے ہوگا، بشرطیکہ کسی دوسرے شہر کی تعیین نہ کی ہو، گویا حج بدل کی دو حالتیں ہیں: (۱) خود حج کرنے سے عاجز (معذور) ہونا (۲) موت کے بعد حج کرانے کی وصیت۔

مالکیہ..... مالکیہ کے نزدیک قابل اعتماد مذہب یہ ہے کہ زندہ شخص کی طرف سے حج بدل کرنا جائز نہیں، گویا مالکیہ کے نزدیک حج بدل مطلقاً صحیح نہیں۔ صرف اس میت کی طرف سے حج بدل کیا جاسکتا ہے جس نے مرتے وقت وصیت کی ہے، میت کی طرف سے حج بدل کراہت کے ساتھ صحیح ہے اور میت کے تہائی مال سے حج کروایا جائے گا، لنجے معذور شخص پر حج واجب نہیں الا یہ کہ وہ خود بنفس نفیس حج کرے چونکہ آیت حج میں ہے۔ ”مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا“ یعنی جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو جبکہ لنجا معذور حج کی استطاعت نہیں رکھتا۔

شافعیہ..... شافعیہ دو حالتوں میں حج بدل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا: کمزوری کی حالت..... اسے کمزوری کی حالت یا حالت عذر سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، اس سے مراد ایسا شخص جو اس حالت کے ہوتے ہوئے حج کرنے سے عاجز ہو مثلاً بڑھاپے کی حالت، لنجاپن، لنگڑاپن وغیرہ۔

یعنی وہ شخص جو ان میں سے کسی عذر سے معذور ہو وہ سواری پر جم کر بیٹھ نہ سکتا ہو، اسے حج لازمی ہے۔

اگر ایسے شخص کو پائے جو اس کی طرف سے حج کرسکے اور مثلی اجرت لے، بشرطیکہ نائب کو جو مال دے وہ حاجت اصلیہ کے علاوہ ہو، لیکن اس میں عیال کے نفقہ کی شرط نہیں، چونکہ اس کے بغیر ہی اسے استطاعت حاصل ہے۔

چونکہ جس طرح استطاعت نفس کے اعتبار سے ہوتی ہے اسی طرح بذل مال اور طاعت رجال سے بھی ہوتی ہے۔

لہٰذا جو شخص حج کرنے سے عاجز ہو اس پر لازم ہے مال دے کر کسی نائب کو کھڑا کرے جو اس کی طرف سے حج کرسکے۔

---

❶ ..... واضح ہوچکا ہے کہ اعمال طاعت کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جاسکتا ہے اس کے دلائل بے شمار ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ ایصال ثواب للمیت مصنفہ ابوریحان مولانا عبدالغفور سیالکوٹی طبع مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد۔ ❷ دیکھئے البدائع ۲/ ۱۲۲، الدر المختار ۲/ ۳۲۶، الشرح الصغیر ۲/ ۱۵ بدایۃ المجتہد ۱/ ۳۰۹ مغنی المحتاج ۱/ ۴۲۸ المغنی ۳/ ۲۲۷، کشاف القناع ۲۴۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب.....جس شخص کو موت آجائے اور وہ حج نہ کرے تو اس کے ورثہ پر اس کی طرف سے حج کرانا واجب ہے، اور حج میت کے ترکہ سے کرایا جائے، جیسے اس کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے، ورثاء پر واجب ہے کہ اس کے ترکہ سے اتنا مال کسی کو دے کر اس کی طرف سے حج بدل کرائیں۔ اور نائب کو اتنا مال دیا جائے جو اسے آنے جانے میں کافی ہو۔

خلاصہ.....شافعیہ کی نزدیک استطاعت حج کی دو انواع ہیں۔ ایک براہ راست خود حج کرنے کی استطاعت، اور دوسرے سے حج کروانے کی استطاعت، پہلی قسم کی استطاعت کے لئے سابقہ بیان کردہ شرائط ضروری ہیں یعنی سواری، زادراہ، راستے کا پرامن ہونا، بدن کا تندرست ہونا، سفر کا وقت بقدر امکان ہو۔

استطاعت کی دوسری قسم یہ ہے کہ بندہ بذات خود حج کرنے سے عاجز ہو یا تو مر گیا ہو، یا اپاہج ہو یا بہت بوڑھا ہو، یا ایسا مریض ہو کہ اس کی صحت یابی کی کوئی امید نہ ہو یا ایسا بوڑھا ہو جو سواری پر جم کر بیٹھ نہ سکتا ہو اور اس میں شدید مشقت پیش آتی ہو، یہ زندہ عاجز ہے اسے معضوب (کمزور) کہا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص مر گیا جو صاحب استطاعت تھا مگر حج نہ کرسکا، اگر اس نے اپنے پیچھے مال چھوڑا تو ورثاء پر اس کی طرف سے حج بدل کرانا واجب ہے، اجنبی وارث کے لئے بھی اس کی طرف سے حج کرنا جائز ہے برابر ہے میت نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

رہی بات معضوب (کمزور، عاجز معذور) شخص کی اس کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے حج بدل کرانا جائز نہیں، اگر وہ مال پاتا ہو تو نائب بنانا واجب ہے یعنی مزدوری پر ایک شخص کو اپنی طرف سے حج کرانے کے لئے بھیجے اور مزدوری میں دیا ہوا مال حاجت اصلیہ سے زائد ہو بشرطیکہ نائب اجرت مثل کے ساتھ راضی ہو، اگر مال نہ پاتا ہو البتہ ایسا شخص پائے جو اس کی اولاد سے ہو خواہ مرد ہو یا عورت جو تبرعاً اس کی طرف سے حج کرے تو اس صورت میں بھی نائب بنانا لازمی ہے۔

میت کی لئے نفلی حج میں نائب بنانا اصح قول کے مطابق جائز ہے اسی طرح کمزور شخص کے نفلی حج کے لئے بھی نائب بنانا جائز ہے۔ اگر کمزور عاجز شخص نے حج کے لئے نائب بنایا پھر اس کا عذر جاتا رہا اور صحت یاب ہو گیا تو اسے نائب کا حج کافی نہیں ہوگا اصح قول کے مطابق، بلکہ اس پر از سر نو حج کرنا لازمی ہے۔ ❶

فرع.....مذکورہ اصول کی اساس پر اگر کسی شخص پر حج واجب ہوا اور اس نے حج نہ کیا حتیٰ کہ وہ مر گیا تو اس کے حال پر غور کیا جائے گا اگر حج ادا کرنے کی قدرت سے پہلے مر گیا تو اس کا حج ساقط ہو گیا اور قضاء اس پر واجب نہیں۔

اور اگر ادائے حج پر قدرت حاصل ہونے کے بعد مرا تو فرض ساقط نہیں ہوگا اور اس کے ترکہ سے حج بدل کرانا واجب ہے، میقات سے حج کرانا واجب ہے۔ ❷ چونکہ حج میقات سے واجب ہوتا ہے، حج اصل سرمایہ (رأس المال) سے واجب ہوگا چونکہ حج دین واجب ہے لہٰذا راس المال سے کرایا جائے گا جیسے قرضہ دیا جاتا ہے، اگر حج اور کسی آدمی کا قرضہ جمع ہو گئے اور ترکہ سے ان دونوں کی ادائیگی کی گنجائش نہ ہو تو اصح قول کے مطابق حج مقدم ہوگا۔ (یعنی حج پہلے کرایا جائے گا)۔ ❸

حنابلہ.....حنابلہ نے بھی شافعیہ کی طرح دو حالتوں میں حج بدل کو جائز قرار دیا ہے۔

ا: معضوب، کمزور معذور.....معضوب سے مراد وہ شخص ہے جو بڑھاپے، اپاہج ہونے، مرض، یا بوجھل ہونے کی وجہ سے جو سواری کی قدرت نہ رکھتا ہو مگر ایسی مشقت کے ساتھ جو برداشت سے باہر ہو یا عورت محرم سے مایوس ہو تو ان اسباب کی وجہ سے جو حج وعمرہ کرنے

---

❶.....کتاب الایضاح للنووی ص ۱۶ المہذب ۱/۱۹۹۔ ❷ میقات حرم مکہ کی وہ حد جہاں سے آگے بغیر احرام کے جانا ممنوع ہے۔

❸ المہذب ۱/۱۹۹ المجموع ۷/۸۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے عاجز ہو۔

یہ تمام مذکورین اگر نائب پائیں تو ان کی طرف سے حج بدل لازمی ہے، نائب کا آزاد ہونا شرط ہے، حج وعمرہ علی الفور کرایا جائے اپنے شہر سے، یا ایسی جگہ سے جہاں سے حج عمرہ کرنے میں آسانی ہو۔

مرد کی طرف سے عورت اور عورت کی طرف سے مرد کا نائب ہونا جائز ہے، البتہ حنفیہ کے نزدیک عورت کو نائب بنانا مکروہ ہے چونکہ عورت رمل نہیں کر سکتی، صفا ومروہ کے درمیان سعی نہیں کر سکتی اور سر بھی نہیں منڈوا سکتی لہٰذا حج میں قدرے نقصان اور کمی پائی جائے گی۔

اگر مال نہ پائے جسے نائب کو دے کر حج کرایا جائے تو اس صورت میں بلا خلاف حج واجب نہیں چونکہ اگر صحت مند اور تندرست آدمی ہو اور اس کے پاس مال نہ ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہوتا۔ جبکہ مریض پر بطریق اولیٰ حج کرنا واجب نہیں، اور اگر مال تو پائے لیکن نائب کو نہ پائے تو مسئلہ کی نوعیت سابقہ دو روایتوں کے مطابق ہوگی کہ آیا امکان سفر شرائط وجوب میں سے ہے جیسا کہ یہی مذہب حنابلہ ہے اس کی رو سے موت کے بعد حج واجب نہیں یا یہ حج کے لئے کوشش کرنے کی شرائط میں سے ہے تو اس صورت میں موت کے بعد حج واجب ہوگا۔

اگر بیماری ختم ہونے اور قید وبند ختم ہونے کی امید ہو تو اس شخص کے لئے نائب بنانا جائز نہیں اگر ایسا کر دیا تو نائب کا حج اس کی طرف سے کافی نہیں ہوگا چونکہ اسے بذات خود حج کرنے کی امید ہے لہٰذا اس کے لئے نائب بنانا جائز نہیں اگر نائب بنا دیا تو حج کافی نہیں ہوگا بلکہ از سر نو دوبارہ بذات خود کرنا ہوگا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی فقیر حج کرلے تو فقر زائل ہونے کے بعد دوبارہ حج اس پر لازمی ہوگا۔

اگر معذور شخص نائب کے احرام باندھنے سے پہلے صحیح ہو گیا اور اس کا عذر جاتا رہا تو بالاتفاق نائب کا حج اسے کافی نہیں ہوگا چونکہ نائب کے شروع کرنے سے پہلے اصیل بذات خود قادر ہو گیا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے مقیم پانی پالے تو اس کا تیمم باطل ہو جاتا ہے۔

جب معذور شخص نے اپنی طرف سے حج بدل کرا دیا پھر اس کا عذر جاتا رہا تو اس پر دوبارہ حج کرنا واجب نہیں، چونکہ وہ اپنا سا مامور بہ بجالایا ہے اور ذمہ داری سے نکل چکا اور عہدہ برآ ہو چکا۔ البتہ شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں اسے دوسرا حج لازمی ہے، چونکہ یہ مایوسی میں بدل تھا چنانچہ جب عذر جاتا رہا معلوم ہوا کہ وہ مایوس نہیں تھا، لہٰذا اسے اصل حج لازم ہوگا جیسے کوئی مایوس عورت مہینوں کے اعتبار سے عدت گزارتی ہے اور پھر اسے حیض آجائے، تو مہینوں کے حساب سے گزاری ہوئی عدت کافی نہیں ہوتی۔

زندہ شخص کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر حج اور عمرہ کرنا جائز نہیں، برابر ہے حج وعمرہ فرض ہوں یا نفلی، چونکہ یہ ایسی عبادت ہے کہ اس میں نیابت چلتی ہے لہٰذا عاقل بالغ شخص کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

۲۔میت جس پر زندگی میں حج واجب تھا۔۔۔۔۔۔جس شخص پر حج واجب تھا اور مطلوبہ شرائط جو پہلے گزر چکی ہیں وہ بھی پوری تھیں لیکن وہ حج میں کوتاہی کرتا رہا اور تاخیر کرتا رہا حتیٰ کہ حج کرنے سے پہلے ہی مر گیا یا میت سے کوتاہی نہیں ہوئی کسی عذر یا مرض کی وجہ سے یا قید وبند وغیرہ کی وجہ سے تاخیر ہوئی اور مر گیا تو اس کے جمیع مال سے اتنا مال نکالا جائے گا جس سے حج اور عمرہ کیا جا سکے۔ اگرچہ اس نے وصیت نہ کی ہو، اس کی طرف سے حج بدل اس جگہ سے واجب ہے جہاں سے اس پر حج واجب ہوا تھا اس جگہ سے حج نہ کرایا جائے جہاں اس کی موت واقع ہوئی، چونکہ قضاء علی صفت الاداہونی چاہئے۔

(یعنی عمل کی قضاء بعینہ اداء کی طرح ہو) بلکہ واجب ہے کہ نائب میت کے شہر سے باہر کا رہنے والا نہ ہو جو مسافت قصر کی دوری پر ہو، مسافت قصر کے اندر اندر نائب سے حج کروانا جائز ہے، چونکہ اتنی مسافت کے اندر حاضر کے حکم میں ہے، اگر ایک شخص حج کے لئے نکلا راستے میں مر گیا یا نائب حج بدل کر رہا تھا کہ راستے میں مر گیا تو جس جگہ اس کی موت واقع ہوئی وہیں سے حج کروایا جائے۔

اگر اجنبی میت کی طرف سے حج کردے تو اس کا حج ساقط ہو جائے گا اگرچہ اجنبی میت کے ولی کی اجازت کے بغیر حج کرے، چونکہ نبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو قرضہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے یعنی میت کی طرف سے حج کرنا جائز ہے خواہ حج فرض ہو یا نفلی، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا ہے باوجود معلوم ہونے کے کہ اس کی اجازت نہیں ہوگی، لہٰذا جو فرض جائز ہو وہ نفلی بھی جائز ہے جیسے صدقہ کرنا میت کی طرف سے جائز ہے خواہ فرض ہو یا نفلی۔

اگر کسی مسلمان نے نفلی حج کی وصیت کی اور نائب کی جگہ متعین نہ کی تو اس کی طرف سے میقات سے حج بدل کرانا جائز ہے جب تک کہ بقدر کفایت سے وصیت کا قرینہ مانع نہ ہو، لہٰذا اس کے شہر کے میقات سے متعین ہوگا، اگر مال تھوڑا ہو اور اس کے شہر سے حج بدل نہ ہوسکتا ہو مثلاً میت نے اتنا مال چھوڑا جس سے حج نہیں ادا ہوسکتا یا اس پر قرضہ تھا تو حج کے لئے حصہ کے بقدر مال لیا جائے گا اور جہاں سے اس مال سے حج ممکن ہو وہاں سے کروایا جائے گا چونکہ حج دین کے مشابہ ہے۔

خلاصہ..... مالکیہ اور حنفیہ میت کی طرف سے حج بدل کو اس صورت میں جائز قرار دیتے ہیں جب میت نے وصیت کی ہو اور حج میت کے تہائی مال سے کرایا جائے گا، مالکیہ کے علاوہ جمہور زندہ عاجز معذور شخص کی طرف سے حج بدل جائز قرار دیتے ہیں، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک نائب اصیل کے شہر سے حج کرے گا شافعیہ کے نزدیک میقات سے حج کرے گا۔ ❶

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک وصیت راس المال (کل مال کل سرمایہ) سے نافذ ہوگی تہائی مال سے نافذ نہیں ہوگی۔ ❷

جمہور کے نزدیک نائب علی الفور حج کرے چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ...... البقرۃ ۲/۱۹۶

اور

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ...... آل عمران ۳/۹۷

ان آیات میں علی الفور کا حکم ہے جبکہ شافعیہ کے نزدیک نائب پر علی التراخی حج واجب ہے، یعنی نائب حج میں تاخیر کرسکتا ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رہے جبکہ جنگ میں مشغول تھے اور نہ کسی اور کام میں، آپ کے ساتھ بہت سارے لوگ جو حج پر قدرت رکھتے تھے وہ بھی پیچھے رہے، اس سے معلوم ہوا کہ حج واجب علی التراخی ہے۔

حج بدل کی مشروعیت کے دلائل..... فقہاء کرام نے حج بدل کی مشروعیت پر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ کہ "قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! میرے والد شیخ فانی ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا فریضہ حج ہے، لیکن وہ اونٹ کی پشت پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والد جو حج کی قدرت نہ رکھتا ہو اس کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے، چنانچہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع کا ہے۔ ❸

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت ہے۔ کہ "قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: میری ماں نے حج کی منت (نذر) مانی ہے، پر وہ حج کرنے سے پہلے مرگئی، کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ فرمایا: جی ہاں اپنی ماں کی طرف سے حج کرو۔ مجھے بتاؤ اگر تمہاری ماں پر قرضہ ہو کیا تم اسے ادا کروگی؟ لہٰذا اللہ کا حق ادا کرو چونکہ اللہ تعالیٰ

---

❶ ..... مثلاً ایک آدمی اسلام آباد سے مرگیا تو حنفیہ کے نزدیک نائب اسلام آباد سے حج کرنے جائے شافعیہ کے نزدیک جدہ سے حج کرنے جائے۔ ❷ مثلاً میت کل مال ۲ لاکھ ہو اور حج پر ۲ لاکھ خرچ ہوتا ہو تو پورا ۲ لاکھ خرچ کیا جائے گا، جبکہ حنفیہ کے نزدیک تہائی مال ۶۶ ہزار سے حج کرایا جائے گا۔ ❸ رواہ الجماعۃ احمد و اصحاب الکتب الستہ عن ابن عباس۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حق ادا کرنے کے زیادہ لائق ہے۔ ❶

دار قطنی نے ان الفاظ میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی: میرا باپ مر چکا ہے اس پر حج اسلام واجب ہے، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے بتلاؤ اگر تمہارے باپ کے ذمہ قرضہ ہو کیا اسے ادا کرو گے؟ عرض کی جی ہاں، فرمایا: اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔“ اس حدیث سے معلوم ہوا اولاد مرحوم باپ کی طرف سے حج کر سکتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو قرضہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے، اسی طرح دوسری بہت ساری روایات بھی دلالت کرتی ہیں کہ وارث میت کی طرف سے حج کر سکتا ہے ایک روایت میں ہے۔ ”میری بہن نے حج کی نذر مانی ہے۔“ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل نہیں مانگی کہ آیا وہ اس کا وارث ہے یا نہیں۔

رہی یہ بات کہ نائب نے حج کیا ہو تب دوسرے (اصیل) کی طرف سے حج کرے اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے سنا شبرمہ کی طرف سے لبیک، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: شبرمہ کون ہے؟ جواب دیا: میرا بھائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے پہلے حج کیا ہے؟ جواب دیا نہیں۔ فرمایا: پہلے اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرو۔ ❷

چہارم: اجرت لے کر حج کرنا..... متقدمین حنفیہ نے اجرت لے کر حج کرنا، اذان دینا، تعلیم قرآن اور فقہ کی تعلیم جائز قرار نہیں دی اسی طرح دوسری دینی اطاعات اور قربتیں بھی اجرت پر کرنی جائز نہیں۔ چونکہ یہ اطاعات کے کام کرنے والے کے ساتھ خاص ہیں۔ اگر ایک شخص نے کسی دوسرے سے کہا: ”میں تمہیں اتنا مال دیتا ہوں اس کے بدلہ میں تم میری طرف سے حج کرو۔“ اس شخص کا حج جائز نہیں۔ لیکن حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اصیل (مواجر) کی طرف سے حج ہو جائے گا۔ ”البتہ اصیل یوں کہے: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ میری طرف سے حج کرو۔“ اور ساتھ اجرت اور مزدوری کا ذکر نہ کرے، چنانچہ نائب کے لئے بطریق کفایت مناسب نفقہ مثل ہوگا۔ چونکہ نائب اپنے کاموں سے اپنے آپ کو فارغ کر کے حج کے لئے تیار ہوتا ہے، مزدوری پر کیا گیا حج اس لئے جائز ہے کہ جب اجارہ باطل ہو جائے گا حج کا حکم باقی رہے گا۔ خرچہ وغیرہ سے جو زائد رقم ہوگی وہ حج کرانے کا حکم دینے والے کو واپس لوٹا دی جائے گی، ہاں اگر ورثہ تبرعاً نائب کو چھوڑ دیں تو جائز ہے یا یہ کہ میت وصیت کر جائے کہ زائد مال حج کرنے والے کا حق ہے۔

دلیل..... حج اور اطاعات پر اجرت لینے کے عدم جواز پر حنفیہ کی دلیل یہ ہے۔ کہ ”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک شخص کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھی۔ متعلم نے انہیں ایک کمان ہدیہ میں دی، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا: آپ نے فرمایا: کام کر کے تمہاری خوشی اس میں ہوئی کہ تم آگ کی بنی ہوئی کمان گلے میں ڈال رہے ہو چنانچہ یہی تمہیں ڈالی جائے گی۔ ❸ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”ایک ایسا موذن رکھو جو اذان پر اجرت نہ لے۔“ ❹

عقلی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسی عبادت ہے جو فاعل (کرنے والے) کے ساتھ خاص ہے اور یہ کہ وہ اہل قربت میں سے ہو لہٰذا حج پر اجرت لینا جائز نہیں جیسے نماز اور روزے پر اجرت لینا جائز ہے۔

جمہور فقہاء اور متاخرین حنفیہ..... جمہور فقہاء اور متاخرین حنفیہ نے حج اور بقیہ اطاعات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے، ❺

---

❶..... رواہ البخاری والنسائی بمعناہ عن ابن عباس۔ ❷ رواہ ابو داؤد وابن ماجہ والدارقطنی (نیل الاوطار ۴/ ۲۹۲) ❸ رواہ ابن ماجہ۔ ❹ رواہ ابو داؤد وابن ماجہ۔ ❺ دیکھئے القوانین الفقھیہ ص ۱۲۸ الشرح الصغیر ۲/ ۱۵ المغنی المحتاج ۱/ ۴۶۹ المغنی ۳/ ۲۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی دلیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے۔ کتاب اللہ اس چیز کی زیادہ حقدار ہے کہ تم اس پر اجرت لو ❶ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب اللہ کی آیات پڑھ کر دم کرتے اور اس پر انعام واکرام لیتے تھے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کرتے آپ ان کی تصویب فرماتے۔ ❷

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حج کرنے کی صورت میں خرچہ لینا جائز ہے، جیسا کہ اس کا اقرار متقدمین حنفیہ نے بھی کیا ہے۔ لہٰذا حج پر اجرت لینا جائز ہے جیسے مسجد اور پل کی تعمیر پر اجرت لینا جائز ہے۔

ثمرۂ اختلاف...... یہ کہ جب حج پر اجرت لینی جائز نہ ہوگی تو حج کرنے والا محض نائب ہوگا اور اسے جو مال دیا جائے گا وہ اس کا راہ خرچ ہوگا، چنانچہ اگر نائب مرگیا یا محصور ہوگیا یا بیمار ہوگیا یا راستہ بھول گیا تو جو رقم خرچ کر چکا اس کا ضامن نہیں ہوگا، چونکہ اس نے صاحب مال کی اجازت سے خرچ کیا ہے، اگر نائب کی کسی کوتاہی اور زیادتی کی وجہ سے (مثلاً حرم کا شکار کرلیا) اس پر دم واجب ہوا تو وہ اس کے ذاتی مال سے واجب ہوگا، چونکہ اسے کوتاہی اور زیادتی کی اجازت نہیں دی گئی۔

لہٰذا دم اسی پر واجب ہوگا یہ ایسا ہی ہے جیسے وہ نائب ہو ہی نہ، اگر نائب نے حج فاسد کردیا تو اس پر قضاء واجب ہوگی، اور جو خرچہ لیا وہ واپس کیا جائیگا۔ چونکہ نائب کی طرف سے حج کافی نہیں ہوگا بوجہ اس کی تفریط اور جنایت کے، اسی طرح اگر حج نائب کی کوتاہی کی وجہ سے فوت ہوگیا، اگر حج نائب کی تفریط سے فوت نہ ہوا تو اس کے لئے نفقہ کا حساب کیا جائیگا۔ چونکہ اس کے فعل کی وجہ سے حج فوت نہیں ہوا لہٰذا حکم کی مخالفت اس سے سرزد نہیں ہوئی یہ ایسا ہی ہے جیسے نائب مرجائے، اگر نائب آدھے راستے میں مرگیا تو جہاں وہ پہنچا وہیں سے حج کرایا جائے گا اس کے پاس جو مال بچا ہوا ہوگا وہ مالک کو واپس کیا جائے گا۔ ہاں اگر اسے لینے میں اجازت دی گئی تو لے سکتا ہے، بقدر حاجت اپنے اوپر خرچ کرسکتا ہے بغیر فضول خرچی کے۔ اگر نائب قریب کا راستہ چھوڑ کر دور کے راستے سے گیا تو دور کے راستے سے جو زائد خرچہ ہوگا وہ نائب کی ذاتی مال سے ہوگا۔ حج کر لینے کے بعد مدت قصر کے بقدر اگر نائب مکہ میں ٹھہر گیا جبکہ اس کے لئے واپسی کا سفر کرنا ممکن تھا تو اس دوران کا خرچہ اس کے ذاتی مال سے ہوگا۔

اگر زندہ شخص یا میت کی طرف سے اجرت لے کر حج کیا گیا تو اجرت کے معاملہ میں اجارہ کی جملہ شرائط کا اعتبار کیا جائے گا یعنی اجرت معلوم ہو، عقد اجارہ کی نوعیت واضح ہو، جو چیز اجرت میں لے وہ اس کی ملکیت ہو، اس میں نائب کا تصرف مباح ہو، اور نفقہ میں وسعت ہو وغیرھا۔ اگر محصور ہوگیا یا راستہ بھول گیا یا نفقہ اس سے گم ہوگیا تو یہ اس کے ضمان میں ہوگا اور اس پر حج واجب ہوگا۔ اگر نائب مرگیا تو اجارہ فسخ ہوجائے گا، چونکہ معقود علیہ (وہ چیز جس پر عقد اجارہ ہوا یعنی حج) وہ تلف ہوگیا، لہٰذا عقد فسخ ہوجائے گا، یہ ایسا ہی ہے جیسے اجرت میں لیا ہوا جانور مرجائے، اس صورت میں بھی حج وہاں سے کرایا جائے گا جہاں نائب پہنچا ہو۔ اور کوتاہی وغیرہ سے جو دم لازم ہوگا وہ نائب کے ذاتی مال سے ہوگا۔

مالکیہ کے نزدیک اجارہ علی الحج...... مالکیہ اگرچہ اجرت پر حج کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں یعنی میت کی طرف سے حج اجرت پر کرایا جائے جس نے حج کی وصیت کی ہو، البتہ مالکیہ کہتے ہیں وہ عمل جو اللہ کے لئے ہو اس پر اجرت لینا مکروہ ہے، برابر ہے وہ عمل حج ہو یا کوئی اور عمل ہو، جیسے قرأت قرآن، تعلیم علم۔ البتہ کتاب اللہ کی تعلیم پر اجرت لینا جائز بلا کراہت ہے مالکیہ کے نزدیک اجارہ علی الحج کی دو قسمیں ہیں۔

اول: اجرت معلومہ کے ساتھ اجارہ...... اجرت، اجیر کی ملک ہو جیسے بھی قسم کے اجارات میں ہوتا ہے، جس چیز کی کفایت سے

---

❶ ......رواہ البخاری عن ابن عباس۔ ❷ رواہ الجماعۃ الا النسائی عن ابی سعیدن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاجز ہو وہ اپنے مال سے پوری کرے اور جو مال بچ رہے وہ اس کی ملکیت ہوگا۔

دوم: بلاغ.....یعنی مستاجر اجیر کو مال ہاتھوں ہاتھ دے دے تا کہ وہ اس کی طرف سے حج کرے، اگر نائب کو زائد مال کی ضرورت پڑے تو مستاجر سے لے، اگر باقی بچ رہے تو مستاجر کو واپس کرے۔

جب میت نے اپنی طرف سے اپنے مال سے حج کرنے کی وصیت کی ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو تو اس کی وصیت تہائی مال سے نافذ ہوگی اگر وصیت نہ کی ہو تو حج ساقط ہو جائے گا۔

اجیر جس شخص کی طرف سے حج کرنا چاہتا ہو اس کی نیت کرے، حج کے لئے اجیر ایسا شخص ہونا بھی حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک جائز ہے جس نے پہلے اپنا حج نہ کیا ہو جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کا اس میں اختلاف ہے۔اس کی وضاحت میں شرائط میں کروں گا۔

حصہ پنجم......حج بدل کی شرائط

حنفیہ نے حج بدل کی بیس (۲۰) شرائط عائد کی ہیں میں ان شرائط کے ضمن میں دوسرے فقہاء کی آراء بھی ذکر کروں گا۔ ❶

۱..... نائب احرام باندھتے وقت اصیل کی طرف سے حج کی نیت کرے، چونکہ نائب اصیل کی طرف سے ہی تو حج کرنا چاہتا ہے نہ کہ اپنی طرف سے لہٰذا نیت کا ہونا ضروری ہے۔افضل یہ ہے کہ زبان سے یوں کہے:

نويت الحج عن فلان وأحرمت به لله تعالىٰ، ولبيك عن فلان

یا اردو میں کہے: میں نے فلاں کی طرف سے حج کی نیت کی اور اس کی طرف سے اللہ کے لئے احرام باندھا اور فلاں کی طرف سے تلبیہ کہہ رہا ہوں۔جیسا کہ اپنی طرف سے حج کرتے وقت نیت کی جاتی ہے، اگر نائب نام بھول گیا تو مطلق اصیل کی طرف سے نیت کر دے، اس میں دل کی نیت کافی ہے، یہ شرط متفق علیہ ہے۔

۲.....یہ کہ اصیل بذات خود حج کرنے سے عاجز ہو اور اس کے پاس مال ہو، اگر حج کرنے پر اصیل خود قادر ہو اور اس کے پاس مال بھی ہو اور بدن تندرست ہو تو اس کی طرف سے حج بدل کرنا جائز نہیں، یہ شرط بھی مالکیہ کے علاوہ متفق علیہ ہے، مالکیہ زندہ شخص کی طرف سے حج بدل کو مطلق جائز قرار نہیں دیتے۔البتہ جو شخص بذات خود حج کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اس کا نائب بنانا بالا جماع جائز نہیں۔

سبھی فقہاء نے میت کی طرف سے حج بدل کرنے کی اجازت دی ہے البتہ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک وصیت کی شرط ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر میت نے زندگی میں کوتاہی کی اور حج نہ کیا تو اس کی طرف سے حج کرانا واجب ہے۔

۳.....جس عذر کی وجہ سے حج کرنے سے قاصر ہو وہ عذر تا موت بدستور رہے جیسے قید و بند اور مرض کے اعذار، یہ شرط حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک بالاتفاق ہے، اگر موت سے پہلے عذر زائل ہو گیا (مثلاً قید و بند سے رہائی مل گئی) تو نائب کا حج اس کی طرف سے کافی نہیں ہوگا۔چونکہ حج بدل کا جواز خلاف قیاس ثابت ہے۔

اور عذر کی وجہ سے اس کا جواز ہے لہٰذا عذر کے ساتھ اس کا جواز مقید ہوگا۔

حنابلہ.....حنابلہ کہتے ہیں اگر موت سے قبل عذر ختم ہو گیا تو نائب کا حج اصیل کے لئے کافی ہوگا، چونکہ وہ مامور بہ بجالایا ہے لہٰذا ذمہ داری سے نکل چکا، یہ ایسا ہی ہے جیسے تا موت عذر زائل ہی نہ ہو۔

---

❶ دیکھئے الدر المختار وردالمحتار ۳۲۷/۲، فتح القدیر ۳۱۷/۲، البدائع ۲۱۲/۲، شرح الصغیر ۱۵/۲، الشرح الکبیر ۱۸/۲، القوانین الفقهية، ص ۱۲۸، شرح المعلى ۹۰/۲ و کتاب الایضاح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴: وجوب حج...... اگر فقیر یا تندرست جس پر حج واجب نہ ہو اس نے اپنی طرف سے حج بدل کرایا تو اسے حج بدل کافی نہیں ہوگا، اگر چہ بعد میں اس پر حج واجب ہو جائے۔ تب بھی کافی نہیں ہوگا بلکہ از سر نو حج کرے گا۔

۵: حج کرانے سے پہلے عذر کا موجود ہونا...... یعنی حج بدل کرانے سے پہلے اصیل میں عذر موجود ہو اگر صحت مند شخص نے حج بدل کرایا پھر بعد میں اسے عذر لاحق ہوا تو یہ حج اسے کافی نہیں ہوگا، یہ دونوں شرائط بداہتہ سمجھی جاسکتی ہیں۔

۶ ...... یہ کہ خرچہ اصیل کی ذاتی مال سے ہو، خواہ سارے کا سارا خرچہ یا اکثر خرچہ اصیل کی طرف سے ہو یہ حنفیہ کے نزدیک ہے، ہاں البتہ اگر وارث اپنی طرف سے تبرع کردے تو میت کا ذمہ ساقط ہو جائے گا یہ تب ہے جب میت نے حج کی وصیت نہ کی ہو۔

اگر نائب نے تبرعاً اپنا ذاتی مال خرچ کر کے حج کیا تو حنفیہ کے نزدیک میت کی طرف سے یہ حج نہیں ہوگا، اسی طرح جب موروث میت وصیت کرے کہ اس کی طرف سے حج کیا جائے اور پھر اس کا وارث تبرعاً اپنے مال سے حج کرائے تو یہ حج میت کے لئے کافی نہیں ہوگا چونکہ فرض میت کے مال سے متعلق ہوا ہے لہٰذا جب میت کے مال سے حج نہ کرایا گیا تو اس کا فرض بھی ساقط نہیں ہوگا۔

شافعیہ اور حنابلہ...... شافعیہ اور حنابلہ جائز قرار دیتے ہیں کہ وارث یا کوئی اجنبی تبرعاً (اپنی طرف سے مال دے کر) حج کرائے تو یہ صحیح ہے برابر ہے میت نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، خواہ وارث نے اجنبی کو اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اجنبی میت کا قرض اپنی طرف سے تبرعاً ادا کردے۔

۷ ...... یہ کہ نائب میقات سے احرام باندھ کر حج بدل کرے، اگر نائب نے عمرہ کیا حالانکہ اسے حج کا حکم دیا گیا تھا پھر نائب نے مکہ ہی سے حج کیا تو یہ حج بدل جائز نہیں اور خرچے کا ضامن ہوگا۔ بالفاظ دیگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر نائب کو حج افراد کا کہا گیا تھا لیکن اس نے حج تمتع کردیا تو اصیل کی طرف سے حج واقع نہیں ہوگا۔ اور حنفیہ کے اتفاق سے نائب ضامن ہوگا۔ اور اگر نائب کو حج افراد کا حکم ملا تھا اور اس نے حج قران کردیا تو وہ حکم عدولی کا مرتکب ہوگا اور خرچے کا ضامن ہوگا، یہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے، جبکہ صاحبین کے نزدیک استحساناً اصیل کی طرف سے حج ہوگا۔

اگر میت نے حج کی وصیت کی ہو اور مال کی حد بھی مقرر کردی ہو یا جگہ کی تعیین کی ہو تو حکم مقررہ کردہ مال اور متعین کردہ جگہ پر لاگو ہوگا۔ اور اگر میت نے مطلق حکم دیا ہو اور کسی چیز کی تعیین نہ کی ہو اور پھر اس کے شہر سے حج کرایا گیا تو قیاساً حج صحیح ہوگا نہ کہ استحساناً۔ اور عمل قیاس پر ہوگا۔

شافعیہ...... کہتے ہیں نائب پر حج اصیل کے متعلقہ میقات سے واجب ہے، چونکہ حج میقات سے کرنا واجب ہے، اگر اصیل نے حج افراد کا حکم دیا ہو اور نائب نے حج قران کردیا ہو تو یہ حج اصیل کی طرف سے واقع ہوگا جیسے صاحبین نے کہا ہے، البتہ اگر اصیل نے حج افراد کا حکم دیا تھا اور نائب نے حج تمتع کردیا تو اس کا وقوع اصیل کی طرف سے نہیں ہوگا۔ اور یہ اصیل کے حج اسلام کے لئے جائز نہیں ہوگا۔ جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں مالکیہ نے حج قران اور تمتع کو برابر درجہ میں رکھا ہے جب یہ دونوں کئے جائیں اور حج افراد کافی ہوتا ہوگا، اگر وصی کی طرف سے شرط ہو اصل کی طرف سے نہ ہو۔

حنابلہ...... کہتے ہیں، اصیل کے شہر سے نائب پر حج کرنا واجب ہے، چونکہ حج عاجز یا میت پر اس کے شہر سے واجب ہوتا ہے، لہٰذا اسی شہر سے نائب حج کرے، چونکہ قضاء اداء کے موافق ہوتی ہے، جیسے نماز اور روزہ کی قضاء اداء کے موافق ہوتی ہے۔ یہی حکم حج منذور اور قضاء کے حج میں ہے، حنابلہ ہر حال میں اصیل کے لئے نائب کے حج کو صحیح قرار دیتے ہیں خواہ حج افراد ہو یا تمتع ہو یا قرآن ہو۔ البتہ اگر اقسام حج میں اجرت کا فرق پڑے تو اجیر پر رجوع کیا جائے گا، اگر اصیل کے دو وطن ہوں تو قریب کے وطن سے حج کے لئے نائب بنایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا، اگر ایک شخص حج کے لئے نکلا اور راستے ہی میں مر گیا تو جہاں مرا وہیں سے حج بدل کرایا جائے گا چونکہ حج کے بعض واجب امور اس کے ذمہ سے ساقط ہو چکے تھے لہٰذا جن امور کا سقوط ہوا وہ از سر نو واجب نہیں ہوں گے، اسی طرح نائب اگر راستے میں مر گیا تو وہیں سے نائب کا نائب بنا کر حج کروایا جائے۔

اگر ایک شخص نے احرام باندھا پھر وہ مر گیا تو بقیہ ارکان میں نیابت درست ہے برابر ہے کہ میت نے احرام اپنے لئے باندھا تھا یا کسی اور کے لئے، چونکہ اس عبادت میں نیابت چلتی ہے، اور جب ایک فعل کا کچھ حصہ ادا کرنے کے بعد مر جائے تو بقیہ اس کی طرف سے ادا کیا جائے گا جیسے زکوۃ۔

اگر میت نے نفلی حج کی وصیت کی ہو اور تہائی مال اس کے شہر سے کافی نہ ہو تو جہاں سے حج ہو سکتا ہو وہاں سے کرایا جائے، ہاں البتہ اگر ورثہ رضامندی سے زائد مال دے کر اسی کے شہر سے حج کرائیں تو جائز ہے۔ جس ادا کا روزہ رکھا جاتا ہے اسی طرح قضاء کا روزہ بھی رکھا جاتا ہے۔ کمی بیشی نہیں کی جاتی۔ اسی طرح جیسے ادا کی نماز بعینہ اسی طرح قضاء بھی ہوتی ہے۔

۸: **حج کا حکم ہو**...... حنفیہ نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ اصیل اپنی طرف سے حج کرانے کا حکم دے، لہٰذا حج بدل اصیل کی اجازت کے بغیر جائز نہیں، البتہ وارث حج کر سکتا ہے اور میت بری الذمہ ہو جائے گا۔

ان کی دلیل خثعمیہ کی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ کتاب۔ "نطاق المشیة الالٰھیة" میں لکھا ہے: اگر میت کے لئے کسی اجنبی نے حج بدل کر دیا تو انشاء اللہ اس کی طرف سے حج اسلام ساقط ہو جائے گا۔

چونکہ حج بدل بھی ایصال ثواب کی ایک صورت ہے اور ایصال ثواب قریبی اور اجنبی کے ساتھ خاص نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: انشاء اللہ! میت کو یہ حج کافی ہوگا اور اگر وصیت کی ہو تو پھر "انشاء اللہ" کی قید لگانے کی بھی ضرورت نہیں۔

۹...... حنفیہ نے یہ شرط بھی عائد کی ہے کہ حج بدل میں اجرت کی شرط نہ لگائی گئی ہو، پہلے گزر چکا ہے کہ اجرت پر حج بدل کرانا جائز نہیں۔ لیکن حنفیہ کے نزدیک بھی معتمد یہ ہے کہ حج ہو جائے گا، جمہور فقہاء نے اجرت پر حج کرانے کو جائز قرار دیا ہے۔

"حنابلہ نے وضاحت کی ہے کہ جس شخص کے والدین وفات پا گئے ہوں یا حج کرنے سے عاجز ہوں اس شخص کے لئے ان کی طرف سے حج کرانا مستحب ہے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورزین کو حکم دیا تھا کہ اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔" دوسری حدیث یہ ہے کہ ایک عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرا باپ مر چکا ہے اور وہ حج نہیں کر سکا، آپ نے فرمایا: "اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔" اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے۔ کہ "جس شخص نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا یا ان کی طرف سے تاوان (قرض وغیرہ) ادا کیا تو قیامت کی دن اسے نیکوکاروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔" ❶

والدہ کی طرف سے حج کی ابتداء کرنا مستحب ہے کیونکہ ماں کا مرتبہ بڑا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ لوگوں میں سے کس سے زیادہ حسن سلوک کروں؟ تو جواب ملا کہ اپنی ماں کے ساتھ۔ تین مرتبہ ماں کے ذکر کے بعد چوتھی مرتبہ باپ کا ذکر فرمایا۔ اور اگر صرف والد پر حج واجب ہو تو والد کی طرف سے ابتداء کرے۔

حنفیہ...... کہتے ہیں: جس شخص نے والدین کی طرف سے حج کا احرام باندھا تو وہ والدین میں سے کسی ایک کی طرف سے کر دے اسے کافی ہوگا، چونکہ جو شخص دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر حج کرتا ہے تو وہ حج ادا کرنے کے بعد اس کا ثواب اسے بخش سکتا ہے۔ لہٰذا ادا سے پہلے نیت لغو ہوگی اور ادا کرنے کے بعد والدین میں سے کسی ایک کو ثواب بخش دے۔ بخلاف اس کے کہ کسی شخص کو حج کا مامور بنا دیا گیا ہو تو اس کا حج آمر کی طرف سے ہوگا۔

---

❶...... رواہ الدارقطنی کل تلک الاحادیث۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰: اہلیت.....حج بدل صحیح ہونے کے لئے اہلیت شرط ہے یعنی نائب مکلف (عاقل، بالغ) ہو، یہ شرط متفق علیہ ہے، حنفیہ نے مراہق کے نائب بننے کو جائز قرار دیا ہے، جبکہ حنفیہ کے نزدیک غیر ممیّز بچے کو نائب بنا کر حج کرانا صحیح نہیں۔

حج صرورہ.....صرورہ سے مراد وہ شخص جو اپنی طرف سے حج نہ کرے حنفیہ کے نزدیک وہ شخص جس نے پہلے اپنا حج نہ کیا ہو وہ نائب بن کر حج بدل کرسکتا ہے، لیکن اس میں حنفیہ کے نزدیک کراہت تحریمی ہے، گویا حنفیہ نے یہ شرط نہیں لگائی کہ نائب نے پہلے اپنا حج کیا ہو۔ چونکہ خثعمیہ کی حدیث مطلق ہے اس میں ہے۔ "اپنے باپ کی طرف سے حج کرو۔" جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے استفسار نہیں کیا کہ تم نے پہلے اپنا حج کیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ اصول ہے کہ تفصیل کا ترک حوادث احوال میں عموم مقام اور عموم خطاب کے قائم مقام ہوتا ہے، لہٰذا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تفصیل نہیں پوچھی لہٰذا اس میں عموم ہے کہ خواہ نائب نے اپنا حج کیا ہو یا نہ کیا ہو، رہی بات کراہت کی سو وہ اس لئے ہے کہ نائب نے فرض حج ترک کیا ہے۔

مالکیہ.....کہتے ہیں اگر حج بدل کی وصیت ہو تو اس صورت میں غیر حاجی کا حج کرنا مکروہ ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ حج واجب علی التراخی ہے۔ ورنہ واجب علی الفور کا قول ہوگا اور وہ ان کے نزدیک معتمد ہے۔

شافعیہ اور مالکیہ.....حج بدل کرنا اس وقت تک صحیح نہیں جب تک نائب پہلے اپنا حج اسلام نہ کرلے، حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ اگر ایک شخص اپنے بھائی شبرمہ کی طرف سے تلبیہ پڑھ رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پہلے اپنا حج کرو پھر شبرمہ کا کرو۔" خثعمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس امر پر محمول کی جائے گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا ہوگا کہ وہ اپنی طرف سے حج کرچکی ہے، اگرچہ آپ کے معلوم ہونے کا طریقہ مخفی ہو۔ تاکہ سبھی دلائل جمع ہوجائیں: جیسا ابن ہمام نے بھی کہا ہے۔

اس مذہب کی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ "اسلام میں حج نہ کرنا نکاح نہ کرنا بے حقیقت ہے۔" ❶

فرض کی بجائے نفلی حج کرنا.....جس شخص پر حج یا عمرہ فرض ہو اس کا نفلی حج یا عمرہ کرنا یا حج منذور کرنا جائز نہیں، چونکہ نفلی حج اور حج منذور مرتبہ میں حج اسلام سے کمتر ہیں، لہٰذا نفلی اور نذر کے حج کو مقدم کرنا جائز نہیں، جیسے حج بدل کو اپنے حج سے مقدم کرنا جائز نہیں، اگر کسی شخص نے حج بدل کا احرام باندھا تو اس کا احرام اس کی طرف سے منعقد ہوگا، چونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت پہلے گزر چکی ہے۔ کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا وہ شبرمہ کی طرف سے حج کر رہا تھا: کیا تو نے اپنا حج کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں، آپ نے فرمایا: "یہ حج اپنی طرف سے کرو پھر شبرمہ کی طرف سے کرو۔"

فرع.....اگر کسی انسان کے حق میں تین اقسام کے حج جمع ہوجائیں یعنی حج اسلام، حج قضاء اور حج منذور تو پہلے حج اسلام کرے پھر قضاء کا پھر منذور، اگر اس نے حج اسلام کی بجائے حج منذور یا قضاء کا احرام باندھ لیا تو احرام حج اسلام کا منعقد ہوگا۔

۱۱.....یہ کہ نائب سوار ہو کر حج کرے چونکہ اس پر جو حج فرض ہوا وہ سوار ہو کر ہے، اگر مطلقاً حج کا حکم ہو تو اس میں سوار ہو کر حج کرنے کی قید معتبر ہوگی، اگر نائب نے پیدل چل کر حج کیا تو اس نے اصیل کے حکم کی نافرمانی کی، لہٰذا نفقہ کا ضامن ہوگا۔

حنفیہ.....کے ہاں معتبر یہ ہے کہ اکثر راستے میں سوار ہے ہاں اگر خرچہ کم پڑ جائے تو اکثر کو چھوڑ سکتا ہے، اور ایسی صورت میں پیدل حج کیا تو جائز ہے، سوار ہو کر وجوب حج جمہور کے نزدیک ہے جبکہ مالکیہ مشقت شدیدہ نہ ہو تو پیدل حج کرنا واجب ہے۔ جیسے پہلے بیان کیا ہے۔

---

❶ رواه ابوداؤد، باسناد صحيح، بعضه على شرط مسلم وباقيه على شرط البخاري.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲...... یہ کہ نائب اصیل کے وطن سے حج کرنے جائے بشرطیکہ تہائی ترکہ میں وطن سے حج کرنے کی گنجائش ہو، یہ حالت وصیت میں ہے، اگر حج کی گنجائش نہ ہو تو جہاں سے حج کرنے کی گنجائش ہو وہاں سے کرے، یہ حنفیہ کی رائے ہے۔

جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک تہائی مال سے نہیں بلکہ کل مال سے حج کرایا جائے گا۔ چونکہ حج بھی ذمہ میں واجب قرضہ کی طرح ہے لہٰذا کل سرمایہ سے ہوگا جیسے کسی آدمی کا قرضہ کل مال سے ادا کیا جاتا ہے۔

۱۳...... اگر اصیل نے کسی نائب کو متعین کیا ہو تو نائب کا بذات خود حج بدل کرنا شرط ہے وہ یعنی نائب اپنا نائب نہیں بنا سکتا اگر ایسا کیا تو دو دونوں نائب (اول اور دوم) خرچے کے ذمہ دار ہوں گے۔

البتہ اگر اصیل نے معاملہ نائب کو سونپا ہو اور کہا ہو "جو تم چاہو کرو" تو ایسی صورت میں نائب کا نائب بنانا درست ہوگا اور حج آمر (اصیل) کی طرف سے واقع ہوگا۔

۱۴...... یہ کہ نائب حج کو فاسد نہ کرے، اگر نائب نے حج فاسد کر دیا تو فساد کا وبال نائب ہی پر پڑے گا چونکہ وہ حج صحیح کا مامور ہے، اور حج صحیح وہ ہوتا ہے جو جماع سے خالی ہو جبکہ نائب نے جماع کر کے آمر کی مخالفت کی ہے لہٰذا خرچے کا ضامن ہوگا اور یہ حج اسی (نائب) کی طرف سے واقع ہوگا اصیل کی طرف سے نہیں، چونکہ اس کی قضاء اسی کو لازم ہے۔

۱۵...... حج میں مخالفت نہ ہونا شرط ہے یعنی اصیل نے اگر حج افراد کا حکم دیا تو نائب حج افراد ہی کرے اگر نائب نے حج قران یا تمتع کر دیا تو وہ میت کی طرف سے نہیں ہوگا، خرچے کا ضامن ہوگا، اگر نائب کو عمرہ کا حکم دیا گیا تھا اس نے عمرہ کیا اور پھر اپنی طرف سے (اپنے لئے) حج کیا یا اسے حج کا حکم ملا تھا اس نے پہلے حج کیا پھر اپنے لئے عمرہ کیا تو یہ جائز ہے، البتہ زائد اقامت کا خرچہ نائب کے اپنے مال سے ہوگا، اگر نائب نے اس کے الٹ کیا تو یہ جائز نہیں۔

۱۶...... یہ کہ نائب ایک ہی حج کا احرام باندھے اگر نائب نے پہلے آمر کی طرف سے احرام باندھا پھر دوسری بار اپنی طرف سے احرام باندھا تو یہ جائز نہیں الا یہ کہ دوسرے احرام کو ترک کر دے۔

۱۷...... یہ کہ حج میں انفرادیت نمایاں ہو یعنی اگر دو آدمیوں نے ایک ہی شخص کو اپنے لئے حجوں کا نائب بنایا تو نائب ان میں سے کسی ایک کے حج کا احرام باندھے اگر دونوں کی طرف سے احرام باندھ لیا تو ضامن ہوگا۔

۱۸۔۱۹...... نائب اور اصیل کا مسلمان ہونا اور دونوں کا عاقل ہونا بھی شرط ہے، لہٰذا مسلمان کافر کے لئے حج نہیں کر سکتا، مجنون کسی اور کے لئے حج نہیں کر سکتا اور اس کا الٹ بھی جائز نہیں، البتہ اگر مجنون پر جنون طاری ہونے سے پہلے حج واجب ہوا ہو تو اس کی طرف سے حج کرنا جائز ہے۔

۲۰...... وقوف عرفہ نائب سے فوت نہ ہو۔ اس کی تفصیل بعد میں آیا چاہتی ہے۔

نفلی حج دوسرے کی طرف سے...... حج بدل اگر فرض ہو تو مذکورہ بالا جملہ شرائط حنفیہ کے نزدیک ملحوظ ہوں گی اگر حج بدل نفلی ہو تو اس کے لئے یہ سب شرائط ملحوظ نہیں بلکہ اسلام، عقل، تمیز کی شرطیں معتبر ہوں گی، اسی طرح نفلی حج اجرت کرنا بھی صحیح ہے چونکہ نفل کے باب میں توسع ہے چونکہ نفل میں تسامح (چشم پوشی) برتا جا سکتا ہے جبکہ فرض حج میں تسامح نہیں برتا جا سکتا۔

ششم...... نائب کی خلاف ورزی

اس ضمن میں اصل یہ ہے کہ نائب کو حج کے متعلق جو حکم ملا ہے وہی بجالائے اگر حج میں حکم کی مخالفت کر دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تفصیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ ذیل ہے۔

حنفیہ...... کہتے ہیں: نائب مندرجہ ذیل حالات میں حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے۔

ا......جب نائب کو حج افراد، یا صرف عمرہ کرنے کا حکم ملا اور اس نے حج وعمرہ دونوں کو ملا لیا تو اسے خلاف ورزی کا مرتکب سمجھا جائے گا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ضامن ہوگا۔ چونکہ اس نے مامور بہ بجانہیں لایا، چونکہ نائب کو مخصوص طریقہ پر سفر کا حکم ملا، اور وہ اسے بجانہیں لایا، لہٰذا آمر کے حکم کی خلاف ورزی کی اور ضامن ہوگا۔ صاحبین کہتے ہیں۔ یہ حج آمر کی طرف سے استحساناً کافی سمجھا جائے گا، لہٰذا اس میں ضامن نہیں ٹھہرایا جائے گا، چونکہ وہ مامور بہ بجالایا ہے بلکہ بڑھ چڑھ کر بھلائی کو بجالایا ہے۔ دلالۃً اسے زائد بھلائی کرنے کا اذن حاصل ہے، خلاف ورزی کا مرتکب نہیں ہوگا، اس کی یہ خلاف ورزی کا انجام بھلائی ہے۔

ب......اگر اصیل نے حج کا حکم دیا تھا اور نائب نے عمرہ کر دیا تو خلاف ورزی سمجھی جائے گی اور خرچے کا ضامن ہوگا، اگر نائب نے عمرہ کیا پھر مکہ ہی سے حج کر لیا تو حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا، چونکہ اسے سفر کر کے حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس نے حج سفر کر کے نہیں کیا بلکہ سفر کر کے اس نے عمرہ کیا ہے اور حج مکہ ہی سے کیا ہے لہٰذا ضامن ہوگا۔

ج......اگر نائب کو عمرہ کا حکم دیا اس نے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کر لیا پھر اپنے ذاتی حج کے لئے احرام باندھا تو اس صورت میں خلاف ورزی کا مرتکب نہیں ہوگا۔ چونکہ وہ مامور بہ بجالایا ہے، اور وہ سفر کر کے عمرہ کرنا ہے، اور اس کا حج عمرہ کے بعد ہوا ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی دوسرے کام مثلاً تجارت وغیرہ میں عمرہ کے بعد مشغول ہو جائے، البتہ حج کا خرچہ نائب کے ذاتی مال سے ہوگا، چونکہ اس نے اپنی ذات کے لئے عمل کیا ہے۔

د......اگر نائب کو حج کا حکم دیا اور نائب نے پیدل چل کر حج کیا تو حج کے لئے کیے گئے خرچے کا ضامن ہوگا، چونکہ حج کے حکم کا اطلاق متعارف حج پر ہوتا ہے متعارف حج سوار ہو کر کیا جاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سوار ہو کر حج کرنے کا حکم دیا ہے جب مطلق رکھا تو اس سے متعارف حج مراد ہوگا، جب پیدل چل کر حج کرے گا تو خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا۔

ھ......اگر دو آدمیوں نے ایک ہی شخص کو حج کا حکم دیا اس نے دونوں کی طرف سے احرام باندھا تو خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا، دونوں سے لئے ہوئے خرچے کا ضامن ہوگا، چونکہ دونوں اصیلوں نے حج تام کا حکم دیا ہے اور نائب حج تام نہیں بجالایا لہٰذا دونوں کے حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب سمجھا جائے گا، دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی حج نہیں ہوگا لہٰذا دونوں کے لئے ضامن ہوگا۔ اور حج نائب کا ذاتی حج واقع ہوگا، چونکہ اصل قاعدہ یہ ہے کہ ہر فاعل کا فعل اسی کی طرف سے واقع ہو، دوسرے کی طرف سے تب واقع ہوتا ہے جب اس کی طرف سے مقرر کیا جائے۔

اگر نائب نے دو میں سے کسی ایک کی طرف سے متعین کر کے احرام باندھا تو اس کی طرف سے واقع ہوگا اور دوسرے کے خرچے کا ضامن ہوگا۔ اگر دو میں سے کسی ایک غیر معین کی طرف سے احرام باندھا تو کسی ایک کے کھاتے میں ڈال دے، اسی طرح اگر بیٹے نے والدین میں سے ایک کی طرف سے احرام باندھا تو کسی ایک کے لیے تعیین کر دے، چونکہ احرام ادا نہیں، بلکہ احرام شرط جواز ہے۔

اگر ایک نے نائب کو حج کا حکم دیا اور دوسرے نے عمرہ کا حکم دیا، اگر دونوں نے حج وعمرہ جمع کرنے کی اجازت دی تو یہ حج قران ہوگا، اگر دونوں نے اجازت نہ دی اور جمع کر لیا تو کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے جبکہ امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں، یہی راجح ہے چونکہ بغیر اجازت کے حج وعمرہ جمع کرنا خلاف ورزی ہے جبکہ آمر نے اس کو پورا سفر حج میں صرف کرنے کا حکم دیا۔

خلاف ورزی کی سزا...... جب نائب سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا جس سے دم واجب ہوتا ہو تو وہ نائب پر ہی پڑے گا، اگر آمر کے حکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے حج قران کیا تو حج قران کا دم آمر پر ہوگا، حاصل یہ ہے کہ وہ تمام اقسام کے دم جو احرام سے متعلق ہوں وہ نائب یعنی حج کرنے والے کی طرف سے ہوں گے، البتہ احصار کا دم اصیل کی طرف سے ہوگا۔ چونکہ اصیل ہی نے نائب کو اس ذمہ داری میں داخل کیا ہے لہٰذا یہ دم حج کے نفقہ اور مشقت سے ہوتا ہے اور نفقہ اصیل کی طرف سے ہوتا ہے۔

اگر نائب نے وقوف عرفہ سے پہلے جماع کرلیا تو حج فاسد ہوجائے گا البتہ مناسک میں برابر چلتا رہے، خرچہ نائب کے ذاتی مال سے ہوگا۔ فساد حج سے پہلے اصیل کے مال سے جو خرچہ ہوا اس کا ضامن ہوگا، اور نائب آئندہ سال ذاتی مال سے حج کی قضاء کرے۔

و.....جس شخص نے دوسرے کی طرف سے حج کیا اور راستے میں بیمار پڑ گیا تو اس نائب کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی اور کو خرچہ دے جو میت کی طرف سے حج کرے ہاں البتہ نائب کو نائب بنانے کی اجازت دی گئی ہو تو جائز ہے، چونکہ نائب کو صرف حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے حج کرانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

ز.....اگر ایک شخص سے حج کرایا گیا پھر اس نے حج ادا کیا اور مکہ میں مقیم ہوگیا تو یہ جائز ہے، چونکہ فرض حج ادا ہو چکا، البتہ افضل یہ ہے کہ حج کرنے کے بعد واپس لوٹ آئے، چونکہ جب بھی خرچہ زیادہ ہوگا آمر کو ثواب زیادہ ملے گا۔

جب نائب حج کر کے فارغ ہوگیا اور اس نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی اقامت کی نیت کرلی تو اپنے مال سے خرچ کرے، چونکہ اقامت کی نیت صحیح ہوتی ہے۔ اور سفر کا تارک ہوگا لہٰذا اسے آمر کے مال سے خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، اگر مال خرچ کیا تو ضامن ہوگا چونکہ اس نے اقامت کے دوران دوسرے کا مال اس کی اجازت کے بغیر خرچ کیا ہے۔

اگر عادۃً تین دن اقامت کرلی تو اصیل کے مال سے خرچ کرے اور اگر معتاد تین دن سے زائد اقامت کرلی تو تو زائد دنوں کا خرچہ اپنے مال سے کرے۔

تجارت اور اجرت وغیرہ کے لئے اقامت کر لینا جواز حج کے مانع ہیں، تاجر، اجیر اور کرایہ دار کا حج جائز ہے۔ چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ....البقرۃ ۲/ ۱۹۸

تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں کہ تم (حج کے دوران تجارت یا مزدوری کے ذریعے) اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو۔ (۱)

حنابلہ: ا.....(۲) حنابلہ کہتے ہیں اگر اصیل نائب کو حج کرنے کا حکم دیا اور اصیل نے حج تمتع کردیا یا میقات سے اپنے لئے عمرہ کردیا اور پھر حج کیا اور دیکھا جائے گا کہ اگر نائب نے میقات میں جا کر وہاں سے احرام باندھا ہے تو حج جائز ہے اور اس پر کچھ ضمان نہیں۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی ہے، چونکہ جب اس نے میقات سے احرام باندھا تو وہ حج صحیح بجا لایا، البتہ اگر مکہ سے ہی احرام باندھ کر حج کرلیا تو ترک میقات کی وجہ سے اس پر دم آئے گا اور اتنا نفقہ بھی واپس کرے گا جو احرام حج میقات سے ترک کرنے کی صورت میں اس کے پاس باقی بچا رہا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے احرام کے بغیر میقات کو تجاوز کر جائے۔

ب.....اگر نائب کو حج افراد کا حکم دیا اور اس نے حج قران کردیا تو حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک نائب کسی چیز کا ضامن نہیں ہوگا، یہی رائے صاحبین کی ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کی رائے کے خلاف ہے، حنابلہ وغیرہم کی دلیل یہ ہے کہ نائب نے حکم کی تعمیل کی ہے بلکہ بطریق زائد حکم بجا لایا ہے، لہٰذا صحیح ہے ضامن نہیں ہوگا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص نے نائب کو ایک دینار سے ایک بکری خریدنے کا حکم دیا اور وہ ایک دینار میں دو بکریاں خرید لایا اور ان میں سے ایک بکری ایک دینار کے برابر کی ہو۔

---

(۱) چونکہ عصر حاضر میں ویزہ مخصوص دنوں کا ہوتا ہے مثلاً ۱۵ دن، ۲۰، ایک ماہ، اس سے پہلے بھی نہیں آ سکتا اور اس کے بعد رک نہیں سکتے، لہٰذا جتنے دن ویزہ کے مطابق مکہ میں رکے گا خرچہ اصیل کی طرف سے ہوگا اور اگر ویزہ کے بعد حکم عدولی کر کے ٹھہرا رہا تو وہ خرچہ واپسی ٹکٹ کا خرچہ ذاتی مال سے ہوگا۔

(۲) المغنی ۳/ ۲۳۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اگر اصیل نے نائب کو حج کے بعد عمرہ کا حکم دیا اس نے حکم بجالایا تو اس پر کچھ ضمان نہیں ہوگا، اور اگر حکم بجا نہ لایا تو عمرہ کے بقدر خرچہ واپس کرے۔

ج.....اور اگر نائب کو حج تمتع کا حکم دیا لیکن نائب نے حج قرآن کر دیا تو حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک حج آمر کی طرف سے واقع ہوگا چونکہ آمر نے حج اور عمرہ کا حکم دیا تھا اور ماموران دونوں کو بجالایا، البتہ مامور نے احرام میں خلاف ورزی کی ہے وہ اس طرح کہ آمر نے اسے مکہ سے حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا تھا لیکن مامور نے میقات سے احرام باندھا، خرچہ سے کچھ بھی واپس نہیں کرے گا۔

اگر حج افراد کر دیا تو یہ بھی اصیل کی طرف سے واقع ہوگا، البتہ آدھا خرچہ واپس کرے گا، چونکہ اس نے میقات سے احرام نہیں باندھا حالانکہ اسے اس کا حکم دیا گیا تھا۔

د.....اگر اصیل نے حج قران کا حکم دیا لیکن نائب نے حج افراد کر دیا یا حج تمتع کر دیا تو یہ صحیح ہے، اور دونوں یعنی حج اور عمرہ آمر کی طرف سے ہوں گے۔ اور میقات سے احرام باندھنا جو ترک کیا اس کے بقدر خرچہ واپس کرے گا۔

ھ.....اگر ایک شخص کو دو آدمیوں نے نائب بنایا ایک نے حج کے لئے اور دوسرے نے عمرہ کے لئے اور دونوں آمروں نے اسے حج قران کی اجازت دی، مامور نے ایسا ہی کیا تو یہ جائز ہے، چونکہ قران مشروع ہے، اگر آمروں کی اجازت کے بغیر قران کیا تو دونوں کی طرف سے ہوگا اس میں حنفیہ کا اختلاف ہے، البتہ دونوں کو نصف نصف خرچہ واپس کرے گا، چونکہ اس نے سفر دونوں کی طرف سے قرار دیا حالانکہ ان کی اجازت نہ تھی، البتہ مامور بہ بجالایا ہے لیکن اس کے طریقہ کار میں خلاف ورزی کی ہے اصل مامور بہ میں خلاف ورزی نہیں کی، لہٰذا یہ اس کے مشابہ ہوا کہ جب اسے حج تمتع کا حکم دیا گیا ہو اور وہ قران کر لے۔

اگر ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے اجازت نہ دی تو جس نے اجازت نہیں دی اس کا نصف خرچہ واپس کرے۔

نائب کو جب حج قران کی اجازت نہ دی گئی ہو تو دم قران اس کے ذاتی نفقہ سے ہوگا چونکہ اسے سبب کی اجازت نہیں دی گئی تھی جس کی وجہ سے دم آیا۔ البتہ اگر دونوں نے اسے حکم دیا تو قران کا دم دونوں آمروں پر ہوگا (یعنی ان کے خرچہ سے دیا جائے گا) چونکہ دم کے سبب یعنی حج قران کی اجازت دونوں نے دی ہے۔

اگر ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے اجازت نہ دی تو نصف دم آمر کی طرف سے ہوگا اور نصف نائب کی طرف سے۔

و.....اگر نائب کو حج کا حکم ملا اس نے پہلے حج کیا اور پھر اپنے لئے عمرہ کیا یا اسے عمرہ کا حکم ملا اور اس نے پہلے عمرہ کیا پھر اپنے لئے حج کیا تو یہ صحیح ہے، خرچہ میں سے کچھ بھی آمر کو واپس نہیں کرے گا چونکہ وہ مامور بہ کو اس کے طریقہ کے مطابق بجالایا ہے۔

اگر نائب کو میقات سے احرام باندھنے کا حکم ملا اس نے میقات کے علاوہ کہیں اور سے احرام باندھ لیا تو یہ جائز ہے، چونکہ میقات اور غیر میقات کافی ہونے میں برابر ہیں۔

اگر نائب کو اس کے شہر سے احرام باندھنے کا حکم ملا اور اس نے میقات سے احرام باندھنا تو یہ بھی جائز ہے چونکہ مامور نے افضل کو بجا لایا ہے۔

اگر مامور کو میقات سے احرام باندھنے کا حکم ملا اور اس نے اپنے شہر سے احرام باندھ لیا یہ بھی جائز ہے چونکہ وہ امر زائد بجالایا جو باعث ضرر نہیں۔

اگر آمر نے ایک سال حج کرنے کا حکم دیا اور مامور نے دوسرے سال حج کیا یا آمر نے ایک مہینہ میں عمرہ کرنے کا حکم دیا اور مامور نے کسی اور مہینہ میں عمرہ کیا تو یہ بھی جائز ہے چونکہ اسے فی الجملہ اجازت حاصل ہے۔

ز.....اگر ایک شخص کو دو آدمیوں نے نائب بنایا اس نے دونوں کی طرف سے احرام باندھا تو یہ حج نائب کا ذاتی واقع ہوگا جیسا کہ حنفیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں جوایک حج دو آدمیوں کی طرف سے نہیں ہوسکتا، اور ایک کو دوسرے پر ترجیح بھی نہیں دی جاسکتی۔

اگر نائب نے اپنی طرف سے بھی اور دوسری کسی شخص کی طرف سے بھی احرام باندھا تو حج اس کی اپنی طرف سے واقع ہوگا، چونکہ اگر احرام باندھتا اور کچھ نیت نہ کرتا تب بھی حج اس کی اپنی طرف سے ہوتا اور جب اس نے نیت کرلی تو بطریق اولیٰ اس کی اپنی طرف سے واقع ہوگا۔

اسی طرح اگر دونوں میں سے کسی ایک غیر معین کی طرف سے احرام باندھا تو اس میں احتمال ہے کہ حج نائب کی طرف سے ہی واقع ہو، چونکہ یہاں بھی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جاسکتی، لہٰذا یہ صورت بھی اس کے مشابہ ہے کہ جب دونوں کی طرف سے احرام باندھے، اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ حج صحیح ہے چونکہ مجہول احرام صحیح ہے وگرنہ وہ جس کی طرف سے چاہے حج مقرر کردے اگر ایسا نہ کیا حتیٰ کہ طواف کا ایک چکر لگالیا تو حج اس کی اپنی طرف سے ہوگا۔ اب وہ حج کسی کی طرف منسوب نہیں کرسکتا چونکہ طواف غیر معین کی طرف سے نہیں ہوتا۔

دوسرا مطلب......حج کے موانع

موانع، مانعۃ کی جمع ہے جس کا معنی رکاوٹ، یعنی ایسا محرک جو حج سے روک دے۔ چنانچہ جس قدر بھی سابق میں تفصیل سامنے آئی ہے اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جہاں حج کی بہت ساری شرائط ہیں وہاں کچھ کے کچھ موانع بھی ہوں گے، چنانچہ حج کے موانع مندرجہ ذیل ہیں۔ ❶

۱: ابوت (باپ دادا کا ہونا)......یعنی والدین دادا، دادی اور ان کے اوپر کے رشتے (پڑدادا وغیرہ) دونوں یا دونوں میں سے ایک اولاد کو نفلی حج سے منع کریں تو اولاد کو حج سے رک جانا ضروری ہے، البتہ والدین فرض حج سے نہیں روک سکتے، نفلی حج سے روکنے کی دلیل یہ ہے کہ والدین کی خدمت جہاد ہے جیسا کہ صحیحین کی روایت میں ہے، فرض حج میں بھی والدین سے اجازت لینا مسنون ہے۔

۲: زوجیت......شافعیہ کے نزدیک خاوند، بیوی کو فرض اور نفلی حج دونوں سے منع کرسکتا ہے چونکہ خاوند کا بیوی پر حق علی الفور ہے جبکہ (شافعیہ کے نزدیک) حج کا وجوب علی التراخی ہے۔

جمہور...... کہتے ہیں اگر عورت پر حج فرض ہو تو خاوند کے لئے جائز نہیں کہ وہ بیوی کو حج سے روکے، چونکہ حج علی الفور واجب ہوتا ہے، اگر عورت نے فرض حج کے لئے احرام باندھ لیا خاوند اسے احرام سے حلال نہیں کراسکتا البتہ اتنی بات ہے کہ اس سے خاوند کو ضرر پہنچے گا۔

۳: غلامی......آقا اپنے غلام کو حج سے روک سکتا ہے خواہ حج فرض ہو یا مسنون، جب آقا غلام کو حج سے روک دے تو وہ محصر کی طرح حلال ہوگا (یعنی بکری وغیرہ ذبح کرکے حلال ہوگا)، اگر غلام نے آقا کی اجازت سے احرام باندھا تو آقا اسے اتمام حج سے نہیں روک سکتا، اس کی دلیل یہ ہے کہ غلام کے جملہ منافع ہمہ وقتی آقا کے لئے ہوتے ہیں۔

۴: حبس بے جا......اگر ظلم کی وجہ سے کسی شخص کو قید وبند میں رکھ دیا گیا یا قرضہ کی پاداش میں اسے قید وبند کا سامنا کرنا پڑا درآں حالیکہ وہ تنگدست ہو تو وہ احرام سے حلال ہوسکتا ہے۔

---

❶......دیکھئے القوانین الفقہیۃ ص ۱۴۰، الحضرمیۃ ص ۱۳۶ کشاف القناع ۲/۴۴۶، المغنی ۳/۲۴۰ البدائع ۲/۱۲۰ الدرالمختار ۲/۲۰۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵: قرضہ کا استحقاق..... قرضہ دہندہ اپنے حق کی خاطر مالدار مدیون کو سفر سے روک سکتا ہے البتہ وہ اسے حلال کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ مدیون کے لئے ضروری نہیں کہ وہ احرام سے حلال (احرام ختم کرنا) ہو بلکہ قرضہ ادا کرے، اگر قرضہ مقررہ تاریخ کا ہو تو دائن مدیون کو سفر سے نہیں روک سکتا۔

۶: بندش..... سفیہ (بے وقوف) ولی کی اجازت کے بغیر حج کے لئے سفر نہیں کر سکتا، چونکہ اس پر معاملات کرنے کی بندش لگائی گئی ہوتی ہے۔ یہ مانع مالکیہ نے ذکر کیا ہے۔

۷: احرام باندھنے کے بعد دشمن کی وجہ سے محصر ہو جانا..... یعنی محرم کو ہر طرف سے حج کے لئے جانے سے روک دیا جائے اور جنگ کے سوا لڑائی کثیر مال بھتہ میں دینے کے سوا کوئی اور چارہ کار نہ ہو تو محصر کے لئے بالاتفاق حلال ہونا جائز ہے، البتہ محصر متوقع مدت تک احصار اٹھائے جانے کا انتظار کرے، جب احصار کے ختم سے مایوس ہو جائے جس جگہ ہو وہیں حلال ہو جائے خواہ حرم میں ہو یا غیر حرم میں، مالکیہ کے نزدیک اس پر ہدی نہیں اور اگر اس محصر کے پاس ہدی ہو تو اسے ذبح کرے۔

جمہور..... کہتے ہیں محصر بکری یا گائے اونٹ کا ساتواں حصہ بطور دم ذبح کرے سر منڈا کر یا بال کٹوا کر حلال ہو جائے۔ اس میں بھی تھوڑی تفصیل ہے کہ شافعیہ کے نزدیک سر منڈوا کر یا بال کٹوا کر حلال ہوا اور اس پر قضا نہیں اور نہ ہی عمرہ ہے، اگر اس نے حج نہ کیا ہو تو اس پر حج اسلام ہے۔

حنفیہ کے نزدیک اگر محصر حرم میں ہے تو سر منڈوائے اور اگر حل (حرم کے باہر) میں ہے تو اس پر سر منڈوانا واجب نہیں۔ اس پر قضاء ہے حنفیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک۔ جیسے بعد میں اس کا تذکرہ آ رہا ہے۔ البتہ حنابلہ کے راجح قول کے مطابق محصر پر سر منڈوانا واجب نہیں۔

محصر کے پانچ حالات ہیں جیسا کہ مالکیہ نے ذکر کیا ہے۔ تین احوال میں حلال ہونا (احرام ختم کرنا) صحیح ہے، وہ یہ کہ (۱) احرام کے بعد عذر طاری ہو (۲) یا عذر پہلے سے تھا لیکن محصر کو اس کا علم نہیں تھا۔ (۳) یا محصر کو علم تھا لیکن وہ سمجھتا تھا کہ یہ عذر اس کے راستے کا روڑا نہیں بنے گا۔ جبکہ چوتھی حالت میں حلال ہونا ممنوع ہے وہ یہ کہ محصر کو ایک راستے سے روکا گیا ہو جبکہ دوسرے راستے سے حرم تک پہنچنا ممکن ہو۔ پانچویں حالات میں حلال ہونا صحیح ہے (۵) وہ یہ کہ اگر کسی شخص نے زاد راہ ختم ہونے پر یا مرض لاحق ہونے پر یا دشمن کے روکنے یا نہ روکنے کے شک پر یا کسی اور وجہ سے حلال ہونے کی شرط لگا دی۔

۸: مرض..... اگر کسی شخص کو احرام باندھنے کے بعد مرض لاحق ہوا تو مالکیہ، حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک وہ جس جگہ ہو وہیں مقیم ہو جائے اور حالت احرام میں رہے یہاں تک کہ صحت یاب ہو جائے۔ اگرچہ مرض کا عرصہ طویل ہو جائے۔

حنفیہ نے مرض کی وجہ سے حلال ہونا جائز قرار دیا ہے جیسے کوئی ایسا شخص جس کا احصار دشمن کی وجہ سے ہو۔

تیسری بحث..... حج وعمرہ کے مواقیت زمانی ومکانی

اس بحث میں دو مقاصد ہیں۔

پہلا مقصد..... حج وعمرہ کا وقت

۱۔ حج کا وقت..... حج کا وقت متعین ہے قرآن عظیم میں اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ ......البقرة ۲/۱۸۹

لوگ آپ سے نئے مہینوں کے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ انہیں بتادیجئے کہ یہ لوگوں کے (مختلف معاملات کے) اور حج کے اوقات متعین کرنے کے لئے ہیں۔

اسی طرح دوسری جگہ فرمان ہے:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ ......البقرة ۲/۱۹۷ حج کے مہینے مقرر ہیں۔

حج کے مہینے مالکیہ کے ہاں...... مالکیہ کے نزدیک حج کے تین پورے پورے مہینے ہیں یعنی شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ، مالکیہ کے نزدیک ذوالحجہ پورا مہینہ حج کا محل ہے چونکہ فرمان باری تعالیٰ ''اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ'' میں عموم ہے۔ لیکن اس کا اطلاق ذوالحج کے پورے ایام پر ہوگا۔ چونکہ کم از کم جمع تین ہے اور احرام کے وقت کی ابتدا اور شوال یعنی عید الفطر کی رات سے ہوسکتی ہے اور احرام قربانی عید ۱۰ ذی الحجہ کی فجر تک جاسکتا ہے۔ سو جس شخص نے عید الاضحیٰ (۱۰ ذی الحجہ) کی فجر سے لحہ بھر پہلے احرام باندھا اور عرفہ میں موجود ہوا تو گویا اس نے حج پالیا، اس پر طواف زیارت باقی رہ جاتا ہے، اور سعی اس کے بعد ہوتی ہے چونکہ مالکیہ کے نزدیک وقوف عرفہ رات کو کیا جاتا ہے لہٰذا وہ حاصل ہوگیا۔ ❶

شوال سے پہلے احرام باندھنا مکروہ ہے اگر کسی نے شوال سے پہلے احرام باندھ دیا تو منعقد ہوجائے گا اور ان کے نزدیک صحیح ہے، احرام صحیح ہونے کا سبب یہ ہے کہ وقت مقرر یعنی شوال کمال کے لئے ہے وقت وجوب نہیں۔ یعنی اس وقت کی رعایت واجب نہیں بلکہ درجہ کمال کا۔ مالکیہ کے نزدیک طواف زیارت ذی الحجہ کے آخر تک موخر کرنا صحیح ہے اور جب بھی کرلیا جائے کافی ہوگا۔

چنانچہ ابتدائے شوال سے دس ذی الحجہ کی طلوع فجر سے تھوڑی دیر پہلے تک حج کی مدت ہے یہ مدت حج کے لئے احرام باندھنے کے جواز کی مدت ہے۔ دس ذی الحجہ کی طلوع فجر سے آخر ذی الحجہ تک حج سے حلال ہونے کی مدت ہے، اہل مکہ کے لئے اول ذی الحجہ سے احرام باندھنا افضل ہے۔

حنفیہ اور حنابلہ کے ہاں حج کے مہینے...... حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک حج کا وقت شوال، ذوالقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔ ❷ جیسا کہ عبادلہ اربعہ یعنی عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے۔ ❸ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حج اکبر کا دن اشہر حج میں سے نہ ہو؟ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ قربانی کے دن میں حج کا رکن بھی ہوتا ہے، اور وہ طواف زیارت ہے، اس دن حج کے بہت سارے افعال ہوتے ہیں۔ جیسے رمی جمار، قربانی، سر منڈانا طواف کرنا، سعی کرنا، منی کی طرف واپس آنا، نیز حج دس ذی الحجہ کے گزرنے سے فوت ہوجاتا ہے اور وقت کے باقی رہنے سے فوت کا تحقق نہیں ہوتا۔

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ آیت میں ''اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ'' سے مراد دو مہینے اور تیسرے مہینے کا کچھ حصہ ہے۔ تیسرا مہینہ پورا مراد نہیں، لہٰذا دس ذالحجہ کے بعد کا بقیہ مہینہ حج کے مہینوں میں سے نہیں، چونکہ دس تاریخ کے بعد کا وقت احرام کا وقت نہیں۔ اور نہ ہی حج کے ارکان کا وقت ہے، لہٰذا بقیہ بیس دن محرم کی طرح ہیں۔

رہی یہ بات کہ آیت میں حج کے مہینوں کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے ''قروء'' کا صیغہ حیض کے لئے آیا ہے۔ اس میں وہ طہر بھی حساب میں لایا جاتا ہے جس میں طلاق دی ہو، اور سابقہ آیت میں آیا کہ ''فمن فرض

---

❶ .....دیکھئے بدایة المجتهد ۱/۳۱۵ الشرح الصغير ۲/۱۷ الشرح الكبير ۲/۲۱۔ ❷ دیکھئے فتح القدير ۲/۲۲۰، الكتاب مع اللباب ۱/۱۹۸ المغنی ۳/۲۷۱ کشاف القناع ۲/۴۷۲۔ ❸ رواه ابوداؤد وروى البخاری بمعناه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیھن الحج" یعنی اکثر ایام مراد ہیں۔

اگر حج کا احرام ان مہینوں سے پہلے باندھ دیا تو اس کا احرام جائز ہے، اس احرام سے حج کا انعقاد ہو جائے گا عمرہ میں تبدیل نہیں ہوگا چونکہ فرمان باری تعالیٰ میں عموم ہے۔"**واتموا الحج والعمرۃ للہ**" البتہ حج کے افعال صرف حج کے مہینوں میں کرے گا۔ جب احرام باندھے گا اس کے احرام کا انعقاد ہو جائے گا۔ چونکہ اسے اتمام کا حکم ملا ہوا ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حنفیہ کے نزدیک احرام شرط ہے، لہٰذا طہارت کے مشابہ ہوا کہ طہارت وقت سے پہلے حاصل کرنا جائز ہے، نیز احرام بہت ساری اشیاء کو حرام کر دیتا ہے اور بہت ساری اشیاء کو واجب کرتا ہے، اور یہ ہر زمانے میں صحیح ہے، لہٰذا یہ ایسا ہی ہے میقات مکانی سے پہلے احرام باندھا گویا حنفیہ نے میقات زمانی کو میقات مکانی کے مشابہ قرار دیا ہے، بہر حال حج کا احرام اشہر حج سے پہلے باندھنا مکروہ ہے چونکہ بخاری نے ابن عباس سے روایت نقل کی ہے۔ کہ" سنت میں سے ہے کہ حج کا احرام نہ باندھا جائے مگر حج کے مہینوں میں۔

شافعیہ.....شافعیہ کا مؤقف بھی حنفیہ اور حنابلہ جیسا ہے، کہ حج کے مہینے یہ ہیں: شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن۔ گویا دس ذی الحجہ کے طلوع فجر تک اس کا اطلاق ہوگا۔ البتہ شافعیہ کے نزدیک اگر کسی شخص نے حج کے لئے ان مہینوں کے علاوہ کسی مہینہ میں احرام باندھا تو وہ احرام عمرہ کے لئے منعقد ہوگا چونکہ حج موقت عبادت ہے، چنانچہ جب وقت سے پہلے اسے منعقد کیا جائیگا تو اس کا انعقاد اسی کے جنس سے اس کے علاوہ کے لئے ہوگا (یعنی حج کے ہی جنس سے عمرہ کے لئے احرام ہوگا) گویا شافعیہ نے حج کے وقت کو نماز کے وقت کے مشابہ قرار دیا ہے، لہٰذا وقت سے پہلے حج واقع نہیں ہوگا۔ شافعیہ کی دلیل یہ آیت ہے" **اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ**" تقدیری عبارت یوں ہے۔"**وقت الحج اشھر یا اَشْھَرُ اُلحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ**" آیت میں مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام بنا دیا گیا ہے۔ لہٰذا جب حج کا وقت معلوم ہو چکا یعنی وقت مقرر ہے تو مقررہ وقت سے پہلے احرام باندھنا جائز نہیں۔ جیسے نماز کے اوقات متوجہ ہوتے ہیں اور مقررہ وقت سے پہلے نماز کی تکبیر تحریمہ واقع نہیں ہوتی بلکہ نفلی نماز ہو جاتی ہے۔ ❶

ایک سال میں ایک حج سے زائد حج نہیں کئے جا سکتے چونکہ حج کا وقت صرف ایک حج کے افعال کو محیط ہوتا ہے، لہٰذا وقت میں دوسرے حج کی ادائیگی ممکن نہیں۔

۲: عمرہ کا وقت.....علماء کا اتفاق ہے کہ عمرہ پورے سال میں جس وقت میں بھی ہو جائز ہے، حج کے مہینوں میں بھی جائز ہے، یعنی عمرہ کا میقات زمانی پورا سال ہے، پورا سال عمرہ کے لئے احرام کا وقت ہے، چونکہ عمرہ کے وقت میں کوئی تخصیص نہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ عمرہ کیا ذی الحجہ اور شوال میں۔ ❷ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔ ❸ جبکہ مسلم کی روایت ہے۔ کہ" عمرہ حج میں داخل ہے، دو مرتبہ نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔" اس کا معنی یہ ہے کہ عمرہ قیامت تک حج کے مہینوں میں جائز ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ جاہلیت میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو ناجائز سمجھا جاتا تھا اسلام نے اس خیال کو باطل قرار دیا۔

تکرار عمرہ.....جمہور کے نزدیک سال میں عمرہ کا تکرار مکروہ نہیں، سال میں کئی بار عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ اور شوال میں دو مرتبہ عمرہ کیا، یعنی شوال کے آخر اور ذی الحجہ کے شروع میں۔

---

❶..... دیکھئے مغنی المحتاج ۱/ ۴۷۱ المھذب ۱/ ۲۰۰۔ ❷ رواہ ابو داؤد فی سننہ باسناد صحیح عن عائشۃ۔ ❸ رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی وغیرھم عن ام مقعل ورواہ البخاری ومسلم عن ابن عباس۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرات کئے، سب کے سب ذی القعدہ میں میں کیے۔“ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، اسی بنیاد پر شافعیہ کہتے ہیں: کثرت سے عمرہ کرنا مسنون ہے، اگر چہ ایک ہی دن میں کئی بار کئے جائیں۔

چونکہ معتمد قول کے مطابق عمرہ طواف سے افضل ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث قوی دلیل ہے۔

مالکیہ...... کہتے ہیں: سال میں ایک مرتبہ سے زائد عمرات کرنا مکروہ ہیں۔ چونکہ عمرہ ایسی عبادت ہے جو طواف اور سعی پر مشتمل ہے، لہٰذا سال میں صرف ایک بار ہی کیا جائے۔ جیسے حج۔ مالکیہ کی اس رائے کا اختلاف کیا گیا ہے چونکہ حج کا وقت مقررہ ہے جبکہ عمرہ کا کوئی وقت مقرر نہیں، لہٰذا اس میں تکرار کا تصور ہوگا۔ جیسے نماز۔

کب عمرہ کرنا مکروہ ہے؟...... حنفیہ کے نزدیک عرفہ کے دن اور نحر کے دن (عید الاضحیٰ کے دن) عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے اور ایام تشریق یعنی ۱۰ ذی الحجہ کے بعد تین دنوں میں بھی عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے چونکہ یہ دن (یعنی پانچ دن) حج کے لئے مقرر ہیں۔

مالکیہ...... نے ذرا مختلف رائے قائم کی ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہو وہ مستثنیٰ ہے، یعنی عمرہ کے وقت کے پورا سال ہونے سے حاجی مستثناء ہے۔ حاجی جب حج کے تمام افعال سے فارغ ہو تب اس کا احرام صحیح ہوگا، گویا حاجی عمرہ کے لئے تب احرام باندھ سکتا ہے جب چوتھے دن کی رمی سے فارغ ہو جائے اگر اس نے رمی میں قبل ازیں جلدی نہ کی ہو۔

چوتھے دن غروب آفتاب تک احرام باندھنا مکروہ ہے، اگر چوتھے دن رمی کے بعد غروب سے پہلے احرام باندھ ہی لیا تو اس کا احرام صحیح ہے البتہ طواف کو تاخیر سے کرنا واجب ہے، اور سعی بھی غروب کے بعد کرے۔

شافعیہ...... کہتے ہیں حاجی کے لئے عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے جب تک حاجی کے ذمہ حج کے اعمال میں سے کچھ باقی ہو جیسے رمی، چونکہ احرام کے حکم کا باقی رہنا بنفسہ احرام کے باقی رہنے کی طرح ہے، عمرہ کسی وقت مکروہ نہیں، اور عمرہ کا تکرار بھی مکروہ نہیں جیسا پہلے گزر چکا ہے۔

حنابلہ...... کہتے ہیں: نو ذی الحجہ اور دس ذی الحجہ کے بعد عمرہ کے لئے احرام باندھنا مکروہ نہیں، جیسے طواف محض مکروہ نہیں ہوتا، چونکہ اصل عدم کراہت ہے اور اس پر کوئی دلیل نہیں۔

دوسرا مقصد...... حج اور عمرہ کا میقات مکانی

میقات کا لغوی معنی...... میقات، مثال واوی ہے اور مجرد وقت ہے، حد اور مقررہ جگہ کے معنی میں ہے۔

شرعی تعریف...... مخصوص عبادت کے لئے معین جگہ اور معین وقت۔ یعنی وہ جگہ جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والے کے لئے احرام باندھنا واجب ہے۔ اور اس جگہ سے بغیر احرام کے آگے تجاوز کرنا کسی کے لئے جائز نہیں۔ اگر بغیر احرام کے آگے چلا گیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ یا میقات کی طرف واپس لوٹے، میقات سے پہلے احرام باندھ دیا تو یہ بالاتفاق جائز ہے، بلکہ حنفیہ کے نزدیک تو یہ افضل ہے بشرطیکہ محظورات سے باز رہنے کا یقین ہو، میقات سے پہلے احرام باندھنے کی دلیل یہ آیت ہے:

واتموا الحج والعمرۃ للہ

حج و عمرہ کا اتمام یہ ہے کہ بندہ اپنے گھر سے احرام باندھ کر جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اتمام حج مفسر بہ ہے اس میں مشقت زیادہ ہے اور بھرپور تعظیم کا پہلو ہے۔

مکی اور آفاقی ہونے کے اعتبار سے میقات کی نوعیت مختلف ہے۔مکی سے مراد مکہ میں رہنے والا اور آفاقی جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو باہر کا رہنے والا ہو۔(۱)

اول: مکہ کے رہائشی کا میقات...... جو شخص مکہ میں ہو خواہ مکہ کا باشندہ ہو یا باہر کا ہو اور عارضی طور پر مکہ میں مقیم ہو اس کا میقات حرم ہے۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو درمیان مکہ سے حج احرام باندھنے کا حکم دیا تھا، اور فرمایا تھا۔ ”حتیٰ کہ اہل مکہ مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔(۲) اور جو شخص حرم کی حدود میں رہ رہا ہو تو اس کے لئے مسجد حرام سے احرام باندھنا مستحب ہے۔

عمرہ کے لئے میقات......عمرہ کے لئے میقات حل(۳) کا قریب ترین والا حصہ ہے، تاکہ سفر کا تحقق ہو جائے، چونکہ حج عرفہ سے ادا ہوتا ہے، اور عرفہ حل میں ہے، گویا احرام حرم سے ہوگا اور عمرہ بھی حرم سے ادا ہوگا، لہٰذا عمرہ کے لئے احرام حل سے باندھا جائے تاکہ عمرہ کے لئے حل وحرم دونوں جمع ہو جائیں، چونکہ ہر طرح کے احرام میں یہ شرط ہے، اگر حرم ہی سے عمرہ کے لئے احرام باندھ دیا تو احرام منعقد ہو جائے گا لیکن اس پر دم آئے گا۔ الا یہ کہ احرام باندھنے کے بعد حل کی طرف چل جائے تو دم نہیں ہوگا۔

عمرہ کے لئے احرام باندھنے کی حل میں سے افضل جگہ شافعیہ کے نزدیک جعرانہ ہے، چونکہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے ہی عمرہ کیا تھا، جیسا کہ شیخین کی روایت ہے۔ جعرانہ کے بعد افضل جگہ تنعیم ہے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تنعیم سے عمرہ کرنے کا حکم دیا تھا، تنعیم کے بعد حدیبیہ افضل مقام ہے۔

حنفیہ اور حنابلہ...... کے نزدیک حل کا افضل مقام جہاں سے احرام باندھا جائے وہ تنعیم ہے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقام تنعیم سے عمرہ کرائیں،(۴) دوسری وجہ یہ ہے کہ مقام تنعیم مکہ کے قریب تر ہے، پھر جعرانہ اور پھر حدیبیہ افضل مقام ہیں۔

مالکیہ...... کے نزدیک جعرانہ یا تنعیم سے احرام باندھا جائے۔

دوم: اہل حل...... اہل حل سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے ٹھکانے مواقیت خمسہ سے اندر ہوں جیسے اہل بستان یعنی بنی عامر وغیرہم، چنانچہ بنی عامر میقات سے اندر ہیں اور حرم سے باہر ہیں۔ یعنی حل سے مراد وہ جگہ جو حرم سے باہر اور میقات سے اندر ہو۔

مالکیہ...... کہتے ہیں جس شخص کا گھر میقات کی بنسبت مکہ کے زیادہ قریب ہو تو اس کا میقات اس کا گھر ہے، حج میں بھی اور عمرہ میں بھی۔

شافعیہ اور حنابلہ...... کہتے ہیں جو شخص ایک راستے میں چل کر میقات تک نہ پہنچ پائے تو وہ اپنی سیدھ میں خشکی اور تری سے احرام باندھ لے، اگر دو میقاتوں کی سیدھ میں رہتا ہو تو قریب ترین میقات سے احرام باندھے یہ اگر سیدھ میں دونوں برابر ہوں تو اس میقات سے احرام باندھے جو مکہ سے نسبتاً دوری پر ہو، اگر کسی میقات کی سیدھ میں بھی نہ ہو تو مکہ سے دو مرحلوں (دو دن کے سفر) کے فاصلے سے احرام باندھے، اور جس شخص کی رہائش مکہ اور میقات کے درمیان ہو تو اس کا میقات اس کی رہائش گاہ ہے۔

---

(۱)......فتح القدیر ۲/۱۳۱ البدائع ۲/۱۶۳، اللباب ۱/۱۷۸، القوانین الفقهية ص ۱۳۰ الشرح الكبير ۲/۲۲ الشرح الصغير ۲/۱۸، مغنی المحتاج ۱/۴۷۳، المهذب ۱/۲۰۲ المغنی ۳/۲۵۷۔ (۲) رواه الشيخان وروى مسلم عن جابر۔(نصب الراية ۳/۱۶) (۳) حل، حرم کے باہر کا علاقہ لیکن میقات سے اندر۔ (۴) متفق علیه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ.....حج وعمرہ کے لئے اہل حل کا میقات ان کے گھر ہیں، یا اپنے گھروں اور حرم کے درمیان حل کی جس جگہ سے چاہیں احرام باندھ لیں وہ ان کے لئے میقات ہے، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔"**واتموا الحج والعمرة لله**" حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی تم حج وعمرہ کے لئے اپنے گھروں سے احرام باندھو، لہٰذا اہل حل کے لئے اپنے میقات کو بغیر احرام کے تجاوز کرنا جائز نہیں، حل کا وہ حصہ ہو جو اہل حل کے گھروں اور حرم کے درمیان ہو وہ ایک ہی چیز ہے۔ لہٰذا اہل حل کے لئے حل کی دوسری جگہوں سے بھی احرام باندھنا جائز ہے۔

خلاصہ.....جو شخص میقات سے اندر رہتا ہو حج وعمرہ کے لئے اس کا میقات بالاتفاق حل ہے، حنفیہ کے نزدیک اہل حل کے لئے بغیر احرام کے بھی مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

سوم: آفاقی یا اہل آفاق.....آفاقی سے مراد وہ شخص ہے جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو، چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا آپ بھی آفاقی تھے، میقات کا اطلاق پانچ جگہوں پر ہوتا ہے، جیسا کہ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ کہ" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو مقرر کیا، اہل شام کے لئے جحفہ، اہل نجد کے لئے قرن المنازل، اہل یمن کے لئے یلملم۔ ❶ یہ سب مذکورہ علاقوں کے لوگوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہیں ہیں اور ان مقامات سے گزرنے والے ان لوگوں کے لئے بھی جو ان علاقوں کے علاوہ ہوں۔

یہ جگہیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو حج اور عمرہ کا ارادہ کریں اور جو شخص ان مقامات سے اندر رہتا ہے اس کے احرام باندھنے کی جگہ اس کا گھر ہے، اسی طرح اہل مکہ مکہ ہی سے احرام باندھیں۔ ❷ اس حدیث میں چار مواقیت کا ذکر ہوا ہے۔

رہی بات ذات عرق کی اس کا ذکر مسلم کی روایت میں ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ" اہل مدینہ کے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ ہے اور دوسرے راستے سے جحفہ ہے، اہل عراق کے احرام باندھنے کی جگہ ذات عرق ہے۔ ❸

میقات کی یہ پانچ جگہیں مکی کے علاوہ کے لئے ہیں۔ حرم پاک کی مختلف جہات کے لحاظ سے ان جگہوں کو تقسیم کیا گیا ہے، جو شخص حج اور عمرہ کرنا چاہتا ہو اس کے لئے بغیر احرام کے ان جگہوں سے آگے جانا جائز نہیں۔ ان پانچ جگہوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱: اہل مدینہ کی میقات.....اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ ہے جسے آج کل آبار علی کہا جاتا ہے۔ یہ مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے مکہ سے دس مرحلوں (منزلوں کے فاصلہ پر ہے یہ مواقیت کا بعید ترین میقات ہے، اور" ۴۶۰" کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

۲: اہل شام، مصر اور اہل مغرب کی میقات.....جحفہ ہے اس ے آجل کل رابغ کہا جاتا ہے، یہ مکہ سے تین منزل یعنی ۱۸۷ کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے، آج کل اہل شام اہل مدینہ کی میقات اور اس میقات سے گزرتے ہیں۔ اہل شام کو احرام باندھنے میں ان دونوں جگہوں کا اختیار ہے۔

---

❶.....ذوالحلیفہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، قرن المنازل مکہ مکرمہ سے ۴۲ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے یہ ایک پہاڑ ہے، نجد یمن اور نجد حجاز اور نجد تہامہ سے آنے والوں کی میقات ہے، یلملم مکہ مکرمہ سے جنوب کی طرف ایک پہاڑ ہے اسے آج کل سعد یہ بھی کہتے ہیں اہل یمن، اہل ہند اور اہل پاکستان کے لئے میقات ہے۔ جحفہ رابغ کے قریب مکہ مکرمہ سے تین منزل پر ایک مقام ہے شام سے آنے والوں کی میقات ہے۔ ذات عرق: ایک جگہ ہے جو آج کل ویران ہو چکی ہے مکہ مکرمہ سے تین روز کی مسافت پر ہے یہ اہل عراق کا میقات ہے۔ ❷ نیل الاوطار ۲۹۵/۴۔
❸ نیل الاوطار ۲۹۶/۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳: اہل عراق کی میقات...... اہل عراق اور اہل مشرق کی میقات ذات عرق ہے۔ یہ ایک بستی ہے جو مکہ مکرمہ سے دو مرحلوں کے فاصلے پر ہے اور وادی عقیق کے سامنے ہے، مکہ سے مشرق کی جانب ہے ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

۴: اہل یمن کی میقات...... اہل یمن، اہل تہامہ اور اہل ہند کی میقات یلملم ہے، مکہ مکرمہ سے جنوب کی طرف دو مرحلوں کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے۔

۵: اہل نجد کی میقات...... اہل نجد، اہل کویت امارات اور طائف کی میقات، قرن المنازل ہے، یہ بھی مکہ مکرمہ سے دو مرحلوں کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے۔ اسے قرن ثعالب بھی کہا جاتا ہے، یہ مقام سیل سے قریب ہے اور مکہ سے ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

جو شخص میقات سے بغیر احرام کے تجاوز کر جائے اس پر دم واجب ہوگا ہاں البتہ اگر احرام پہن کر میقات کی طرف واپس لوٹ آیا اس پر دم نہیں؟ جبکہ مالکیہ کے نزدیک دم پھر بھی ساقط نہیں ہوگا۔ تفصیل آرہی ہے۔

جب غیر حرم میں اقامت اختیار کرنے کی نیت سے میقات کو تجاوز کر جائے تو حنفیہ کے نزدیک جائز ہے کہ وہ پندرہ دن کی نیت کر سکتا ہے۔ یہ حنفیہ کے مذہب میں اقامت کی کم از کم مدت ہے۔ چونکہ وطن کا حکم تبھی ثابت ہو سکتا ہے جب اس مدت کی نیت ہو۔

جو شخص میقات کی سیدھ میں ہو یا سیدھ میں نہ ہو...... جس شخص نے خشکی کے راستے سفر کیا یا سمندر کے راستے سفر کیا یا فضائی سفر کیا اور اس کا سفر دو میقاتوں کے درمیان میں ہو تو وہ تحری کر کے احرام باندھے تاکہ اس کا احرام قریب ترین میقات کی سیدھ سے واقع ہو۔ یعنی اس کے قریب جو میقات ہو اس کے اعتبار سے احرام باندھے اگرچہ دوسری میقات مکہ سے دور پر ہو۔ اگر دونوں میقات برابر ہوں تو اس میقات سے احرام باندھے جو مکہ سے دور ہو۔ اگرچہ صحیح راستے کی تعیین نہ ہو کہ یہ سیدھ میں ہے۔ احتیاط اس میں ہے کہ دور کے میقات کی سیدھ سے احرام باندھ لے تاکہ بغیر احرام کے تجاوز نہ کرنے پائے۔ چونکہ میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز ہے، اور تاخیر کرنا جائز نہیں۔ لہٰذا احتیاط یہی ہے کہ وہ فعل بجالایا جائے جس میں شک نہ ہو۔ اگر کسی نے ایسے راستے سے سفر کیا جو کسی میقات کی سیدھ میں نہیں آتا تو دو مرحلوں یعنی ۸۹ کلومیٹر کے فاصلے سے احرام باندھ لے، چونکہ میقات کی کوئی مسافت اس مقدار سے کم نہیں۔

حج وعمرہ کرنے کے بعد مکہ میں داخل ہونے والے کا حکم...... اس مسئلہ میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

شافعیہ...... کہتے ہیں جس شخص نے حج اسلام اور عمرہ کیا ہو پھر وہ مکہ مکرمہ میں کسی کام کے لئے داخل ہونا چاہیے، جیسے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے تجارت وغیرہ کے لئے یا مکی مسافر ہو اور سفر سے واپس ہونے پر مکہ میں داخل ہونا چاہتا ہو، تو کیا اسے حج یا عمرہ کا احرام باندھنا لازمی ہے؟ اس میں تفصیل ہے۔ ❶

ا.... اگر کوئی شخص باغیوں سے جنگ کرنے کے لئے داخل ہوا، یا ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے داخل ہوا یا ان کے علاوہ کوئی واجب یا مباح جنگ کے لئے داخل ہوا یا کسی ظالم سے خوفزدہ ہو کر داخل ہو یا قرض خواہ سے ڈر کر داخل ہوا اور اس حالیکہ وہ تنگدست ہو بلا اختلاف اس کے لئے احرام لازمی نہیں، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہوئے چونکہ آپ جنگ وجدال سے بے خوف نہیں تھے۔ ❷

ب...... جو شخص مکہ میں داخل ہونا چاہے اور اسے بار بار داخل نہ ہونا پڑے جیسے تجارت کے لئے، زیارت کے لئے اور عیادت مریض کے لئے تو اصح قول کے مطابق شافعیہ کے نزدیک احرام باندھنا مستحب ہے البتہ واجب نہیں۔

---

❶ المجموع ۷/۱۰، المہذب ۱/۱۹۵، الدر المختار ۲/۲۱۲ الشرح الصغیر ۲/۲۴، المغنی ۳/۲۶۸. ❷ رواہ مسلم والنسائی عن جابر (نیل الاوطار ۴/۳۰۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک اور امام احمد کہتے ہیں اس کے لئے احرام باندھنا لازمی ہے۔امام ابوحنیفہ کہتے ہیں: اگر داخل ہونے والے کا گھر میقات میں ہو یا مکہ کے قریب ہو تو اس کے لئے بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے، اور اگر ایسا نہیں یعنی میقات سے باہر کا ہے (آفاقی ہے) تو اس کے لئے بغیر احرام کے داخل ہونا جائز نہیں۔

ج.....جو شخص بار بار مکہ میں داخل ہوتا ہو جیسے لکڑ ہارا، گھاس لانے والا، شکاری، پانی لانے والا، ڈاکیا، ڈرائیور وغیرہم تو اس کے لئے بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے۔ چونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ''مکہ میں بغیر احرام کے کوئی شخص داخل نہ ہو۔البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑ ہاروں کو چھوٹ دی ہے۔'' ❶

اہل حرم......اہل حرم اگر باہر گئے ہوں اور واپسی میں انہیں مکہ میں داخلہ کے لئے احرام کی ضرورت نہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسے مسجد میں کوئی شخص ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا سے تحیۃ المسجد لازم نہیں ہوتا۔

جو شخص حرم میں داخل ہونا چاہے اور مکہ میں داخل ہونا نہ چاہتا ہو تو اس کے جملہ احکام دخول مکہ جیسے ہیں جو تفصیل کے مطابق پہلے گزر چکے ہیں۔

حرم میں داخلہ کے لئے جب احرام لازم ہوا اور کوئی شخص بغیر احرام کے داخل ہو جائے تو وہ گنہگار ہوگا، شافعیہ کے مذہب کے مطابق اس پر قضاء لازم نہیں۔ چونکہ اس میں تسلسل کا خوف ہے، بعض شافعیہ کہتے ہیں ہر وہ عبادت جو واجب ہو جب اسے ترک کر دیا جائے اس کی قضاء اور کفارہ لازم ہوتا ہے البتہ مکہ میں داخل ہونے کے لئے احرام اور یوم شک کا امساک اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں، لہٰذا جس شخص پر یوم شک کو امساک واجب تھا اس نے امساک ترک کر دیا (یعنی کھا پی لیا) تو اس پر کفارہ اور قضاء نہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: قضاء لازم ہے چونکہ بھی واجبات کی قضاء واجب ہے۔

د.....جو شخص حج کا مکلّف نہ ہو اور پھر مکلف ہو جائے مثلاً غلام تھا آزاد کر دیا گیا، بچہ تھا بالغ ہو گیا، کافر تھا مسلمان ہو گیا اور ان لوگوں نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک یہ لوگ اپنی اپنی جگہوں سے احرام باندھیں اور ان پر دم نہیں ہوگا چونکہ انہوں نے اسی جگہ سے احرام باندھا جہاں ان پر واجب ہوا، لہٰذا مکی کے مشابہ ہیں۔

شافعیہ کے نزدیک ان سب پر دم واجب ہے چونکہ ہر ایک نے واجب کو ترک کیا ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں: نو مسلم پر دم نہیں، جو بچہ بالغ ہو جائے اس پر بھی دم نہیں، البتہ غلام پر دم ہے۔

میقات سے احرام باندھنا افضل ہے یا اپنے گھر سے؟:

حنفیہ.....کہتے ہیں: اپنے شہر سے احرام باندھنا افضل ہے بشرطیکہ احرام حج کے مہینوں میں باندھے اور اپنے نفس پر قابو پا سکتا ہو۔ ❷ چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''**واتموا الحج والعمرۃ للہ**'' حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اتمام حج یہ ہے کہ تم اپنے گھروں سے احرام باندھو۔ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے یا فرمایا کہ اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ ❸ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایلیا (قدس) سے احرام باندھا جبکہ آپ کے رفیق سفر ضبی بن معبد نے اپنے گھر سے احرام باندھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تم نے اپنے نبی کی سنت پر عمل کیا۔ ❹

---

❶.....رواه ابن ابی شيبة وفيه راو ضعيف. ❷ البدائع ۲/ ۱۶۴ اللباب ۱/ ۱۷۸. ❸رواه ابوداؤد واحمد عن ام سلمة وفی لفظ رواه ابن ماجه وهو ضعيف (نيل الاوطار ۴/ ۲۹۸) ❹ رواه النسائی وابوداؤد.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہور فقہاء...... کہتے ہیں میقات سے احرام باندھنا افضل ہے ❶ چونکہ میقات سے احرام باندھنا اکثر احادیث کے موافق ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے بھی میقات ہی سے احرام باندھا تھا، انہوں نے افضل پر ہی عمل کیا ہوگا، بالا جماع یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے لئے میقات سے احرام باندھا تھا، اسی طرح عمرۂ حدیبیہ کے لئے بھی میقات سے احرام باندھا۔ جیسا کہ بخاری نے مغازی میں روایت کیا ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا اپنے آپ کو تنگی اور سختی پر پیش کرنا ہے۔ اگرچہ جائز ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ”جہاں تک ہو سکے تم حل میں فائدہ اٹھالو (جماع وغیرہ کرلو) چونکہ تمہیں نہیں معلوم احرام میں تمہیں کیا پیش آئے گا۔“ ❷

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شہر سے احرام باندھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے اور فرمایا: ”لوگوں سے تسامح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص نے اپنے شہر سے احرام باندھا ہے۔“ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ ”حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے خراسان سے احرام باندھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ملامت کی اور اسے مکروہ سمجھا۔“ ❸

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ ”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکروہ سمجھتے تھے کہ خراسان یا کرمان سے احرام باندھا جائے۔“ ❹

میرے نزدیک یہی رائے راجح ہے تاکہ نفس مشقت سے دور رہے اور ممنوع افعال جو احرام سے ہو جاتے ہیں ان سے تعرض کی صورت سے دور رہے، ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیت المقدس سے احرام باندھنے کی حدیث ضعیف ہے۔ رہا یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ضبی کو جو فرمایا کہ تم نے اپنے نبی کی سنت پر عمل کیا آپ رضی اللہ عنہ یہ حج قران پر فرمایا تھا، نہ کہ میقات سے پہلے احرام باندھنے پر، چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میقات سے احرام باندھنے کی ہے، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جو یہ فرمایا کہ اتمام عمرہ یہ ہے کہ تم اپنے گھر سے شروع کرو، اس کا معنی یہ ہے کہ تم اپنے شہر سے سفر شروع کرو، چنانچہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہی تفسیر کی ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اپنے گھروں سے احرام نہیں باندھا۔

بغیر احرام کے میقات کو تجاوز کر جانے کی سزا...... اگر ایک شخص میقات کی مقررہ پانچ جگہوں میں سے کسی جگہ سے بغیر احرام کے آگے تجاوز کر جائے، اگر میقات کی طرف واپس لوٹ آیا اور احرام باندھ کر پھر میقات کو تجاوز کیا تو بالا جماع اس پر کچھ (جرمانہ) نہیں۔ ❺ چونکہ جب واپس لوٹا اور احرام باندھ کر پھر میقات سے داخل ہوا تو پہلا داخلہ معدوم ہو گیا گویا ابتدائی داخلہ سمجھا جائے گا۔

اگر کسی شخص نے میقات کو عبور کر دیا اور افعال حج سے پہلے پہلے احرام باندھا اور پھر میقات کی طرف واپس آیا تو اس میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔ ❻

۱: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ...... کہتے ہیں: اگر میقات کی طرف واپس لوٹ آیا اور تلبیہ ❼ کہہ دیا تو دم ساقط ہو جائے گا اگر تلبیہ نہ

---

❶ ...بدایۃ المجتہد ۱/۳۱۴ مغنی المحتاج ۱/۴۷۵ والمغنی ۳/۲۶۴۔ ❷ رواہ ابو یعلی الموصلی فی مسندہ عن ابی ایوب۔ ❸ رواہ سعید والاثرم۔ ❹ چونکہ گھر سے احرام باندھنے میں مشقت زیادہ ہے اور احرام کا احترام کرنا مشکل ہے اس لئے ارشاداً کراہت کی کہ اس کا احترام ہر ایک کی بس کی بات نہیں یہ نہیں کہ افضلیت کا انکار لازم آئے۔ چنانچہ حج کا فلسفہ عشق خدائے تعالیٰ ہے یہ اسی کا مقتضی ہے کہ انسان پراگندہ حالی کا مظاہرہ اپنے گھر سے کرے یہ کہاں ہے کہ گھر سے چلے اور حالت میں اور آگے جا کر عشقیہ حالت بنالے اہل دل کے ہاں یہ راز مخفی نہیں۔ ❺ اس کے سزا یہی کافی ہے کہ واپس آیا اور احرام باندھا۔ ❻ دیکھئے البدائع ۲/۱۶۵ الشرح الصغیر ۲/۲۴، الشرح الکبیر ۲/۲۴ مغنی المحتاج ۱/۴۷۴ المغنی ۳/۲۶۱۔ ❼ لبیک اللھم لبیک الخ کو تلبیہ کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہادم ساقط نہ ہوگا چونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا اس نے میقات کے بعد احرام باندھا تھا: ”واپس میقات کی طرف جاؤ اور تلبیہ کہو ورنہ تمہارا حج نہیں ہوگا۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تلبیہ میقات سے واجب سمجھا ہے لہٰذا اس کا اعتبار ضروری ہے۔

صاحبین، شافعیہ اور حنابلہ...... کہتے ہیں جس شخص نے میقات تجاوز کیا اور پھر احرام باندھا اگر میقات کی طرف واپس نہ لوٹا تو اس پر دم لازمی ہے۔ اور اگر احرام باندھنے کے بعد طواف وغیرہ کرنے سے پہلے میقات کی طرف واپس لوٹ گیا تو دم ساقط ہو جائے گا، برابر ہے تلبیہ کہا ہو یا نہ کہا ہو۔ اس کی حرمت کا اسے علم ہو یا نہ ہو۔ چونکہ حالت احرام میں میقات کو تجاوز کرنا اس کا حق تھا، دم ساقط ہونے کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے احرام ترک کیا اس پر دم ہے۔ ❶ اور اگر بغیر احرام کے میقات کو عبور کر جائے تو اسے احرام کے لئے واپس میقات کی طرف جانا لازمی ہے ہاں البتہ اگر وقت تنگ ہو یا راستہ خوفزدہ ہو تو وہیں سے احرام باندھ کر آگے جائے اور دم دے۔

اسی اصول پر مکی بھی منطبق ہوتا ہے چنانچہ مکی اگر میقات کی طرف نہ نکلا اور عمرہ کے افعال بجالایا تو اس پر دم ہے اور یہ کافی ہوگا، اگر حل کی طرف آیا احرام باندھنے کے بعد تو دم ساقط ہو جائے گا یہ ایسا ہی ہے جیسے میقات عبور کرے اور پھر حالت احرام میں واپس لوٹ آئے تو دم ساقط ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے احرام باندھا اور میقات سے باہر حج فاسد کر دیا تو حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک دم ساقط نہیں ہوگا، حنفیہ کہتے ہیں دم ساقط ہو جائے اور قضاء واجب ہوتی۔

۳: مالکیہ...... کہتے ہیں: جو شخص میقات سے تجاوز کر جائے اور پھر احرام باندھے تو اس کے لئے واپس لوٹنا لازمی نہیں البتہ اس پر دم واجب ہے چونکہ اس نے بغیر احرام کے میقات کو تجاوز کیا ہے اگر واپس لوٹا تب بھی دم ساقط نہیں ہوگا چونکہ اس سے زیادتی سرزد ہو چکی ہے اور دم لازم ہو چکا ہے۔

اگر میقات تجاوز کرنے کے بعد اس نے ابھی احرام نہ باندھا ہو تو اس کے لئے میقات کی طرف واپس لوٹنا واجب ہے، البتہ اگر تنگی وقت کا خوف ہو یا راستہ پرخطر ہو یا رفقائے سفر کے جدا ہونے کا خوف ہو، یا اپنی جان کا خطرہ ہو یا مال کا خطرہ ہو یا واپس لوٹنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو ان صورتوں میں واپس لوٹنا واجب نہیں البتہ بغیر احرام کے میقات تجاوز کرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔

چوتھی بحث...... حج وعمرہ کے افعال اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمرہ کی کیفیت

اول: اعمال حج...... اعمال حج کی تعداد دس (۱۰) ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔ ❷

۱: احرام...... احرام باندھتے وقت حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت ہو، اور یوں کہے: میں نے حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کی اور اس کا احرام اللہ تعالیٰ کے لئے باندھا، عربی میں یوں کہے۔ ”نویت الحج واحرمت به لله تعالٰی“ اگر حج بدل کر رہا ہو تو آمر (اصیل) کا نام لے کر کہے کہ فلاں کی طرف سے حج یا عمرہ کی نیت کی اور اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے لئے احرام باندھا۔ پھر احرام کی دو رکعتیں پڑھنے کے بعد تلبیہ کہے۔

۲...... مکہ میں بالائی حصہ یعنی مقام ”کداء“ سے داخل ہونا، پھر مسجد حرام میں باب بنی شیبہ سے داخل ہونا، پھر طواف قدوم کرنا اور اس طواف کی ابتداء رکن اسود سے کرے۔

---

❶..... روی موقوفاً ومرفوعاً والموقوف رواه مالك وغيره باسناده صحيح۔ ❷ القوانين الفقهية ص ۱۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳: طواف...... حج میں تین طواف کرنے پڑتے ہیں۔ طواف قدوم، طواف زیارت، طواف وداع۔

۴...... صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

۵: وقوف...... میدان عرفات اور منیٰ میں وقوف کرنا، چنانچہ حاجی ۸ ذی الحجہ کو منیٰ کی طرف جائے، ۸ ذی الحجہ کے دن کو یوم الترویہ کہتے ہیں۔ ❶ منیٰ میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھے اور یہیں رات گزارے پھر طلوع آفتاب کے بعد میدان عرفات کی طرف جائے اور ۹ ذی الحجہ کو ظہر اور عصر کی نمازیں امام کے پیچھے مسجد نمرہ میں یا اس کے باہر جمع کرکے پڑھے، پھر میدان عرفات میں جہاں دوسرے لوگوں نے وقوف کیا ہو یہ بھی ان کے ساتھ وہیں وقوف کرے۔

۶: مزدلفہ میں رات گزرنا (وقوف مزدلفہ)...... مزدلفہ، منیٰ اور عرفات کے درمیان واقع ہے، حج کرنے والے لوگ مزدلفہ میں عید کی رات غروب شفق کے بعد مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی (جمع) کرکے پڑھتے ہیں اور نماز میں قصر پڑھی جائیں گے۔ فجر کی نماز مشعر حرام میں پڑھیں، مشعر حرام مزدلفہ کا آخری کونا ہے، مزدلفہ میں تضرع، عاجزی، دعا وغیرہ کے لئے وقوف کریں پھر طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ کی طرف کوچ کرجائیں۔

۷: رمی جمار...... قربانی کے دن یعنی دس ذی الحجہ کو حاجی جمرہ عقبہ (بڑا جمرہ، بڑا شیطان) کی رمی کرے یعنی طلوع آفتاب کے بعد سات کنکریاں جمرہ عقبہ کو مارے۔ ایام منیٰ یعنی عید کے دوسرے تیسرے اور چوتھے دن میں ہر جمرے کو سات سات کنکریاں مارے جمرہ اولیٰ (جمرہ صغریٰ، چھوٹے شیطان) سے ابتدا کرے، جمرہ اولیٰ وہی ہے جو مسجد خیف سے ملا ہوا ہے اور عرفات کی طرف ہے۔ پھر جمرہ وسطیٰ کی رمی کرے اور پھر جمرہ عقبہ کی، یہ رمی زوال اور غروب کے درمیان کرے۔

۸: حلق یا تقصیر...... سر منڈانا مردوں کے لئے افضل ہے عورت بال کٹوائے گی منڈوا نہیں سکتی سر کے سارے بالوں کو پوروں کے برابر کٹوائے، حلق کے وقت دعا کرنی چاہئے، یہ قربانی کا دن ہوگا، اگر قربانی کا جانور پاس ہو تو ذبح کرے (یعنی پہلے جانور ذبح کرے پھر حلق کرے) پھر مکہ آجائے اور طواف زیارت کرے یہ طواف فرض ہے۔

۹: ذبح...... جمرہ کبریٰ (بڑے شیطان) کی رمی کی بعد جانور ذبح کرے، ذبح سے پہلے حلق کرنا جائز ہے اور جمرہ کی رمی سے پہلے بھی ذبح کرنا جائز ہے، ہدی طلوع آفتاب سے پہلے بھی ذبح کرنا جائز ہے۔

۱۰: طواف وداع...... طواف وداع مالکیہ کے نزدیک مستحب ہے جبکہ جمہور کے نزدیک واجب ہے، جو لوگ مکہ کے رہنے والے ہوں ان کے لئے طواف وداع نہیں، بلکہ طواف وداع باہر کے لوگوں کے لئے ہے۔ اگر کسی عورت کو طواف زیارت کے بعد حیض آجائے تو وہ مالکیہ کے نزدیک طواف وداع سے پہلے جاسکتی ہے۔

دوم: عمرہ کا اعمال...... عمرہ کے اعمال چار ہیں۔ احرام، طواف، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، اور سر منڈوانا یا بال کٹوانا۔

سوم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ...... شیخین اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی

---

❶ چونکہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا خواب دیکھا تو یہ خواب ترویہ کی رات دیکھا تھا جب صبح ہوئی تو صبح سے شام تک اس خواب کے متعلق غور وفکر کرتے رہے کہ آیا یہ خواب شیطان کی طرف سے ہے یا رب تعالیٰ کی طرف سے اسی سوچ بچار کو ترویہ کہتے ہیں، اسی مناسبت سے اس دن کو یوم ترویہ کہتے ہیں، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس دن لوگ میدان عرفات میں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے پانی بھرتے ہیں عربی میں سیرابی کو 'ری' کہتے ہیں اسی سے ترویہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم نے چار (۴) عمرات کئے ہیں، اور وہ سب ذی القعدہ کے مہینہ میں کئے گئے تھے، علاوہ اس ایک عمرہ کے جو حج کے ساتھ کیا گیا تھا اور ذی الحجہ کے مہینہ میں ہوا تھا، چنانچہ آپ نے ایک عمرہ حدیبیہ سے ذی القعدہ کے مہینہ میں، دوسرا عمرہ اس کے اگلے سال وہ بھی ذوالقعدہ میں ہو، تیسرا عمرہ جعرانہ سے جہاں غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا گیا یہ عمرہ بھی ذی القعدہ میں ہوا اور چوتھا عمرہ حج کے ساتھ جو ذی الحجہ میں ہوا تھا۔" یہ چار عمرے ہوئے، حدیبیہ والا عمرہ جو بیت اللہ حرام کی زیارت کے لئے ۶ھ میں ہوا، عمرۂ قضاء جو ۷ھ میں کیا، عمرہ جعرانہ جو ۸ھ میں مکہ اور طائف کے درمیان وادی حنین سے کیا، اور حجۃ الوداع کے ساتھ ۱۰ھ میں عمرہ کیا۔

چہارم: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی روداد۔ یعنی حجۃ الوداع...... امام مسلم وغیرہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی روداد روایت کی ہے، یہ روداد ایک بڑی حدیث پر مشتمل ہے، اس میں بیش بہا فوائد، اہم قواعد، احکام فقہ وغیرھا مندرجہ ہیں، اس میں احکام فقہ کی تعداد پچاس سے اوپر ہے، جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن منذر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔

متن حدیث...... جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں داخل ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے حال احوال پوچھے پھر مجھ تک پہنچے میں نے عرض کی: میں محمد بن علی بن حسین ہوں، آپ رضی اللہ عنہ نے شفقت سے اپنا ہاتھ میرے سر کی طرف لائے اور میری قمیص کا بالائی بٹن کھولا پھر نیچے والا بٹن کھولا پھر شفقت کے لئے میرے سینے پر ہاتھ رکھا، اس وقت میں نوجوان لڑکا تھا، فرمایا: اے بھتیجے! خوش آمدید، جو چاہتے ہو سوال کرو۔ (آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ اہل بیت کے اکرام وعزت کے لئے کیا) آپ رضی اللہ عنہ اس وقت نابینا ہو چکے تھے، اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا، آپ رضی اللہ عنہ نے چھوٹی سی چادر اوڑھ رکھی تھی، جوں جوں آپ رضی اللہ عنہ کے کاندھے سے نیچے اتر جاتی آپ اسے کاندھے پر رکھ دیتے، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی بڑی چادر پاس ہی کھونٹی پر رکھی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی ❶ میں نے عرض کی: مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے متعلق بتلائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے نو کا ہندسہ بنایا اور پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو سال تک ٹھہرے رہے (صبر کیا) اور آپ نے حج نہیں کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ھ میں اعلان عام کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال حج کریں گے۔ چنانچہ مدینہ میں لوگوں کا سمندر امنڈ آیا، ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں جائے اور آپ کے عمل کو نمونہ بنائے۔

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے چل پڑے حتیٰ کہ ہم ذوالحلیفہ پہنچ گئے، یہیں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ کو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجوا کر پوچھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ نے فرمایا: غسل کر کے کپڑے کا لنگوٹ ❷ باندھو اور پھر احرام باندھ لو۔

بہر کیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ میں (احرام کے دو رکعت کی) نماز پڑھی اور قصواء جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی تھی پر سوار ہوئے، جب اونٹنی ❸ آپ کو لے کر میدان بیداء میں کھڑی ہوئی، میں نے نظر دوڑائی کیا دیکھتا ہوں تا حد نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں آگے پیچھے کیا سوار کیا پیادہ، لوگوں کا سمندر ہے جو بہے جا رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے اور آپ پر قرآن نازل ہو رہا تھا، آپ قرآن کی تاویل سے بخوبی واقف تھے، آپ جو عمل بھی کرتے ہم بھی وہی کرتے، آپ نے کلمات توحید سے لبریز تلبیہ پڑھا:

لبیک اللھم لبیک، لبیک لاشریک لك لبیک، ان الحمد والنعمة لك والملك لاشریك لك

---

❶...... معلوم ہوا گھر کا مالک نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ ❷ لنگوٹ ایک کپڑا جو حائضہ یا نفاس والی عورت شرمگاہ پر باندھ لیتی ہے تاکہ خون اس میں جذب ہوتا رہے اور احرام آلودہ نہ ہونے پائے۔ ❸ قصواء، عضباء، جدعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی اونٹنی کے مختلف نام تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ میں تیرے دربار میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، بلاشبہ حمد وستائش کا لائق تو ہی ہے نعمتوں اور بادشاہت کا حقیقی مالک ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔

لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرح تلبیہ کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ رد نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص کو یہی توحید والا تلبیہ لازم کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ہم صرف حج کی نیت کرتے تھے اور حج کے ساتھ عمرہ کو پہچانتے بھی نہیں تھے، حتیٰ کہ جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ میں آ گئے آپ نے حجر اسود پر ہاتھ رکھا اور تین بار رمل کیا اور چار بار اپنی رفتار سے چلتے رہے، پھر مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور یہ آیت تلاوت کی:

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ...... البقرة ۲/ ۱۲۵

مقام ابراہیم (کے اطراف) کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔

چنانچہ آپ نے مقام ابراہیم اور بیت اللہ کو اپنے درمیان رکھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔

جعفر بن محمد کہتے ہیں: میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہی تذکرہ ملا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعتوں میں "قل ھو اللہ احد" اور "قل یاایھا الکافرون" پڑھتے تھے، پھر آپ حجر اسود کی طرف لوٹے اور اس کا بوسہ لیا، پھر باب صفا سے نکلے اور صفا پہاڑی کی طرف چلے، جب آپ صفا پہاڑی کے قریب پہنچے تو یہ آیت تلاوت کی:

ان الصفا والمروة من شعائر الله ...... البقرة ۲/ ۱۵۹

صفا اور مروہ اللہ کے دین کی نشانیوں میں سے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا: میں بھی اسی سے ابتدا کرتا ہوں جس سے رب تعالیٰ نے ابتدا کی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعی کی ابتداء صفا سے کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر چڑھ گئے حتیٰ کہ آپ کو بیت اللہ دکھائی دینے لگا۔ آپ نے رخ انور بیت اللہ کی طرف کیا اور رب تعالیٰ توحید (تہلیل) وتکبیر (اللہ اکبر) کہی۔ اور یوں فرمایا:

لاالٰه الا الله وحده لاشريك لهٗ له الملك ولله الحمد وهو على كل شيءٍ قدير

لاالٰه الاالله وحده انجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحدهٗ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے وہ ہی لائق احمد وستائش ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس نے اسلام کے بول بالا کا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا ہی لشکروں کو شکست دی۔

پھر آپ نے دعا کی اور یہ کلمات تین بار کہے۔

پھر آپ مروہ کی طرف اترنے لگے، جب آپ کے قدم مبارک وادی کے نشیب میں پہنچے تو آپ نے سعی کی یعنی دوڑے جب آپ کے قدم مبارک فراز کی طرف بڑھنے لگے تو آپ نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا، حتیٰ کہ مروہ پہاڑی پر آ گئے اور اس پر بھی وہی اعمال کئے جو صفا پہاڑی پر کئے تھے۔ (اور اسی طرح مروہ پر سعی کا اختتام کیا)۔

پھر آپ نے فرمایا: اگر اپنے بارے میں مجھے پہلے سے وہ بات معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی ہے تو میں ہدی قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا تو میں اپنے حج کو عمرہ کر دیتا، لہٰذا تم میں سے جو شخص اپنے ساتھ ہدی نہ لایا ہو وہ حلال ہو جائے یعنی حج کا احرام کھول دے، اور حج کو عمرہ بنالے۔

اتنے میں حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! ہمارے واسطے یہ حکم اسی سال کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں اور دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں اور فرمایا: عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے، دو مرتبہ فرمایا، پھر فرمایا: نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ حکم ہے۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا حاکم مقرر کیا تھا وہ آپ کے لئے یمن سے قربانی کے اونٹ لے کر آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حلال ہونے والوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی پایا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رنگدار کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے اور آنکھوں میں سرمہ سجا رکھا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے ناجائز سمجھ کر کچھ نالاں ہوئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میرے والد محترم نے مجھے اس کا حکم دیا ہے، راوی کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق میں فرمایا کرتے تھے: میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کبیدہ روئی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ میں آپ سے فاطمہ کے ایسا کرنے کے متعلق استفسار کروں۔ میں نے عرض کی: مجھے فاطمہ کا ایسا ہونا اچھا نہیں لگتا، فرمایا: فاطمہ نے جو کہا سچ کہا، جب تم نے احرام باندھ کر حج اپنے اوپر فرض کیا اس وقت کیا کہا (یعنی کیا نیت کی)؟ میں نے عرض کی: میں نے یہ کہا تھا: یا اللہ میں اسی قسم کا احرام باندھتا ہوں جس قسم کا تیرے رسول نے باندھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس ہدی (قربانی کا جانور) ہے لہٰذا تم احرام سے حلال نہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اونٹ لائے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اونٹ لائے ان کی تعداد ایک سو تھی، چنانچہ بھی لوگوں نے عمرہ کے بعد احرام کھول دیا البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ لوگ جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے انہوں نے احرام نہیں کھولا۔

ترویہ کے دن یعنی ۸ ذی الحجہ کو سب لوگ منیٰ کی طرف چل پڑے اور حج کے لئے احرام باندھا (یعنی جنہوں نے عمرہ کے بعد احرام کھول لیا تھا انہوں نے حج کے لئے دوبارہ احرام باندھا) آپ بھی سوار ہو کر منیٰ کی طرف تشریف لے گئے اور یہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھی گئیں پھر ۹ ذی الحجہ کی صبح کو تھوڑی دیر ٹھہرے رہے جب سورج طلوع ہو چکا تو آپ نے حکم دیا کہ وادی نمرہ عرفات میں بالوں کا بنا ہوا خیمہ آپ کے لئے نصب کیا جائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ سے عرفات کی طرف چل دیئے، قریش یہی سمجھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہو نہ ہو مشعر حرام (مزدلفہ) میں وقوف کریں گے، جس طرح جاہلیت میں قریش مزدلفہ میں قیام کرتے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے آگے نکل گئے، حتیٰ کہ جب آپ میدان عرفات میں پہنچے وہاں آپ نے اپنا خیمہ نصب پایا جو وادی نمرہ کے قریب ہی تھا، آپ نے اس خیمہ میں قیام فرمایا، حتیٰ کہ جب سورج ڈھل چکا آپ نے اپنی قصواء نامی اونٹنی کو لانے کا حکم دیا، اونٹنی لائی گئی اور اس پر پالان کسا گیا، پھر آپ اونٹنی پر سوار ہو کر بطن وادی (وادی نمرہ کے بیچ میں) تشریف لائے اور لوگوں سے (تاریخی) خطاب کیا اور فرمایا:

اے لوگو! تمہاری جانیں، تمہاری آبرو اور تمہارے اموال آپس میں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے یہ دن یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہیں، جاہلیت کے تمام امور میرے قدموں تلے ہیں، جاہلیت کے تمام خون معاف ہیں، سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون جو بنی ہذیل پر ہے معاف کرتا ہوں، جاہلیت کے بھی سود ختم ہیں میں سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب کا سود ساقط قرار دیتا ہوں، وہ سارے کا سارا ساقط ہے۔

عورتوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تم نے عورتوں کو خدا کے امان سے لیا ہے، اور تم نے ان کی شرم گاہوں کو خدا کے حکم کے مطابق اپنے لئے حلال کیا ہے، عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ایسے شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو، اگر سمجھانے کے باوجود وہ ایسا کریں تو انہیں مارو، لیکن ایسی پٹائی نہ کرو جس سے انہیں گزند پہنچے، اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کو استطاعت کے مطابق سامان خورونوش اور کپڑا لتّا دو۔

---

❶ یعنی عمرہ کے افعال حج کے مہینوں میں کرنے جائز ہیں جاہلیت کا عقیدہ کہ اشہر حج میں عمرہ نہیں ہو سکتا باطل ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا: میں تم میں ایسی محکم چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، اور وہ کتاب اللہ ہے، تمہیں میرے بارے میں سوال کیا جائے گا، تم کیا کہو گے؟ صحابہ نے عرض کی: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے رسالت کو ہم تک پہنچایا، اس کا حق ادا کیا اور ہماری خیر خواہی کی، آپ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر لوگوں کی طرف سر جھکا کر تین بار فرمایا: یا اللہ گواہ رہنا، اللہ گواہ رہنا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دلوائی پھر اقامت ہوئی اور اپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر اقامت ہوئی اور آپ نے عصر کی نماز پڑھائی، جبکہ آپ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان اور کوئی نماز نہیں پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہوئے اور میدان عرفات میں ٹھہرنے کی جگہ پہنچے وہاں اپنی اونٹنی کا پیٹ پتھروں کی طرف کیا اور مقام "جبل مشاة" کو اپنے سامنے رکھا اور پھر قبلہ رو ہو گئے، آپ یہیں حالت وقوف میں رہے یہاں تک کہ ۹ ذی الحجہ کا سورج غروب ہو گیا، آہستہ آہستہ زردی غائب ہوئی پھر سورج کی ٹکیہ بھی غائب ہو گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا، اور مزدلفہ کی طرف کوچ کر گئے۔

حال یہ تھا کہ آپ نے قصواء کی لگام کھینچی، حتیٰ کہ اونٹنی کا سر پالان سے لگنے لگا، آپ دائیں ہاتھ سے اشارہ کر رہے تھے کہ اے لوگو! آرام سے، آرام سے، جونہی راستے میں ریت کا ٹیلا آتا آپ لگام ڈھیلی کر دیتے تاکہ اونٹنی آسانی سے چڑھ جائے۔

یوں آپ مزدلفہ پہنچ گئے، یہاں پہنچ کر آپ نے مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھی، اور دونوں نمازوں کے درمیان آپ نے از قسم سنت ونفل کوئی نماز نہیں پڑھی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے حتیٰ کہ فجر طلوع ہوئی آپ نے فجر کی نماز ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام (مزدلفہ) میں آ گئے اور قبلہ رو ہو کر دعا کی تکبیر وتہلیل کہی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا، آپ یہاں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ جب اچھی طرح سفیدی پھیل گئی تو آپ طلوع آفتاب سے پہلے کوچ کر گئے اور آپ نے اپنے پیچھے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بٹھایا، فضل بن عباس خوبصورت بالوں والے اور خوبرو شخص تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا تو آپ کے پاس سے چلتی ہوئی عورتیں گزریں، فضل رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو دیکھنا شروع کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل رضی اللہ عنہ کے چہرے کے آگے ہاتھ مبارک رکھ دیا، فضل رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھا کر اس طرف سے آگے کر لیا، فضل رضی اللہ عنہ نے چہرہ دوسری طرف موڑ کر دیکھنے لگے، حتیٰ کہ آپ محسر وادی میں پہنچے تو اپنی سواری کو تیز چلانے کے لئے حرکت دی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی راستہ سے چلنے لگے جو جمرہ کبریٰ کے اوپر سے جاتا ہے، حتیٰ کہ آپ جمرہ کے پاس پہنچے جو درخت کے پاس ہے، آپ نے اس جمرہ کو سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہا۔ اور وہ کنکریاں باقلہ کے دانے کے برابر تھیں اور کنکریاں وادی کے درمیان سے ماریں۔

پھر آپ قربان گاہ جو منیٰ میں واقع ہے کی طرف واپس لوٹے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے تریسٹھ (۶۳) اونٹ نحر (ذبح) کئے اور باقی اونٹ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کئے اور سینتیس (۳۷) اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قربانی کے جانوروں میں شریک کر لیا تھا۔ [1] پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر جانور سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لیا جائے چنانچہ گوشت لے کر ہنڈی میں ڈالا گیا اور پکایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گوشت کھایا اور شوربا بھی نوش کیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف کوچ کر گئے اور مکہ میں ظہر کی نماز ادا کی، اور پھر آپ بنی عبدالمطلب یعنی حضرت

[1]...... یہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق عجیب عجیب قیاس آرائیاں اور بیہودہ خیالات کئے جاتے ہیں، حدیث سے ان سب کی تردید ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس رضی اللہ عنہ اوران کی اولاد کے پاس آئے یہ لوگ زمزم کا پانی پلارہے تھے آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: اے بنی عبدالمطلب پانی کھینچواور لوگوں کو پلاؤ (چونکہ یہ کارثواب ہے)، اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے پانی کھینچتا دیکھ کر تمہارے اوپر غلبہ پا جائیں گے اوراسے فضلیت کا کام سمجھ کر وہ بھی پانی کھینچنے لگیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ مل کر پانی کھینچتا، چنانچہ بنی عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈول تھمایا آپ نے پانی پیا۔

حصہ پنجم......اعمال حج کے احکام، فقہاء کے نزدیک

فقہاء کے نزدیک حج کے ارکان واجبات اور سنن ہیں، میں انہیں اختصار کے ساتھ ذکر کروں گا پھر مذاہب کے مطابق ارکان واجبات اور سنن کا نقشہ لاؤں گا۔

پہلا مذہب......حنفیہ کا مذہب ارکان حج

حج کے ارکان دو ہیں۔وقوف عرفہ، یہ حج کا حقیقی رکن ہے، دوسرا طواف زیارت ہے، رکن کے فوت ہونے سے حج فاسد اور باطل ہوجاتا ہے، رکن اور فرض وہ ہوتا ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، جبکہ واجب دلیل ظنی سے ثابت ہوتا ہے، اگر عذر کسی وجہ سے واجب ترک کیا جائے تو ترک کرنے والے پر کچھ نہیں ہوگا، اگر بغیر عذر کے واجب ترک کیا تو دم لازم ہوگا۔

واجبات حج...... حج کے واجبات کثیر ہیں اہم اہم پانچ ہیں: صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، وقوف مزدلفہ رات کے پچھلے پہر میں اگرچہ لمحہ بھر کے لئے کرلیا جائے، رمی جمار، حلق (بال منڈوانا) یا بال کٹوانا، طواف صدر جسے طواف وداع بھی کہتے ہیں، البتہ حلق اور طواف ذبح کے بعد ہوگا۔قربانی کا جانور ذبح کرنا ایام نحر کے ساتھ مخصوص ہے ان سے پہلے جائز نہیں۔

حج کی سنتیں...... احرام کا دھونا، احرام پر لگی خوشبو کو دھونا، جس حج کی نیت کی ہے اس کا نطق کرنا (یعنی زبان سے کہنا) مثلاً جو شخص حج افراد کرنا چاہتا ہو وہ یوں کہے:

اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی

عمرہ کرنے والا یوں کہے:

اللھم انی ارید العمرۃ فیسرہ لی وتقبلھا منی

حج قران کرنے والا یوں کہے:

اللھم انی ارید الحج والعمرۃ فیسرھما لی وتقبلھا منی۔

ہر فرض اور نفل نماز کے بعد تلبیہ کہنا مسنون ہے اور تلبیہ یوں کہے:

لبیک اللھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک، ان الحمد والنعمۃ لک والملک، لاشریک لک

یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ ہے۔مکہ میں داخل ہونا خواہ دن کو یا رات کو، پھر مسجد حرام میں داخل ہونا اور باب بنی شیبہ سے داخل ہونا، کعبہ کو دیکھنے پر یہ کلمات آہستہ آہستہ پڑھنا:

سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر، اللھم ھذا بیتک عظمتہ

وشرفتہ وکرمتہ فزدہ تعظیما وتشریفاً وتکریماً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اللہ تو پاک ہے اور حمد وستائش کا لائق ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، یا اللہ یہ تیرا گھر ہے اسے تو نے عظمت دی، عزت دی اور کرامت دی لہٰذا اس کی عظمت، عزت اور کرامت میں اضافہ فرما۔

جو شخص حج قران کرنا چاہتا ہو وہ طواف قدوم سے ابتدا کرے اور طواف کی ابتداء حجر اسود سے کرے دراں حالیکہ اس کا رخ بیت اللہ کی طرف ہو اور طواف شروع کرتے وقت رفع یدین کرے، اور ہاتھ کاندھوں تک اٹھائے، افضل یہ ہے کہ حج اسود کا بوسہ لے چونکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے بشرطیکہ کسی دوسرے کو اذیت پہنچانے کا خوف نہ ہو، ورنہ دور سے استلام کرے، تکبیر کہے، تہلیل کہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ جیسا کہ نماز میں درود بھیجا جاتا ہے۔

پھر سات چکروں میں طواف کرے پہلے تین چکروں میں رمل کرے اور بقیہ چار چکروں میں وقار کے ساتھ چلے، ہر چکر میں حجر اسود کا بوسہ لے اگر کسی دوسرے کو اذیت پہنچائے بغیر ممکن ہو، رکن یمانی کا استلام سنت ہیں۔

البتہ اگر اس کا بھی استلام کر لیا جائے تو اچھا ہے، یعنی رکن یمانی کا استلام مستحب ہے سنت ہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک مسنون ہے۔

حج کی سنتوں میں سے امام کا خطبہ بھی ہے، چنانچہ تین مواضع میں خطبہ دینا مسنون ہے، ۷ ذی الحج کو یوم ترویہ سے پہلے، عرفہ کے دن، اور ۱۱ ذی الحجہ کے دن، یہ ایک ہی خطبہ ہوگا نماز ظہر کے بعد، البتہ عرفہ کا خطبہ ایک نہیں بلکہ زوال کے بعد نماز ظہر سے پہلے دو خطبے ہوں گے۔

خطبہ کی کیفیت......امام کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، تکبیر وتہلیل کرے، لوگوں کو وعظ ونصیحت کرے، اللہ تعالیٰ کے اوامر کی تاکید کرے اور نواہی سے باز رہنے کی تاکید کرے، لوگوں کو ارکان حج سے آگاہ کرے، اسی طرح وقوف عرفہ، طواف زیارت اور وقوف مزدلفہ وغیرھا کے متعلق لوگوں کو آگاہ کرے۔

پھر امام ظہر اور عصر کی نمازیں قصر کر کے جمع کرے پہلے ان کے لئے ایک اذان ہو اور دو اقامتیں، ان نمازوں سے پہلے اور بعد میں نوافل نہ پڑھے جائیں، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے، امام ان دونوں نمازوں میں قرأت سرّاً کرے بخلاف جمعہ اور عیدین کے چنانچہ جمعہ، عیدین میں قرأت جہراً کی جاتی ہے، اس میں مکی اور غیر مکی سب برابر ہیں پھر نماز کے بعد لوگ امام کے ساتھ عرفات کی طرف چلے جائیں، میدان عرفات میں غروب آفتاب تک وقوف کریں، تکبیر وتہلیل اور اللہ کی حمد وثناء کرتے رہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات کا سوال کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور خوب گڑگڑا کر دعائیں کریں۔

مزدلفہ میں دن کی سفیدی پھیل جانے تک ٹھہرنا بھی مسنون ہے، ۸ ذی الحجہ کی رات (جو حقیقت میں یوم عرفہ کی رات ہے یعنی ۸ اور ۹ ذی الحجہ کی درمیانی رات) منیٰ میں گزارنا بھی مسنون ہے، اور منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں کیا، اسی طرح دو راتیں یعنی ایام تشریق کی پہلی رات اور رمی کے ایام کی دوسری رات منیٰ میں گزارنا بھی مسنون ہے، یہ راتیں منیٰ کے علاوہ کہیں اور گزارنا مکروہ ہے، اگر منیٰ سے ہٹ کر کہیں اور یہ راتیں گزار دیں تو اس پر کچھ نہیں ہوگا البتہ گناہگار ہوگا، چونکہ منیٰ میں رات گزارنا واجب نہیں، بلکہ سنت ہے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اجازت دی تھی کہ پانی پلانے کے لئے مکہ ہی میں رات گزار لیں۔

۱۰ ذی الحجہ یوم نحر کو زوال سے قبل اور طلوع آفتاب کے بعد جمرۂ عقبہ کو سات کنکریاں مارنا مسنون ہے کنکری اس طرح مارے کہ کنکرے شہادت کی انگلی پر رکھے اور انگوٹھے سے اچھال دے، جیسے کنکری اچھالی جاتی ہے۔

اس کے بعد دوسرے اور تیسرے دن تینوں جمرات کی رمی زوال کے بعد کی جائے، ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے اور پہلے جمرہ سے ابتدا کرے جو کہ مسجد خیف کے ساتھ ملا ہوا ہے، پھر درمیانی جمرے کی رمی کرے پھر بڑے جمرہ یعنی جمرہ عقبہ کی رمی کرے، جوں ہی ایک جمرے کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنکریاں مار کر فارغ ہو تو اس کی پاس تکبیر و تہلیل کرے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات کا سوال کرے۔

کنکریاں مزدلفہ اور راستے سے لے لی جائیں چونکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے، اگر کسی نے جمرہ کے پاس سے کنکری اٹھا کر ماری تو کافی ہوگی لیکن اس میں برا کرنے والا ہوگا۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''رمی کرو اور اس میں کوئی حرج نہیں۔'' آپ نے مطلق رمی کا حکم دیا ہے۔

جونہی جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارے تلبیہ منقطع کر دے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جمرہ عقبہ کو کنکری ماری مارتے ہی تلبیہ منقطع کر دیا تھا۔ ❶

وادی محصب یا ابطح میں ٹھہرنا بھی مسنون ہے یہ منیٰ اور مکہ کے درمیان دو پہاڑوں کے درمیان ایک جگہ ہے، یعنی مقبرہ حجون کے پاس اترنا چاہئے، گھڑی بھر کے لئے یہاں رکنا چاہئے، یہ سنت ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ابطح میں اترتے رہے ہیں۔ ❷

اعمال عمرہ..... حنفیہ کے نزدیک عمرہ کا رکن طواف ہے۔ چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾ الحج ۲۲/ ۲۹

لوگوں کو چاہئے کہ پرانے گھر کا طواف کریں۔

عمرہ کے واجبات دو ہیں۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، بال منڈوانا یا کٹوانا۔ ❸

عمرہ کی سنتیں یہ ہیں۔ جونہی حجر اسود کا بوسہ لی تلبیہ ختم کر دے یعنی طواف کے پہلے چکر کے ساتھ ہی جونہی استلام حجر کرے تلبیہ منقطع کر دے۔ ❹

دوسرا مذہب ..... مالکیہ کا مذہب

حج کے ارکان واجبات، سنن اور مندوبات (مستحبات) ہیں۔ رکن یا فرض وہ ہوتا ہے جس کے بغیر حج یا عمرہ کی حقیقت نہ پائی جا سکے، واجب وہ ہے جس کا ترک بلا ضرورت حرام ہو، واجب ترک کرنے سے حج فاسد نہیں ہوتا بلکہ دم دے کر اس کا جبیرہ کیا جا سکتا ہے۔ ❺

ارکان حج..... مالکیہ کے نزدیک ارکان حج چار ہیں۔

۱: احرام..... احرام سے مراد نیت ہے جو زبانی کہی جائے یا ایسے فعل سے ملی ہو جو حج کے متعلق ہو، جیسے تلبیہ، راستے پر چل پڑنا، مالکیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ حج کا انعقاد مجرد (محض) نیت سے ہو جاتا ہے۔

۲: سعی..... صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانا، چنانچہ علامہ اجھوری نے تذکرہ کیا ہے کہ سعی وقوف عرفہ سے افضل ہے، چونکہ سعی صفا اور مروہ کے درمیان ہوتی ہے اور صفا اور مروہ بیت اللہ کے قریب ہیں، پھر سعی کے بعد طواف کیا جاتا ہے لہٰذا سعی، وقوف عرفہ سے افضل ہے۔

---

❶ ..... یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث سے سمجھی جا سکتی ہے ورواہ البیہقی صراحۃ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ ❷ مسلم کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابطح میں اترتے تھے۔ روی عن ابن عمر۔ ابطح کنکریالی زمین کو کہتے ہیں یعنی پہاڑوں کے درمیان بہنے والا اسیلابی ریلا یہاں کنکریاں لاکر ڈھیر کر دیتا تھا اس نسبت سے اسے ابطح کہا گیا۔ ❸ دیکھئے البدائع ۲/ ۲۲۷۔ ❹ دیکھئے الشرح الصغیر ۲/ ۱٦ القوانین الفقھیۃ ص ۱۳۱۔ ❺ دیکھئے الشرح الصغیر ۲/ ۱٦ القوانین الفقھیۃ ص ۱۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳: وقوف عرفہ...... میدان عرفات میں حاضری دینا خواہ دس ذی الحجہ کی رات کو ہی وقوف ہو جائے اگرچہ وہاں سے گزر رہی ہو جائے، اگر گزرنے والے کو معلوم ہو کہ یہ میدان عرفات ہے اور وہ رکن کی نیت بھی کر لے۔

۴: طواف زیارت...... یعنی بیت اللہ کے ارد گرد سات چکر لگانا طواف زیارت ہے یہ بھی حج کا رکن ہے۔

عمرہ کے ارکان...... عمرہ کے تین ارکان ہیں: میقات یا حل سے احرام باندھنا، بیت اللہ کا طواف کرنا (سات چکروں میں) صفا اور مروہ کی سعی کرنا، رہی بات سر منڈوانے کی سو وہ واجب ہے، سال میں عمرہ کا تکرار مکروہ ہے۔ جیسے پیچھے گزر چکا ہے۔

احرام...... کے واجبات، سنن، مندوبات ہیں: یہ معلوم رہے کہ ترک سنت پر دم نہیں۔

احرام کے واجبات...... احرام کے کپڑے کا سلائی سے خالی ہونا، مرد کا سر کو کھلا رکھنا، تبیہ پڑھنا، تلبیہ کا احرام کے ساتھ ملا کر پڑھنا (یعنی احرام باندھتے ہوئے پڑھنا) جس شخص نے سرے سے تلبیہ چھوڑ دیا یا احرام اور تلبیہ میں زیادہ فاصلہ رکھا تو اس پر دم آئے گا۔

احرام کی سنتیں...... احرام باندھتے وقت غسل کرنا، ازار پہننا اور کاندھوں پر چادر ڈالنا، پاؤں میں نعلین پہننا، اگر چادر لپیٹ لی وہ بھی کافی ہے لیکن اس میں سنت کی خلاف ورزی ہے۔ احرام سے پہلے اور غسل کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا مسنون ہے، فرض نماز پڑھ لینا احرام کی دو رکعت کے لئے بھی کافی ہوتی ہے۔ لیکن افضل الگ سے دو رکعت پڑھنا ہے۔

سوار کے لئے مستحب ہے کہ جب سواری پر براجمان ہو جائے تب احرام باندھے (یعنی آخری وقت میں احرام باندھے اور سواری پر فوراً سوار ہو گویا سوار ہونے سے قبل اس کا آخری کام احرام باندھنا ہو) پیدل چلنے والا جب چلنے لگے اس کے لئے احرام باندھنا مندوب ہے۔

محرم کے لئے مستحب ہے کہ احرام کے غسل سے پہلے اپنی پراگندہ حالی دور کر لے یعنی ناخن کاٹ لے، مونچھیں کاٹے، زیر ناف بال اور بغلوں کے بال صفا کر لے، سر کے بالوں کو کنگھی کرے یا حلق کرے جب حلق کرانا اس کی عادت ہو تاکہ بالوں کی ایذا رسانی سے محفوظ رہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ پر اکتفا کرنا مندوب ہے، اور وہ یہ ہے:

لبيك اللهم لبيك، لبيك لاشريك لك لبيك، ان الحمد والنعمة لك والملك لاشريك لك❶

جوں جوں حالت تبدیل ہو تلبیہ پڑھنا مستحب ہے یعنی اٹھتے بیٹھتے، اوپر چڑھتے، نیچے اترتے، سواری پر سوار ہوتے اور سواری سے نیچے اترتے، نیند سے بیدار ہوتے، غفلت سے بیدار ہوتے، فرض ونفل کے نماز کے بعد قافلوں سے ملاقات کرتے وقت ہر حال میں تلبیہ پڑھنا مستحب ہے، درمیانی آواز سے تلبیہ پڑھنا مستحب ہے یعنی آواز نہ زیادہ اونچی ہو اور نہ زیادہ پست، ٹھہر ٹھہر پر پڑھنا مستحب ہے، ایسا نہ ہو کہ بالکل ہی چھوڑ دے اور لگاتار بھی نہ پڑھے جائے کہ اس میں ضرر پہنچنے کا خدشہ ہے، ملی جس جگہ سے احرام باندھے اسی جگہ سے تلبیہ پڑھنا اس کے لئے مستحب ہے۔

اگر آفاقی عمرہ کرنا چاہتا ہو تو وہ میقات سے تلبیہ پڑھے، وہ شخص جس کا حج احصار کی وجہ سے فوت ہو جائے وہ عمرہ کرے تو میقات سے تلبیہ کہے، جو شخص میقات کے علاوہ سے ہو جیسے جعرانہ سے عمرہ کرنے چاہے تو وہ وہیں سے تلبیہ کہے حتیٰ کہ مکہ کی عمارتوں تک پہنچ جائے۔

جس محرم نے حج کے لئے احرام باندھا ہو وہ میقات سے تلبیہ کہے اگر حج قران کرنا چاہے تب بھی میقات سے تلبیہ کہے یہاں تک کہ مکہ کی عمارتوں تک پہنچ جائے، یا طواف قدوم کی ابتداء کرلے۔

---

❶ رواہ الشیخان۔ تلبیہ کا معنی جواب دینا ہے یعنی اے میرے رب میں تیرے دربار میں حاضر ہوں، یہ ابراہیم علیہ السلام کی پکار کا بھی جواب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واجب سعی...... طواف کے بعد سعی کرنا واجب ہے، جیسے طواف قدوم اور طواف زیارت ان کے بعد سعی کرنا واجب ہے، اگر حج کرنے والے پر طواف قدوم واجب ہو تو سعی کو وقوف عرفہ سے مقدم کرنا واجب ہے، ورنہ طواف زیارت کے بعد کرے، طواف قدوم تین شرائط کے ساتھ واجب ہے۔ حج افراد کرنے والے پر، حج قران کرنے والے پر جس نے حل سے احرام باندھا ہو، جب وقت کی تنگی آڑے نہ ہو اور حج کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو، اگر احرام کے وقت حج سے پہلے عمرہ کی نیت نہ کی ہو، حائضہ عورت، نفاس والی عورت، بے ہوش اور مجنون طواف قدوم چھوڑنے میں معذور ہیں، جیسے حالت خوف میں حج فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو طواف قدوم چھوڑا جا سکتا ہے۔

واجب طواف...... طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنا واجب ہیں، پہلی رکعت میں سورت ''الکافرون'' اور دوسری رکعت میں سورت ''الاخلاص'' پڑھنا مستحب ہے، مقام ابراہیم میں ان دو رکعتوں کا پڑھنا مستحب ہے۔

حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرنا واجب ہے، جو شخص پیدل چلنے کی قدرت رکھتا ہو اس پر پیدل چلنا واجب ہے اگر قدرت کے باوجود سوار ہوا تو دم واجب ہوگا۔

طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے ملتزم سے لپٹ کر دعا مانگنا مستحب ہے، ملتزم: حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار ہے، اس پر اپنا سینہ رگڑے، بازو پھیلا کر اس پر رکھے جو چاہے دعا مانگے۔

آب زم زم کثرت سے پینا مستحب ہے چونکہ آب زم زم نری رحمت ہے، نیکی سمجھ کر پیئے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''آب زم زم نیکی سمجھ کر پیا جائے۔ [1] اپنے شہر اور گھر والوں کے لئے ساتھ لے کر جانا مستحب ہے اور باعث برکت ہے۔

طواف کی سنتیں: ۱...... بغیر آواز کے حجر اسود کا بوسہ لینا مسنون ہے، یعنی طواف کے شروع میں، بشرطیکہ بھیڑ کی وجہ سے اذیت کا خوف نہ ہو، ورنہ ہاتھ سے یا چھڑی وغیرہ سے چھو لینا کافی ہے، اور پھر ہاتھ یا چھڑی کو منہ پر رکھے، ہر بوسے کے ساتھ تکبیر کہنا مستحب ہے اور یہ کلمات کہے:

بسم اللہ واللہ اکبر اللھم ایماناً بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعھدک واتباعًا

لسنة نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ سب سے بڑا ہے، یا اللہ میں تجھ پر ایمان لایا، تیری کتاب کی تصدیق کی، تیرے وعدہ پورا کیا اور تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کی۔

۲...... طواف کے پہلے چکر میں رکن یمانی (بیت اللہ کا جنوبی مغرب گوشہ) کا استلام (بوسہ) کرنا سنت ہے یعنی اس پر اپنا دایاں ہاتھ رکھے اور پھر ہاتھ کو منہ پر رکھ لے۔

۳...... اگر مرد ہو تو طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا (یعنی اکڑ کر چلنا) لیکن خیال رہے کہ کسی کو اذیت نہ پہنچنے پائے، رمل اس شخص کے لئے ہے جس نے میقات سے احرام باندھا ہو۔ رمل طواف قدوم اور طواف عمرہ میں ہوتا ہے بشرطیکہ میقات سے احرام باندھا ہو، اگر میقات سے احرام نہیں باندھا تو رمل کرنا مندوب ہے، جس شخص نے کسی عذر کی وجہ سے طواف قدوم نہ کیا ہو تو طواف زیارت میں رمل کرنا اس کے لئے مستحب ہے۔

۴...... طواف کے بعد دعا کرنا مسنون ہے، جو چاہے دعا کرے رب تعالیٰ سے عافیت، علم، توفیق، فراخی رزق اور اچھائی کی دعا مانگے البتہ قرآنی دعائیں اور ماثور دعائیں مانگنا افضل ہے۔ مثلاً:

---

[1]...... رواہ عن جابر احمد وابن ماجه والبیھقی وابن ابی شیبة۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴿۲۰۱﴾ البقرۃ ۲/۲۰۱

اسی طرح:

اللھم انی آمنت بکتابك الذی انزلت ونبیك الذی ارسلت، فاغفرلی ماقدمت وما اخرت ❶

سعی کی سنتیں......سعی کی چار سنتیں ہیں۔

۱......سعی کے لئے نکلنے سے پہلے اور طواف کی دو رکعتوں کے بعد حجر اسود کا بوسہ لینا مسنون ہے۔

۲......صفا اور مروہ پر چڑھنا، عورت کو چاہئے کہ مردوں سے خالی جگہ دیکھ کر اس میں چڑھے۔

۳......میلین اخضرین ❷ کے درمیان رمل سے نسبتاً تیز اور دوڑ سے قدرے کم چلنا، یعنی مروہ کی طرف جاتے ہوئے اور واپسی میں صفا کی طرف آتے ہوئے دوڑنا مسنون ہے۔

۴......صفا اور مروہ پر دعا کرنا برابر ہے صفا پر چڑھے یا نہ چڑھے، ان پر کھڑا ہو یا بیٹھا رہے۔

طواف کے مستحبات......جس شخص نے میقات کے علاوہ کسی جگہ سے احرام باندھا ہوا مثلاً تنعیم سے یا جعرانہ سے اس کے لئے طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا مستحب ہے، اگر کسی نے طواف قدوم نہ کیا ہو اس کے لئے طواف زیارت میں رمل کرنا مسنون ہے پہلے چکر کے علاوہ بقیہ چکروں میں حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرنا مستحب ہے۔

سعی کے مستحبات......نماز کی شرائط یعنی طہارت، ستر عورہ، صفا اور مروہ پر کچھ ٹھہرنا سعی کے مستحبات ہیں البتہ صفا اور مروہ پر بیٹھنا مکروہ یا خلاف اولیٰ ہے۔

وقوف عرفہ کے واجبات......اطمینان اور تسلی سے وقوف کرنا، یعنی دو سجدوں کے درمیان جلسہ کی بقدر میدان عرفات میں قرار پکڑنا، کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے یا سوار ہو کر ٹھہرنا، البتہ سوار ہو کر وقوف کرنا افضل ہے۔

وقوف عرفہ کی سنتیں: ۱......مسجد نمرہ میں جمعہ کی طرح دو خطبے دینا مسنون ہیں، ان خطبوں میں امام حمد وثناء اور شہادتین کے بعد لوگوں کا ارکان حج اور مناسک کی تعلیم دے، خطبہ زوال کے بعد ظہر کی اذان سے پہلے دے، ظہر وعصر کی نمازوں کو جمع کرنے، قصر کرنے، رمی جمار، طواف زیارت، وقوف مزدلفہ، مزدلفہ میں صبح کی نماز، طلوع فجر تک مشعر حرام میں وقوف کرنے اور پھر وہاں سے رمی جمار کے لئے منیٰ کی طرف کوچ کرنے، وادی محسر میں تیز چلنے، حلق یا بال کٹوانے ہدی ذبح کرنے کے متعلق لوگوں کو آگاہ کرے۔

۲......ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کرنا مسنون ہے، ظہر کی نماز مقدم کی جائے، قصر کرنا بھی مسنون ہے، البتہ اہل عرفہ نماز پوری پڑھیں گے، مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنا مسنون ہے، یہ جمع تاخیر ہوگی اور یہ نمازیں بھی قصر پڑھیں جائیں گی البتہ اہل مزدلفہ پوری پڑھیں گے۔

حاصل یہ ہے کہ عرفہ اور مزدلفہ کے مقیمین نمازیں پوری پڑھیں گے اور باہر سے آنے والے قصر کریں گے۔

وقوف عرفہ کے مستحبات: ۱......جبل رحمت کے پاس وقوف کرنا مستحب ہے، جبل رحمت میدان عرفات میں ایک پہاڑ ہے۔

۲......لوگوں کے ساتھ مل کر وقوف کرنا چونکہ اجتماع رحمت مزیدہ کا باعث ہے۔

۳......وقوف میں سوار رہنا مستحب ہے، پھر کھڑے کھڑے وقوف کرنا مستحب ہے البتہ تھکاوٹ کی وجہ سے بیٹھ سکتا ہے۔

---

❶......رواہ البخاری۔ ❷ صفاء اور مروہ کے درمیان مسجد حرام کی دیوار میں دو سبز میل لگے ہوئے ہیں جس کے درمیان سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴.....دنیا وآخرت کی بھلائی کی دعا کرنا، اللہ کے حضور خوف سے گڑگڑانا حتیٰ کہ غروب آفتاب ہو جانے چونکہ وقوف۔عرفہ قبولیت دعا کا مقام ہے۔

وقوف مزدلفہ کا واجب......مزدلفہ میں پالان اتارنے اور مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھنے کے بقدر وقوف کرنا واجب ہے تاکہ اس وقت میں کھا پی بھی لے، اگر مزدلفہ میں سواری سے نیچے نہیں اترا تو دم لازم ہوگا۔

وقوف مزدلفہ کے مستحبات:۱......مزدلفہ میں رات گزارنا پھر فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا اور اندھیرے میں مزدلفہ سے کوچ کرنا مستحب ہے۔

۲.....مزدلفہ میں مشعر حرام میں وقوف کرنا، مشعر حرام، مزدلفہ میں منیٰ کی طرف ایک جگہ ہے۔مزدلفہ میں مغفرت کی دعا کرنا، حمد وثناء کرنا اور قبلہ رو ہو کر دعا کرنا مستحب ہے۔

۳.....محسر وادی سے تیز تیز چلنا مستحب ہے، محسر مشعر حرام اس منیٰ کے درمیان ایک وادی ہے۔

منیٰ میں رمی کے مستحبات:۱......قربانی کے پہلے دن طلوع آفتاب سے زوال تک جونہی جمرہ عقبہ کے پاس پہنچے سات کنکریوں سے اس کی رمی کرے یہ کنکریاں مزدلفہ سے اپنے ساتھ لائے، دوسرے جمروں کی رمی زوال کے بعد نماز ظہر سے پہلے کرے، باوضو ہو کر کرے اور پہلے جمرے سے ابتدا کرے جو کہ مسجد خیف سے ملا ہوا ہے، پھر درمیانی جمرہ کی رمی پھر جمرہ عقبہ کی اگر اس ترتیب کی خلاف ورزی کی تو رمی صحیح نہیں ہوگی۔

۲.....قربانی والے دن جمرہ عقبہ کے علاوہ بقیہ جمرات کی رمی کے لئے پیدل چلنا مندوب ہے۔

۳.....تکبیر کہنا یعنی اللہ اکبر کہنا۔یا "بسم اللہ اللہ اکبر، رغماً للشیطان وحزبہ ورضاء الرحمٰن" جمرہ عقبہ اور دوسرے جمرات کی رمی کرتے وقت یہ تکبیر کہنا مستحب ہے۔ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے، درمیانی جمرے کے پاس وقوف کرنا اور قبلہ رو ہو کر دعا، ثناء کرنا اور سورت بقرہ کے بقدر طویل دعا کرنا مستحب ہے۔

۴.....لگاتار کنکریاں مارنا، دورمیوں کے درمیان کسی کام اور کلام میں مشغول نہ ہو۔

۵.....کنکریاں خود چننا اور کسی بھی جگہ سے چن لینا مستحب ہے البتہ جمرہ عقبہ کی کنکریاں مزدلفہ سے چنے۔

۶.....زوال سے پہلے اگر ممکن ہو تو ہدی ذبح کرنا اور سر منڈوانا۔

۷.....حلق اور تقصیر کو ذبح کرنے سے موخر کرنا۔عورت کے بال پوروں کے بقدر کاٹے جائیں اور سبھی بال کاٹے جائیں، مرد بال یا تو مبالغہ کر کے کٹوائے یا پوروں کی بقدر کٹوائے، عورت کے کچھ بال چھوڑ کر نہ کاٹے جائیں بلکہ سبھی بال کاٹے جائیں۔

۸.....وادی محصب میں اترنا، یعنی تیسرے دن کی رمی جمار کے بعد وادی محصب میں اترنا، وادی محصب مکہ کے باہر کنکریالی زمین ہے، اس میں چار نمازیں پڑھی جائیں، ظہر وعصر، مغرب اور عشاء، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے، یہ افعال اس شخص کے ہیں جسے جلدی نہ ہو، جس شخص کو جلدی ہو اس کے لئے یہ افعال یعنی وادی محصب میں اترنا اور نمازیں پڑھنا مستحب نہیں۔

جب عقبہ کی رمی کرلے، قربانی، حلق یا تقصیر کرلے تو منیٰ سے مکہ آجائے تاکہ طواف زیارت کرے، منیٰ میں نماز عید مسنون نہیں اور نہ ہی مسجد حرام میں، چونکہ حاجی کے لئے عید نہیں۔آج کل جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد مسجد حرام میں جو نماز عید پڑھی جاتی ہے یہ مالکیہ کے علاوہ بقیہ مذاہب کے مطابق ہے۔

جمرہ عقبہ کی رمی کے دو واجبات......جمرہ عقبہ کی رمی حلق سے پہلے کرنا واجب ہے۔چونکہ چونکہ جب تک جمرہ عقبہ کی رمی نہیں کرے حلال نہیں ہو سکتا، لہٰذا جمرہ عقبہ کی رمی سے پہلے حلق اور دوسرے محرمات احرام کرنا جائز نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمرہ عقبہ کی رمی طواف زیارت سے پہلے کرنا بھی واجب ہے۔ اگر جمرہ عقبہ کی رمی کو حلق اور طواف زیارت سے مؤخر کیا تو دم آئے گا، البتہ رمی کو قربانی پر مقدم کرنا اور قربانی یا حلق کو طواف زیارت پر مقدم کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

حاصل یہ ہے کہ قربانی کے دن یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو چار کام کیے جائیں گے، رمی، قربانی، حلق اور طواف زیارت۔

طواف زیارت کے مستحبات...... اپنے احرام کے دو کپڑوں ہی میں طواف کرنا، تا کہ حج کے سبھی ارکان انہی دو کپڑوں میں ہو جائیں بلا تاخیر حلق کے بعد طواف زیارت کرنا البتہ قضائے حاجت وغیرھا کی تاخیر، تاخیر نہیں۔

تیسرا مذہب......شافعیہ کا مذہب

حج کے سب اعمال تین اقسام کے ہیں: ارکان، واجبات اور سنن۔

ارکان...... ارکان میں سے اگر ایک بھی چھوٹ گیا حج نہیں ہوتا، اگر کوئی رکن باقی احرام کا ختم کرنا جائز نہیں، جب تمام ارکان بجالائے تب احرام سے حلال ہو۔ اگر طواف کے سات چکروں میں سے ایک چکر باقی رہے یا سعی کا ایک چکر باقی رہے تو حج صحیح نہیں اور حلال بھی نہیں ہوسکتا، اسی طرح اگر دو بال کٹوائے اور بس تب بھی حج پورا نہیں ہوگا، حتیٰ کہ پورا سر منڈوائے یا تیسرا بال بھی کٹوائے ارکان میں سے اگر کوئی رکن چھوٹ گیا اس کا جبیرہ دم سے نہیں ہوگا، بلکہ بعینہ وہی رکن بجالانا ضروری ہے۔

طواف، سعی اور حلق ان ارکان کا آخری وقت کوئی نہیں، بلکہ جب تک حاجی زندہ رہے یہ فوت نہیں ہوتے، حلق صرف منیٰ کے ساتھ خاص نہیں اسی طرح حرم کے ساتھ بھی خاص نہیں بلکہ حلق وطن میں واپس جا کر بھی کرایا جاسکتا ہے۔

ارکان کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب ہے، احرام سب ارکان سے مقدم کیا جائے گا، وقوف عرفہ طواف زیارت سے پہلے کیا جائے گا، سعی طواف صحیح کے بعد کرنا شرط ہے، طواف قدم کے بعد سعی کرنا صحیح ہے، طواف اور حلق میں ترتیب واجب نہیں۔

واجبات...... جس شخص نے واجبات میں سے کوئی واجب ترک کر دیا اس پر دم لازم ہوگا، واجب کے بغیر حج صحیح ہوجاتا ہے، خواہ واجب جان بوجھ کر چھوڑا یا بھولے سے، البتہ جان بوجھ کر چھوڑنے والا گناہگار ہوگا۔

سنن...... جس نے کوئی سنت چھوڑ دی اس پر کچھ (جرمانہ) نہیں نہ وہ گنہگار ہوگا، نہ اس پر دم آئے گا اور نہ ہی کچھ اور چیز۔ البتہ فضیلت، کمال اور زیادہ ثواب جاتا رہے گا۔

۱: ارکان...... حج کے پانچ ارکان ہیں۔ احرام، وقوف عرفہ، طواف، سعی، حلق یا تقصیر جبکہ عمرہ کے ارکان چار ہیں۔ احرام، طواف، سعی، حلق یا تقصیر۔

۲: واجبات...... حج کے واجبات پانچ ہیں:

اول: میقات سے احرام باندھنا...... میقات عام ہے اس سے مراد زمانی و مکانی ہے۔ چنانچہ حج کا میقات زمانی: شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ عمرہ کا میقات زمانی پورا سال ہے، پورے سال میں کسی بھی وقت عمرہ کے لئے احرام باندھا جاسکتا ہے۔ حج کے لئے میقات مکانی: مکی مقیم کے لئے نفس مکہ میقات ہے۔ غیر مقیم کے لئے پانچ مواقیت ہیں۔ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، یعنی ذوالحلیفہ اہل مدینہ کے لئے، جحفہ اہل شام کے لئے، یلملم اہل یمن کے لئے، قرن منازل اہل نجد کے لئے اور ذات عرق اہل مشرق کے لئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم: رمی جمار..... تین جمروں کی رمی کرنا واجب ہے، جمرہ اولیٰ صغریٰ جو کہ مسجد خیف سے ملا ہوا ہے ❶ اس سے ابتدا کی جائے۔ پھر جمرہ وسطی کی رمی کی جائے، پھر جمرہ عقبہ جو مکہ کی طرف والا ہے اس کی رمی کی جائے، ایام تشریق میں سے ہر دن جمرات کی رمی کی جائے، البتہ ۱۰ ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ کی رمی کی جائے۔

سوم..... مزدلفہ میں رات گزارنا۔ شافعیہ کے مذہب میں یہی راجح ہے کہ وقوف مزدلفہ واجب ہے سنت نہیں۔

چہارم..... منیٰ میں رات گزارنا، شافعیہ کے مذہب میں راجح یہی ہے۔

پنجم..... طواف وداع، یعنی جس وقت مکہ سے واپسی کا ارادہ ہو طواف کر کے واپس لوٹے برابر ہے واپس جانے والا حاجی ہو یا نہ ہو، خواہ سفر طویل ہو یا نہ ہو، وجوب کا قول زیادہ ظاہر ہے۔

۳: سنن..... حج کی عام سنتیں آٹھ سے زائد ہیں۔ چنانچہ ارکان اور واجبات کے علاوہ بقیہ اعمال سنن ہیں۔

۱: افراد..... یعنی حج افراد کرنا، اس میں عمرہ سے پہلے حج کرنا ہوتا ہے، یعنی پہلے حج کا احرام باندھے میقات سے، حج سے فارغ ہو کر پھر قریب ترین حل سے عمرہ کا احرام باندھے افضل یہ ہے کہ بقاع پھر جعرانہ پھر تنعیم پھر حدیبیہ سے احرام باندھا جائے۔

۲: تلبیہ..... تلبیہ پڑھنا مسنون ہے، تلبیہ کے کلمات یہ ہیں:

لبيك اللهم لبيك، لبيك لاشريك لك لبيك، ان الحمد والنعمة لك والملك لاشريك لك

جو شخص عربی میں اچھی طرح نہ کہہ سکتا ہو وہ اپنی زبان میں اس کا ترجمہ کہے، اگر عربی الفاظ کی ادائیگی پہ قدرت ہو تب بھی اپنی زبان میں تلبیہ کہنا جائز ہے، احرام باندھتے وقت کثرت سے تلبیہ پڑھنا مسنون ہے اور بلند آواز سے پڑھا جائے۔

جب تلبیہ سے فارغ ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے رب تعالیٰ سے جنت کا سوال کرے اور دوزخ سے پناہ مانگے۔

۳: طواف قدوم..... جو شخص حج کرنا چاہتا ہو وہ وقوف عرفہ سے پہلے طواف قدوم کرے، جو شخص عمرہ کرنا چاہتا ہو اور وہ عمرہ کے لئے طواف کر دے تو اسے یہ طواف کافی ہوگا۔ الگ سے طواف قدوم کرنے کی ضرورت نہیں۔

۴: طواف کی دو رکعتیں..... طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھنا مسنون ہے، دن کے وقت قرأت سراً کرے اور رات کو اگر پڑھے تو قرأت جہراً کرے۔ اگر مقام ابراہیم کے پیچھے جگہ نہ ملے تو حجر اسماعیل کی جگہ پڑھے اگر وہاں بھی جگہ نہ ملے تو مسجد میں پڑھے ورنہ پورے حرم میں جہاں بھی جگہ ملے پڑھ لے۔

۵: احرام سلا ہوا نہ ہو..... احرام سلے ہوئے کپڑوں کا نہیں ہونا چاہئے، کسی چیز سے اٹکایا ہوا یا ٹانکا ہوا یا باندھا ہوا بھی نہیں ہونا چاہئے حتیٰ کہ بدن کے کسی عضو سے بھی نہیں ٹانکا ہونا چاہئے، جوتے ایسے ہوں جو پاؤں کی انگلیوں کو چھپانے نہ ہوں، پھر ازار پہنا ہو اور دو نئی چادریں ہوں یا پرانی دھلی ہوئی صاف ستھری ہوں، چنانچہ حدیث ہے۔ ''اپنے سفید کپڑوں میں سے پہنو۔'' ابو عوانہ کی حدیث ہے۔ ''تمہیں چاہئے کہ تمہارا احرام ازار، چادر اور نعلین میں ہو۔''

۶: امام کا چار خطبے دینا..... پہلا خطبہ ۷ ذی الحجہ کو یہ خطبہ ظہر کی نماز کے بعد کعبہ کے پاس دے، دوسرا خطبہ عرفہ کے دن وادی عرنہ میں دے، یہ خطبہ آج کل مسجد نمرہ میں دیا جاتا ہے، تیسرا خطبہ ۱۰ ذی الحجہ قربانی کے دن دے، چوتھا خطبہ ایام تشریق کے دوسرے دن ظہر کی نماز

---

❶ جمرہ کبریٰ وہ جمرہ عقبہ ہے شافعیہ اور حنابلہ کی بعض کتب میں ... واقع ہوئی ہے کہ جمرہ اولیٰ وہ جمرہ کبریٰ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد دے، ان خطبات میں اہم مناسک حج کی تعلیم دے اور ان کو اللہ کی اطاعت پر برانگیختہ کرے اور حج کو استقامت کے ساتھ ختم کرنے کی تلقین کرے اور انہیں یہ یاد دہانی کروائے کہ اللہ سے کیا ہوا معاہدہ وہ نہ بھولیں۔ یہ تمام خطبات فردی ہیں یعنی صرف ایک ہی خطبہ دیا جائے، جمعہ اور عید کی طرح دو خطبے نہیں۔

البتہ عرفہ کے دن دو خطبے دیئے جائیں یہ خطبے نماز سے پہلے دیئے جائیں گے۔

۷: حج میں سات مسنون غسل کرنا.....سات امور کے لئے غسل کرنا مسنون ہے۔

۱.....احرام کے لئے، اگر حاجی پانی استعمال کرنے سے عاجز ہو تو تیمم کرے۔

۲، ۳.....حرم پاک اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے گو حلال ہی ہو۔

۴.....وقوف عرفہ کے لئے۔

۵.....وقوف مزدلفہ کے لئے۔

۶.....ایام تشریق کے ہر دن زوال کے بعد رمی کے لئے غسل کرنا مسنون ہے۔

۷.....مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے۔ غسل کے مواقع کے متعلق آثار و احادیث وارد ہوئی ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ اجتماع کی جگہیں ہیں لہٰذا جمعہ کی طرح غسل کرنا مسنون ہے۔

۸: آب زمزم پینا.....حاجی ہو یا معتمر ہو یا ان دونوں میں سے کچھ نہ ہو ہر ایک کے لئے آب زمزم پینا مسنون ہے، اور پیتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی مسنون ہے، اور پانی پیتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللھم انہ بلغنی عن نبیك صلی اللہ علیہ وسلم ان ماء زمزم لما شرب لہ
وانا أ شربہ لسعادۃ الدنیا والآخرۃ اللھم فافعل

یا اللہ مجھے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی حدیث پہنچی ہے کہ زمزم کا پانی جس حاجت کے لئے پیا جائے وہ قبول ہوتی ہے میں دنیا اور آخرت کی سعادت مندی کے لئے اسے پی رہا ہوں یا اللہ مجھے سعادت عطا فرما۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آب زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

اللھم انی اسألك علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وشفاءً من کل داء ❶

یا اللہ میں تجھ سے علم نافع، فراخ رزق اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

بسم اللہ پڑھ کر پینا اور تین سانسوں میں پینا مسنون ہے، زمزم کا پانی اپنے سر چہرے اور سینے پر ملے، اب اعمال حج کے متعلق مخصوص سنن بیان کی جاتی ہیں۔

اول: احرام کی سنتیں.....احرام کے لئے غسل کرنا مسنون ہے، بدن کو خوشبو لگانا اور اصح قول کے مطابق کپڑوں کو خوشبو لگانا بھی مسنون ہے، عورت کا اپنے ہاتھوں کو مہندی لگانا، احرام باندھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا، اتباع کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی جیسے کہ شیخین نے روایت نقل کی، پہلی رکعت میں "الکافرون" دوسری رکعت میں "الاخلاص" پڑھے، افضل یہ ہے کہ سواری کی معمولی سی حرکت کرتے ہی احرام باندھ لے جبکہ حج کرنے والا سوار ہو، اگر پیادہ ہو تو جونہی چلنا شروع کرے احرام باندھ لے، کثرت سے تلبیہ پڑھنا، بآواز بلند پڑھنا، احوال کے تبدیل ہونے پر تلبیہ پڑھنا مثلاً سوار ہوئے نیچے اترتے، اوپر ٹیلے پر چڑھتے، ٹیلے سے نیچے اترتے،

❶.....قال الحاکم صحیح الاسناد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قافلوں سے ملتے ہر تبدیلی پر تلبیہ پڑھنا مسنون ہے، شافعیہ کے نزدیک احرام باندھنے کے شروع میں قبلہ رو ہونا مسنون ہے اور احرام باندھ یہ دعا پڑھے:

اللهم احرم لك شعري وبشري ولحمي ودمي ❶

دوم: طواف کی سنتیں...... اتباع سنت کی خاطر پیدل چل کر طواف کرنا سنت ہے اگرچہ عورت ہو جیسا کہ مسلم کی روایت ہے، طواف کی ابتداء میں حجر اسود کا بوسہ لے اور پھر ہر چکر میں دائیں ہاتھ سے استلام کرے اور پھر اس کا بوسہ لے، اپنی پیشانی اس پر رکھے، چونکہ یہی اتباع سنت ہے جیسا کہ شیخین کی روایت ہے، اگر بوسہ لینے سے عاجز ہو تو اپنے ہاتھ سے اشارہ کرے، رکنین شامیین (جو کہ حجر اسود کے پاس ہیں) کا استلام نہ کرے، اور نہ ان کا بوسہ لے، چنانچہ بخاری ومسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام فرمایا۔ ہاتھ سے رکن یمانی کا استلام کرے اور اس کا بوسہ نہ لے، چونکہ اس کا بوسہ لینا منقول نہیں۔

طواف کے شروع میں حجر اسود کے مدمقابل ہو کر یہ دعا پڑھے:

بسم الله، والله اكبر اللهم، ايماناً بك وتصديقاً بكتابك ووفاءً بعهدك واتباعًا لسنة بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم"

جب کعبہ کے دروازے کے مقابل ہو یہ دعا پڑھے:

الله ان البيت بيتك والحرم حرمك والا من امنك وهذا مقام العائذ بك من النار

یااللہ حقیقت میں گھر تیرا ہی گھر ہے، تیرا ہی حرم ہے اور تیرا ہی امن ہے، یہ دوزخ سے تیری پناہ لینے کا مقام ہے۔

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے:

اللهم اتنا فى الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار

طواف میں جو چاہے دعا مانگے البتہ ماثور دعا غیر ماثور دعا سے افضل ہے اور قرآن افضل ذکر ہے۔ پہلے تین چکروں میں رمل کرے، ہر اس طواف میں رمل ہوگا جس کے بعد سعی ہو، رمل کا طریقہ یہ ہے کہ طواف کرنے والا تیز تیز چلے اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے، بقیہ چار چکروں میں وقار کے ساتھ چلے، چنانچہ شیخین نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کرتے تو طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلتے اور بقیہ چار چکروں میں آرام سے چلتے۔ رمل کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللهم اجعله حجاً مبروراً وذنباً مغفوراً وسعياً مشكوراً

یااللہ میرے حج کو حج مبرور بنادے، میرے گناہ بخش دے اور میری سعی وکوشش کو مقبول فرما۔

طواف کے دوران مردوں کو اضطباع کرنا چاہئے ❷ اگرچہ نابالغ بچہ ہی کیوں نہ ہو، شافعیہ کے صحیح قول کے مطابق سعی میں بھی اضطباع کرے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے، عورت رمل کرے لیکن اضطباع نہ کرے۔

طواف کے چکر پے در پے لگائے تاکہ اختلاف سے نکل جائے چونکہ بعض فقہاء طواف کے چکروں میں تسلسل کو واجب قرار دیتے ہیں، چنانچہ بلاعذر چکروں میں فرق کرنا مکروہ ہے؟ چنانچہ جماعت کا کھڑا ہو جانا عذر ہے، کسی ضروری حاجت کا پیش آجانا بھی عذر ہے، فرض طواف کا نماز جنازہ یا سنت نماز کے لئے منقطع کرنا مکروہ ہے۔

---

❶ مغنی المحتاج ۱/ ۴۷۸۔ ❷ اضطباع: احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے کے اوپر ڈالنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طواف بیت اللہ کے قریب سے کرے چونکہ بیت اللہ کا شرف اسی کا مقتضی ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ بیت اللہ کے قریب قریب سے طواف کرنے میں استلام اور بوسہ لینے میں آسانی ہے، بالا رمل بیت اللہ کا قرب اس کی دوری سے افضل ہے، اور رمل کرتے وقت بیت اللہ سے دور رہنا قرب سے افضل ہے۔

طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھنا مسنون ہے، چنانچہ صحیحین کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھی ہیں، اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھ سے اپنے مناسک سیکھو پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھے۔ رات کو ان رکعتوں میں جہر کرے، حجر اسود سے طواف میں داخل ہوتے ہی درود شریف اور دعا زیادہ سے زیادہ کرے، نسک کے طواف میں نیت کرنا مسنون ہے، اور وہ طواف جو نسک پر مشتمل نہ ہو اور طواف وداع میں نیت کرنا واجب ہے۔

سوم: سعی کی سنتیں...... سائی کے لئے مسنون ہے کہ طواف کے خاتمہ پر حجر اسود کا ہاتھ سے استلام کرے ❶ اور دو رکعت نماز پڑھے پھر باب صفا سے نکل کر سعی کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان چلا جائے۔ ❷

مرد کے لئے مستحب ہے کہ انسان کی طاقت کے بقدر صفا اور مروہ پر چڑھے اور بیت اللہ کو دیکھے۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں پہاڑوں پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھا۔ ❸

جب صفا پر چڑھے یہ کلمات کہے:

الله اکبر الله اکبر، ولله الحمد، الله اکبر علی ماهدانه، والحمدلله علی ما اولانه لااله الاالله وحده لاشریك له له الملك وله الحمد۔ یحی ویمیت بیده الخیر وهوعلی کل شی قدیر

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ ہی حمد و ستائش کا سزاوار ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اس نے ہمیں ہدایت دی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اسی نے ہمیں سب نعمتیں عطا کیا، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اسی کے ہاتھ میں سب بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پھر یہ کلمات کہے:

لااله الاالله وحده انجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده لا اله الاالله ولا نعبد الا ایاه مخلصین له الدین ولو کره الکافرون

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی، اور تنہا اس نے لشکروں کو شکست فاش دی، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، دین کو یکسو ہو کر خالص اسی کے لئے رکھتے ہیں اگرچہ کافروں کو ناپسند ہو۔

پھر دین و دنیا کے لئے جو چاہے دعا کرے، مذکورہ بالا دعائیں دوسری اور تیسری مرتبہ دہرائے۔ ❹ سعی کرتے وقت ہر چکر کے شروع اور آخر میں وقار سے چلے اور جب میلین اخضرین کے درمیان پہنچے تیز تیز چلے (یہ چال رمل سے تیز ہو)۔ مرد دوڑتے وقت یہ دعا پڑھے:

رب اغفروارحم وتجاوزعما تعلم انك انت الاعز والاکرم

اے میرے رب میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، میرے جن گناہوں کو تو جانتا ہے انہیں معاف فرما بلاشبہ تو عزت اور بزرگی والا ہے۔

چہارم: وقوف عرفہ کی سنتیں۔ مسنون ہے کہ امام نو ذی الحجہ کو زوال کے بعد دو خطبے دے، پھر لوگوں کو ظہر اور عصر کی نمازیں قصر کر کے پڑھائے، اور جمع تقدیم کرے یعنی عصر کی نماز کو مقدم کر کے ظہر کے ساتھ اکٹھی پڑھے، پہلے ظہر کی دو رکعتیں پھر عصر کی۔ جیسا کہ امام مسلم

---

❶ رواہ مسلم۔ ❷ رواہ مسلم، باب صفا رکنین یمانیین کے بالمقابل ہے۔ ❸ رواہ مسلم۔ ❹ رواہ مسلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی روایت میں ہے۔

غروب آفتاب تک وقوف کرنا مسنون ہے۔ ❶ افضل یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد شفق غروب ہونے تک وقوف کیا جائے۔

حاجیوں کے لئے مسنون ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور زیادہ سے زیادہ دعائیں کریں، اور تکبیر وتہلیل میں مشغول رہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہترین دعا وہ ہے جو عرفہ کے دن مانگی جائے اور بہترین کلمات وہ ہیں جو میں نے کہے ہیں اور مجھ سے پہلے انبیاء نے بھی کہے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

لا الہ الااللہ وحدہ، لا شریك لہٗ لہ الملك ولہ الحمد، وھو علی کل شئی قدیر

بیہقی میں یہ بھی اضافہ ہے:

اللھم اجعل فی قلبی نوراً وفی سمعی نوراً وفی بصری نوراً اللھم اشرح لی صدری ویسرلی امری

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے، وہی سزاوار حمد وستائش ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یا اللہ میرے دل میں نور عطا فرما، میرے کانوں میں اور آنکھوں میں نور ودیعت کردے، یا اللہ، میرا سینہ کھول دے اور میرا معاملہ آسان فرما۔

کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا سنت ہے، تکلف کرکے دعا میں تجع بندی نہ کی جائے، اگر محفوظ سلامت روی ہو تو تجع بندی میں کوئی حرج نہیں۔ یا بلا قصد، بے ساختہ مسجع دعا لبوں پہ جاری ہوگئی تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

کثرت سے تلاوت قرآن مسنون ہے، مستحب ہے کہ عرفہ میں کثرت سے سورۂ حشر تلاوت کی جائے، سورت اخلاص کی قرأت بھی مسنون ہے چنانچہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جس شخص نے عرفہ کے دن ایک ہزار مرتبہ سورت اخلاص پڑھی وہ جس چیز کا سوال کرے گا وہ اسے ضرور ملے گی۔ ❷

دعا کے دوران ہاتھوں کو اوپر اٹھانا مسنون ہے، طہارت کی حالت میں قبلہ رو ہو کر دعا کرے، جہراً دعا کرنے میں افراط کا شکار نہ ہو۔

راجح قول کے مطابق افضل یہ ہے کہ آدمی سوار ہو کر وقوف کرے، جبل رحمت پر چڑھنے میں کوئی فضیلت نہیں۔

میدان عرفات میں یہ دعائیں پڑھنا مختار ہے:

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار، اللھم انی ظلمت نفسی ظلمًا کثیرًا والا یغفر الذنوب الا انت، فاغفرلی مغفرة من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں اور آخرت میں اچھائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا، یا اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخشنے والا نہیں، میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما بلاشبہ تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے:

اللھم انقلنی من ذل المعصیة الی عزالطاعة وا کفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك ونور قلبی وقبری واھدنی واعذنی من الشر کلہ، واجمع لی الخیر، اللھم انی اسألك الھدیٰ والتقیٰ والعفاف والغنی

یا اللہ مجھے معصیت کی ذلت سے اطاعت وفرمانبرداری کی عزت کی طرف منتقل فرما، مجھے حرام سے محفوظ رکھ کر حلال عطا فرما، مجھے اپنے غیر سے اپنے فضل وکرم سے بے نیاز کردے، میرے دل اور میری قبر کو نور سے بھر دے، مجھے ہدایت عطا فرما، مجھے اپنی پناہ عطا فرما ہر قسم کے شر سے،

---

❶ ..... رواہ مسلم۔ ❷ من کتاب الدعوات للمستغفری عن ابن عباس مرفوعاً، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ان مواقع میں دعا قبول ہوتی ہے طواف میں، ملتزم کے پاس، میزاب کے نیچے، بیت اللہ، صفا اور مروہ پر، سعی میں مقام ابراہیم پر عرفات میں، مزدلفہ میں اور جمرات کے پاس۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے ہر طرح کی بھلائی سے نواز، میں تجھ سے ہدایت تقویٰ، پاک دامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔
حاجی کو چاہیے کہ جمیع مومنین کے لئے اپنی دعا میں استغفار کرے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" یا اللہ حج کرنے والے کی مغفرت فرما اور اس شخص کی بھی مغفرت فرما جس کے لئے حاجی مغفرت طلب کرے۔ ❶

پنجم: وقوف مزدلفہ کی سنتیں...... اتباع سنت کی وجہ سے عرفہ سے کوچ کرنے کے بعد مزدلفہ میں رات بسر کرنا واجب ہے، ❷ اگر کوئی شخص رات کے پچھلے نصف حصہ میں مزدلفہ میں وقوف نہیں کر سکا تو اس پر دم واجب ہے، مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز میں جمع کرنا واجب ہے یہ جمع تاخیری ہوگی یعنی مغرب کی نماز مؤخر کر کے پڑھی جائے گی ❸ چونکہ اتباع سنت کا یہی تقاضا ہے۔ ❹
آدھی رات گزر جانے کے بعد عورتوں اور کمزور لوگوں کو منیٰ کی طرف پہلے سے بھیج دینا مسنون ہے۔ بقیہ لوگ وہیں ٹھہرے رہیں حتیٰ کہ فجر کی نماز اندھیرے اندھیرے میں پڑھیں۔ چونکہ یہی اتباع سنت ہے، ❺ پھر سب لوگ منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں، مزدلفہ ہی سے رمی جمار کے لئے کنکریاں جمع کر کے لائیں، یہ ستر (۷۰) کنکریاں ہوں گی، چنانچہ بیہقی اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن کی صبح کو ان سے فرمایا: میرے لئے کنکریاں چن لو، چنانچہ میں نے آپ کے لئے چھوٹی چھوٹی کنکریاں چن لیں۔" دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مزدلفہ میں کنکر نما پہاڑ ہے وہاں سے آسانی کے ساتھ کنکریاں مل جاتی ہیں، نیز سنت یہ ہے کہ جب مزدلفہ سے منیٰ کی طرف آئے تو رمی کے علاوہ دائیں بائیں کوئی اور کام نہ کیا جائے یہ تبھی ممکن ہے جب مزدلفہ ہی سے کنکریاں ساتھ لائی گی ہوں، تاکہ منیٰ پہنچ کر کسی اور کام میں اسے مشغول نہ ہونا پڑے۔
مشعر حرام کے پاس وقوف کرنا مسنون ہے، ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو اور خوب سے خوب دعائیں بھی کرے، حتیٰ کہ اچھی طرح روشنی ہو جائے اور قبلہ رو رہے۔ چونکہ اسی میں اتباع سنت ہے۔ ❻ کثرت سے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

اس کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھے:

اللهم كما أوقفتنا فيه وأريتنا اياه فوفقنا لذكرك كما هديتنا واغفر لنا
وارحمنا كما وعدتنا بقولك وقولك الحق

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ البقرة ۲/ ۱۹۸-۱۹۹

یا اللہ جس طرح تو نے ہمیں یہاں وقوف کی توفیق عطا فرمائی اور ہمیں یہ مقام دکھایا، اسی طرح ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرما، اور جس طرح تو نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی، ہماری مغفرت فرما اور ہمارے اوپر رحم کر، جس طرح تو نے اپنے فرمان کے ساتھ ہمارے ساتھ وعدہ کیا اور تیرا فرمان برحق ہے۔" پھر جب تم عرفات سے روانہ ہو تو مشعر حرام (جو مزدلفہ میں واقع ہے) کے پاس اللہ کا ذکر کرو، اور اس کا ذکر اسی طرح کرو جس طرح اس نے تمہیں ہدایت کی ہے، جبکہ تم اس سے پہلے بالکل ناواقف تھے، اس کے علاوہ تم اسی جگہ سے روانہ ہو جہاں سے عام لوگ روانہ ہوتے ہیں اور اللہ سے مغفرت مانگو بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

یہ کلمات بھی پڑھے۔ الله اكبر ۳بار لا اله الا الله والله اكبر ولله الحمد

---

❶ رواه الحاكم وقال صحيح الاسناد۔ ❷ رواه الحاكم۔ ❸ مغنى المحتاج ۱/ ۴۹۸۔ ❹ رواه الشيخان۔ ❺ رواه الشيخان عن عائشة، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جن کمزور لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے پہلے ہی روانہ کر دیا تھا ان میں، میں بھی شامل تھا۔
❻ رواه مسلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر سارے حاجی وقار وسکون کے ساتھ طلوع آفتاب سے پہلے چل پڑیں، ان کی زبانوں پر تلبیہ اور ذکر ہونا چاہئے، طلوع آفتاب تک روانگی کو موخر کرنا مکروہ ہے، وادی محسر سے تیز تیز چلیں برابر ہے حاجی سوار ہوں یا پیادہ۔

ششم: منیٰ میں رمی کی سنتیں...... ہر شخص دس ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور سات کنکریاں مارے، جونہی رمی کرے تلبیہ منقطع کردے۔ منیٰ میں رمی کا یہ پہلا عمل ہوگا اس سے پہلے کوئی اور کام نہ کیا جائے۔

جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جمرہ کے سامنے جائے اور مکہ بائیں طرف ہو اور منیٰ دائیں طرف، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے، تلبیہ کی بجائے ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے، تکبیر یہ ہے:

الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر ولله الحمد

مسنون ہے کہ دائیں ہاتھ کے ساتھ رمی کرے اور ہاتھ اوپر اٹھا کر رمی کرے تاکہ بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگے، عورت ہاتھ اٹھا کر رمی نہ کرے اس جمرہ کے پاس رمی کرنے والا دعا کے لئے نہ رکے۔

عید کے دن ان چار امور میں ترتیب قائم کرنا مسنون ہے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی ہو پھر ہدی (قربانی کا جانور) ذبح کی جائے، پھر حلق یا تقصیر کی جائے پھر طواف زیارت، ان افعال کا وقت ۱۰ ذی الحجہ کی نصف رات سے شروع ہو جاتا ہے اور رمی کا وقت قربانی کے آخری دن تک رہتا ہے، ہدی ذبح کرنے کا وقت قربانی کے وقت کے ساتھ مخصوص ہے، جبکہ حلق، طواف اور سعی کا آخری وقت کوئی نہیں۔

حاجی تشریق کے تین ایام میں ہر جمرہ کی رمی کرے اور سات سات کنکریاں مارے، یہ دن ۱۱ ذی الحجہ اور ۱۲ ذی الحجہ کے دن میں، زوال آفتاب کے بعد ہر دن غروب آفتاب تک رمی کی جائے پہلے جمرہ سے ابتدا کی جائے پھر درمیانی جمرہ کی پھر جمرہ عقبہ کی جو کہ منیٰ میں نہیں بلکہ منیٰ کی حد اس پر ختم ہو جاتی ہے۔

مسنون یہ ہے کہ چھوٹی کنکری ماری جائے، کنکری پورے سے کم لمبی اور باقلا (لوبیا) کے برابر چوڑی ہونی چاہئے، اگر اس سے بڑی کنکری یا چھوٹی کنکری ماری تو مکروہ ہے البتہ کافی ہوگی۔

چوتھا مذہب...... حنابلہ مذہب

ارکان حج...... ❶ حج کے چار ارکان ہیں۔

۱...... احرام باندھنا، احرام محض نیت کر لینے سے منعقد ہو جاتا ہے۔

۲...... وقوف عرفہ اور طواف زیارت، اگر طواف زیارت چھوڑ دیا اور مکہ سے روانہ ہو گیا تو عمرہ کی نیت سے واپس آئے۔

۴...... صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

ارکان عمرہ...... عمرہ کے تین ارکان ہیں:

۱...... احرام ۲...... طواف ۳...... اور سعی

چنانچہ جس شخص نے ایک رکن بھی ترک کیا اس کا حج اور عمرہ صحیح نہیں ہوگا، یا یوں کہہ لیجئے کہ حج کے مناسک رکن سے ہی تمام ہوتے ہیں، جس نے احرام ترک کیا اس کا حج منعقد نہیں ہوگا۔

حج کے واجبات...... حج کے سات واجبات ہیں:

❶ ...... كشاف القناع ۲/ ۶۰۵ غاية المنتهى ۱/ ۴۲۱ الحجر في الفقه الحنبلي لابن تيمية ص ۲۴۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱.....میقات سے احرام باندھنا
۲.....دن کے وقت عرفات میں وقوف کرنا
۳.....نصف رات کے بعد مزدلفہ میں رات گزارنا
۴.....منیٰ میں رات گزارنا
۵.....جمرات کی رمی کرنا
۶.....حلق یا تقصیر
۷.....طواف وداع

عمرہ کے واجبات.....عمرہ کے واجبات دو ہیں:

۱.....حلق یا تقصیر
۲..... حل یا میقات سے احرام باندھنا

اگر کسی شخص نے بھول کر یا عذر کی وجہ سے واجب ترک کر دیا تو اس پر دم واجب ہوتا ہے، اگر دم دینے سے عاجز ہو تو دس دن کے روزے رکھے۔

سنن.....عرفہ کی رات منیٰ میں رات گزارنا، طواف قدوم، رمل، اضطباع، تلبیہ، حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام، حجر اسود کا بوسہ لینا، پیدل چلنا، خطبے دینا، اذکار و ادعیہ پڑھنا، صفا اور مروہ میں چڑھنا، غسل کرنا، بدن پر خوشبو لگانا، احرام سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا، طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنا اور رمی کے وقت قبلہ رو ہونا۔

سنن کے چھوڑنے میں کوئی جرمانہ نہیں البتہ نذر کی صورت میں واجب ہے۔

احرام کی سنن.....غسل کرنا، یا عذر و عجز کے وقت تیمم کرنا جیسا کہ غایۃ المنتھی میں ذکر کیا گیا ہے، بال کٹوانا، ناخن کاٹنا، بدبو کو دور کرنا، مشک، عود یا گلاب کی خوشبو لگانا، عورت کا مہندی لگانا۔

ازار اور چادر سفید رنگ کے جو صاف ستھرے ہوں، اور جوتے، یہ دو کپڑے مرد پہنے اور سلے ہوئے کپڑے اتارنے کے بعد پہنے، فرض نماز یا دو رکعتوں کے بعد احرام پہنے۔

احرام کے بعد تلبیہ پڑھنا اور زیادہ سے زیادہ پڑھنا، جہاں بھی اوپر چڑھے یا نیچے اترے، فرض نمازوں کے بعد، رات آنے پر اور دن کے ختم ہونے پر تلبیہ پڑے، قافلوں سے ملتے وقت اور آواز بلند پڑھے، البتہ زیادہ اونچی آواز سے نہ پڑے کہ تکلیف ہونے لگے (مثلاً گلا خراب ہو جائے) تلبیہ کے بعد دعا کرنا مسنون ہے، اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرے، دوزخ سے پناہ مانگے، جو چاہے اللہ سے مانگے، تلبیہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا مسنون ہے، چونکہ تلبیہ کے بعد ذکر اللہ مشروع ہے لہٰذا درود بھیجنا بھی مشروع ہے۔

جیسے نماز، تلبیہ کے بعد دعا اور درود بلند آواز سے نہ پڑھے، چونکہ بلند آواز پر کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی، عورت کے لئے بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا مکروہ ہے البتہ اتنی آواز بلند کرے جیسے اس کی سہیلی سن پائے، بیت اللہ کا طواف کرنے والے کے لئے بھی تلبیہ مکروہ ہے۔

بالاجماع تلبیہ کے کلمات یہ ہیں:

لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك

اس پر زیادہ کرنا مستحب ہیں، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا ہی منقول ہے۔

جو شخص عربی میں تلبیہ پڑھنے کی قدرت رکھتا ہو وہ دوسری زبان میں نہیں پڑھ سکتا، چونکہ تلبیہ ذکر مشروع ہے، اگر عربی میں تلبیہ پڑھنے سے عاجز ہو تو اپنی زبان میں تلبیہ پڑھے جیسے نماز کے لئے تکبیر اپنی زبان میں کہی جا سکتی ہے۔

طواف کی سنتیں.....دائیں ہاتھ سے حجر اسود کا استلام کرنا، اس کا بوسہ لینا، اضطباع، پہلے تین چکروں میں رمل کرنا، دعا کرنا، ذکر کرتے رہنا، بیت اللہ کے قریب سے طواف کرنا، طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنا، بیت اللہ کے قریب سے طواف کرنے میں رمل کرنا اولیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، طواف زیارت کے علاوہ طواف میں رمل کرنا اور اضطباع کرنا مسنون نہیں۔

اگر حجر اسود کا بوسہ لینا مشکل ہو تو ہاتھ سے استلام کرے اور ہاتھ کا بوسہ لے لے، اگر استلام کرنا بھی مشکل ہو تو ہاتھ سے یا کسی اور چیز سے استلام کرے اور اس کا بوسہ نہ لے۔

حجر اسود کی طرف رخ کرنا مسنون ہے، اور حجر اسود کی طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھے:

بسم اللہ اللہ اکبر، اللھم ایمانا لك وتصدیقا بکتابك ووفاء بعھدك واتباعا لسنة نبیك محمد صلی اللہ علیه وسلم

جب بھی استلام کرے یہ دعا ضرور پڑھے، اس دعا کے ساتھ یہ کلمات بھی پڑھے:

اللہ اکبر اللہ لاالہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

طواف کرنے والا بایاں پہلو بیت اللہ کی سمت رکھے، رکن یمانی کا استلام کرے، رکن یمانی کا استلام ہر چکر میں ہوگا، رکن شامی اور رکن غربی کا استلام نہ کرے۔ (۱)

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

بقیہ طواف میں یہ دعا پڑھے:

اللھم اجعله حجا مبرورا، وسعیا مشکورا وذنبا مغفورا ربنا اغفر وارحم واھدنی السبیل الاقوم، وتجاوز عما تعلم وأنت الا عز الاکرم

اس کے علاوہ جو ذکر اور جو دعا چاہے کرتا رہے۔

سعی کی سنتیں..... جیسا کہ شافعیہ کے ہاں مذکور ہے کہ سعی کے لئے باب صفا سے نکلے، (۲) باب صفا پہاڑ ابوقبیس کے پاس ہے، مرد صفا پہاڑی پر چڑھے تا کہ بیت اللہ کو دیکھ لے، پہاڑ پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف منہ کرے، تین بار تکبیر کہے اور تین بار یہ کلمات پڑھے:

الحمدللہ علی ما ھدانا لاالہ الااللہ وحدہ لا شریك له ...... الخ

یہ دعا پہلے کئی بار ذکر کی جا چکی ہے۔ پھر جو چاہے دعا مانگے پھر صفا سے نیچے اترے پھر میلین اخضرین کے درمیان دوڑ لگائے، پھر مروہ پر چڑھے اور اس پر جا کر وہی اذکار پڑھے جو صفا پر پڑھے تھے، عورت پہاڑوں پر نہ چڑھے اور نہ ہی دوڑ لگائے۔

خلاصہ..... سعی کی سنتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ طہارت ہو، ستر عورت ہو، ذکر، دعا، تیز چلنا، پہاڑی پر چڑھنا، چکروں میں تسلسل کا ہونا، طواف کے بعد سعی کا ہونا، اگر ایک دن طواف کیا اور دوسرے دن سعی کی اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

وقوف عرفہ کی سنتیں..... جیسا کہ شافعیہ کے ہاں مذکور ہے کہ وقوف عرفہ کی اہم سنت نمرہ میں امام کا خطبہ دینا ہے، مختصر خطبہ دے، تکبیر سے ابتدا کرے، خطبہ میں وقوف کے متعلق بتائے اور اس کے وقت کی تعلیم دے، یہاں سے کوچ کرے، مزدلفہ میں رات گزارنے اور نماز ظہر اور عصر کو جمع کرنے کے متعلق بتائے۔

سوار ہو کر وقوف کرنا مسنون ہے بخلاف حج کے بقیہ مناسک کے، یعنی بقیہ مناسک پیدل کرنا مسنون ہیں، جبل رحمت کے نیچے بڑی

---

(۱)..... پہلے رکن جس کے پاس سے طواف کرنے والا گزرتا ہے اسے رکن شامی کہتے ہیں جو کہ شام کی طرف سے ہے اسے عراقی بھی کہتے ہیں اس کے ساتھ رکن غربی ہے مغرب کی طرف ہے پھر رکن یمانی ہے جو یمن کی طرف ہے۔ (۲) غایة المنتھی ۱/ ۴۰۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چٹانوں کے پاس قبلہ رو ہو کر وقوف کرنا مسنون ہے جبل رحمت پر چڑھنا مشروع نہیں، رفع یدین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دعا کرے، کثرت سے استغفار تضرع، خشوع، عاجزی کا اظہار، محتاجی، آہ وزاری اور دعا میں خوب گڑگڑائے، یہ کلمات کثرت سے پڑھے:

لاالٰہ الااللہ وحدہ لا شریك لہ ...... الخ

جو چاہے دعا مانگے، دعا کے ساتھ روئے یہی آنسو بہانے کا مقام ہے اور یہیں گناہوں کو کم کیا جا سکتا ہے۔

وقوف مزدلفہ کی سنتیں...... ۹ ذی الحجہ کے دن غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کی طرف کوچ کرنا، نہایت سکون اور استغفار کرتے ہوئے کوچ کرنا۔ اس بات کا علم رکھتے ہوئے کہ نصف رات کے بعد مزدلفہ میں ٹھہرنا واجب ہے، مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز میں جمع کرنا اور یہ جمع تاخیر ہوگی، صبح کی نماز تاریکی میں پڑھنا، پھر مشعر ❶ حرام میں آ جانا، اس کے پاس وقوف کرے اور تحمید وتکبیر اور دعا زیادہ سے زیادہ کرے، اور یہ دعا پڑھے جیسا کہ شافعیہ کے مذہب میں مذکور ہو:

"اللھم" کما وفقنا فیہ واریتنا ایاہ فوفقنا لذکرك کما ھدیتنا...... الخ

وادی محسر سے تیز تیز چلنا مسنون ہے خواہ پیدل ہو یا سوار ہو۔ حاجی مزدلفہ سے رمی کے لئے ستر کنکریاں چن لائے کنکریاں چنے سے بڑی اور غلیلے سے چھوٹی ہوں، منیٰ سے کنکریاں چنا مکروہ ہے اسی طرح بقیہ حرم سے بھی کنکریاں چنا مکروہ ہیں، نجس کنکری کے سوا باقی کنکریاں دھونا مکروہ ہے البتہ نجس کنکری کافی ہوگی لیکن اس میں کراہت ہے۔

منیٰ میں رمی کی سنتیں...... جمرہ عقبہ سے رمی کی ابتدا کرنا اور سات کنکریاں مارنا مسنون ہے، جمرہ عقبہ کی رمی منیٰ کا پہلا کام ہے، اشراق کے بعد رمی کرنا مستحب ہے، ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے:

اللھم اجعلہ حجًا مبرورًا وذنبًا مغفورًا وسعیًا مشکورًا...... الخ

قبلہ کی طرف منہ کرے، دائیں طرف سے رمی کرے، ہاتھوں کو اوپر اٹھائے حتیٰ کہ بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگے، جمرات کے پاس وقوف نہ کرے، بلکہ چلتے چلتے رمی کرے، اوپر سے رمی کرے، رمی کی ابتدا کرتے ہی رمی کو منقطع کر دے۔

صدی ذبح کرنے کے بعد حلق کرنا مسنون ہے، حلق تقصیر سے افضل ہے، دس ذی الحجہ کو چار چیزوں میں ترتیب قائم کرنا مسنون ہے پہلے رمی کرے پھر قربانی، پھر حلق پھر طواف، جیسا کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج میں بیان کیا ہے، اگر بھول کر یا سنت سے جاہل ہونے کی وجہ سے ترتیب بدلی تو اکثر علماء کے قول کے مطابق اس پر دم نہیں ہوگا، اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے ان کے نزدیک اگر کسی شخص نے حلق کو رمی پر مقدم کر دیا یا حلق کو قربانی پر مقدم کر دیا تو دم واجب آئے گا۔

حج کا احرام کھولنے کے بعد ناخن کاٹنا، مونچھیں کاٹنا، بغلوں کے بال صاف کرنا، ناک کے بال اکھاڑنا زیر ناف بال صاف کرنا، اور خوشبو لگانا مسنون ہے۔

عرفہ کے دن خطبہ دینا مسنون ہے، قربانی کے دن منیٰ میں امام کا ایک خطبہ دینا مستحب ہے یہ خطبہ تکبیر سے شروع کرے اس میں قربانی، طواف زیارت اور رمی کی تعلیم دے۔

ایام تشریق میں ظہر کی نماز سے پہلے جمرات کی رمی کرنا مسنون ہے، جمرہ اولیٰ جو کہ مسجد خیف سے ملا ہے اس سے ابتداء کرنا واجب ہے، اس جمرہ کی رمی کرتے وقت قبلہ رو ہو اور جمرہ کو بائیں طرف رکھے، اور رمی کرے پھر تھوڑا آگے بڑھ جائے ہو سکتا ہے کنکری نہ پہنچنے پائے، پھر وقوف کرے اور ہاتھ اٹھا کر طویل دعا کرے۔

---

❶...... مشعر حرام مزدلفہ میں چھوٹا سا پہاڑ ہے جسے جبل قزح کہتے ہیں۔ پورے مزدلفہ کو مشعر کہا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر جمرہ وسطیٰ کی رمی کرے اس جمرہ کو دائیں طرف رکھے اور قبلہ رو ہو، پھر وقوف کرے اور دعا کرے، پھر جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس جمرہ کو دائیں جانب رکھے اور قبلہ رو ہو کر رمی کرے، اس کے پاس نہ ٹھہرے کنکریاں مارنے میں ترتیب رکھنا شرط ہے۔

ایام تشریق میں سے دوسرے دن امام کا خطبہ دینا مستحب ہے، اس خطبہ میں امام تعجیل، تاخیر، مکہ سے رخصت ہونے وغیرھا کی تعلیم دے، امام کے علاوہ بقیہ لوگوں کے لئے دوسرے دن جلد بازی کرنا جائز ہے، یہ پہلی روانگی ہوگی، اگر حاجی منیٰ میں ہو اور آفتاب غروب ہو جائے تو یہیں رات گزارنا اور دوسرے دن صبح کو رمی کرنا لازمی ہے، جو شخص جلدی میں ہو اس سے دوسرے دن کی رمی ساقط ہے اور ماری جانے والی کنکریاں اس جگہ دفن کردے جہاں ان کو مارا جانا تھا۔

جب منیٰ سے روانہ ہو تو ابطح یعنی وادی محصب میں اترنا مسنون ہے یہ دو پہاڑوں کے درمیان قبرستان تک کا علاقہ ہے، اس میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھے، پھر تھوڑی دیر کے لئے سو جائے اور پھر مکہ میں داخل ہو۔

مختلف مذاہب کے مطابق اعمال حج کے اہم احکام کا نقشہ

نمبر شمار	اعمال حج	مذہب حنیفہ	مذہب مالکیہ	مذہب شافعیہ	مذہب حنابلہ
۱	حج کا حکم	فرض علی الفور علی المستطیع	فرض علی الفور	فرض علی التراخی	فرض علی الفور
۲	عمرہ کا حکم	سنت موکدہ	سنت موکدہ	فرض علی التراخی	فرض علی الفور
۳	احرام حج یعنی نیت	شرط	رکن	رکن	رکن
۴	احرام عمرہ یعنی نیت	شرط	رکن	رکن	رکن
۵	میقات سے احرام باندھنا	واجب	واجب	واجب	واجب
۶	احرام کے ساتھ تلبیہ ملا کر پڑھنا	واجب	واجب	سنت	سنت
۷	احرام کے لیے غسل	سنت	سنت	سنت	سنت
۸	احرام کے لیے خوشبو لگانا	سنت	سنت	سنت	سنت
۹	تلبیہ	واجب	واجب	سنت	سنت
۱۰	مفرد اور قارن کے لیے طواف قدوم	سنت	واجب	سنت	سنت
۱۱	طواف کی نیت	شرط	واجب	سنت	سنت
۱۲	حجر اسود سے طواف کی ابتداء کرنا	واجب	واجب	شرط	شرط
۱۳	طواف کرنے والے کا بیت اللہ کو بائیں طرف رکھنا	واجب	شرط	شرط	شرط
۱۴	طواف میں چلنے کی قدرت رکھنے والے کیلئے پیدل چلنا	واجب	واجب	سنت	شرط
۱۵	طواف میں غسل اور وضو کی طہارت کا ہونا	واجب	شرط	شرط	شرط
۱۶	بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا	سنت	شرط	شرط	شرط
۱۷	طواف کا حطیم یا حجر اسود سے باہر ہونا	واجب	شرط	شرط	شرط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸	طواف کا مسجد میں ہونا	شرط	شرط	شرط	شرط
۱۹	طواف کے سات چکر	واجب	شرط	شرط	شرط
۲۰	طواف کے چکروں میں تسلسل کا ہونا	سنت	واجب	سنت	واجب
۲۱	طواف میں ستر عورت	واجب	شرط	شرط	شرط
۲۲	طواف کی دو رکعتیں	واجب	واجب	سنت	سنت
۲۳	عمرہ کا طواف	رکن	رکن	رکن	رکن
۲۴	صفا اور مروہ کے درمیان سعی	واجب	رکن	رکن	رکن
۲۵	طواف کے بعد سعی کا ہونا	واجب	واجب	شرط	شرط
۲۶	سعی کی نیت	واجب	شرط	شرط	شرط
۲۷	سعی کی ابتدا صفا سے کرنا اور مروہ پر ختم کرنا	واجب	شرط	شرط	شرط
۲۸	جو پیدل چل سکتا ہو اس کا پیدل چل کر سعی کرنا	واجب	واجب	سنت	شرط
۲۹	سعی کے سات چکروں کا ہونا	واجب	شرط	شرط	شرط
۳۰	سعی کے چکروں میں تسلسل کا ہونا	سنت	شرط	سنت	شرط
۳۱	عمرہ میں حلق یا تقصیر	واجب	واجب	مشہور قول کے مطابق رکن	واجب
۳۲	عرفہ کی رات منیٰ میں گذارنا	سنت	سنت	سنت	سنت
۳۳	وقوف عرفہ	رکن	رکن	رکن	رکن
۳۴	وقوف عرفہ کا وقت	بالاتفاق ۹ ذی الحجہ زوال کے بعد تا ۱۰ ذی الحجہ طلوع فجر			
۳۵	اگر دن کو وقوف ہو تو غروب کے بعد وقوف کا امتداد	واجب	واجب	سنت	واجب
۳۶	عرفہ سے امام یا اس کے نائب کے ساتھ روانہ ہونا	واجب	واجب	سنت	سنت
۳۷	مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرنا	واجب	سنت	سنت	سنت
۳۸	وقوف مزدلفہ	واجب اگرچہ فجر کے بعد لمحہ بھر کے لیے ہو	واجب اتنی ہے کہ جتنے وقت میں پالان اتار لیا جائے اور نمازیں جمع کر کے پڑھی جائیں اور کھا پی لیا جائے رات گزرنا مستحب ہے	واجب اگرچہ رات کے دوسرے نصف حصہ میں لمحہ بھر کے لیے ہو	رات گزارنا واجب ہے یعنی رات کا دوسرا نصف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹	مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس فجر سے اشراق تک وقوف کرنا	مستحب	سنت	سنت	سنت
۴۰	قربانی کے دن جمرۂ عقبہ کی رمی	واجب	واجب	واجب	واجب
۴۱	حج میں حلق یا تقصیر (بال کٹوانا)	واجب	واجب	رکن	واجب
۴۲	رمی، ذبح اور حلق میں ترتیب قائم کرنا	واجب	سنت	سنت	سنت
۴۳	طواف زیارت	اکثر چکر مثلاً ۴ رکن ہیں	رکن	رکن	رکن
۴۴	طواف زیارت کا قربانی کے ایام میں ہونا	واجب	ذی الحجہ میں واجب ہے	سنت	عید کے دن سنت ہے
۴۵	جمرہ عقبہ کے بعد طواف زیارت کرنا	سنت	واجب	سنت	سنت
۴۶	ایام تشریق میں تینوں جمرات کی رمی کرنا	واجب	واجب	واجب	واجب
۴۷	رات تک رمی کو مؤخر نہ کرنا	سنت	واجب	سنت	ساقیوں اور راعیوں کے علاوہ پر واجب ہے ساقی اور راعی دن یا رات میں موقع ملنے پر کریں
۴۸	ایام تشریق میں منیٰ میں رات گزارنا	سنت	چرواہوں اور ساقیوں کے علاوہ کے لیے	چرواہوں اور ساقیوں کے لیے واجب	واجب
۴۹	طواف وداع	واجب	واجب	واجب	واجب
۵۰	ایام تشریق میں عمرہ کرنا	مکروہ تحریمی	مندوب غیر صحیح حتیٰ کہ چوتھے دن کی رمی کے بعد غروب آفتاب تک	واجب اعمال حج کے ختم کرنے کے بعد صحیح ہے	واجب بلا کراہت صحیح ہے واجب
۵۱	جمرات کی رمی میں ترتیب قائم کرنا یعنی پہلے جمرہ اولیٰ کی رمی پھر وسطیٰ کی پھر عقبہ کی	سنت	واجب	واجب	واجب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں بحث......ارکان حج وعمرہ

ارکان حج...... ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک حج کے صرف دو رکن ہیں وقوف عرفہ اور طواف زیارت، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک چار ارکان ہیں، احرام، وقوف عرفہ، طواف زیارت اور سعی۔ شافعیہ کے نزدیک حج کے پانچ ارکان ہیں احرام، وقوف عرفہ، طواف، سعی اور حلق یا تقصیر۔

ارکان عمرہ...... حنفیہ کے نزدیک عمرہ کا ایک ہی رکن ہے اور وہ طواف بیت اللہ ہے۔

مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک تین ارکان ہیں احرام، طواف اور سعی، جبکہ شافعیہ کے نزدیک عمرہ کے چار ارکان ہیں، احرام، طواف، سعی اور حلق یا تقصیر۔

ملاحظہ...... حلق یا تقصیر، شافعیہ کے علاوہ جمہور کے نزدیک واجب ہے، رکن ہیں۔

میں ان امور کی تفصیلاً بحث کروں گا۔

پہلا مقصد......احرام

احرام کی حقیقت...... احرام کی حقیقت حرمت میں داخل ہونا ہے، یہاں احرام سے مراد اعمال حج یا عمرہ میں داخل ہونے کی نیت ہے، یا مخصوص حرمتوں میں داخل ہونا یعنی اس کا التزام کرنا ہے، جب احرام تمام ہو جائے پھر جن اعمال کے لئے احرام باندھا ان کے کئے بغیر احرام سے نہیں نکل سکتا، اگر احرام فاسد کر دیا تو اس کی قضاء واجب ہوگی، اگر وقوف عرفہ فوت ہو جائے تو عمرہ سے اسے تمام کیا جائے، اگر حاجی محصر (روک دیا گیا اس پر آگے بڑھنے پر پابندی لگا دی گئی) ہو گیا اور حج مکمل کرنے سے اسے روک دیا گیا تو ہدی ذبح کرے اور حج کی قضاء کرے۔

اس مقصد میں مندرجہ ذیل امور پر گفتگو ہوگی، وہ امور جن سے کوئی شخص محرم ہو جاتا ہے، احرام کی کیفیت، فلاں کی طرح احرام کا ہونا (کسی کے احرام پر اپنے احرام کو معلق کرنا) احرام کی جگہ، احرام کا زمانہ، احرام باندھنے والا کیا کرے، حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام، احرام کے ساتھ احرام کا اضافہ، عمرہ کو حج میں داخل کرنا اور اس کے برعکس یعنی حج کو عمرہ میں داخل کرنا اور احرام فسخ کرنا۔

پہلی چیز...... اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب حج یا عمرہ کی نیت کی قول وفعل سے نیت کو ملا لیا جو کہ احرام کی خصوصیت ہے تو اس سے محرم ہو جائے گا، یعنی حج کی نیت کرتے ہوئے تلبیہ کہے یا عمرہ کی نیت ہو یا دونوں کی۔

شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے راجح قول کے مطابق احرام محض نیت سے منعقد ہو جاتا ہے، البتہ مالکیہ کے نزدیک تلبیہ ترک کرنے سے دم واجب ہوگا۔ نیت کے سلے ہوئے کپڑوں کو اتار دینا احرام کے ساتھ میں سے ہے۔ رہی بات قول وفعل (تلبیہ اور احرام باندھنے سے) کو نیت سے ملا لینے کی تو حنفیہ کہتے ہیں، محض نیت کر لینا احرام کی شروعات میں سے نہیں ہے جب تک کہ تلبیہ نہ کہے، یعنی احرام کا ثبوت محض نیت سے نہیں ہوتا جب تک نیت کے ساتھ قول وفعل کا اقتران نہ ہو اور یہ احرام کی خصوصیات اور اس کے دلائل میں سے ہے، حنفیہ کے نزدیک نیت حج کا رکن نہیں، بلکہ شرط ہے، چنانچہ جب نیت کرتے ہوئے تلبیہ کہا تو حنفیہ کے نزدیک محرم ہو گیا۔

مالکیہ...... احرام ایسی نیت سے منعقد ہوتا ہے جو قول وفعل سے ملی ہو اور وہ قول وفعل حج کے متعلق ہو جیسے تلبیہ چل پڑنا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن مالکیہ کے ہاں راجح یہ ہے کہ محض نیت سے احرام منعقد ہو جاتا ہے، تلبیہ چھوڑنے کی صورت میں دم لازم ہوگا، نیت کے وقت سلے ہوئے کپڑوں کو اتارنا لازمی ہے۔

شافعیہ اور حنابلہ......احرام یہ ہے کہ اعمال حج میں داخل ہونے کی نیت کی جائے، احرام بغیر نیت کے منعقد نہیں ہوتا اگر صرف نیت کی اور تلبیہ نہ کہا تو بھی کافی ہے، اگر بغیر نیت کے تلبیہ کہہ دیا تو احرام منعقد نہیں ہوگا، تلبیہ کے ساتھ نیت کا ملانا شرط نہیں، چونکہ تلبیہ اذکار میں سے ہے، لہٰذا تلبیہ حج میں بقیہ اذکار کی طرح واجب نہیں ہوگا۔

حاصل......یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک احرام نیت سے منعقد ہوتا ہے، حنفیہ کے نزدیک محض نیت کر لینے سے احرام منعقد نہیں ہوتا بلکہ ضروری ہے کہ نیت قول وفعل (تلبیہ اور راستے پر چل پڑنا وغیرہ) کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ ❶

احرام نیت کے بغیر صحیح نہیں اس کی دلیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ ''اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے۔'' ❷ عقلی وجہ یہ ہے کہ حج عبادت محضہ ہے لہٰذا نیت کے بغیر صحیح نہیں جیسے نماز اور روزہ۔

نیت کا محل......نیت کا محل: دل ہے، اور احرام دل کی نیت کو کہتے ہیں، اکثر علماء کے نزدیک نیت کا نطق کر لینا افضل ہے، چونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ کہ ''**لبیك بحجة وعمرة**'' میں حج وعمرہ کا تلبیہ کہتا ہوں۔ ❸

نیت کے الفاظ......ان الفاظ میں نیت کرے:

نويت الحجه اوالعمرة واحرمت به اوبها الله تعالىٰ

یا یوں کہے:

اللهم انى اريد الحج اوالعمرة فيسره لى وتقبله منى

اور جب قران کا ارادہ کرے تو یوں کہے:

اللهم انى اريد والعمرة والحج

پھر حنفیہ کے نزدیک نماز کے بعد تلبیہ کہنا واجب ہے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد تلبیہ کہا ہے، جمہور کے نزدیک نیت کے ساتھ تلبیہ کہنا مستحب ہے۔

اگر کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج یا عمرہ کر رہا ہو تو ان الفاظ میں نیت کرے:

نويت الحج اوالعمرة عن فلان واحرمت به اوبها الله تعالىٰ

اگر حج افراد کرنا چاہتا ہو تو تلبیہ میں حج کی نیت کرے، چونکہ حج عبادت ہے اور اعمال کا دارو مدار نیت پر ہوتا ہے۔

تلبیہ کے کلمات......سابقہ بحث میں گذر چکا ہے تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لبيك اللهم لبيك لبيك لاشريك لك لبيك، ان الحمد والنعمة لك والملك لاشريك لك

یہ تلبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، ان کلمات میں سے کسی لفظ کو چھوڑنا جائز نہیں، چونکہ یہ کلمات راویان کے اتفاق سے

---

❶......البدائع ۲/۱۶۱، فتح القدير ۲/۱۳۴، اللباب ۱/۱۷۹ القوانين الفقهيه ص ۱۳۱ الشرح الصغير ۲/۱۶ مغنى المحتاج ۱/۴۷۱ المهذب ۱/۲۰۴ غاية المنتهى ۱/۳۶۵ المجموع ۷/۲۲۶ المغنى ۳/۲۸۱۔ ❷ رواه البخارى ومسلم عن عمر رضى الله تعالىٰ عنه۔ ❸ رواه مسلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقول ہیں، لہٰذا ان میں کمی نہیں کی جائے گی، اگر ان میں اضافہ کر دیا تو بلا کراہت جائز ہے۔

دوسری چیز: احرام کی کیفیت، تعیین، اطلاق، احالہ اور شرط لگانا...... افضل یہ ہے کہ محرم حج یا عمرہ یا دونوں کی تعیین کرے، مطلق حج سے تعیین افضل ہے، ❶ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو معین مناسک کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص حج اور عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ احرام باندھ لے، جو صرف حج کا احرام باندھنا چاہتا ہے وہ بھی باندھ لے اور جو شخص صرف عمرہ کا احرام باندھنا چاہتا ہے وہ بھی باندھ لے۔ ❷

حنفیہ...... حنفیہ کی رائے ہے کہ اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا اور اس نے حج اسلام کی تعیین نہ کی حالانکہ اس پر حج اسلام واجب ہو تو استحسانا حج اسلام واقع ہوگا، چونکہ ظاہری حالت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب اس نے احرام باندھا ہے تو نفل حج کے لئے احرام نہیں باندھا ہوگا، کہ فرض حج اس کے ذمہ میں باقی رہے، لہٰذا اس کے حال کی دلالت کی وجہ سے اس کے حج کو حج اسلام قرار دیا جائے گا، لہٰذا مطلق ہونے کی صورت میں تعیین ہوگی، جیسے رمضان کے روزہ میں ہوتا ہے، اور اگر نفلی حج کی نیت کی تو نفلی حج ہوگا، چونکہ حال کی دلالت تعیین کے ہوتے ہوئے سود مند نہیں ہوتی۔

شافعیہ...... بھی حنفیہ کی طرح رائے رکھتے ہیں کہ انعقاد حج کے لئے تعیین شرط نہیں، اگر کسی شخص کے ذمہ فرض حج ہو اور وہ فرض حج کے لئے احرام باندھے تو فرض حج ہوگا۔

معین کرکے احرام منعقد ہو جاتا ہے یعنی حج کی نیت کرے یا عمرہ کی نیت کرے یا دونوں کی نیت کرے یہ بالا جماع ہے، اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سابقہ حدیث بھی ہے، اسی طرح مطلق کی صورت میں بھی منعقد ہو جاتا ہے، مثلاً تین اقسام حج عمرہ یا دونوں کی نیت کرے، یا صرف اتنا کہنے پر اکتفا کرے کہ ''میں نے احرام باندھا'' اس کی دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ گھروں سے نکلے اور احرام باندھا پھر وحی کے انتظار میں رہے، چنانچہ آپ نے حکم دیا کہ جس شخص کے پاس ہدی کا جانور نہ ہو وہ اپنے احرام کو عمرہ کے لئے مقرر کرے اور جس شخص کے پاس ہدی ہو وہ اپنے احرام کو حج کے لئے بنا دے۔

مطلق احرام کی صورت میں، حنفیہ...... کہتے ہیں جب تک بیت اللہ کے طواف کا ایک چکر نہیں لگایا تو حج وعمرہ میں سے جسے چاہے کر گزرے، اگر ایک چکر لگا لیا تو اس کا احرام عمرہ کے لئے ہوگا، چونکہ طواف عمرہ کا رکن ہے جبکہ طواف قدوم سنت ہے، لہٰذا طواف کو عمرہ کا رکن قرار دینا اولیٰ ہے جبکہ عمرہ جس طرح قصد وارادہ کرنے سے متعین ہو جاتا ہے اس طرح فعل سے بھی متعین ہو جاتا ہے۔

مالکیہ...... کہتے ہیں جس شخص نے نیت احرام کو مبہم رکھا اور حج وعمرہ میں سے کسی چیز کی تعیین نہ کی تو اس کی تعیین کو حج کے لئے مقرر کرنا مستحب ہے اور حج افراد ہوگا، قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی نیت کو حج قران کی طرف پھیرا جائے چونکہ یہ دو طرح کے اعمال پر مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے بھولنے والا یہی تعین کر سکتا ہے۔

شافعیہ وحنابلہ...... کہتے ہیں جس شخص نے حج کے مہینوں میں مطلق احرام باندھا تو مناسک میں سے جس کی چاہے تعیین کرے، پھر اعمال میں مشغول ہو، اگر کسی شخص نے طواف کیا پھر طواف کو حج کے لئے قرار دیا تو اس کا طواف شافعیہ کی نزدیک طواف قدوم ہوگا، اگر حج کے مہینوں کے علاوہ میں احرام کو مطلق رکھا تو شافعیہ کے نزدیک احرام عمرہ کا منعقد ہوا مشہور قول کے مطابق اسے حج کا نہیں قرار دیا جا سکتا۔

---

❶ البدائع ۲/ ۱۶۳، الشرح الصغیر ۲/ ۲۵، المهذب ۱/ ۲۰۵ مغنی المحتاج ۱/ ۴۷۶ المغنی ۳/ ۲۸۴۔ ❷ متفق علیه عن عائشه رضی الله تعالی عنها (نیل الاوطار ۴/ ۳۰۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنابلہ کے ہاں اولیٰ وافضل یہ ہے کہ احرام کو عمرہ کا قرار دیا جائے چونکہ اگر احرام حج کو مہینوں کے علاوہ میں ہوتو احرام کو حج کا قرار دینا مکروہ ہے یا ممنوع ہے، کراہت کا قول حنابلہ کے نزدیک زیادہ راجح ہے، اگر احرام مطلق حج کے مہینوں میں ہوتو عمرہ کا قرار دینا زیادہ مناسب ہے، چونکہ حنابلہ کے نزدیک حج تمتع افضل ہے، چونکہ جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی قسم کا احرام باندھا جس قسم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اس احرام کو عمرہ کا احرام قرار دو۔

احرام کو کسی دسرے کے احرام کے ساتھ معلق کرنا یا احرام کو مبہم رکھنا...... احرام کو مبہم رکھنا صحیح ہے، مثلاً کوئی شخص اس طرح احرام باندھے کہ جس طرح فلاں نے احرام باندھا ہے اسی قسم کا احرام اس کا بھی ہو، اس کی دلیل حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کس قسم کا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اسی قسم کا احرام باندھا ہے جس قسم کا احرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے، فرمایا: بہت اچھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی پھر فرمایا: حلال ہو جاؤ۔ (1) اگر فلاں شخص جس کا احرام مشروط ہوا اس نے احرام نہ باندھا ہو تو شرط لگانے والے کا احرام مطلق ہوگا، اگر موت کی وجہ سے اس کے احرام کی معرفت دشوار ہو تو احرام کا حکم بھول جانے والے کے حکم کی طرح ہوگا۔

بھول جانے کا حکم...... جب کسی شخص نے مناسک کے لئے احرام باندھا پھر تعیین بھول گیا کہ آیا حج کی تعیین کی تھی یا عمرہ کی یا دونوں کی اور یہ کیفیت طواف سے پہلے پیش آئے تو حنابلہ کے نزدیک جس کی چاہے تعیین کرے، جبکہ مالکیہ، حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک حج قران ہوگا، چونکہ وہ یقینی طور پر احرام کے ساتھ متصل ہو چکا ہے، لہٰذا حج وعمرہ دونوں کے مناسک بجالائے تاکہ مشروع سے نکل سکے، لہٰذا وہ حج کے افعال بجالانے سے حج سے بری الذمہ ہو جائے گا، البتہ عمرہ سے بری الذمہ نہیں ہوگا چونکہ اس نے احرام حج کے لئے باندھا ہے، حج پر عمرہ کو داخل کرنا ممنوع ہے اور البتہ دم نہیں ہوگا، صرف حج سے بری الذمہ ہوگا، جبکہ مالکیہ کے نزدیک اس پر ازسرنو نیت کرنا واجب ہے۔

دونوں آراء کا منشاء اختلاف یہ ہے کہ آیا حج فسخ ہو کر عمرہ ہو جاتا ہے یا نہیں چنانچہ حنابلہ کے نزدیک یہ جائز ہے جبکہ جمہور کے نزدیک جائز نہیں۔

احرام میں شرط لگانا...... (2) شافعیہ اور حنابلہ نے احرام میں شرط لگانے کو جائز قرار دیا ہے، یعنی کوئی شخص یہ شرط لگائے کہ مرض وغیرہ کی وجہ سے وہ حلال ہو جائے گا، بغیر شرط کے احرام سے حلال ہونا جائز نہیں، اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں بیمار عورت ہوں اور حج کرنا چاہتی ہیں، آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احرام باندھو اور شرط لگالو کہ یا اللہ میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہوگی جہاں تو مجھے روک دے گا، راوی کہتا ہے چنانچہ ضباعہ رضی اللہ عنہ نے حج پالیا۔ (3)

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ...... کہتے ہیں حج میں شرط لگانا صحیح نہیں چونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی رائے تھی، ان حضرات ائمہ کرام کے نزدیک ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ جزئی واقعہ ہے اور انہی کے ساتھ مخصوص ہے، منشاء اختلاف یہ ہے کہ آیا شرط کا خطاب فرد واحد کے لئے تھا یا عام تھا۔

---

(1) ...... متفق علیہ۔ (شرح مسلم ۱۹۸/۸) (2) دیکھئے نیل الاوطار ۳۰۸/۴ المغنی ۲۸۲/۳۔ (3) رواہ الجماعۃ الا البخاری۔ (نیل الاوطار ۳۰۷/۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو حجوں یا دو عمروں کا احرام

حنابلہ......حنابلہ کے نزدیک جس شخص نے دو حجوں کے لئے احرام باندھا یا دو عمروں کے لئے احرام باندھا ان میں سے ایک حج یا ایک عمرہ کے لئے احرام منعقد ہوگا اور دوسرا لغو ہو جائے گا۔ چونکہ دو حج مستقلاً دو عبادتیں ہیں یکبارگی انہیں بجالانا ممکن نہیں لہٰذا احرام بھی صحیح نہیں ہوگا یہ ایسا ہی ہے جیسے دو نمازوں کے لئے یکبارگی تکبیر تحریمہ کہی جائے، اگر کسی شخص نے حج یا عمرہ فاسد کر دیا تو اس کی قضاء لازم نہیں ہوگی۔

امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ...... کہتے ہیں: دو حجوں یا دو عمروں کے لئے احرام منعقد ہو جائے گا اور اس پر ایک کی قضاء واجب ہوگی (یعنی ایک تو ادا ہو جائے گا دوسرے کی قضاء کرنی پڑے گی) چونکہ اس نے احرام تو باندھا مگر اسے مکمل نہ کر سکا۔ اگر اس نے جس کی نیت کی تھی اسے فاسد کر دیا تو دونوں کی قضاء لازم ہوگی چونکہ جب دونوں کا احرام صحیح تھا تو دونوں کی قضا بھی کرنی ہوگی۔

تیسری چیز......احرام کی جگہ اور احرام کا وقت

احرام کی جگہ میقات ہے، احرام کا وقت، حج کا وقت یا عمرہ کا وقت ہے ان دونوں امور پر تیسری بحث کے ذیل میں سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ اس بحث میں وضاحت ہو چکی ہے کہ عمرہ کا وقت پورا سال ہے اور اس سے عید کا دن اور ایام تشریق حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک مستثنیٰ ہیں۔

حج کا وقت تین مقررہ مہینے میں یعنی شوال، ذوالقعدہ اور عشرۃ ذوالحجہ، جبکہ مالکیہ کے نزدیک ذوالحجہ کا پورا مہینہ ہے، میقات کے متعلق لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: اہل آفاق......یہ وہ لوگ ہیں جن کے ٹھکانے میقات سے باہر ہوں، میقات سے مراد وہ پانچ جگہیں ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہیں۔ یعنی ذوالحلیفہ اہل مدینہ کے لئے، جحفہ اہل شام کے لئے، قرن منازل اہل نجد کے لئے، یلملم اہل یمن کے لئے اور ذات عرق اہل عراق کے لئے۔

دوسری قسم: اہل حل......یہ وہ لوگ ہیں جو میقات کے اندر اور حرم سے باہر رہتے ہوں جیسے اہل بستان بنی عامر وغیرہم، ان لوگوں کا میقات ان کے گھر ہیں یا حل ہے، جہاں سے چاہیں وہ جگہ ان کے لئے میقات ہے۔

تیسری قسم: اہل مکہ......اہل مکہ یعنی اہل حرم کا میقات حج کے لئے حرم ہے اور عمرہ کے لئے حل ہے، چنانچہ مکہ کا اپنے والد حج کے لئے اپنے گھر سے احرام باندھے گا یا حرم سے جہاں سے چاہے باندھے، اور عمرہ کے لئے مقام تنعیم سے یعنی حل سے باندھے گا۔

چوتھی چیز......احرام کے خواہاں کے افعال

جب کوئی شخص احرام کا ارادہ کرے تو وہ تمام سنتیں بجالائے جن کا ذکر اعمال حج کی بحث میں ہو چکا ہے، ان میں سے اہم اہم مندرجہ ذیل ہیں، (1) رہی بات محرم کے ممنوعات سے بچنے کی یعنی سلے ہوئے لباس سے اجتناب، جوتوں سے اجتناب وغیرہا تو ان کا بیان محظورات احرام میں آئے گا انشاء اللہ۔

---

(1)......فتح القدیر ۱۳۴/۲، اللباب ۱۷۹/۱، القوانین الفقهیة ص ۱۳۱ الشرح الصغیر ۲۹/۲ مغنی المحتاج ۴۷۸/۱، المهذب ۲۰۴/۱ المجموع ۲۱۱/۷، المغنی ۲۷۰/۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱)..... صفائی ستھرائی کے لئے غسل کرے یا وضو کرے، البتہ غسل کرنا افضل ہے، چونکہ غسل سے کامل صفائی حاصل ہوتی ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لئے غسل کیا ہے،❶ یہ غسل نظافت کے لئے تھا طہارت کے لئے نہیں تھا، اسی لئے حائضہ عورت اور نفاس والی عورت یہ والا غسل کرے گی چونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ ”حیض ونفاس والی عورت غسل کرے اور پھر احرام باندھے حج کے سبھی افعال بجالائے البتہ طواف زیارت نہ کرے۔“❷ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل کا حکم دیا درحالیکہ وہ حالت نفاس میں تھیں۔❸

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ احرام کے وقت غسل عورتوں کے لئے مشروع ہے جسے مردوں کے لئے مشروع ہے، چونکہ احرام بھی افعال حج میں سے ہے لہٰذا عورتوں کے لئے زیادہ مؤکد ہوگا۔

احرام کے لئے غسل کرنا متفق علیہ ہے اگر کوئی شخص پانی نہ پائے تو شافعیہ کے نزدیک تیمم کرے چونکہ غسل قربت اور نظافت کے لئے کیا جائے گا جب ان میں سے ایک چیز متعذر ہو تو دوسری باقی رہے گی، چونکہ تیمّم غسل واجب کا نائب ہے، لہٰذا مندوب کا نائب بطریق اولیٰ ہوگا اگر اتنا پانی پائے جو وضو کے لئے تو کافی ہو لیکن غسل کے لئے ناکافی ہو تو وضو کرلے اور غسل کے لئے تیمّم کرے۔

ابن قدامہ کی رائے میں ایسے شخص کے لئے تیمّم مسنون نہیں چونکہ اس کے لئے تو بس غسل کرنا مسنون ہے، لہٰذا پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں تیمّم مستحب نہیں ہوگا جیسے جمعہ کے لئے تیمّم مستحب نہیں، واجب اور مسنون میں فرق یہ ہے کہ واجب نماز کی اباحت کے لئے ہے اور اس جگہ تیمّم قائم مقام ہوجاتا ہے جبکہ مسنون میں غرض نظافت حاصل کرنی ہوتی ہے اور بدبو ختم کرنی ہوتی ہے جبکہ نظافت تیمّم سے حاصل نہیں ہوتی۔

بلکہ تیمّم تو پراگندگی میں اور اضافہ کرتا ہے، باوجود ابن قدامہ کی اس رائے کے حنابلہ کے ہاں راجح یہی ہے کہ پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں احرام کے لئے تیمّم کرنا جائز ہے۔

میل، پراگندگی، غبار اور آلودگی وغیرہ دور کرکے نظافت حاصل کرنا مستحب ہے اسی طرح، بدبو ختم کرنا، بغلوں کے بال لینا، مونچھیں ترشوانا، ناخن کاٹنا، زیرناف بال صاف کرنا اور بالوں میں کنگھی کرنا بھی مستحب ہے، چونکہ احرام کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مسنون ہے لہٰذا یہ امور بھی مسنون ہوں گے جیسے جمعہ کے لئے مسنون ہیں۔

۲..... مرد سلے ہوئے کپڑے اتار دے، اور دو صاف ستھرے کپڑے پہنے، ایک تہبند اور دوسری چادر ہو دونوں نئے ہوں یا دھوئے ہوئے ہوں، دو جوتے ہوں، چوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں چاہیے کہ تہبند اور چادر سے احرام باندھو اور دو جوتے، اگر دو جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لے اور موزے ٹخنوں سے کے نیچے سے کاٹ دے۔❹ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کے مشہور مذہب میں کاٹنا ضروری نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے کہ ”جو شخص دو جوتے نہ پائے وہ دو موزے پہن لے۔

عورت باتفاق فقہاء احرام میں چہرے کو کھلا رکھے گی، اگر مردوں کے قریب سے گزرنے کی وجہ سے عورت کو چہرہ ڈھانپنے کی ضرورت پڑے تو حنابلہ کے نزدیک سر کے اوپر سے چہرے پر کپڑا لٹکائے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری احرام باندھی ہوئی عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایسا ہی کیا۔❺

۳..... جمہور کے نزدیک احرام باندھنے سے پہلے بدن کو خوشبو لگائے، کپڑے کو خوشبو نہ لگائے یہ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک ہے، چونکہ کپڑا بدن سے الگ ہے، جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کپڑے کو بھی خوشبو لگائے، اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

---

❶ رواہ الدارمی والترمذی۔ ❷ رواہ ابوداؤد والترمذی۔ ❸ رواہ مسلم عن جابر۔ ❹ رواہ احمد بن حنبل عن ابن عمر۔
❺ متفق علیہ یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے لئے ناسخ ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے وقت اچھی سے اچھی خوشبو لگایا کرتی تھی ❶ یعنی احرام کے وقت خوشبو لگاتی تھیں، احرام باندھنے کے بعد خوشبو کے اثر کے باقی رہنے میں کوئی گناہ نہیں، چنانچہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں مشک کی سفیدی دیکھ رہی ہوں۔

مالکیہ..... کے نزدیک خوشبو نہ لگائے، بلکہ ان کے نزدیک غسل سے پہلے اور غسل کے بعد خوشبو لگانا مکروہ ہے چونکہ خوشبو کا اثر بدن میں باقی رہتا ہے، چنانچہ روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو احرام باندھے دراں حالیکہ وہ خوشبو میں معطر ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا۔ خوشبو دھوڈالو، تین بار فرمایا، اور جبہ اتاردو، اور وہی افعال اپنے عمرہ میں کرو جو اپنے حج میں کرتے ہو ❷ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابتداء میں خوشبو لگانا ممنوع ہے لہٰذا اس کا باقی رہنا بھی ممنوع ہے۔

فتویٰ..... البتہ ظاہر یہی ہے کہ احرام سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے، چونکہ جبے والے کا قصہ ۸ھ میں جعرانہ سے کئے ہوئے عمرہ کا ہے جو حنین کے بعد ہوا تھا، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث حجۃ الوداع سے متعلق ہے اور حجۃ الوداع ۱۰ھ میں ہوا، لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ناسخ ہے اور جبہ والی حدیث منسوخ ہے، رہی یہ بات کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشبو لگانے سے منع فرماتے تھے تو ان کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل حجت ہے۔

مہندی..... شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک عورت کا مہندی لگانا مسنون ہے، چنانچہ عورت پہنچے تک ہاتھوں کو مہندی لگائے، چونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عورت کے لئے مہندی لگانا مسنون ہے۔

۴..... احرام کی دو رکعتیں غسل کے بعد اور احرام باندھنے سے پہلے بالاتفاق پڑھی جائیں گی، جبکہ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک احرام فرض نماز کے بعد باندھے، پہلے مذہب کی دلیل شیخین کی روایت ہے۔ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھیں اور پھر احرام باندھا۔'' ❸ مکروہ اوقات میں حرم مکہ کے علاوہ کہیں اور یہ دو رکعتیں حرام ہیں۔ پہلی رکعت میں سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ الاخلاص پڑھنا مسنون ہے۔

حنابلہ کی نزدیک فرض نماز کے بعد احرام باندھنا اولیٰ وافضل ہے ان کی دلیل ابوداؤد اور اثرم کی روایت ہے جو سعید بن مسیب اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے۔ کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تب احرام باندھا۔ حنابلہ کے نزدیک نماز کے بعد احرام باندھنا جائز ہے یا جب اپنی سواری پر براجمان ہو جائے تب باندھے یا جب سواری چلنے لگے باندھے، جب سواری پر بیٹھ جائے تو تلبیہ کہے۔

مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ جب سواری چل پڑے تب احرام باندھے، ان کی دلیل شیخین کی روایت ہے، یا اس وقت احرام باندھے جب پیادہ اپنی راہ پر چل پڑے اس کی دلیل مسلم کی روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم چل پڑیں احرام باندھیں۔

۵: حنفیہ..... کے نزدیک تلبیہ نماز کے بعد پڑھے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد تلبیہ پڑھا ہے۔ ❹ یہی افضل ہے، اور جب سواری پر جم کر بیٹھ جائے تلبیہ پڑھے، پھر نیت کرے اگر حج افراد کے لئے احرام باندھنا چاہتا ہو تو تلبیہ سے

---

❶..... رواه البخاری ومسلم والنسائی حین اراد الاحرام. ❷ متفق علیه عن یعلی بن امیه. ❸ نصب الرایه ۳/۲۰. ❹ اخرجه الترمذی والنسائی عن ابن عباس.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج کی نیت کرے چونکہ یہ عبادت ہے اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

شافعیہ..... کے نزدیک نیت کے ساتھ ہی تلبیہ پڑھے، ان کی دلیل مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی نیت ہے۔ کہ "جب تم منیٰ کی طرف جاؤ تو حج کے لئے تلبیہ کہو" اعتبار نیت کا ہے تلبیہ کا نہیں، اگر تلبیہ ایسی چیز کا پڑھ دیا جس کی نیت نہیں کی مثلاً تلبیہ عمرہ کا پڑھ دیا حالانکہ اس نے نیت حج کی کری ہو تو اعتبار اسی کا ہوگا جس کی نیت کی ہو۔

مالکیہ اور حنابلہ..... کے نزدیک اس وقت تلبیہ کہے جب سواری پر جم کر بیٹھ جائے یا پیادہ ہو تو جب چلنا شروع کر دے، ان کی دلیل بخاری کی روایت ہے جو حضرت انس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہوئے اور جم کر بیٹھ گئے تو اس وقت تلبیہ پڑھا۔" ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت احرام واجب کیا جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے۔ اور جب سواری پر جم کر بیٹھ گئے اور سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو آپ نے تلبیہ پڑھا۔"

راستے بھی جب بھی نشیب آئے تلبیہ پڑے، بلندی پر چڑھے تلبیہ پڑھے، جب بھی کئی نئی بات ہو تلبیہ پڑھے، قافلوں سے ملاقات ہو تلبیہ پڑھے، نمازوں کے بعد تلبیہ پڑھے جب کسی دوسرے کو تلبیہ پڑھتے سنے تو یہ بھی تلبیہ پڑھے۔

کثرت سے تلبیہ پڑھنا مستحب ہے، احرام باندھتے وقت بآواز بلند تلبیہ پڑھنا مستحب ہے البتہ زیادہ آواز بلند نہ کرے، عورتیں بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھیں، چنانچہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل حج وہ ہے جس میں بآواز بلند تلبیہ پڑھا جائے اور جانور کا خون بہایا جائے۔ ❶

کلمات تلبیہ..... تلبیہ کے کلمات یہ ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکے ہیں:

لبیك اللهم لبیك لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك

مستحب یہ ہے کہ ان میں اضافہ نہ کیا جائے اگر اضافہ کر دیا تو یہ بھی جائز ہے، چنانچہ حنفیہ کے نزدیک جب نیت کر کے تلبیہ کہہ دیا تو گویا اس کا احرام منعقد ہو چکا۔

تلبیہ کب منقطع کرے؟..... مالکیہ کے نزدیک حاجی جب طواف میں لگ جائے تو تلبیہ منقطع کر دے، اور سعی کے بعد پھر شروع کر دے، حتیٰ کہ عرفہ کے دن زوال آفتاب تک پڑھتا رہے اس کی دلیل حضرت علی اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ یہ دونوں عرفہ کے دن زوال آفتاب تک تلبیہ پڑھتے رہتے تھے۔ مالکیہ کے علاوہ جمہور کے نزدیک عید کے دن جمرہ عقبہ کی رمی میں شروع ہوتے وقت تلبیہ منقطع کر دے، یعنی پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ پڑھنا ترک کر دے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برابر تلبیہ پڑھتے رہے حتیٰ کہ رمی جمرۂ عقبہ کی تو اس وقت تلبیہ منقطع کیا۔" دوسری وجہ یہ ہے کہ رمی کرنے سے حلال ہو جاتا ہے۔ یہ تفصیل حنفیہ کے نزدیک تب ہے جب حلق سے پہلے رمی کرے، اگر حلق سے پہلے کر دیا تو تلبیہ منقطع کر دے چونکہ حلال ہونے کے ساتھ تلبیہ کا ثبوت ہیں۔

جو شخص عمرہ کر رہا ہو وہ طواف میں شروع ہوتے ہی تلبیہ ختم کر دے۔

پانچویں چیز..... حج، عمرہ یا دونوں کا احرام

فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ حج و عمرہ کے ادا کرنے کی تین اقسام ہیں۔ (۱) حج افراد (۲) حج تمتع (۳) حج قران۔ یعنی یا تو صرف تنہا حج کیا جائے گا، یا تنہا عمرہ کیا جائے گا یا حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا جائے گا۔

---

❶..... رواه الترمذی و ابن ماجه عن ابن عمر ورواه الترمذی عن ابی بکر الصدیق رضی الله تعالی عنه ورواه ابو القاسم اصبهانی عن جابر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ احرام باندھتے ہیں ان کی بھی تین اقسام ہیں۔ مفرد حج، مفرد عمرہ، جامع حج وعمرہ۔ پہلے کو مفرد کہا جاتا ہے دوسرے کو متمتع اور تیسرے کو قارن۔

مفرد حج.....مفرد حج (مفرد بالحج) وہ ہے جس نے صرف حج کا احرام باندھا ہو، ایسا شخص پہلے حج کرے پھر عمرہ کے لئے احرام باندھے۔

متمتع......وہ ہے جو حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کے لئے احرام باندھے اور عمرہ مکمل کرے پھر اسی سال حج کے مہینوں میں حج کے لئے احرام باندھے۔

قارن......قارن سے مراد آفاقی یعنی غیر مکی ہے جو عمرہ اور حج کے احرام کو جمع کرے اور عمرہ کا رکن وجود میں آنے سے پہلے ہی جمع کرلے۔ عمرہ کا رکن طواف ہے، چنانچہ پہلے عمرہ کے افعال بجالائے گا پھر حج کے افعال، لیکن افعال حج عمرہ سے حلق وغیرہ کرا کے حلال ہونے سے قبل بجالائے گا، برابر ہے کہ کلام موصول کے ساتھ دونوں احراموں کو جمع کرے یا کلام مفصول کے ساتھ ❶ چنانچہ اگر کسی شخص نے عمرہ کے لئے احرام باندھا پھر عمرہ کے طواف سے پہلے حج کے لئے بھی احرام باندھ لیا (نیت کرلی) یا طواف کی اکثر چکروں سے پہلے حنفیہ کے نزدیک احرام باندھا، تو وہ قارن (حج قران کرنے والا) ہوگا۔ چونکہ اس میں قران کا معنی موجود ہے اور قران دو احراموں کو جمع کرنے کا نام ہے، اور اگر عمرہ کے طواف کے بعد حج کے لئے احرام باندھا یا اکثر چکروں کے بعد حج کے لئے احرام باندھا تو قارن نہیں ہوگا، بلکہ متمتع (حج تمتع کرنے والا) ہوگا۔ چونکہ یہاں حج تمتع کا معنی پایا جاتا ہے، حج تمتع یہ ہے کہ عمرہ کے رکن کے بعد حج کا احرام باندھے، حنفیہ کے نزدیک طواف رکن ہے اور اس کے بعد، جبکہ جمہور کے نزدیک اور سعی کے بعد حج کا احرام ہو۔ شافعیہ کے نزدیک تو حلق یا تقصیر کے بعد حج کا احرام ہو۔ فقہائے مذاہب میں اختلاف ہے کہ اقسام حج میں کون سا حج افضل ہے، افضلیت میں تین اقوال ہیں۔

۱: حنفیہ......کہتے ہیں: حج قران، حج افراد اور حج تمتع سے افضل ہے۔ حج قران ایک سفر میں عمرہ وحج کا احرام جمع کرنا ہے، چونکہ حج قران میں میقات سے احرام باندھا جاتا ہے اور انسان اس احرام میں دائماً رہتا ہے حتیٰ کہ افعال حج سے فارغ ہو جائے، جبکہ حج تمتع میں یہ بات نہیں ہوتی لہٰذا حج قران تمتع سے افضل ہے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے آل محمد حج میں عمرہ داخل کرو اور احرام باندھو۔ ❷ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حج وعمرہ کا تلبیہ کہتے سنا اور فرمایا: **لبیك عمرة وحجة** ❸ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ اور حج دونوں کا تلبیہ کہا اور دونوں کا احرام باندھا۔

۲: مالکیہ وشافعیہ......کہتے ہیں کہ حج افراد، حج قران اور حج تمتع سے افضل ہے، ❹ اگر اس سال عمرہ کیا ہو، چونکہ جو شخص حج افراد کرتا ہے اسے ہدی نہیں لانی پڑتی، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھر سے نکلے ہم میں سے کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا، کچھ لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا۔ ❺ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا ہے یہ روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف طرق سے مروی ہے یہی حضرت ابوبکر، عمر، عثمان عائشہ اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے۔

مالکیہ کے نزدیک حج افراد کے بعد حج قران افضل ہے، حج قران کی دو صورتیں ہیں۔

---

❶......کلام موصول یعنی ایک ہی کلام میں کہے کہ میں حج وعمرہ کو جمع کرتا ہوں یا یوں کہے کہ میں نے حج کے لئے احرام باندھا اور بعد میں کہے کہ میں ساتھ عمرہ کے بھی احرام باندھتا ہوں۔ ❷ اخرجه الطحاوی عن ام سلمة (نصب الراية ۳/ ۹۹) ❸ اخرجه البخاری ومسلم عن انس۔ ❹ دیکھئے الشرح الصغیر ۲/ ۳۴، القوانین الفقهية ص ۱۳۵ بداية المجتهد ۱/ ۳۲۴ مغنی المحتاج ۱/ ۵۱۴ المجموع ۲/ ۱۳۷۔ ❺ رواه البخاری ومسلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول ..... یہ کہ حج قران یعنی حج وعمرہ کی ایک ساتھ نیت کرے اور ایک ہی نیت کرے، نیت میں عمرہ کو مقدم کرنا واجب ہے، اگر نیت کا زبان سے تلفظ کرے تو عمرہ کا مقدم کرنا مستحب ہے۔

دوم ..... یہ کہ عمرہ کی نیت کرے پھر وہ سمجھے کہ عمرہ کے بعد حج بھی کرے تو حج کی نیت بھی کر لے، حج پر عمرہ لانا صحیح نہیں شافعیہ کے نزدیک حج افراد کے بعد حج تمتع افضل ہے پھر حج قران، چونکہ متمتع دو کامل اعمال کو مستقلاً بجالاتا ہے اور ان کے لئے دو میقاتوں کی ضرورت نہیں ہوتی، رہی بات قارن کی سو وہ میقات واحد سے ایک ہی عمل بجالاتا ہے، گویا شافعیہ کی کثرت اعمال پر نظر ہے۔

حنابلہ ..... کہتے ہیں حج تمتع افضل ہے پھر افراد اور پھر قران، ❶ یعنی شافعیہ کے برعکس، حج تمتع یہ ہے کہ عمرہ کا احرام اشہر حج میں باندھے پھر اسی سال حج کا احرام باندھے، یعنی عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد جہاں سے چاہے باندھے۔ حنابلہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا ہے، چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع والے سال حج تمتع کیا اور عمرہ حج کے ساتھ ملایا اور ذی الحلیفہ سے اپنے ساتھ ہدی ہانک کر لے گئے۔ ❷

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس چیز کا مجھے پہلے علم ہوتا جس کا بعد میں علم ہوا تو میں ہدی ہانک کر ساتھ نہ لاتا اور میں اسے عمرہ بناتا۔ ❸

یہ انواع حج میں افضلیت کے متعلق فقہاء کے اقوال تھے۔

سبب اختلاف ..... اصل میں فقہاء کا اختلاف اس امر میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سا حج کیا ہے، چنانچہ ہر رائے کی تائید میں صحیح روایات ہیں، دوسری رائے زیادہ راجح ہے چونکہ دوسری رائے کی موید احادیث کے راویان کی تعداد اکثر ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قول ہے اور آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں متقدم ہیں اور صحابہ میں مناسک کو سب سے زیادہ محفوظ کرنے والے ہیں، بہرحال بالا جماع حج افراد میں کوئی کراہت نہیں اور حج تمتع او حج قران میں نقص پورا کرنے کے لئے دم دینا پڑتا ہے، بخلاف حج افراد کے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ''المجموع'' میں رقم طراز ہیں۔ ''درست اور صواب یہ ہے جس کا ہمیں اعتقاد ہونا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا پھر حج پر عمرہ داخل کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قارن کہلائے، ہمارے دو اقوال میں سے ایک قول کے مطابق عمرہ کو حج میں داخل کرنا جائز ہے، جبکہ صحیح قول کے مطابق ہمارے لئے یہ جائز نہیں، حالانکہ اس سال ضرورت کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز تھا، اور آپ نے اس کا حکم دیا اور فرمایا: ''لبیك عمرة فی حجة'' یعنی عمرہ کو حج میں داخل کرنے کا تلبیہ کہا۔ ❹

چھٹی چیز ..... احرام کے ساتھ دوسرے احرام کا اضافہ، حج کو عمرہ میں داخل کرنا اور اس کے برعکس حج فسخ کر کے عمرہ کی نیت کرنا

ایک احرام کے ساتھ دوسرے احرام کا اضافہ کرنا:

حنفیہ ..... کہتے ہیں: مکی اگر ایک احرام کے ساتھ دوسرے احرام کا اضافہ کرے تو یہ اس کی طرف سے جنایت ہوگی اسی طرح اگر آفاقی

---

❶ ..... غایة المنتهی ۱/ ۳۶۶۔ ❷ رواہ البخاری و مسلم عن ابن عمر۔ ❸ رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی عن جابر بن عبداللہ (جمع الفوائد ۱/ ۴۹۹) ❹ رواہ مسلم عن انس۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج کا احرام نئے ساتھ عمرہ کے احرام کا اضافہ کرے تو اس کی طرف سے بھی یہ جنایت ہوگی، اور دم واجب ہوگا، رہی بات عمرہ کے احرام کے ساتھ حج کے احرام کے اضافہ کرنے کی سو یہ جائز ہے اور اس اجمال کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱: حج کو عمرہ سے ملانا...... جب مکی عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کے احرام پر حج کا احرام داخل کرے تو اس میں تین احتمالات ہیں۔

ا...... یا تو عمرہ کے طواف سے پہلے حج کو عمرہ میں داخل کیا ہوگا تو اس صورت میں ائمہ حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق عمرہ چھوڑ دیا جائے گا، یہ مکی کے لئے ہے، اگر آفاقی ایسا کرے گا تو وہ قارن ہوگا۔

ب...... یا مکی نے طواف کے اکثر چکروں کے بعد حج کو عمرہ کے ساتھ ملایا ہوگا تو باتفاق حنفیہ حج چھوڑ جائے گا، (چونکہ عمرہ رکن کے پائے جانے سے مؤکد ہو چکا) اگر آفاقی نے ایسا کیا تو وہ متمتع ہوگا بشرطیکہ عمرہ کا طواف اشہر حج میں ہو۔

ج...... یا تو مکی نے طواف کے کم چکر لگانے کے بعد مثلاً تین چکروں کے بعد حج کو عمرہ کے ساتھ ملایا ہوگا تو اس صورت میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں: حج چھوڑ دیا جائے گا چونکہ عمرہ چھوڑنے سے ابطال عمل لازم ہوتا ہے، حالانکہ کچھ نہ کچھ اعمال کی ادائیگی سے عمرہ مؤکد ہو چکا، جبکہ حج کا احرام ابھی موکد نہیں ہوا، اور جو چیز ابھی موکد نہیں ہوئی اس کا چھوڑ دینا آسان ہے۔

صاحبین کہتے ہیں: عمرہ چھوڑا جائے گا، چونکہ عمرہ کی حالت ابھی کمتر ہے، چونکہ عمرہ اپنی جنس کے اعتبار سے فرض نہیں، بخلاف حج کے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ عمرہ کے اعمال حج کی بنسبت قلیل ہیں اور عمرہ کی قضاء بھی آسان ہے۔

اگر ایسا آفاقی نے کیا تو وہ قارن ہوگا، ہر وہ شخص جونسک کو چھوڑے گا اس پر دم آئے گا۔ چونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عبدالملک بن عمیر کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ چھوڑنے پر جانور ذبح کرنے کا حکم دیا۔

عمرہ چھوڑنے پر اس کی فقط قضاء واجب ہوگی، جبکہ حج چھوڑنے میں حج اور عمرہ دونوں کی قضاء واجب ہوتی ہے، حج کی قضاء تو اس لئے چونکہ حج شروع کرنا صحیح تھا اور پھر اسے چھوڑ دیا، رہی بات عمرہ کی سو وہ حج فوت ہونے کے معنی میں ہے، جبکہ جس شخص سے حج فوت ہو جائے وہ افعال عمرہ بجالانے سے حلال ہو جاتا ہے، اور یہاں افعال عمرہ سے حلال ہونا متعذر ہے چونکہ وہ عمرہ میں چل رہا ہوتا ہے جبکہ دو عمروں کے درمیان حج کرنا ممنوع ہے لہٰذا اس پر حج و عمرہ کی قضاء واجب ہوگی۔

اور جب مکی حج یا عمرہ کو نہ چھوڑے اور ان دونوں پر چلتا رہے اور انہیں ادا کرے تو اسے ادا کافی ہوگی، چونکہ اس نے حج و عمرہ کے افعال جیسے لازم کئے تھے ایسے ہی ادا کر دیئے ہاں اگر چہ ممنوع تھے، یعنی مکی کے لئے حج و عمرہ دونوں کا احرام اس کے لئے ممنوع تھا، چونکہ حج کے دو احراموں کو جمع کرنا یا عمرہ کے دو احراموں کو جمع کرنا بدعت ہے، جبکہ نہی تحقق فعل کے مانع نہیں ہوتی، البتہ اس پر دونوں کو جمع کرنے کی وجہ سے دم ہوگا، چونکہ اس نے ممنوع کا ارتکاب کیا ہے اور عمل میں کمی کی ہے۔

۲: حج کو دوسرے حج سے ملانا...... جس شخص نے حج کا احرام باندھا پھر قربانی کے دن دوسرے حج کا احرام باندھ لیا تو اس کے متعلق مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

ا...... اگر پہلے حج میں حلق کر لیا تو دوسرا حج لازم ہو جائے گا اور اس پر واجب کچھ نہیں ہوگا۔ چونکہ پہلے سے حلال ہونے کے بعد دوسرے حج کا احرام باندھا ہے۔

ب...... اور اگر پہلے حج میں حلق نہیں کیا تو دوسرا حج لازم ہو جائے گا اور اس کی قضاء کرے گا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج میں شروع ہونا صحیح تھا لہٰذا دم واجب ہوگا خواہ دوسرے احرام کے بعد حلق کیا ہو یا نہ کیا ہو، چونکہ اگر حلق کرا لیا تو دوسرے احرام پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنایت ہوگی اور اگر حلق نہ کیا تو پہلے حج کے لئے حلق کو مؤخر کرے گا جبکہ حلق قربانی کے ایام میں کیا جاتا ہے اور حلق میں تاخیر کرنے سے دم واجب ہوتا ہے۔

صاحبین ...... کہتے ہیں: دوسرے حج کا احرام باندھنے کے بعد اگر حلق یا تقصیر نہ کی تو اس پر کچھ نہیں، چونکہ صاحبین کے نزدیک ایام نحر سے حلق موخر کرنے پر کچھ واجب نہیں ہوتا، اگر دوسرے حج کا احرام باندھنے کے بعد حلق کی تو دم واجب ہوگا۔

۳: عمرہ کے ساتھ عمرہ ملانا ...... جو شخص عمرہ سے فارغ ہوا اور صرف حلق یا تقصیر باقی تھی کہ دوسرے عمرے کا احرام باندھ دیا تو حنفیہ کے ہاں بالاتفاق اس پر دم واجب ہوگا، چونکہ اس نے قبل از وقت احرام باندھ دیا ہے، جبکہ اس کا وقت پہلے احرام کے حلق کے بعد شروع ہوتا ہے، جبکہ حلق نہیں پایا گیا، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے عمرہ کے دو احراموں کو جمع کیا ہے، ایسا کرنا مکروہ ہے، للہذا دم واجب ہوگا، دم نقصان کا جبیرہ بھی ہے اور کفارہ بھی۔

۴: عمرہ کو حج سے ملانا ...... جس شخص نے حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اسے حج وعمرہ دونوں لازم ہوں گے، چونکہ حج وعمرہ جمع کرنا آفاقی کے لئے مشروع ہے، یوں وہ قارن ہوگا، لیکن سنت کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا اور گناہگار ہوگا، چونکہ سنت تو حج کو عمرہ میں داخل کرنا ہے، عمرہ کو حج میں داخل کرنا سنت نہیں۔

چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ ...... البقرة ۲/ ۱۹۶

حج کو آخری غایت قرار دیا گیا ہے لیکن جب حج ادا نہیں کرے گا تو یہ صحیح ہے۔

جس شخص نے حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا احرام باندھ لیا پھر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے عرفات کا وقوف کیا تو گویا اس نے وقوف سے عمرہ چھوڑ دیا۔ اور اگر عرفہ میں وقوف نہ کیا تو عمرہ چھوڑنے والا نہیں ہوگا، چونکہ وہ قارن ہو جائے گا، حج قران مشروع ہے، لیکن حج کے احرام کو عمرہ کے احرام پر مقدم کرنے کی وجہ سے بدی کا مرتکب ہوگا، چونکہ سنت کی خلاف ورزی کردی ہے، جبکہ سنت یہ ہے کہ دونوں کا اکٹھے احرام باندھے یا عمرہ کے احرام کو حج کے احرام پر مقدم کرے۔

اگر حج کے لئے طواف قدوم کیا پھر عمرہ کا احرام باندھا، اور برابر دونوں کے افعال بجالاتا رہا بایں طور کہ افعال عمرہ کو افعال حج پر مقدم کیا تو اس پر دم واجب ہوگا، چونکہ دونوں کو جمع کر دیا ہے، اگر چہ وہ قارن ہے لیکن عمرہ کے احرام کو اس نے طواف قدوم تک مؤخر کیا ہے۔ مستحب یہ ہے کہ عمرہ چھوڑ دے چونکہ حج کا احرام بعض افعال حج سے مؤکد ہو چکا ہے، اگر عمرہ چھوڑ دیا تو اس کی قضاء کرے چونکہ عمرہ شروع کرنا صحیح تھا للہذا دم واجب ہوگا۔

اگر حاجی نے ایام نحر یا ایام تشریق میں عمرہ کا احرام باندھا تو اسے عمرہ لازم ہوگا، فی الحال عمرہ چھوڑنا لازمی ہے، چونکہ حج کا رکن ادا کر چکا ہے، یوں افعال عمرہ کی افعال حج پر بنا کرے گا اور یہ خطائے محض ہے، چونکہ ایام میں تعظیم حج کی خاطر عمرہ کرنا مکروہ ہے، للہذا عمرہ چھوڑ دیا جائے گا، جب عمرہ چھوڑ دیا تو حلال ہونے کے لئے دم واجب ہوگا، جب عمرہ شروع کرنا صحیح تھا اور چھوڑ دیا للہذا عمرہ کی قضاء واجب ہے، اگر عمرہ کر لیا تو کافی سمجھا جائے گا لیکن دم واجب ہوگا چونکہ اس نے عمرہ اور افعال حج کو جمع کر دیا ہے۔

جس شخص سے حج فوت ہوگیا اور اس نے عمرہ یا حج کا احرام باندھا تھا تو جس چیز کا احرام باندھا تھا اسے چھوڑ دے چونکہ جس شخص سے حج فوت ہو جائے وہ افعال عمرہ بجالانے سے حلال ہوتا ہے، البتہ جو احرام اس نے باندھا ہوا ہے اسے حلال ہونے کے لئے عمرہ کے واسطے تحویل نہیں کر سکتا، ورنہ افعال میں دو عمروں کو جمع کرنے والا ہوگا اور یہ بدعت ہے، للہذا باندھے ہوئے احرام کو چھوڑے گا، یہ ایسا ہی ہے جیسا دو حجوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا احرام باندھ دیا، جب عمرہ شروع کرنا صحیح تھا لہٰذا قضاء واجب ہوگی، وقت آنے سے پہلے حلال ہونے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔

حج کو عمرہ میں داخل کرنے اور اس کے برعکس کرنے کے متعلق جمہور کی رائے......حج کو عمرہ میں داخل کرنے کی جمہور اس شرط کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں کہ عمرہ کے طواف کو شروع کرنے سے پہلے حج کو عمرہ میں داخل کرے، حنفیہ چار چکروں سے پہلے داخل کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں، بلا اختلاف یہ حج قران ہوگا، اگر حج کو عمرہ میں داخل کیا تو طواف کے بعد تو اس کو یہ جائز نہیں اور قارن بھی نہیں ہوگا، چونکہ وہ عمرہ سے حلال ہونے کے عمل میں شروع ہو چکا لہٰذا حج کو عمرہ میں داخل کرنا جائز نہیں۔

دلیل......جمہور کی دلیل، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے چنانچہ انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا پھر اس کے ساتھ حج بھی ملا لیا پھر فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ (۱)

عمرہ کو حج میں داخل کرنا جائز نہیں، جیسا کہ حنفیہ کے مذہب میں وضاحت کر دی گئی ہے، البتہ حنفیہ کے نزدیک حج قران کرنے والا ہوگا، جبکہ جمہور کے نزدیک داخل کرنا صحیح نہیں اور حج قران بھی نہیں ہوگا، چنانچہ اثرم نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کرنے والے کو اس سے منع فرمایا ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ عمرہ کو حج میں داخل کرنے سے صرف یہی فائدہ ہوتا جو پہلا احرام فائدہ دے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مدت اجارہ میں معاہدہ کا تکرار۔

حج فسخ کر کے عمرہ کرنا......یعنی حج کے احرام کی نیت کو عمرہ کے احرام کی طرف پھیر دینا، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حجۃ الوداع کے موقع پر حج کے احرام کو فسخ کر کے عمرہ کی طرف پھیرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اپنے احرام سے حلال ہو جاؤ، بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرو، پھر بال کٹوا کر اور حلال ہو کر مقیم ہو جاؤ حتیٰ کہ آپ نے یہاں تک فرمایا: اگر میں ہدی ساتھ نہ لایا ہوتا تو میں بھی وہی کچھ کرتا جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے، لیکن میرے لئے حرام چیز حلال نہیں ہوگی حتیٰ کہ ہدی اپنے مقام تک نہ پہنچ جائے، (۲) مشہور روایت تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز کا مجھے بعد میں پتہ چلا اگر وہ پہلے معلوم ہوتی تو میں ہدی ہانک کر نہ لاتا، اور میں عمرہ کرتا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو جو ہدی نہیں لائے تھے حکم دیا کہ وہ احرام فسخ کر کے عمرہ کی طرف پھیر دیں، اس فسخ کے متعلق علماء کا اختلاف ہے کہ آیا یہ فسخ اسی سال صرف صحابہ کے ساتھ خاص تھا یا قیامت تک معمول بہا ہے۔ (۳)

حنابلہ اور ظاہریہ......کہتے ہیں یہ حکم صحابہ کے ساتھ خاص نہیں تھا، بلکہ تا قیامت حکم باقی ہے، لہٰذا ہر شخص جو حج کا احرام باندھے اس کے لئے فسخ حج جائز ہے، درحالیکہ اس کے پاس ہدی نہ ہو۔

جمہور......یعنی حنفیہ مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں فسخ حج کا حکم صرف صحابہ کے ساتھ اسی سال خاص تھا، ان کے بعد جائز نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے رواج کے مخالفت میں اس کا حکم دیا تھا، چونکہ اہل جاہلیت کا خیال تھا کہ اشہر حج میں عمرہ کرنا حرام ہے، اس کی دلیل حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ۔ ”حج تمتع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لئے تھا۔“ یعنی حج فسخ کر کے عمرہ کی طرف پھیرنا۔

کتاب نسائی میں ہے کہ حارث بن بلال اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! فسخ حج ہمارے لئے خاص ہے یا عام لوگوں کے لئے بھی اس کا حکم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ ہمارے لئے خاص ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: دو متعے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جائز تھے میں انہیں ممنوع قرار دیتا ہوں اور ان

(۱) ......متفق علیہ عن نافع (نیل الاوطار ۴/۳۱۷) (۲) ھذا اللفظ روایۃ مسلم عن موسیٰ بن نافع (شرح مسلم ۸/۱۶۶) (۳) شرح مسلم ۸/۱۶۷، بدایۃ المجتہد ۱/۳۲۲، المغنی ۳/۲۸۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مرتکب کو سزا دوں گا۔ ایک عورتوں کا متعہ دوسرا متعہ حج یعنی حج تمتع۔ ❶
اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: متعہ حج (حج تمتع) ہمارے لئے تھا تمہارے لئے نہیں۔
حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہمارے بعد کسی کے لئے حلال نہیں کہ وہ حج کا احرام باندھے اور پھر اسے فسخ کر کے عمرہ کرے۔ جمہور کے مذہب کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ......البقرۃ ۲/۱۹۶

دوسرا مقصد.....طواف

اس مقصد میں یہ امور موضوع گفتگو ہوں گے۔ انواع طواف، ہر نوع کا حکم، طواف کی شرائط (یعنی طواف کا مقام، زمانہ اور مقدار) اور طواف کی سنتیں۔

اول: طواف کی انواع اور ہر نوع کا حکم...... ❷ حج میں تین قسم کے طواف مشروع ہیں طواف قدوم، طواف زیارت اور طواف وداع، طوافوں وداع آخر میں کیا جاتا ہے، اُسے طواف وداع اسی لئے کہا جاتا ہے کہ حاجی یہ طواف کر کے الوداع ہو کر رخصت ہو جاتا ہے ان تین طواف کے علاوہ جو بھی طواف ہوگا وہ نفلی ہوگا، رہی بات سعی کی سو وہ ایک ہی ہے اور سعی طواف کے بعد ہوگی، اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی کر دی ہو تو بعد میں سعی نہ کرے اور اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہ کی تو طواف زیارت کے ساتھ سعی کرے۔
فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ مکی پر صرف طواف زیارت ہے، جیسا کہ فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ عمرہ کرنے والے پر صرف طواف عمرہ ہے، اس پر طواف قدوم نہیں ہے، فقہاء کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ متمتع پر دو طواف ہیں، ایک طواف عمرہ سے حلال ہونے کے لئے اور دوسرا طواف حج کے لئے۔
جو شخص حج افراد کر رہا ہو اس پر قربانی کے دن صرف ایک طواف ہے، مالکیہ کے نزدیک مفرد پر طواف قدوم بھی ہے بشرطیکہ اس کے پاس اس کا وقت ہو، جبکہ جمہور کے نزدیک مسنون ہے۔
رہی بات حج قران کرنے والے کی تو جمہور کے نزدیک اسے ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے، یہی ابن عمر اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے، جبکہ حنفیہ کہتے ہیں: قارن پر دو طواف ہیں اور دو سعیاں ہیں یہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔
فقہاء کا اس پر بھی اجماع ہے کہ ان تین طوافوں میں سے وہ طواف جس کے فوت ہونے سے حج فوت ہو جاتا ہے وہ طواف زیارت ہے، اس کی دلیل یہ آیت ہے:

وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ الحج ۲۲/۲۹
حاجیوں کو چاہئے کہ پرانے گھر کا طواف کریں۔

اس طواف کی طرف سے دم کافی نہیں ہوگا۔
مالکیہ کی ایک جماعت کی علاوہ سبھی فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ طواف زیارت کے لئے طواف قدوم کافی نہیں ہوگا جبکہ طواف زیارت کوئی شخص بھول جائے۔

---

❶ ......اصطلاحی تمتع مراد نہیں بلکہ حج کے احرام کو فسخ کر کے عمرہ کی طرف پھیرنا مراد ہے۔ ❷ دیکھئے البدائع ۲/۱۲۷، اللباب ۱/۱۸۴، شرح المجموع ۸/۱۲، القوانين الفقهية ص ۱۳۲، الشرح الكبير ۲/۲۳ الايضاح ۳/۷۰، غاية المنتهى ۱/۳۹۵، بداية المجتهد ۱/۳۳۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہور کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص طواف زیارت نہ کر سکے تو اس کے لئے طواف وداع کافی ہوگا چونکہ بیت اللہ کا طواف وقت وجوب میں کیا گیا ہے، بخلاف طواف قدوم کے چونکہ طواف قدوم طواف زیارت کے وقت سے قبل ہوتا ہے۔

حاصل...... حاصل یہ ہے کہ عمرہ کے لئے طواف قدوم نہیں، عمرہ میں صرف ایک طواف ہے، اسے طواف فرض اور طواف رکن کہا جاتا ہے، جب کوئی شخص عمرہ کے لئے طواف کر لے تو وہ طواف قدوم کے لئے کافی ہے۔

قارن، مفرد...... قارن اور مفرد تین طواف کرے گا، طواف قدوم، طواف زیارت اور طواف وداع، یہاں مذکورہ طوافوں کے علاوہ ایک اور نفلی طواف بھی ہے، حنفیہ کے نزدیک قارن کے لئے ایک طواف کافی نہیں بلکہ اس پر دو طواف ہیں ایک عمرہ کا اور ایک حج کا، مفرد اور قارن نے اگر مکہ کی علاوہ کسی اور جگہ سے احرام باندھا ہو اور وقوف عرفہ سے پہلے مکہ میں داخل ہوئے ہوں تو وہ طواف قدوم کریں گے۔

طواف قدوم...... جمہور فقہاء کے نزدیک جو شخص وقوف عرفہ سے پہلے مکہ میں داخل ہو اس کے لئے طواف قدوم سنت ہے، برابر ہے کہ وہ حج افراد کرنا چاہتا ہو یا حج قران، اہل مکہ کے لئے طواف قدوم نہیں، چونکہ قدوم کا معنی ہے ''باہر سے آنا'' اور مکی کے حق میں قدوم ثابت نہیں ہوتا، اہل مکہ کے علاوہ باہر سے آنے والوں کے لئے طواف قدوم سنت ہے اس کی دلیل صحیحین کی روایت ہے، وقوف عرفہ کے بعد حاجی کے لئے طواف قدوم مسنون نہیں۔ معتمر کے لئے بھی مسنون نہیں۔ چونکہ یہ دونوں اس وقت داخل ہوئے جب طواف قدوم کا وقت گزر چکا تھا۔

سقوط طواف قدوم...... تین آدمیوں سے طواف قدوم ساقط ہو جاتا ہے۔

۱...... مکی اور وہ شخص جو مکی کے حکم میں ہو، یعنی وہ شخص جس کا گھر مواقیت کے اندر ہو۔

۲...... معتمر اور متمتع اگرچہ متمتع آفاقی ہو۔

۳...... اور وہ شخص جو براہ راست وقوف کے لئے عرفہ آجائے۔

مالکیہ...... مالکیہ کہتے ہیں: جس شخص نے حل سے احرام باندھا ہو اگرچہ وہ مکی ہی کیوں نہ ہو اس پر طواف قدوم ہے اور جو شخص طواف قدوم چھوڑ کر براہ راست عرفات چلا جائے حالانکہ اتنا وقت تھا کہ وہ طواف قدوم کر سکتا تھا تو اس پر فدیہ واجب ہے۔

حنابلہ...... حنابلہ کہتے ہیں: متمتع طواف زیارت سے پہلے طواف قدوم کرے پھر طواف زیارت کرے۔

جس شخص نے احرام نہ باندھا ہو یعنی حلال ہو تو شافعیہ کے نزدیک طواف قدوم اس کے لیے مسنون ہے، چونکہ وہ مکہ میں داخل ہونے والا ہے، مکہ میں آنے والا ہے اور مکہ میں وارد ہونے والا ہے لہٰذا طواف قدوم کرے گا۔

طواف قدوم کی حکمت...... طواف بیت اللہ کے لئے تحیۃ اور آداب بجالانے کا نام ہے، طواف مسجد حرام کے آداب بجالانے کا نام نہیں، چنانچہ مسجد حرام میں آنے کا مقصد بیت اللہ ہے، اور بیت اللہ کے آداب طواف کرنا ہے جیسے عام مساجد کے لئے آداب بجالانے کے لئے تحیۃ المسجد ادا کئے جاتے ہیں۔

متفرق مسائل...... جب فرض نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو تو طواف نہیں شروع کرنا چاہئے، اگر سنت موکدہ فوت ہونے کا خوف ہو تب بھی طواف شروع نہ کرے اسی طرح اگر جماعت کھڑی پائے، یا فوت شدہ کوئی نماز یاد آ گئی تو پہلے نماز پڑھے پھر طواف کرے۔

اگر نماز کھڑی کر دی گئی، درحالیکہ یہ طواف کر رہا ہو تو طواف منقطع کر دے اور نماز پڑھے، اسی طرح اگر نماز جنازہ ہونے لگی تو اگر طواف نفلی ہو تو منقطع کر دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص پہلی مرتبہ مکہ میں داخل ہو رہا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ رہائش گاہ پر جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرے۔

البتہ اگر کوئی عورت حسین وجمیل ہو یا کوئی معزز عورت ہو جو باپردہ ہو تو اس کے لئے مسنون ہے کہ رات تک طواف موخر کرے۔

اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو حال یہ ہو کہ لوگوں کو طواف سے منع کیا گیا ہو تو تحیۃ المسجد ادا کرے، طواف قدوم مسجد میں بیٹھ جانے سے فوت نہیں ہوتا جس طرح تحیۃ المسجد بیٹھنے سے فوت نہیں ہوتے۔

اسی طرح مکہ سے باہر نکلنے سے بھی طواف قدوم فوت نہیں ہوتا البتہ براہ راست عرفہ میں چلے جانے سے فوت ہو جاتا ہے۔

حنفیہ.....حنفیہ کے نزدیک قارن اعمال حج ختم کر لینے کے بعد طواف کرے گا۔

مالکیہ.....جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو تو اس کے لئے طواف قدوم واجب ہے، لہٰذا اسے چاہئے کہ طواف سے وجوب کی نیت کرے تاکہ واجب کا وقوع ہو جائے، اگر نفلی طواف کی نیت کی تو دوبارہ وجوب کی نیت سے طواف کرے، اسی طرح نفلی طواف کے بعد جو سعی کی اسے بھی دہرائے تاکہ واجب طواف کے بعد سعی بھی ہو، یہ تب ہے جب وقت ہو اور مشغول ہونے سے حج کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو، اگر حج فوت ہونے کا خوف ہو تو طواف دوبارہ نہ کرے البتہ طواف زیارت کے بعد سعی کو دہرائے، طواف قدوم فوت ہونے کی وجہ سے دم ہوگا بشرطیکہ وقت ہو، اگر وقوف عرفہ کے فوت ہونے کا خوف ہو تو طواف قدوم ساقط ہو جائے گا اور اس پر فدیہ بھی نہیں ہوگا۔

حاصل.....مالکیہ کے نزدیک طواف قدوم تین شرائط کے ساتھ واجب ہے اگر

۱.....مفرد یا قارن حل سے احرام باندھے اگرچہ وہ مکی ہی کیوں نہ ہو۔

۲.....اور حج کے لئے وقت تنگ نہ ہو، اگر وقت تنگ ہو تو عرفہ کی طرف چلا جائے اور طواف قدوم چھوڑ دے۔

۳.....اور یہ کہ حرم میں عمرہ کے بعد حج نہ کرتا ہو اگر تین شرائط میں سے ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو طواف قدوم واجب نہیں، اور اس پر دم بھی نہیں۔

جو شخص طواف قدوم چھوڑ دے اس پر دو شرطوں کے ساتھ دم واجب ہوگا:

۱.....یہ کہ اس طواف کے بعد طواف زیارت پر سعی کو مقدم کر دے۔

۲.....یہ کہ طواف زیارت کے بعد سعی کو نہ دہرائے اور اپنے وطن واپس آ جائے، اگر طواف زیارت کے بعد سعی دہرالی تو دم واجب نہیں ہوگا۔

طواف زیارت.....باتفاق فقہاء طواف زیارت رکن ہے، حج طواف زیارت ہی سے تمام ہوتا ہے، اس کی دلیل یہ آیت ہے:

وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ الحج ۲۲/۲۹

یعنی قدیم ترین گھر کا طواف کرو۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں طواف زیارت فرائض حج میں سے ہے، اس میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا اور قربانی کے دن طواف زیارت کیا، اسی اثناء میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حیض آ گیا، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے ہم بستری کرنی چاہی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ وہ تو حالت حیض سے ہے، آپ نے فرمایا: کیا اس نے ہمیں روک دیا؟ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صفیہ رضی اللہ عنہا نے قربانی والے دن طواف زیارت کر لیا ہے، فرمایا: چلو کوچ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس طواف کے بغیر چارہ کار نہیں، جو شخص طواف زیارت نہ کرے وہ مکہ میں رکا رہے گا، چونکہ طواف عمرہ کی طرح حج کا بھی رکن ہے۔

جس شخص نے طواف زیارت ترک کر دیا اور اپنے وطن واپس لوٹ آیا تو جب بھی اسے احرام باندھنا ممکن ہو تو اسے اس کے سوا کوئی چارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نہیں، اس کی دلیل حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا قصہ ہے جو اوپر گزر چکا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حائضہ ہونے کے بعد فرمایا: کیا اس نے ہمیں روک دیا ہے؟ عرض کیا گیا: صفیہ رضی اللہ عنہا تو طواف کر چکی ہیں، فرمایا: تب وہ کوچ کیا جائے۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس طواف کے سوا چارۂ کار نہیں، اور یہ کہ جس شخص نے طواف زیارت نہ کیا ہو وہ حرم میں رکا رہے گا، اگر حلال ہونے کی نیت کر لی اور احرام چھوڑ دیا تو اس کے لئے یہ حلال نہیں چونکہ نکلنے کی نیت سے احرام سے نہیں نکل سکتا، اسی پر یہ مسئلہ بھی متفرع ہے کہ اگر ایام عید میں طواف فوت ہو گیا تو طواف ساقط نہیں ہوگا بلکہ طواف کرنا واجب ہوگا، چونکہ بھی اوقات طواف کے اوقات ہیں۔

طواف وداع......طواف وداع اس شخص کے لئے ہے جو مکہ سے باہر جانا چاہتا ہو، طواف وداع مالکیہ کے نزدیک مستحب ہے، یعنی اگر چہ مکی ہی باہر جانا چاہتا ہو اس کے لئے بھی طواف وداع مستحب ہے۔ چونکہ طواف وداع حائضہ اور نفاس والی عورت پر واجب نہیں چونکہ اگر حائضہ اور نفاس والی عورت پر واجب ہوتا تو طواف زیارت کی طرح واجب ہوتا جبکہ ایسا نہیں ہے۔

جمہور......جمہور کے نزدیک طواف وداع واجب ہے، اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس گزرنا چاہئے، ہاں البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ کے لئے تخفیف کی ہے۔ ❶ مسلم کی روایت میں ہے۔ "کوئی شخص بھی مکہ سے کوچ نہ کرے حتیٰ کہ اس کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس (یعنی طواف کرنے میں) گزرے۔" امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔ کہ "جو شخص بیت اللہ کا حج کرے اس کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس گزرے، ہاں البتہ حیض والی عورتیں، (طواف وداع کے بغیر بھی جا سکتی ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والی عورتوں کو رخصت دی ہے، معذور سے اگر طواف وداع ساقط ہو جائے تو اس پر دم نہیں ہوگا، یہ ایسا ہی ہے جیسے حائضہ عورت سے نماز ساقط ہو جاتی ہے، جبکہ حائضہ کے علاوہ بقیہ معذورین پر قضاء واجب ہوتی ہے، بلکہ یوں کہیے کہ طواف وداع کا ساقط ہونا صرف حائضہ عورت کے ساتھ خاص ہے یہی طواف وداع کے وجوب کی دلیل ہے۔

طواف وداع کے ترک پر جزا......جب طواف وداع کا وجوب ثابت ہو گیا تو یہ بلا خلاف رکن نہیں، بقیہ واجبات کی طرح ترک کرنے پر دم واجب ہوگا، چنانچہ اگر کوئی شخص مکہ سے یا منیٰ سے طواف وداع کے بغیر ہی جان بوجھ کر یا بھول کر یا وجوب سے جاہل ہونے پر نکل گیا پھر مکہ سے مسافت قصر کے اندر اندر سے واپس لوٹ آیا اور طواف کر لیا تو شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک دم ساقط ہو جائے گا، چونکہ مسافت قصر کے اندر اندر مقیم کا حکم ہے، اور اس مسافت میں قصر بھی نہیں ہوتی اور روزہ بھی افطار نہیں کرنا پڑتا، چنانچہ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو مقام مرظہران سے مکہ واپس کیا تا کہ اس کا آخری وقت بیت اللہ کے طواف میں گزرے۔ ❷ جو شخص طواف وداع ترک کر دے اگر وہ قریب ہو تو اس پر واجب ہے کہ واپس لوٹ آئے، مسافت قصر سے کم درجہ قریب میں شمار ہے، اگر مسافت قصر سے دور ہو تو دم بھیجے گا۔ ❸

www.KitaboSunnat.com

شرائط......طواف وداع کی شرائط وجوب، شرائط صحت وادا۔

طواف وداع کی اہم شرائط وجوب دو ہیں۔

ا......یہ کہ اہل طواف اہل آفاق میں سے ہو، حنفیہ کے نزدیک اہل مکہ پر طواف نہیں ہے، جو اہل مکہ کے حکم میں ہو اس پر بھی طواف نہیں یہ وہ شخص ہے جو داخل میقات ہو، چونکہ طواف وداع مکہ سے رخصت ہونے پر ہوتا ہے، حنابلہ کہتے ہیں: جس شخص کا گھر حرم میں ہو وہ مکی کے حکم میں ہے، جس شخص کا گھر خارج مکہ ہو لیکن مکہ کے قریب ہو تو وہ طواف وداع کئے بغیر باہر نہ جائے، چونکہ گذشتہ حدیث میں عموم ہے۔ "ہرگز کوئی

---

❶......متفق علیہ۔ ❷ رواہ سعید بن المنصور فی سننہ۔ ❸ یعنی بکری بھیجے جو حرم میں ذبح کی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص بھی مکہ سے کوچ نہ کرے حتیٰ کہ اس کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس گزرے۔''

شافعیہ کہتے ہیں: جو شخص بھی مکہ سے باہر جانا چاہتا ہو اور اس کا سفر کا ارادہ ہو اگر چہ وہ مکی ہی کیوں نہ ہو، برابر ہے سفر طویل ہو یا کم اس کے لئے بھی طواف وداع واجب ہے، اس کی دلیل بھی ابن عباس کی حدیث ہے جو اوپر گزر چکی ہے، دوسری دلیل حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے'' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اعمال حج سے فارغ ہوئے تو طواف وداع کیا۔'' مالکیہ کے نزدیک مکی کے لئے یہ عموم مستحب ہے۔

۲..... دوسری شرط حیض ونفاس سے پاک ہونا ہے، چنانچہ حائضہ اور نفاس والی عورت پر طواف وداع واجب نہیں، ان پر چھوڑنے کی وجہ سے دم بھی نہیں، دلیل حدیث سابق ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورتوں کو رخصت دی ہے۔'' اس طواف کو چھوڑنے پر کوئی بدلا واجب نہیں لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حائضہ عورتوں پر یہ طواف واجب نہیں۔ چونکہ اگر واجب ہوتا تو اس کا بدل بھی واجب ہوتا، طواف وداع سے پہلے جب کسی عورت کو حیض آجائے وہ چلی جائے اس پر طواف نہیں، اور نہ ہی فدیہ ہے یہ حکم بالاتفاق ہے، اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گذشتہ حدیث ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ کو حیض آ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ بغیر طواف وداع کے واپس چلی جائیں۔

طواف وداع کے وجوب کے لئے طہارت شرط نہیں ہے یعنی وضو اور غسل کی طہارت شرط نہیں، بلکہ بے وضو اور جنبی پر بھی طواف وداع واجب ہے چونکہ حدث اور جنابت کا ازالہ ممکن ہے۔

طواف وداع کے صحیح ہونے کی دو شرائط: ا..... نیت شرط ہے چونکہ طواف عبادت ہے لہٰذا اس کے لئے نیت شرط ہے۔ البتہ حنفیہ کے نزدیک نیت کی تعیین شرط نہیں، چنانچہ اگر کسی نے طواف زیارت کے بعد طواف کیا یا کچھ بھی تعیین نہ کی یا نفلی طواف کی نیت کر لی تو جو بھی طواف ہوا وہ طواف وداع ہی ہوگا چونکہ یہ وقت اسی کے لئے متعین ہے، لہٰذا مطلق نیت اسی کی طرف پھیری جائے گی جیسے رمضان کا روزے کی نیت۔

۲..... یہ کہ طواف وداع طواف زیارت کے بعد ہو اگر عرفات سے کوچ کرنے کے بعد طواف وداع کر دیا یا کچھ نیت نہ کی یا نفلی طواف کی نیت کر دی تو وہ طواف زیارت ہی ہوگا چونکہ یہ وقت طواف زیارت کا وقت ہے اور طواف وداع طواف زیارت پر مرتب ہوتا ہے۔

مالکیہ کے نزدیک طواف وداع طواف زیارت سے ادا ہو جاتا ہے اور طواف عمرہ سے بھی ادا ہو جاتا ہے، ایک طواف سے دونوں کی نیت کر لی ثواب حاصل ہو جائے گا جیسے تحیۃ المسجد فرض سے ادا ہو جاتا ہے۔

طواف وداع کی کیفیت طریقہ اور سنتیں بقیہ طوافوں کی طرح ہیں جو ذیل میں ہیں۔

وقت..... جب آدمی حج کے سب افعال سے فارغ ہو جائے تب طواف وداع کرے، اور جس وقت مکہ سے کوچ کرنے کا ارادہ ہوتا کہ اس کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس گزرے۔ یہ مستحب اور افضل وقت کا بیان ہے یہ حنفیہ کے نزدیک ہے، اگر مکہ میں طویل مدت تک ٹھہرا رہا اور مکہ کو وطن نہ بنایا اس کا طواف صحیح ہوگا، اگر چہ طواف کے بعد سال بھر ٹھہرا رہے، حنفیہ کے نزدیک طواف وداع ایام نحر اور ان کے بعد کیا جاسکتا ہے، وہ ادا ہوگی قضاء نہیں۔

جمہور..... جمہور کہتے ہیں: جس وقت حاجی مکہ سے کوچ کرے اس وقت طواف وداع کرے اگر طواف وداع پہلے کر لیا پھر تجارت وغیرہ میں مشغول ہو گیا تو دوبارہ طواف کرنا واجب ہے۔ اس کی دلیل گذشتہ حدیث سے ہے۔'' کوئی شخص بھی ہرگز مکہ سے کوچ نہ کرے یہاں تک کہ اس کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس گزر جائے۔'' عقلی وجہ یہ ہے کہ جب طواف کے بعد مکہ میں ٹھہرا رہے گا تو عادۃً اسے الوداع ہونا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہتے، لہٰذا اسے یہ طواف کافی نہیں ہوگا یہ ایسا ہی ہوگا جیسے افعال حج مکمل ہونے سے پہلے طواف وداع کرلے۔

اگر راستے میں چلتے چلتے خرید وفروخت کرلی یا اپنی کوئی ضرورت پوری کرلی تو دوبارہ طواف کرنے کی ضرورت نہیں۔

طواف کی جگہ.....طواف کی جگہ بیت اللہ کا اردگرد ہے، چنانچہ طواف بیت اللہ کے گرد گھومنے ہی کا نام ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس گھر کا حج کرلے تو اسے چاہئے کہ اس کا آخری وقت بیت اللہ کے طواف میں صرف ہو۔" اگر کوئی شخص بغیر طواف کے رخصت ہوگیا تو اس پر واجب ہے کہ واپس لوٹے اور بیت اللہ کا طواف کرے، حنفیہ کہتے ہیں جب تک میقات کو تجاوز نہیں کیا واپس لوٹ آئے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک مسافت قصر کے اندر اندر ہو تو واپس لوٹ آئے، چونکہ اس نے طواف واجب چھوڑ دیا ہے اور واپس لوٹنا اس کے لئے ممکن ہے از سر نو احرام باندھنے کی ضرورت بھی نہیں، اگر میقات کو تجاوز کرگیا یا مسافت قصر سے باہر نکل گیا تو واپس لوٹنا واجب نہیں، بہتر بھی یہی ہے کہ واپس نہ لوٹے اور طواف کی بجائے جانور ذبح کرے چونکہ اس میں اس کے لئے آسانی ہے اور فقراء کے لئے اس میں زیادہ نفع ہے، چونکہ اس میں مشقت نہیں عمرہ کے لئے احرام باندھنے کا ضرر بھی نہیں، چونکہ جب واپس آئے گا عمرہ کا احرام باندھے گا، عمرہ کا طواف کرے گا پھر سعی کرے گا اس کے بعد طواف وداع کرے گا، حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس پر کچھ نہیں، چونکہ وہ جگہ سے دور نکل چکا ہے۔

شافعیہ اور قاضی ابویعلیٰ حنبلی کے نزدیک دم ساقط نہیں ہوگا اگر مسافت قصر سے واپس لوٹ آیا، چونکہ طویل سفر کرکے اس پر دم کا حکم امر ہوچکا۔ لہٰذا ساقط نہیں ہوگا۔

دو رکعت نماز، ملتزم اور حطیم میں وقوف، دعا، آب زمزم کا پینا اور طواف وداع کے بعد حجر اسود کا بوسہ لینا...... جب حاجی طواف وداع سے فارغ ہوجائے تو دو رکعت نماز پڑھے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، جو شخص طواف وداع کرے تو اس کے لئے ملتزم میں ٹھہرنا مستحب ہے، ملتزم حجر اسود اور رکن کے درمیان چار ہاتھ کے بقدر جگہ ہے، اس جگہ کے ساتھ چمٹ جائے، اپنا سینہ رگڑے اور دونوں ہاتھوں کو پھیلائے، حاجی دائیں طرف دروازے کی سمت کرے اور بائیں طرف حجر اسود کی طرف۔ اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ ❶

حطیم کے پاس بھی آئے یہ پرنالے کے نیچے کا علاقہ ہے، پھر آب زمزم پیئے، حجر اسود کا استلام کرے اور اس کا بوسہ لے، منصور کہتے ہیں میں نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ جب میں طواف وداع کا ارادہ کروں تو اس وقت میں کیا کروں۔ فرمایا: تم بیت اللہ کے گرد سات چکر لگاؤ، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھو، پھر زمزم کے پاس آجاؤ اور پانی پیئو، پھر حجر اسود اور دروازے کے درمیان ملتزم کے پاس آجاؤ، اس کا استلام کرو، پھر دعائیں کرو، اپنی حاجت طلب کرو پھر حجر اسود کا استلام کرو اور واپس لوٹ جاؤ۔

ملتزم کے پاس پڑھنے کی دعا.....فقہاء کرام کہتے ہیں ملتزم کے پاس یہ دعا پڑھے:

"اللهم هذا بيتك وأنا عبدك وابن عبدك، حملتنى على ماسخرت لى من خلقك وسيرتنى فى بلادك حتى بلغتنى بنعمتك الى بيتك واعنتنى على اداء نسكى، فان كنت رضيت عن فازددعنى رضاً، والا فمن الآن قبل ان تنأ ى عن بيتك دارى، فهذا اوان انصرافى، ان اذنت لى، غير مستبدل بك ولا بيتك ولا راغب عنك ولا عن بيتك، اللهم فاصبحنى العافية فى بدنى، والصحة فى جسمى، والعصمة فى عينى، واحسن منقلبى وارزقنى طاعتك ابداً ما ابقيتنى، واجمع لى بين خيرى الدنيا والآخرة انك على كل شيءٍ قدير"

---

❶.....رواه ابوداؤد عن عبدالرحمن بن صفوان وعن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده.❷ هومن كلام الامام الشافعي، اخرجه البيهقي.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اللہ یہ تیرا گھر ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تو نے اپنی مخلوق میں سے مسخر کی ہوئی سواری پر سوار کیا، اپنے شہروں اور ملکوں میں مجھے چلنے کی توفیق بخشی، حتیٰ کہ تو نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اپنے گھر تک پہنچایا، افعال حج ادا کرنے کی مجھے توفیق بخشی، اگر تو مجھ سے راضی ہے تو رضامندی میں اضافہ فرما، ورنہ بیت اللہ سے دور ہونے سے پہلے پہلے مجھ پر احسان فرما، ابھی یہ میرے واپس لوٹنے کا وقت ہے، میں تیرے حضور کھڑا ہوں اور تیرے گھر کے پاس ہوں، تجھ سے پھیرنے والی کوئی چیز نہیں اور تیری گھر سے بھی کوئی چیز پھیرنے والی نہیں، یا اللہ میرے بدن کو صحت عطا فرما اور عافیت سے نواز، دین پر چلنے کا ملکہ مجھے عطا فرما، میرا واپس لوٹنا اچھا ہو، جب تک میں زندہ رہوں مجھے اپنی اطاعت عطا فرما، مجھے دنیا وآخرت بھی بھلائی عطا فرما، بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اگر عورت کو حیض آجائے تو مسجد میں داخل نہ ہو بلکہ دروازے پر کھڑے کھڑے یہ دعا کرے۔

واپس لوٹنے کی کیفیت......شافعیہ اور بقیہ فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ بیت اللہ کے پاس سے رخصت ہونے والا شخص بیت اللہ کی طرف پشت کر کے چل پڑے، الٹے پاؤں پیچھے نہ چلے۔ ❶ جیسا کہ بیت سارے لوگ کرتے ہیں، فقہاء کہتے ہیں بلکہ الٹے پاؤں پیچھے چلنا مکروہ ہے، چونکہ اس میں کوئی حدیث مروی نہیں اور نہ کوئی اثر مروی ہے، جس عمل کی کوئی اصل نہ ہو اس کا تکلف نہیں کیا جائے گا، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب تم مسجد کے دروازے سے باہر جا رہے ہو تو مڑ کر ایک نظر کعبہ کو دیکھو پھر کہو: یا اللہ! بیت اللہ کے پاس آنا میرا یہ آخری بار نہ ہو۔

حج سے واپس لوٹنے کی دعا......حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حج سے یا عمرہ سے یا کسی غزوہ سے واپس لوٹتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

آیبون تائبون عابدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ

ہم سفر سے واپس لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں، رب تعالیٰ کی بندگی کرنے والے ہیں اور رب تعالیٰ کی حمد کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے اسی نے لشکروں کو شکست سے دوچار کیا۔

• **حرم سے کسی چیز کا لینا**......حرم کی مٹی، حرم کے پتھر اپنے ساتھ اپنے وطن لے کر جانا جائز نہیں، حل سے بھی کسی چیز کا ساتھ لے کر جانا جائز نہیں، کعبہ کی خوشبو جات میں سے بھی کوئی خوشبو ساتھ لے کر جانا جائز نہیں، نہ ہی تبرک کے لئے اور نہ ہی کسی اور مقصد کے لئے، جو شخص بھی کعبہ کی کوئی چیز اٹھائے اسے واپس کرنا واجب ہے، کعبہ کے پردوں کو چاک کرنا جائز نہیں، پردوں کو ساتھ لے کر جانا، ان کی خرید وفروخت، قرآنی اوراق کے درمیان رکھنا وغیرہ کوئی چیز جائز نہیں، جو شخص بھی پردوں کا ٹکڑا اٹھائے اس کا واپس رکھنا واجب ہے۔

حرم کے جانور کو شکار کرنا حرام ہے خواہ شکاری محرم ہو یا حلال، اسی طرح حرم کے شکار کا مالک بننا اور کھانا حرام ہے۔ آب زمزم کو ساتھ لے کر جانا جائز ہے اسی طرح حرم کے دوسرے پانی بھی ساتھ لے کر جانا جائز ہے چونکہ پانی کے بعد اور پانی آجاتا ہے بخلاف مٹی اور پتھر کے۔

دوم: طواف کی شرائط اور واجبات......صحت طواف کے لئے حنفیہ کے نزدیک پانچ شرائط ہیں، مالکیہ کے نزدیک سات شرائط ہیں، شافعیہ کے نزدیک آٹھ شرائط ہیں، اور حنابلہ کے نزدیک چودہ (۱۴) شرائط ہیں۔

حنفیہ کے نزدیک طواف کی شرائط......حنفیہ کے نزدیک طواف کے صحیح ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔ ❶

---

❶......یعنی اس طرح نہ چلے کہ چہرہ قبلہ کی طرف ہو اور ایڑیوں کی سمت پیچھے چلنا شروع کرے۔ ❷ دیکھئے البدائع ۱۲۸/۲، فتح القدیر ۱۸۰/۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیت طواف.....طوف کے لئے اصل نیت شرط ہے تعیین کی چنداں ضرورت نہیں، اگر طواف کی اصل نیت نہ ہوئی یا بھاگتے ہوئے طواف کردیا یا مقروض کی تلاش میں چلتے چلتے طواف کردیا تو یہ طواف کافی نہیں ہوگا، چنانچہ طواف اور وقوف عرفہ کے درمیان فرق نیت کا ہے طواف کے لئے نیت شرط ہے وقوف عرفہ کے لئے شرط نہیں، چونکہ وقوف عرفہ رکن ہے جو حالت احرام میں کیا جاتا ہے اس کے لئے حج کی سابقہ نیت ہی کافی ہے، جیسے نماز میں رکوع اور سجدہ کی مستقلاً نیت نہیں کی جاتی اصل نماز کی نیت کافی ہوتی ہے، رہی بات طواف کی سو وہ احرام کے ہوتے ہوئے حلال ہونے کے لئے کیا جاتا ہے، اور حلال ہوتے ہوئے احرام نہیں ہوتا۔

۲: قادر کا پیادہ پا طواف کرنا.....جو شخص پیدل چلنے پر قدرت رکھتا ہو اس کا پیدل چل کر طواف کرنا شرط ہے البتہ اگر معذور ہو تو سوار ہو کر طواف کرے، اگر کسی شخص نے سوار ہو کر بلا عذر طواف کیا تو دہرانا واجب ہے، یعنی جب تک مکہ میں رہے دہرائے، اگر اعادۂ طواف کے بغیر واپس لوٹ آیا تو دم واجب ہوگا چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ سورۃ الحج ۲۲/۲۹

قدیم گھر کا طواف کرو۔

چنانچہ سوار حقیقت میں طواف کرنے والا نہیں ہوتا، اس سے نقص آئے گا جس کا جبیرہ دم سے کرنا واجب ہے۔

۳: طواف کی جگہ.....یہ کہ طواف بیت اللہ کے ارد گرد ہو اور مسجد حرام میں ہو، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ سورۃ الحج ۲۲/۲۹

بیت اللہ کا طواف وہی ہوگا جو اس کے ارد گرد ہوگا، لہٰذا مسجد کے اندر بیت اللہ کا طواف جائز ہوا ہے خواہ بیت کے قریب قریب سے ہو یا دور سے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مسجد میں ہو، اگر کسی شخص نے زمزم کے پیچھے سے اور مسجد کی دیوار کے قریب سے طواف کیا تو یہ کافی سمجھا جائے گا، چونکہ یہاں بیت اللہ کا طواف پایا گیا، اگر مسجد کے گرد طواف کیا درحالیکہ طواف کرنے والے اور بیت اللہ کے درمیان دو دیواریں حائل ہوں تو یہ طواف کافی نہیں ہوگا، چونکہ مسجد کی دیواریں رکاوٹ ہیں۔

البتہ حطیم کے باہر سے طواف کرے چونکہ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیت اللہ کا حصہ قرار دیا ہے۔

۴: وقت.....طواف زیارت کا وقت قربانی کے دن کا طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے طواف زیارت جائز نہیں، طواف زیارت کا آخری مقرر وقت کوئی نہیں، بلکہ سبھی دن سبھی راتیں اس کا وقت ہیں، اگر کسی شخص نے قربانی کے دن سے موخر کرکے طواف کیا تو اس پر کچھ جرمانہ نہیں، چونکہ طواف زیارت کے متعلق حدیث مطلق ہے۔ کہ ''طواف کرو کوئی حرج نہیں۔'' البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایام قربانی سے موخر کرنے پر دم ہوگا، اگر اپنے وطن واپس لوٹ آیا تو اپنے پہلے احرام کے ساتھ مکہ واپس جائے، نئے احرام کی چنداں حاجت نہیں، تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔

رہی یہ بات کہ قربانی کے دن (۱۰ ذی الحجہ) کے طلوع فجر سے پہلے طواف جائز نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں طلوع فجر سے پہلے کا وقت حج کے ایک اور رکن کا وقت ہے اور وہ وقوف عرفہ ہے، لہٰذا طلوع فجر سے قبل طواف کا وقت نہیں چونکہ ایک وقت دو ارکان کا وقت نہیں ہوسکتا۔

۵: طواف کی فرض مقدار.....طواف کے اکثر چکر طواف کی فرض مقدار ہے، اور سات چکر پورے کرنا واجب ہے، فرض نہیں۔

حدث، جنابت، حیض اور نفاس سے پاک ہونا حنفیہ کے نزدیک شرط نہیں، چونکہ طواف جائز ہے، طہارت طواف کے لئے فرض نہیں بلکہ واجب ہے، حتیٰ کہ طہارت کے بغیر بھی طواف ہوجاتا ہے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ سورۃ الحج ۲۲/۲۹

آیت میں مطلق طواف کا حکم دیا گیا ہے اور طہارت کی شرط نہیں لگائی گئی، خبر دار کے ساتھ مطلق کو مقید نہیں کیا جا سکتا، رہی وہ حدیث جس میں طہارت کو شرط قرار دیا گیا ہے تو وہ حدیث نماز پر محمول ہے۔ ❶ البتہ اللہ تعالیٰ نے تشبیہ کے طور پر کلام کو مباح رکھا ہے معنی یہ ہے کہ طواف نماز کی طرح ہے، وجہ شبہ ثواب اور اصل فرضیت ہے۔

اگر کسی شخص نے بغیر طہارت کے طواف کر دیا تو جب تک وہ مکہ میں ہو اس پر اعادہ واجب ہے، تاکہ ایک چیز کا جبیرہ اسی کی جنس سے ہو جائے، اگر ایام نحر میں اعادہ کر دیا تو کچھ بھی واجب نہیں ہوگا، اگر ایام نحر سے تاخیر کر دی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دم واجب ہوگا، اگر اعادہ نہ کیا اور اپنے وطن واپس لوٹ آیا تو دم واجب ہوگا، البتہ اگر حالت حدث (بے وضو) طواف کیا تو بکری ذبح کرے چونکہ نقصان تھوڑا ہے، اگر حالت جنابت میں طواف کیا تو گائے یا اونٹ ذبح کرے چونکہ طواف میں فاحش قسم کا نقص آیا ہے۔

طواف کے چکروں میں تسلسل حنفیہ کے نزدیک شرط نہیں، چنانچہ اگر کسی شخص نے طواف کے دوران نماز جنازہ پڑھ لی، یا فرض نماز پڑھی یا تازہ وضو کرنے چلا گیا پھر واپس لوٹا تو اپنے طواف پر بنا کرے از سر نو طواف کرنا لازمی نہیں۔ چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ سورۃ الحج ۲۲/۲۹

آیت میں تسلسل کی شرط نہیں لگائی گئی بلکہ مطلق ہے۔

حنفیہ کے نزدیک حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرنا بھی شرط نہیں، بلکہ ظاہر الروایہ میں اسے سنت قرار دیا گیا ہے۔ اگر کسی شخص نے حجر اسود کے علاوہ کسی اور جگہ سے طواف شروع کر دیا تو وہ بھی جائز ہے لیکن مکروہ ہے چونکہ مذکورہ بالا آیت مطلق ہے اس میں حجر اسود سے شروع کرنے کی شرط نہیں لگائی گئی۔

جوتے اور موزے پہن کر طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ پاک ہوں، چنانچہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین کے ساتھ طواف کیا ہے۔

مالکیہ کے نزدیک طواف کی شرائط...... مالکیہ کے نزدیک طواف کی سات شرائط ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ ❷

۱.....حدث اور نجاست سے پاک ہونا اور ستر کا ہونا جیسے نماز کے لئے یہ چیزیں شرائط میں طواف کے لئے بھی شرائط ہیں البتہ طواف میں باتیں کرنا مباح ہیں۔

۲.....سوالات یعنی طواف کے چکر پے در پے لگانا، طواف کے چکروں میں فصل کثیر نہ ہو اگر چکروں میں کثیر فرق کر دیا خواہ کسی ضرورت کی وجہ سے یا بلا ضرورت تو از سر نو طواف کرے۔

جب فرض نماز کھڑی کر دی جائے اور جماعت امام راتب کرا رہا ہو تو طواف قطع کر دینا واجب ہے، امام راتب سے مراد مقام ابراہیم کا امام ہے، اور یہ مقام شافعی کے نام سے مشہور ہے، امام غیر راتب کے ساتھ طواف قطع کرنا جائز نہیں، جب چکر کے دوران نماز کھڑی کر دی جائے تو چکر پورا کرنا مستحب ہے، یعنی حجر اسود تک چکر لگا لے تاکہ اگلے چکر کی ابتدا حجر اسود سے کرے، اگر چکر پورا نہ کرے تو اسی جگہ سے شروع کرے جہاں سے چکر منقطع کیا تھا، پھر سلام پھیرنے کے بعد اسی چکر پر طواف کی بنا کرے۔

حاصل...... فرض نماز طواف کو نہیں توڑتی اور نہ ہی باطل کرتی ہے، جبکہ نفل نماز اور نماز جنازہ طواف کو باطل کر دیتی ہے، کسی عذر کی وجہ

---

❶ ...... ابن حبان اور حاکم نے ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ بیت اللہ کا طواف نماز کے حکم میں ہے الا یہ کہ اس میں بات کرنا حلال ہے لہذا جو شخص طواف میں بات کرے وہ بھلی بات کرے۔ واخرجه الترمذي بتغيير يسير. ❷ القوانين الفقهية ص ۱۳۲ الشرح الصغير ۲/۴۶، بداية المجتهد ۱/۳۳۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے طواف کے چکروں میں وقفہ پڑ گیا مثلاً نکسیر آ گئی تو اس سے بھی طواف باطل نہیں ہوگا، خون وغیرہ دھو کر وہیں سے طواف جاری رکھے جہاں سے چھوڑا تھا۔

۳...... یہ کہ بیت اللہ کو بائیں جانب رکھے اور حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرے۔

۴...... یہ کہ پورے کا پورا دن بیت اللہ سے باہر ہو، بیت اللہ کے اندر طواف نہیں ہوتا۔

۵...... یہ کہ مسجد کے اندر اندر سے طواف ہو، باہر سے طواف کافی نہیں ہوگا۔

۶...... حجر اسود سے پھر حجر اسود تک طواف کے ساتھ چکر لگانا شرط ہے، سات چکروں سے کم کافی نہیں اور چھ چکروں پر مثلاً اکتفا کر لینا جائز نہیں، اگر طواف کے چکروں میں شک ہو جائے آیا کہ تین چکر لگائے ہیں یا چار چکر تو مشکوک کی کم از کم تعداد پر بنا کرے۔ یعنی تین ہو گئے چوتھا چکر لگائے۔

۷...... طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنا۔

جو شخص پیدل چلنے کی قدرت رکھتا ہو تو مالکیہ کے نزدیک پیدل چلنا واجب ہے جیسے سعی کے دوران پیدل چلنا واجب ہے۔ اگر قادر نے پیدل چل کر طواف کیا پھر اس کا اعادہ نہ کیا اور مکہ سے باہر نکل آیا تو اس پر دم واجب ہے، اگر وطن سے واپس آ کر پیادہ یا طواف کیا تو دم ساقط ہو جائے گا، جو شخص پیدل چلنے سے عاجز ہو اس پر دم نہیں۔

اسی طرح حجر اسود سے ابتداء کرنا مالکیہ کے نزدیک واجب ہے شرط نہیں، اگر کہیں اور سے ابتدا کر دی تو اس پر دم لازمی ہے۔

طواف زیارت کا وقت مالکیہ کے نزدیک قربانی کے دن طلوع فجر سے ہے جیسا کہ حنفیہ کے نزدیک ہے، طلوع فجر سے پہلے طواف صحیح نہیں، جیسے کہ جمرۂ عقبہ کی رمی دس ذالحجہ سے پہلے صحیح نہیں ہوتی۔

شافعیہ کے نزدیک طواف کی شرائط...... یہ واجبات ہیں جو شرائط اور ارکان پر مشتمل ہیں اور وہ آٹھ ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱)

۱...... ستر عورت جیسا کہ نماز میں ستر عورت ہوتا ہے، اس کی دلیل صحیحین کی روایت ہے۔ ”کوئی عریاں شخص بیت اللہ کا طواف نہ کرے، اگر کوئی شخص ستر عورت سے عاجز ہو وہ عریاں ہی طواف کرے اور اسے یہ طواف کافی ہوگا جیسے نماز عریاں ہو جاتی ہے۔

۲، ۳...... حدث اور نجاست سے کپڑے، بدن اور جگہ کا پاک ہونا چونکہ بیت اللہ میں طواف کرنا نماز کی طرح ہے، جیسا کہ گذشتہ حدیث سے معلوم ہو چکا ہے، اگر طواف کے دوران کسی کو حدث لاحق ہو گیا یا اس کا بدن نجاست سے آلودہ ہوا یا کپڑا نجاست زدہ ہوا، یا جائے طواف نجاست زدہ ہوئی یا ستر عورت پر قادر ہونے کے باوجود بدن ننگا ہو گیا تو پاکی حاصل کرے اور بدن ڈھانپے پھر اسی طواف پر بنا کرے، گو پاکی حاصل کرنے اور بدن ڈھانپنے میں وقفہ طویل ہو جائے تب بھی سابقہ طواف پر بنا کرے، چنانچہ شافعیہ موالات یعنی تسلسل کی شرط نہیں لگاتے البتہ از سر نو طواف کرنا مسنون ہے۔

البتہ مطاف (جائے طواف) میں نجاست کا غلبہ ہو جانا عموم بلویٰ ہے لہٰذا حج کے دوران اتنی مقدار معاف ہوگی جس سے احتراز دشوار ہو، البتہ اس میں شرط یہ ہے کہ طواف کرنے والا جان بوجھ کر نجاست میں نہ پڑے، اور نجاست میں رطوبت بھی نہ ہو۔

جس شخص نے تیمم کیا ہو یا وہ پانی کے استعمال سے معذور ہو تو زیادہ راجح قول یہی ہے کہ وہ طواف کر سکتا ہے تا کہ احرام سے حلال ہو سکے، پھر اگر مکہ واپس آئے تو اعادہ لازمی ہوگا۔

۴...... یہ کہ طواف کرنے والا بیت اللہ کو اپنی بائیں طرف رکھے، اس طرح گزرے کہ چہرہ دروازے کی طرف ہو، اسی میں سنت کی

(۱)...... دیکھئے مغنی المحتاج ۱/ ۴۸۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروی ہے جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے۔ ''اپنے مناسک مجھ سے حاصل کرلو۔'' ❶ اگر سنت کی مخالفت کی تو طواف صحیح نہیں ہوگا، اگر گدی کے بل لیٹ کر یا منہ کے بل لیٹ کر اس طرح طواف کیا کہ بیت اللہ بائیں طرف رہا تو بھی طواف صحیح ہوا۔

۵..... حجر اسود سے طواف کی ابتداء کرنا۔ چونکہ یہ اتباع سنت ہے، طواف اس طرح ہو کہ بائیں جانب کے بدن کا کوئی حصہ بھی حجر اسود سے آگے نہ ہو اور بالکل حجر اسود کی سیدھ میں رہ کر شروع کرے، اگر سیدھ صحیح نہ ہوئی مثلاً بدن کا کچھ حصہ دروازے کی طرف زیادہ جھکا ہوا ہوا تو طواف صحیح نہیں ہوگا۔ جب چکر لگا کر حجر اسود کی سیدھ میں پہنچے اسی سے دوسرے چکر کی ابتداء کردے۔

طواف میں یہ شرط ہے کہ طواف بیت اللہ، حجر اسماعیل اور شاذ روان ❷ کی حدود کے باہر سے ہو، اگر کوئی شخص شاذ روان پر چلا یا دیوار کو مس کردیا، یا شاذ روان کے فضائی حصہ میں اپنے بدن کا کوئی حصہ داخل کردیا یا حجر اسماعیل کی حدود کے اندر کسی حصہ کے ساتھ داخل ہوا تو اس کا طواف صحیح نہیں ہوگا۔ رہی یہ بات کہ طواف حجر (حطیم) کے باہر سے ہوگا چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ سورۃ الحج ۲۲/۲۹

بیت اللہ کا طواف تبھی ہوگا جب طواف بیت اللہ کے باہر سے ہو اور حجر بیت اللہ کا حصہ ہے، ورنہ طواف بیت اللہ کے اندر سے ہوگا۔

رہی بات حجر کی ❸ سو اس کے باہر سے اس لئے طواف ہوگا چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باہر سے طواف کیا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ''مجھ سے افعال حج سیکھو اور حاصل کرو۔'' امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، وہ کہتی ہیں۔ ''میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حجر (حطیم) کے بارے میں پوچھا: آیا کہ وہ بیت اللہ کا حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں، میں نے عرض کیا پھر لوگوں نے حطیم کو بیت اللہ میں شامل کیوں نہیں کیا؟ فرمایا: تمہاری قوم (قریش) کے پاس اخراجات کم پڑ گئے تھی، میں نے عرض کیا پھر اس کا دروازہ کیوں اوپر اٹھا ہوا ہے؟ تمہاری قوم نے ایسا اس لئے کیا ہے تاکہ جسے چاہیں بیت اللہ میں داخل کریں اور جسے چاہیں داخل ہونے سے روکیں، اگر تمہاری قوم جاہلیت سے ابھی ابھی نہ نکلی ہوتی میں دیوار کو بیت اللہ میں داخل کردیتا تاہم مجھے ان کے دلوں کے منکر ہوجانے کا خوف ہے، اور میں اس کے دروازے کو زمین کے ساتھ ملا دیتا۔'' ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حجر (حطیم) کا سبھی حصہ بیت اللہ میں داخل ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ حقیقت میں ایسا نہیں، بلکہ بیت اللہ کے ساتھ ملا ہوا چھ ہاتھ کے برابر کا حصہ بیت اللہ کا حصہ ہے، بہر حال پوری حطیم کے باہر سے طواف کرنا واجب ہے چونکہ حج اتباع کا نام ہے۔

ملاحظہ..... واضح رہے جو شخص حجر اسود کا بوسہ لے رہا ہو اس کا سر بوسہ لیتے وقت کسی قدر بیت اللہ کے حصہ میں ہوتا ہے ایسی حالت میں طواف کرنے والے کے لئے لازمی ہے کہ اس کے پاؤں جگہ پر جمے رہیں حتیٰ کہ بوسہ لے کر فارغ ہوجائے اور جگہ پر سیدھا کھڑا ہوجائے۔

۶..... یہ کہ طواف مسجد کے اندر ہو، سنت کے اتباع میں مسجد کے گرد چکر لگانے سے طواف صحیح نہیں ہوتا۔

اگرچہ طواف کرنے والے اور بیت اللہ کے درمیان کوئی چیز حائل ہوجائے جیسے ستون وغیرہ، مسجد کی چھت پر طواف کرنا صحیح ہے، اگرچہ مسجد کی چھت، بیت اللہ کی چھت سے بلند ہو، جیسے پہاڑ ابوقبیس پر نماز پڑھنا صحیح ہے حالانکہ یہ پہاڑ بیت اللہ سے بلند ہے۔

۷..... یہ کہ بیت اللہ کے گرد طواف کے لئے ساتھ چکر لگائے اگر ایسے اوقات میں طواف کررہا ہو جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے، اگر سات چکروں میں سے کچھ چھوڑ دیا اگرچہ تھوڑی مقدار میں چھوڑے تو طواف کافی نہیں ہوگا، اگر چکروں کی تعداد میں شک ہوجائے تو کم از کم

---

❶ .....یعنی حج کرنے کا طریقہ مجھ سے سیکھ لو۔ ❷ شاذ روان کوہان نما ایک چھوٹی سی دیوار ہے جو رکن غربی اور رکن یمانی کے درمیان واقع ہے، اخراجات کم ہونے کی وجہ سے قریش نے اسے بیت اللہ کی تعمیر کے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ❸ حجر رکنین شامیین یعنی شمال کی طرف کا حصہ ہے جس کا چھوٹی سی دیوار کے ساتھ احاطہ کیا گیا ہے یہ دیوار زمین سے تین ہاتھ بلند کی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدار کو یقین قرار دے کر اس پر عمل کرے۔

۸.....مستقلاً طواف کی نیت کرنا بایں طور کہ دیگر افعال کو شامل نہ ہو جیسے سبھی اقسام کی عبادات میں ہوتا ہے، جیسا کہ طواف منذور اور نفلی طواف اگر ایسا طواف ہے جو افعال حج میں شامل ہے جیسے طواف زیارت تو مستقلاً اس کی نیت کی ضرورت نہیں چونکہ افعال حج کی نیت اسے بھی شامل ہوتی ہے۔

طواف وداع کے لئے نیت کے سوا کوئی چارہ کار نہیں چونکہ طواف وداع حلال ہونے کے بعد کیا جاتا ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ شیخین یعنی امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طواف وداع مناسک میں سے نہیں ہے لہٰذا تعیین کی نیت لابدی ہے۔

طواف وداع کا وقت دس ذی الحجہ کی نصف رات سے شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قربانی کی رات بھیجا انہوں نے فجر سے پہلے رمی کی اور پھر طواف زیارت کیا۔ ❶

طواف میں پیدل چلنا شافعیہ کے نزدیک شرط نہیں بلکہ سنت ہے جیسا کہ مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے، ننگے پاؤں چلنا مسنون ہے۔ الا یہ کہ کوئی عذر ہو تو پاک وصاف جوتے پہن کر کرے۔

طواف کے بعد کی دو رکعتیں شافعیہ کے نزدیک سنت ہیں، طواف کے کچھ دینی واجبات ہیں، منجملہ ان میں سے چند یہ ہیں:

۱.....طواف کے وقت ہر طرح کی خلاف ورزی سے اجتناب کرے۔

۲.....دوسروں کو حقیر اور کمتر نہ سمجھے۔

۳.....ہر طرح کے آداب کی رعایت کرے۔

۴.....اپنے ہاتھ اور نظر کی حفاظت کرے۔

حنابلہ کے نزدیک طواف کی شرائط.....حنابلہ کے نزدیک طواف کی چودہ شرائط ہیں۔ ❷ اسلام، عقل، نیت، دخول وقت، جو قادر ہو اس کا ستر عورت ہونا، حدث سے پاک ہونا، بچے کے لئے یہ شرط نہیں، نجاست سے پاک ہونا، سات چکروں کو بالیقین مکمل کرنا، اگر چکروں میں شک ہو تو یقینی تعداد پر عمل کرے، چکروں کی تعداد میں دو عادل آدمیوں کی گواہی قبول کی جائے گی، بیت اللہ کو بائیں طرف رکھنا، الٹے پاؤں نہ چلنا، جو قدرت رکھتا ہو اس کا پیدل چلنا، طوف کے چکر پے در پے لگانا، طواف مسجد کے اندر ہو یا باہر نہ لگانا، حجر اسود کی سیدھ سے طواف کی ابتداء کرنا بیت اللہ کے کسی حصہ میں مثلاً حطیم اور شاذروان میں داخل نہ ہونا۔

رہی بات طواف زیارت کے وقت کی تو اس کا وقت دس ذی الحجہ کی رات کے نصف سے شروع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ شافعیہ کا مذہب ہے، طواف کی دو رکعتیں سنت ہیں جیسا کہ شافعیہ کے ہاں ہے۔

طواف کی شرائط کے متعلق فقہاء کی آراء کا خلاصہ.....مذکورہ بالا فقہی آراء کا خلاصہ مندرجہ ذیل طریقہ سے بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱.....حدث اور نجاست سے پاک ہونا حنفیہ کے نزدیک شرط نہیں، بلکہ حنفیہ کے نزدیک طہارت واجب ہے، جبکہ باقی مذاہب میں شرط ہے۔

۲.....اصل نیت حنفیہ کے نزدیک شرط ہے، مالکیہ کے نزدیک شرط نہیں، تعیین کے ساتھ نیت کرنا شافعیہ کے نزدیک شرط ہے جبکہ معین نیت حنابلہ کے نزدیک شرط ہے۔

❶.....رواہ ابوداؤد باسناد صحیح علی شرط مسلم عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ❷ دیکھئے غایۃ المنتہی ۱/۴۰۲ المغنی ۳/۴۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳.....جو شخص پیدل چلنے کی قدرت رکھتا ہو حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس کا پیدل چلنا شرط ہے، مالکیہ کے نزدیک واجب ہے، شافعیہ کے نزدیک سنت ہے۔

۴.....مسجد کے اندر طواف کرنا بالاتفاق شرط ہے۔

۵.....حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرنا حنفیہ کے نزدیک شرط نہیں بلکہ واجب ہے، بقیہ مذاہب میں شرط ہے۔

۶.....پے در پے چکر لگانا حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک شرط نہیں جبکہ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک شرط ہے۔

۷.....جمہور کے نزدیک سات چکر شرط ہے جبکہ حنفیہ کے نزدیک سات چکر لگانا واجب ہے اور طواف کے اکثر چکر فرض ہیں۔

۸.....طواف زیارت کا وقت حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک قربانی کے دن طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے، جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک نصف رات سے شروع ہوتا ہے۔

۹.....طوف کی دو رکعتیں مالکیہ کے نزدیک واجب ہیں، حنفیہ کے نزدیک مباح وقت جس میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں اس میں پڑھنا واجب ہے، جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک یہ دو رکعتیں سنت ہیں۔

حائضہ عورت کا حج...... جب احرام باندھتے وقت عورت حائضہ ہو تو احرام کے لئے غسل کرے اور وہ افعال بجالائے جو حاجی بجا لاتا ہے، البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے حتیٰ کہ پاک ہو جائے، جب عورت کو حیض آ جائے یا نفاس آئے تو احرام باندھنے کے بعد اس پر غسل نہیں، البتہ حائضہ اور نفاس والی عورت اندام نہانی پر کس کر کپڑا باندھے جو خون کو نہ پھیلنے دے، پھر حج کے سب افعال بجالائے البتہ طواف نہ کرے، چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیا تھا کہ وہ حاجی کی طرح سبھی افعال بجالائیں البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کریں۔ (۱)

ایک اور صحیح حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: جو کچھ حاجی کرے وہ تم بھی کرتی رہو البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔

اسی لئے حائضہ عورت پر طواف قدوم لازمی نہیں، چونکہ جمہور کے نزدیک طواف قدوم سنت ہے، اگر عورت حج تمتع کر رہی ہو اور عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے اسے حیض آ جائے تو وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی، چونکہ بیت اللہ کا طواف نماز کے حکم میں ہے، جبکہ عورت اگر حائضہ ہو تو مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی، اگر حج فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو عمرہ کے ساتھ حج کا احرام باندھ لے اور جمہور کے نزدیک حج قران کر لے۔

امام ابوحنیفہ...... کہتے ہیں عمرہ چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھے، ان کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو امام مسلم نے روایت کی ہے کہ "سر کے بال کھول لو، کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھو اور عمرہ کو چھوڑ دو۔" پھر جب تنعیم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے عمرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ تمہارے عمرہ کی جگہ عمرہ ہے۔" یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ چھوڑ دیا تھا اور حج کا احرام باندھ لیا تھا۔

جمہور...... کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا یوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج قران کیا، حتیٰ کہ جب پاک ہو چکیں تب بیت اللہ کا طواف کیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم اپنے حج اور عمرہ سے حلال ہو چکی ہو، مقام تنعیم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عمرہ کرنے کا حکم نہیں

---

(۱) .....متفق علیه عن جابر وروی مسلم عن عائشة. (نیل الاوطار ۴/ ۳۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو ایسا اس لئے کیا تا کہ وہاں سے بیت اللہ کی زیارت کر سکیں، حج کو عمرہ پر داخل کرنا بالا جماع جائز ہے، تب بھی جائز ہے جب حج کے فوت ہونے کا خدشہ نہ ہو اگر حج فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو بطریق اولیٰ حج کو عمرہ پر داخل کرنا جائز ہے، احرام باندھ لینے کے بعد خروج کی نیت سے حج یا عمرہ سے خروج کرنا جائز نہیں، حج یا عمرہ سے آدمی تب نکلتا ہے جب حلال ہو جاتا ہے اور افعال سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جو فرمایا تھا کہ ”عمرہ چھوڑ دے، اس کا معنی ہے کہ عمرہ کے اعمال چھوڑ دو، چونکہ عمرہ کے افعال یعنی طواف، سعی اور بال کٹوانا حج میں داخل ہو جائیں گے۔

طواف زیارت کے بعد حیض کا آجانا..... اگر وقوف عرفہ اور طواف زیارت کے بعد عورت کو حیض آجائے تو مکہ سے واپس لوٹ جائے، طواف وداع چھوڑنے پر اس پر کچھ جرمانہ نہیں، چنانچہ طواف وداع سے پہلے اگر حیض آجائے بالاتفاق عورت پر طواف وداع نہیں اور نہ ہی فدیہ ہے، اس کی دلیل حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی سابقہ حدیث ہے کہ جب عورتوں نے خبر دی کہ یارسول اللہ: صفیہ رضی اللہ عنہ کو حیض آ گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس نے ہمیں روک دیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! انہوں نے طواف زیارت کر لیا ہے، فرمایا: تب وہ کوچ کر سکتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ ہی فدیہ کا حکم دیا اور نہ ہی کسی اور چیز کا، اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سابق حدیث ہے کہ ”البتہ طواف وداع میں حائضہ کو رخصت دی گئی ہے۔“ حکم میں نفاس والی عورت حائضہ کی طرح ہے، چونکہ نفاس کے احکام حیض کے احکام کی طرح ہیں۔ اگر حائضہ عورت کے کوچ کرنے کا وقت آجائے تاہم اس نے طواف زیارت نہ کیا ہو اور وہ مکہ چھوڑنے پر بے حد مضطرب ہو حالانکہ اس کی مدت حیض یا مدت نفاس ابھی باقی ہو تو ایسی صورت میں حائضہ عورت اندام نہانی پر اچھی طرح کس کر کپڑا باندھے اور اس سے پہلے غسل کرلے پھر طواف زیارت کے سات چکر لگاتے پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرلے، اس پر بدنہ ذبح کرنا واجب ہوگا بدنہ سے مراد پانچ سال کا اونٹ یا پورے دو سال کا گائے کا بچہ، حائضہ عورت حنفیہ کی تقلید میں ایسا کر سکتی ہے چونکہ ایسی حالت میں حنفیہ طواف کو صحیح قرار دیتے ہیں باوجود یکہ حالت حیض میں طواف حرام ہے لیکن بدنہ ذبح کرنا واجب ہوگا۔ ❶

سوم: طواف کی سنتیں..... میں نے ہر مذہب کے مطابق علیحدہ علیحدہ حج کی سنتیں بیان کی ہیں اور اب طواف کی سنتیں بیان کرتا ہوں۔ ❷

۱: حجر اسود کا استلام..... یعنی حجر اسود کو دائیں ہاتھ یا ہتھیلی سے چھونا ہر طواف کے شروع میں اور ہر چکر کی ابتداء میں استلام مسنون ہے، بغیر آواز کے حجر اسود کا بوسہ لینا، شافعیہ کے نزدیک حجر اسود پر پیشانی رکھنا جبکہ اس کے لئے مزاحمت نہ کرنی پڑے، اگر ہاتھ سے استلام کرنا ممکن نہ ہو تو چھڑی وغیرہ سے استلام کرے اور حجر اسود کی طرف منہ کرے، اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ہاتھ سے اشارہ کردے پھر ہاتھ یا چھڑی کو منہ پر رکھے اور بوسہ لینے میں آواز نہ پیدا ہو، اگر آواز پیدا ہوگئی تو مالکیہ کے نزدیک جائز ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حجر اسود کو سجدہ کرنا اور چہرے کو اس پر رگڑنا مکروہ سمجھتے ہیں۔

جبکہ شافعیہ کے نزدیک حجر اسود پر پیشانی رکھنا اور بوسہ لینا مسنون سمجھتے ہیں۔

طواف کے دوران تکبیر تہلیل، اللہ کی حمد کرتا رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا رہے۔

دلیل..... حجر اسود کا بوسہ لینے کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے جیسا کہ شیخین کی روایت ہے اور اس پیشانی رکھنا اتباع

---

❶..... دیکھئے شرح مسلم ۸/ ۱۳۹، بدایۃ المجتہد ۱/ ۳۳۱، فتح القدیر ۲/ ۲۲۲، مغنی المحتاج ۱/ ۵۱۴، المغنی ۳/ ۴۶۱، ایسی حالت پیش آنے میں بندش کی گولیاں اور دیگر ادویات بھی استعمال کر سکتی ہے بہتر یہی ہے کہ خون کی بندش کی گولیاں استعمال کرے اور جب خون بند ہو جائے تب طواف کرے واللہ اعلم۔

❷ الدر المختار ۲/ ۲۲۷ البدائع ۲/ ۱۳۱، مراقی الفلاح ص ۱۲۴ الشرح الصغیر ۲/ ۴۸ الایضاح ص ۳۴ المغنی ۳/ ۳۷۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت ہے جیسا کہ بیہقی کی روایت میں ہے، کسی دوسرے کواذیت پہنچائے بغیر ہاتھ سے استلام کرنے کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تم طاقتور آدمی ہو حجر اسود پر مزاحمت نہ کرنا ورنہ کمزور کواذیت پہنچاؤ گے، اگر تنہائی (موقع) پاؤ تو استلام کرلو وگرنہ تہلیل وتکبیر کرلو۔ ❶

"دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اذیت کا ترک کرنا واجب ہے جبکہ استلام حجر سنت ہے چنانچہ صحیحین کی روایت ہے کہ جب بھی تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اسے بجالاؤ۔" اسی طرح امام مسلم، نافع سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہاتھ سے حجر اسود کا استلام کرتے دیکھا اور فرمایا میں نے جب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو استلام کرتے دیکھا ہے اس وقت سے نہیں چھوڑا۔

استلام اور بوسہ لینا ہر چکر میں۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام کرنا نہیں چھوڑتے تھے۔" ❷

اگر حجر اسود کی طرف منہ کیا اور حنفیہ وحنابلہ کے نزدیک طواف کی نیت کرلی تو حجر اسود سے ابتداء ہونے کے لئے کافی ہے۔

ہاتھ سے رکنین شامین کا استلام نہ کرے، اور نہ ہی ان کا بوسہ لے، البتہ رکن یمانی کا استلام کرے، رکن یمانی رکن حجر سے پہلے آتا ہے ہر چکر کے اختتام پر اس کا استلام کرے، اس کا بوسہ نہ لے، چونکہ اس کا بوسہ منقول نہیں ہے، چنانچہ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے تھے۔"

حنابلہ کے نزدیک مستحب ہے کہ عورت جب مکہ آئے تو رات تک طواف کو مؤخر کرے، تاکہ اس کے پردے کا زیادہ اہتمام رہے، عورت کے لئے مردوں کی مزاحمت کرنا اور حجر اسود کا بوسہ لینا مستحب نہیں۔ البتہ ہاتھ سے حجر اسود کی طرف اشارہ کردے جیسے کوئی مرد وہاں تک رسائی نہیں کرسکتا اور وہ بھی ہاتھ سے اشارہ کردیتا ہے۔

۲: دعا.....طواف میں کوئی معین دعا نہیں جو چاہے مانگے، البتہ طواف کے شروع میں یہ دعائے ماثور پڑھنا افضل ہے:

بسم اللہ اللہ اکبر، اللھم ایماناً بك وتصدیقاً بکتابك ووفاءً بعھدك واتباعاً لسنة نبیك محمد صلی اللہ علیه وسلم

باب کعبہ کے بالمقابل جاکر یہ دعا پڑھے:

اللھم ان البیت بیتك والحرم حرمك والامن امنك وھذا مقام العائذ بك من النار

رکنین یمانیین کے درمیان یہ دعا پڑھے:

اللھم آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار

ماثور دعائیں پڑھنا قرأۃ قرآن سے افضل ہے، چونکہ اسی میں اتباع ہے، جبکہ قرأۃ قرآن غیر ماثور دعاؤں سے افضل ہے، چونکہ طواف کا مقام ذکر کا مقام ہے اور قرآن افضل ذکر ہے، چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "جس شخص کو میرے ذکر نے مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا میں اسے مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں گا، اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت باقی سب کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔" البتہ مالکیہ کے نزدیک قرأۃ قرآن مکروہ ہے۔

خاموشی سے ذکر کرنا اور قرأت کرنا مسنون ہے چونکہ خاموشی سے ذکر کرنے سے خشوع وخضوع حاصل ہوتا ہے، ہر چکر میں ثواب کے لئے دعاؤں کا اہتمام کرے، پہلے چکر میں اور طاق عدد کے چکروں میں دعائیں پڑھنا افضل ہے۔

---

❶.....رواہ الشافعی واحمد عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ❷ رواہ ابو داؤد والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حدیث ہے۔ ’’بے شک اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔‘‘

اشعار پڑھنا اور باتیں کرنا طواف کے دوران مکروہ ہیں چونکہ سابق میں حدیث گذر چکی ہے۔ کہ ’’بیت اللہ کا طواف نماز کے حکم میں ہے لہٰذا باتیں کم سے کم کرو۔‘‘ ایک اور روایت میں ہے جو شخص طواف میں کوئی بات کرے تو بھلائی کی بات کرے۔‘‘ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ باتوں میں مشغول ہو کر دعائیں چھوٹ جاتی ہیں۔

۳: رمل...... ❶ مردوں اور بچوں کے لئے رمل کرنا مسنون ہے، عورتوں کے لئے رمل نہیں۔ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا جائے، حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک ہر اس طواف کے بعد رمل کرنا سنت ہے جس طواف کے بعد سعی ہو مثلاً طواف قدوم، اگر طواف قدوم کر چکا اور اس کے بعد سعی بھی کر چکا تو اب طواف زیارت میں رمل نہیں کرے گا اگر طواف نہیں کیا یا طواف کیا اس کے بعد سعی نہیں کی تو طواف زیارت میں رمل کرے۔

مالکیہ کہتے ہیں: جس شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو تو اس کے لئے طواف قدوم اور طواف عمرہ میں رمل کرنا مسنون ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طواف میں رمل کیا وہ طواف قدوم تھا اور اس کے بعد سعی تھی۔

جو شخص آفاقی ہو اور اس نے میقات سے حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھا ہو اس کے لئے رمل کرنا مسنون ہے اور اگر میقات کے اندر رہتا ہو مثلاً تنعیم یا جعرانہ سے احرام باندھا ہو تو اس کے لئے رمل کرنا مستحب ہے، اسی طرح جس شخص نے طواف قدوم نہ کیا ہو یا بھول گیا ہو وہ طواف زیارت میں رمل کرے، نفلی طواف اور طواف وداع میں رمل کرنا مندوب نہیں۔

اسی طرح حنابلہ بھی مالکیہ کی طرح کہتے ہیں کہ طواف قدوم اور طواف عمرہ کے علاوہ رمل کرنا مسنون نہیں۔

طواف کے باقی چکروں میں وقار وسکون کے ساتھ چلے اس کی دلیل شیخین کی روایت ہے جو کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کا طوف کرتے تو پہلے تین چکروں میں رمل کرتے اور بقیہ چار چکروں میں وقار سے چلتے۔‘‘

مسلم کی روایت ہے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر سے رمل کیا اور چار چکروں میں وقار سے چلے۔

اگر سوار ہو تو سواری کو کوچادے کر حرکت دے، بلا عذر رمل ترک کرنا مکروہ ہے، اگر پہلے تین چکروں میں رمل چھوڑ دیا تو بقیہ چار چکروں میں رمل کی قضاء نہ کرے، چونکہ بقیہ چار چکروں میں وقار کے ساتھ چلنا متعین ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے پہلی دو رکعتوں میں جہراً قرأت چھوڑ دے تو بقیہ دو رکعتوں میں جہر کی قضا نہیں ہوگی چونکہ بقیہ دو رکعتوں میں سراً قرأت کرنا مسنون اور متعین ہے۔

رمل کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللھم اجعلہ حجًا مبرورًا وذنبًا مغفورًا وسعیا مشکورًا

۴: اضطباع...... امام مالک کے علاوہ جمہور کے نزدیک اضطباع کرنا مسنون ہے، اضطباع کا طریقہ یہ ہے کہ چادر کا درمیان دائیں کاندھے کے نیچے سے نکالے اور چادر کے دونوں کونے بائیں کاندھے کے اوپر ڈال دے، اور بایاں کاندھا ننگا رہے، اس کی دلیل یعلیٰ بن امیہ کی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اضطباع کر کے طواف کیا۔ ❷ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے جعرانہ سے عمرہ کیا، بیت اللہ کا طواف کرتے وقت رمل کیا اور اپنی چادریں بغلوں کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھوں پر ڈال لیں۔ ❸

---

❶ رمل۔ چنانچہ جب مسلمان مکہ میں عمرہ کرنے آئے تو کفار مکہ کہنے لگے کہ مسلمانوں کو مدینہ کی فضا راس نہیں آئی اور کمزور ہو گئے ہیں مسلمانوں کو رمل کرنے کا حکم دیا گیا، رمل کا معنی تیز تیز چلنا، اچھلنے کودنے سے گریز کر کے تیز تیز چلنا، اگرچہ اس کا سبب فوت ہو چکا ہے لیکن حکم باقی ہے۔ ❷ رواہ احمد وابوداؤد (نیل الاوطار ۳۸/۵) ❸ رواہ ابوداؤد باسناد صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضطباع حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک سنت ہے، جیسے رمل سنت ہے، البتہ جس طواف میں رمل نہیں اس میں اضطباع کرنا بھی مسنون نہیں۔ شافعیہ کے نزدیک سعی میں بھی اضطباع کیا جائے گا، انہوں نے سعی کو طواف پر قیاس کیا ہے، برابر ہے کہ سعی سے پہلے طواف میں اضطباع کیا ہو یا نہ کیا ہو، طواف کی دو رکعتوں میں اضطباع کرنا مستحب نہیں چونکہ نماز میں اضطباع کرنا مکروہ ہے، لہٰذا جب دو رکعتیں پڑھنے کا ارادہ کرے تو اضطباع ختم کر دے اور جب سعی کا ارادہ کرے دوبارہ اضطباع کر لے۔

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک طواف کے علاوہ اور کہیں بھی اضطباع نہیں کیا جائے گا، وہ لہٰذا جونہی طواف سے فارغ ہو اپنی چادر درست کر لے، چونکہ نماز میں اضطباع کرنا مستحب نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعی میں اضطباع نہیں کی، سنت اقتداء ہی میں ہوتی ہے۔

عورت نہ رمل کرے اور نہ ہی اضطباع کرے، چونکہ رمل کرنے سے اس کی سرین نمایاں دکھائی دینے لگیں گی اور اضطباع کی صورت میں کشف عورت کا اندیشہ ہے۔

۵: بیت اللہ کے قریب رہنا...... یعنی مرد بیت اللہ کے قریب رہ کر طواف کریں، چونکہ بیت اللہ کے شرف کا یہی تقاضا ہے اور یہ مقصود بھی ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ بیت اللہ کے قریب رہنے سے استلام اور بوسہ لینے میں آسانی ہوتی ہے، افضل یہ ہے کہ بیت اللہ اور اپنے درمیان تین قدموں کا فاصلہ رکھے، اگر قریب ہونے میں مزاحمت کا اندیشہ ہو تو بیت اللہ سے دور رہ کر طواف کرنا بہتر ہے۔

عورت اور خنثی جائے طواف کے کنارے کنارے طواف کریں، اگر خالی جگہ میں طواف کریں تو قریب ہونے میں مرد کے حکم میں ہیں۔ یعنی پھران کے لئے بھی بیت اللہ کے قریب ہونا مستحب ہے۔

یہ استحباب شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ہے البتہ شافعیہ کے نزدیک بیت اللہ سے دور رہ کر طواف کرنا قریب سے طواف کرنے سے افضل ہے۔ اگر دور رہ کر رمل کرنے میں دشواری ہو یا عورتوں سے ٹکرانے کا خوف ہو یا عورتوں کے ساتھ اختلاط کا خوف ہو تو اس صورت میں قریب رہنا بہتر ہے۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک طواف موکدہ کی سنتوں میں سے ایک سنت قدرت رکھنے والے کے لئے پیدل چل کر طواف کرنا بھی ہے، اسی طرح طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھنا پھر حجر میں میزاب کے نیچے پڑھنا پھر مسجد حرام میں پھر پورے حرم میں جہاں چاہے اور جس وقت چاہے نماز پڑھنا سنت ہے۔

جبکہ یہ دو چیزیں مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک واجب ہیں، چنانچہ طواف کے بعد اگر فرض نماز پڑھ لی تو حنابلہ کی نزدیک طواف کی دو رکعتوں کے لئے یہ فرض نماز کافی ہو جائے گی، چونکہ طواف کی دو رکعتیں افعال حج کے لئے مشروع ہیں لہٰذا فرض نماز دو رکعتوں کے لئے کافی ہوں گی، جیسے احرام کے لئے فرض نماز کافی ہوتی ہے۔ جبکہ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک فرض نماز کافی نہیں ہوگی جیسے فجر کی دو رکعتیں۔

طواف کی سنتوں میں سے موالات یعنی طواف کے چکروں میں تسلسل برقرار رکھنا حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک بھی سنت ہے، جبکہ موالات حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک شرط ہے۔ وہ طواف جو افعال حج میں شامل ہو اس کے لئے نیت کرنا شافعیہ کے نزدیک مسنون ہے جبکہ وہ طواف جو افعال حج میں شامل نہیں اس کے لئے نیت کرنا واجب ہے۔

تیسرا مقصد......سعی

حنفیہ کے نزدیک سعی واجب ہے، جبکہ بقیہ ائمہ کے نزدیک رکن ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سعی کرو چونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر سعی کو واجب کیا ہے۔“ دوسری روایت میں ہے۔ ”تمہارے اوپر سعی واجب کر دی گئی ہے لہٰذا سعی کرو۔ ❶ رہی بات اس

❶......رواه احمد الاول عن حبيبة بن ابى تجراة والثانى عن صفية بنت شيبة.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت کی:

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت اواعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، لہٰذا جو شخص بھی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس کے لئے اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان چکر لگائے۔ (البقرۃ ۲/ ۱۵۸) تو اس آیت میں گناہ کے اٹھا لینے کا حکم بیان ہوا ہے، چونکہ جاہلیت میں صفا اور مروہ پر دو بت رکھے ہوئے تھے اور سعی کرنا گناہ تھا، اس گناہ کے اٹھائے جانے کا بیان ہے۔

یہاں میں سعی کے واجبات، سنتیں اور سعی کو اس کے وقت اصلی سے موخر کرنے کا حکم بیان کروں گا۔ ❶

اول: سعی کے واجبات یا شرائط...... صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے واجبات یا شرائط ہیں۔

۱: یہ کہ سعی سے پہلے صحیح طواف ہو...... یعنی صحیح طواف کے بعد سعی ہو حتی کہ طواف اور سعی کے درمیان وقوف عرفہ حائل نہ ہو، چونکہ اتباع سنت کا یہی تقاضا ہے، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ''مجھ سے اپنے مناسک حاصل کرلو۔'' دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ سعی طواف کے تابع ہے جس شخص نے طواف قدوم کے بعد سعی کی ہو تو وہ سعی کو نہ دہرائے، جو شخص حج قران کر رہا ہو تو حنفیہ کے نزدیک اس کے لئے سعی کو مقدم کرنا افضل ہے۔

حنفیہ نے طواف کے اکثر حصہ کے پائے جانے کے بعد سعی کو جائز قرار دیا ہے۔ ❷ چونکہ اکثر کے لیے کل کا حکم ہوتا ہے۔

جمہور کے نزدیک طواف خواہ مطلق ہو یا مسنون ہو تو اس کے بعد سعی صحیح ہے، شافعیہ کے نزدیک سعی تب درست ہوگی جب طواف رکن یا طواف قدوم کے بعد ہو۔

۲: ترتیب...... سعی کے لئے ترتیب قائم کرنا واجب ہے یعنی سعی کی ابتداء صفا سے کی جائے اور سعی کا خاتمہ مروہ سے کیا جائے، چنانچہ ایک حدیث میں نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی سے ابتدا کرو جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتداء کی ہے۔ ❸ حدیث میں اس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ...... البقرۃ ۲/ ۱۵۸

اگر کسی نے مروہ سے چکر لگانے کی ابتدا کی تو یہ چکر شمار میں نہیں آئے گا۔

۳: سات چکر...... سعی میں سات چکر لگانا واجب ہے چنانچہ چار مرتبہ صفا پر وقوف ہوگا اور چار ہی مرتبہ مروہ پر اور مروہ پر چکروں کا خاتمہ ہوگا، صفا سے مروہ تک ایک چکر شمار ہوگا اور پھر مروہ سے صفا تک بھی ایک چکر شمار ہوگا، اگر چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے تو کم از کم تعداد پر بنا کرے، سات چکروں کی دلیل اجماع امت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔ ❹

۴: صفا اور مروہ کے درمیانی فاصلہ کا استیعاب...... یعنی صفا اور مروہ کا درمیانی فاصلہ بالاستیعاب قطع کیا جائے اگر ایک قدم کے برابر بھی فاصلہ قطع ہونے سے رہ گیا تو سعی درست نہیں ہوگی۔ چونکہ اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع ہے۔

۵: پے در پے چکر لگانا...... سعی کے چکر پے در پے لگانا مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک شرط ہے جبکہ حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک سنت ہے۔

---

❶ ...... دیکھئے البدائع ۲/ ۱۳۴ الدر المختار ۲/ ۲۲۴، الشرح الصغیر ۲/ ۵۰ الشرح الکبیر ۲/ ۴۱ مغنی المحتاج ۱/ ۴۹۳ الایضاح ص ۴۴ نہایۃ المنتھی ۱/ ۴۰۴ المغنی ۳/ ۳۸۵۔ ❷ یعنی طواف کے چار چکروں کے بعد سعی کی جا سکتی ہے۔ ❸ رواہ النسائی باسناد علی شرط مسلم ورواہ اصحاب السنن الا ربعۃ بلفظ فیہ تغییر یسیر۔ ❹ روہ الشیخان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنابلہ نے چند شرائط کا اور بھی اضافہ کیا ہے یوں ان کے نزدیک سعی کی نو (۹) شرائط ہیں وہ یہ ہیں اسلام، عقل، نیت اور قدرت رکھنے والے کا پیدل چلنا۔

رہی بات حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونے کی سو ان چیزوں سے پاک ہونا سعی کے لئے شرط نہیں جیسے وقوف عرفہ کے لئے ان چیزوں سے پاک ہونا شرط نہیں۔ چنانچہ حائضہ عورت اور جنبی نے اگر پاکی کی حالت میں طواف کیا ہو تو ان کی سعی درست ہوگی، چونکہ یہ افعال بیت اللہ کے متعلق نہیں ہیں۔

دوم...... سعی کی سنتیں

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کی مندرجہ ذیل سنتیں ہیں۔

۱......طواف ختم کرنے کے بعد حجر اسود کا استلام کرنا اور اس کا بوسہ لینا، پھر باب صفا سے نکل جانا۔ چونکہ یہی اتباع سنت ہے جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے۔

۲......طواف کے فوراً بعد سعی کرنا اور سعی کے چکروں میں تسلسل برقرار رکھنا، سعی کے دوران باتوں وغیرہ کے لئے بیٹھ جانا مکروہ ہے، اگر ایک دن طواف کیا اور دوسرے دن سعی کی تو یہ بھی جائز ہے، سعی کے بعد نماز مسنون نہیں۔

۳......سعی کے لئے حدث اور نجاست وغیرہ سے پاک ہونا اور ستر عورت کا ہونا۔

۴......جو شخص چل سکتا ہو اس کا پیدل چل کر سعی کرنا۔

۵......صفا اور مروہ پر مردوں کا اوپر چڑھنا، بایں طور کہ کعبہ کو دیکھ لے، شافعیہ کے نزدیک بقدر قامت اوپر چڑھنا سنت ہے، اگر عورت مردوں سے خالی جگہ پائے تو اوپر چڑھے ورنہ نیچے کھڑی رہے۔

۶......جو چاہے دعا کرے اور اذکار کرے، شافعیہ کے نزدیک ہر چکر کے بعد تین بار تکرار کرنا اور قبلہ رو ہو کر تکرار کرنا ہے، بلند آواز سے دعا کرے اور آسمان کی طرف اوپر ہاتھ اٹھائے۔ [1] ماثور دعا کرنا افضل ہے، تکبیر وتہلیل کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ دعا پڑھے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ اکبر علی ماھدانا والحمد للہ علی ما اولانا، لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد، یحیی ویمیت، بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر، لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون

(اللہ سب سے بڑا ہے (۳ بار) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی اور ہمیں نعمتوں سے نوازا اس پر ہم اس کی بڑائی بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اسی کے لئے ہے، وہ حمد وستائش کا سزاوار ہے وہی اپنی قدرت سے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا اور یکتا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد کی اکیلے ہی نے لشکروں کو شکست دی، اللہ تعالیٰ کے سوا

---

[1] ...سات جگہوں میں ہاتھ اوپر اٹھائے جائیں گے، نماز کی تکبیر تحریمہ کے وقت، کعبہ پر پہلی نظر ڈالتے وقت، صفا پر، مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں، جمرہ اولی اور وسطی کے پاس۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی معبود نہیں ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں اور دین کو صرف اسی لئے خالص رکھتے ہیں اگرچہ کافروں کو یہ ناپسند ہو۔'' جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے پھر یہ دعا پڑھے:

اللھم اجعل فی قلبی نوراً وفی بصری نوراً اللھم اشرح لی صدری ویسرلی امری، اللھم لك الحمد كالذی نقول، وخیراً مما نقول

یا اللہ میرے دل میں نور ڈال دے میری آنکھوں میں نور ڈال دے میرا سینہ ہدایت کے لئے کھول دے میرا معاملہ آسان فرما یا اللہ تو ہی لائق حمد وستائش ہے جیسا کہ ہمیں اعتراف ہے بلکہ ہمارے کہے سے کہیں بہتر اور اعلیٰ۔

۷.....میلین اخضرین کے درمیان مردوں کے لئے دوڑ لگانا، یہ دوڑ رمل سے زیادہ اور تیز دوڑ سے کم ہو، صفا سے مروہ کی طرف جاتے ہوئے اور مروہ سے صفا کی طرف واپس آتے ہوئے دوڑ لگائی جائے گی، اسی میں اتباع سنت ہے جیسا کہ مسلم کی روایت ہے، رہی بات عورت اور خنثی کی سووہ آتے جاتے چلیں گے۔

دوڑ لگاتے وقت مرد یہ دعا پڑھیں:

رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم، انك انت الاعز الاكرم

اے میرے رب میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور میرے گناہوں کو معاف فرما بے شک تو عزت اور شرافت والا ہے۔'' اگر سوار ہو تو سواری کو حرکت دے، اس میں احتیاط کرے کہ کسی کو اذیت نہ پہنچنے پائے۔

۸.....امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ افضل یہ ہے کہ آدمی سعی اور طواف کے لئے خالی جگہ تلاش کرے، اور جب بھیڑ زیادہ ہو تو لوگوں کو اذیت پہنچانے سے گریز کرے، جب میلین احضرین کے درمیان بھیڑ کی وجہ سے دوڑ لگانے سے عاجز ہو تو صرف اس کی مشابہت کر لینا کافی ہے جیسے رمل میں ہوتا ہے۔

سوم: سعی کو اس کے رمل وقت سے موخر کر دینا.....سعی کا اصلی وقت قربانی کا ایام ہیں یعنی طواف زیارت کے بعد۔

ا.....اگر کوئی شخص اپنے اہل خانہ کی طرف واپس نہ لوٹے تو وہ سعی کر سکتا ہے اور اس پر کچھ نہیں ہوگا، چونکہ وہ واجب بجالایا ہے، تاخیر سے کچھ واجب نہیں ہوتا، چونکہ وقت اصلی میں واجب ادا کر دیا ہے اور وقت اصلی طواف زیارت کے بعد ہوتا ہے، اگر کسی شخص نے طواف زیارت کر دیا اور پھر جماع کیا تو حنفیہ کے نزدیک اس سے کچھ نقصان نہیں ہوگا چونکہ ان کے نزدیک سعی رکن نہیں ہے۔

ب.....اگر کوئی شخص اپنے اہل خانہ کی طرف واپس لوٹ آئے تو حنفیہ کے نزدیک اس پر دم واجب ہوگا، چونکہ بغیر کسی عذر کے سعی چھوڑ دی ہے، چونکہ سعی حنفیہ کے نزدیک واجب ہے رکن نہیں، اگر گھر سے واپس مکہ لوٹنا چاہے تو از سر نو احرام باندھ کر لوٹے، چونکہ پہلا احرام طواف زیارت کے بعد حلال ہونے سے ختم ہو جائے گا لہٰذا تجدید احرام ضروری ہے، اگر واپس لوٹ آیا اور سعی کر لی تو دم ساقط ہو جائے گا تاکہ متروک شے کا اس نے تدارک کر دیا۔ جمہور کے نزدیک سعی رکن ہے اس کے بغیر حج تام نہیں ہوتا اور سعی چھوڑنے کی وجہ سے حج میں جو نقص آیا اس کا جبیرہ دم سے نہیں ہوگا۔

چوتھا مقصد......وقوف عرفہ

وقوف عرفہ کا حکم، جگہ، وقت، مقدار، سنتیں، اور جب اپنے وقت سے فوت ہو جائے تو اس کا حکم۔ [1]

---

[1] دیکھئے البدائع ۱۲۵/۲، الدر المختار ۲۳۷/۲، اللباب ۱۹۱/۱، الشرح الصغیر ۵۳/۲، بدایۃ المجتہد ۳۳۵/۱، مغنی المحتاج ۴۹۶/۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول: وقوف عرفہ کا حکم..... علماء کا اجماع ہے کہ وقوف عرفہ حج کا رکن اصلی ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وقوف عرفہ حج ہے، پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ وقوف عرفہ حج کا رکن ہے، حج وقوف عرفہ کے بغیر تمام نہیں ہوتا۔ جس سے وقوف عرفہ فوت ہو جائے وہ اگلے سال دوبارہ حج کرے گا۔

دوم: وقوف کی جگہ..... پورے کا پورا میدان عرفات وقوف کی جگہ ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے یہاں وقوف کیا ہے حالانکہ سارا عرفات جائے وقوف ہے ❶ لہٰذا میدان عرفات میں جہاں چاہے وقوف کر سکتا ہے، افضل یہ ہے کہ جبل رحمت کے پاس ٹھہرا جائے، اور بطن عرنہ میں ٹھہرنے سے احتراز کیا جائے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، اور خبر دی ہے کہ یہ شیطان کی وادی ہے چنانچہ فرمایا، سارا عرفات وقوف کی جگہ ہے البتہ بطن عرنہ سے احتراز کرو۔ ❷ وادی عرنہ جائے وقوف کا حصہ نہیں، اسی طرح عرفہ سے پہلے مثلاً نمرہ میں بھی وقوف صحیح نہیں۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں: علماء کا اجماع ہے کہ جس شخص نے وادی عرنہ میں وقوف کیا اسے یہ وقوف کافی نہیں ہوگا۔

عرفہ کی حدود..... جبل مشرف سے سامنے کے بالمقابل پہاڑوں تک اور وہاں سے بنی عامر کے باغات تک، اب عرفہ کی حدود متعین کر دی گئی ہے عرنہ اور نمرہ اور مسجد ابراہیم علیہ السلام اس میں سے نہیں، اس کی آخری حد یہاں تک اور اس کی ابتدا عرنہ سے ہوتی ہے۔

جبل رحمت کے نیچے بچھی ہوئی کنکریوں جو کہ بڑی چٹانوں کے پاس ہیں وہاں وقوف کرنا مستحب ہے، اور قبلہ رو ہو کر وقوف کیا جائے، چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی قصواء کا پیٹ چٹانوں کی طرف کیا اور جبل مشاۃ اپنے سامنے رکھا اور قبلہ رو ہو گئے۔

سوم: وقوف کا زمانہ..... بالاتفاق حاجی عرفہ کے دن زوال آفتاب سے لے کر دس ذی الحجہ کے طلوع فجر تک وقوف کر سکتا ہے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد وقوف کیا اور فرمایا: مجھ سے افعال حج حاصل کرو۔ حنابلہ کہتے ہیں: وقوف کے وقت کی ابتداء عرفہ کے دن طلوع فجر سے ہوتی ہے اور انتہاء قربانی کے دن طلوع فجر تک ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہماری اس نماز میں حاضر ہوا اور ہمارے ساتھ وقوف کیا حتیٰ کہ ہم نے کوچ کر دیا، حالانکہ وہ عرفہ میں اس سے پہلے دن کو یا رات کو وقوف کر چکا تو اس کا حج مکمل اور وہ اپنی پراگندگی دور کرتے حلال ہو سکتا ہے۔ ❸

جس شخص نے زوال سے پہلے وقوف کیا اور پھر زوال سے پہلے ہی عرفات سے کوچ کر گیا تو بالاجماع اس کا وقوف معتبر نہیں ہوگا، اگر واپس نہ لوٹا تو اس کا حج فوت ہو جائے گا۔

جس شخص نے عرفات میں وقوف کیا اگرچہ وہاں سے گزرتے ہوئے یا سوتے ہوئے یا بیہوشی کے عالم میں اور اسے عرفہ کا علم نہیں تھا تو حنفیہ کے نزدیک یہ وقوف کافی ہو جائے گا، عبدالرحمٰن بن یعمر دیلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

میں عرفات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اہل نجد کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی! یارسول اللہ! حج کیسے ہوتا ہے؟ فرمایا: حج وقوف عرفہ ہے، جو شخص قربانی کی رات طلوع فجر سے پہلے پہلے عرفہ میں آ گیا تو گویا اس کا حج مکمل ہو گیا۔ ❹

مالکیہ نے عرفات سے گزرنے والے کے متعلق دو شرطیں لگائی ہیں:

ا..... گزرنے والے کو عرفہ کا علم ہو۔

---

❶ رواه ابوداؤد وابن ماجه۔ ❷ رواه ابن ماجه۔ ❸ رواه الخمسة عن عروة بن مضرس۔ ❹ رواه ابوداؤد وابن ماجه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲.....وقوف کے رکن میں حاضری کی نیت ہو۔ مالکیہ نے حنفیہ کی طرح سوئے ہوئے اور بیہوش کے لئے وقوف جائز قرار دیا ہے۔

شافعیہ اور حنابلہ نے یہ شرط لگائی ہے کہ وقوف کرنے والا عاقل ہو، عبادت کی اہلیت رکھتا ہو اس میں بچہ اور سویا ہوا برابر ہیں۔ چونکہ سویا ہوا بیدار کے حکم میں ہے، رہی بات بیہوش اور نشہ والے کی سوان کا وقوف صحیح نہیں، چونکہ ان میں عبادت کی اہلیت نہیں، ان میں سے ہر ایک کی عقل زائل ہے، جو شخص بھی اہل عبادت میں سے ہو وہ لمحہ بھر کے لئے بھی وقوف کے وقت میں عرفہ میں ٹھہر جائے تو اس کا وقوف صحیح ہوگا، برابر ہے جان بوجھ کر حاضر ہوا یا غفلت کے عالم میں حاضر ہوا یا خرید وفروخت کی غرض سے حاضر ہوا یا بات چیت کی غرض سے یا کھیل کود کے لئے، یا نیند کے عالم میں یا وقوف کے وقت میں عرفات کے میدان کو عبور کیا دراں حالیکہ اسے عرفات کا علم ہی نہیں تھا، یا جلد بازی کی حالت میں تیزی سے گزر گیا، یا مقروض کی تلاش میں میدان عرفات کو عبور کیا، یا بدکے ہوئے جانور کا پیچھا کرتے گزرا، یا اپنے اونٹ پر سویا ہوا تھا اور سونے کے عالم میں گزر گیا، یا اس کے علاوہ کسی اور طرح سے عرفات سے گزرا تو ان سب صورتوں میں وقوف صحیح ہوگا البتہ اور کمال فضیلت فوت ہو جائے گی۔

جمہور یعنی حنفیہ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک غروب آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا واجب ہے، تاکہ دن اور رات کے اکھٹے ہونے کا وقت عرفہ میں وقوف کی حالت میں گزرے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غروب آفتاب تک وقوف کیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اور حضرت علی اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عرفہ سے روانہ ہوئے جب آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ اگر غروب آفتاب سے پہلے کوئی شخص روانہ ہو گیا تو اکثر اہل علم کے نزدیک وقوف درست ہے البتہ اس پر دم واجب ہوگا۔

شافعیہ.....شافعیہ کہتے ہیں! فقط رات اور دن کو جمع کرنا مسنون ہے، اور یہ اتباع سنت کی وجہ سے ہے، لہٰذا جو شخص غروب آفتاب سے پہلے روانہ ہو گیا اس پر دم نہیں آئے گا، اگر چہ بعد میں واپس نہ بھی لوٹے، ان کی دلیل صحیح حدیث ہے کہ جو شخص عرفہ میں فجر سے پہلے رات کو یا دن کو آ گیا تو اس کا حج مکمل ہو گیا۔ [1] لہٰذا اگر دم واجب ہوتا تو لامحالہ اس کا حج ناقص ہوتا۔ جی ہاں اتنی بات ہے کہ دم مسنون ہے، کیونکہ خلاف سنت اس نے عرفہ سے کوچ کیا ہے۔

مالکیہ..... مالکیہ کہتے ہیں۔ عرفہ میں حاضر ہونے کا رکن قربانی کی رات ہے خواہ جس حالت میں بھی حاضری ہو۔ اگر چہ گزرنے والا ہو بشرطیکہ اسے عرفہ کا علم ہو اور حاضری کی نیت بھی کرے، لہٰذا جس شخص نے عرفہ کے دن زوال کے بعد وقوف کیا اور پھر غروب آفتاب سے پہلے روانہ ہو گیا اور پھر طلوع فجر سے پہلے عرفات کی طرف نہ لوٹا تو اس پر آئندہ سال حج واجب ہوگا، البتہ اگر غرب آفتاب کے بعد اور امام سے پہلے روانہ ہو گیا تو وقوف اسے کافی ہوگا، اس تفصیل کی روشنی میں مالکیہ کے نزدیک وقوف عرفہ کی شرط یہ ہے کہ رات کے وقت وقوف ہو۔ ان کی دلیل یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غروب آفتاب کے بعد عرفہ میں وقوف کیا ہے، چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رات کے وقت عرفات کو پالیا گویا اس نے حج پالیا، اور جس سے رات کے وقت وقوف فوت ہو گیا اس کا حج بھی فوت ہو گیا۔ وہ عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور اگلے سال دوبارہ حج کرے۔

پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل یہ عمل کیا ہے، کیونکہ آپ کو افضل اور غیر افضل میں عمل کرنے کا اختیار تھا، اور دوسری دلیل میں وقوف کے آخری وقت کو بیان کیا گیا ہے۔

حاصل...... یہ ہے کہ جمہور کہتے ہیں: وقوف خواہ رات کو ہو یا زوال کے بعد دن کو ہو کافی ہو جاتا ہے، مالکیہ کہتے ہیں: رات کو وقوف کرنا واجب ہے، جس شخص نے رات کو وقوف ترک کیا اس کا جبیرہ دم سے ہوگا، جیسے حنفیہ اور مالکیہ رات کو وقوف ترک کرنے والے پر دم واجب کرتے ہیں، شافعیہ کہتے ہیں اس پر دم دینا مسنون ہے۔

---

[1] .. رواه الخمسة يعني أحمد وأصحاب السنن (الاربعة، صححه الترمذي عن عروه بن مضرس بن اوس.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہارم: وقوف عرفہ کی مقدار...... علما کا اتفاق ہے کہ عرفہ کے کسی جزء میں وقوف کافی ہوتا ہے۔ اگر چہ وقوف لمحہ بھر کے لئے ہو، مالکیہ نے اتنی مقدار واجب کی ہے جس میں واقف کو اطمینان اور سکون مل جائے یعنی دو سجدوں کے درمیان جلسہ کی بقدر ٹھہرنا واجب ہے، خواہ کھڑے کھڑے یا بیٹھے یا سوار، لہٰذا فرض مقدار یہ ہے کہ واقف کا اس وقت گھڑی بھر کے لئے میدان عرفات میں موجود ہونا ہے، برابر ہے اسے عرفہ کا علم ہو یا نہ ہو، سویا ہوا ہو یا بیدار ہو، بے ہوشی کے عالم میں یا نشہ میں ہو، یا پاگل پن میں ہو، یہ حنفیہ اور مالکیہ کی رائے میں ہے۔ برابر ہے ٹھہرا ہو یا گزر رہا ہو، پیدل چل رہا ہو یا سوار ہو، سواری پر ہو یا کسی نے اٹھایا ہو، چونکہ وہ فرض مقدار میں وقوف کر چکا، چونکہ حدیث سابقہ ہے۔ ”جس شخص نے عرفہ کا وقوف کر لیا تو گویا اس کا حج مکمل ہو چکا۔ چلنے کی حالت میں وقوف ہو جاتا ہے برابر ہے وقوف کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔“

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وقوف کے لئے طہارت، ستر، استقبال قبلہ اور نیت شرط نہیں۔ اگر وقوف کرنے والا حالت حدث میں ہو یا جنبی ہو یا حالت حیض میں ہو یا نفاس میں ہو تو تب بھی اس کا وقوف صحیح ہے۔ ابن منذر کہتے ہیں۔ ہم نے جن لوگوں سے بھی علم حاصل کیا ہے ان کا اس بات پر اجماع ہے کہ عدم طہارت کی حالت میں وقوف صحیح ہے اور واقف پر کچھ تاوان نہیں۔

”اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جو کچھ حاجی کرتا ہے تم بھی کرتی رہو سوائے اس کے کہ بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حالت حیض میں عرفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر وقوف کیا۔ البتہ طہارت کا ہونا مستحب ہے جیسا کہ میں بیان کروں گا انشاء اللہ۔

پنجم: جب وقوف عرفہ فوت ہو جائے تو اس کا حکم...... جب وقوف عرفہ فوت ہو جائے تو اس سال کا حج بھی فوت ہو جائے گا، اس سال اس کا تدارک ممکن نہیں رہتا، چونکہ کسی چیز کا رکن اس چیز کی ذات ہوتی ہے اور فوت ہو جانے پر اس چیز کی بقاء محال ہوتی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ایضاح ص ۵۴ میں ذکر کیا ہے کہ جب حاجیوں سے یوم عرفہ کی تعیین میں غلطی ہو جائے اور عرفہ کے دن کی بجائے کسی اور دن وقوف کر لیں تو دیکھا جائے گا کہ تاخیر میں غلطی ہوئی یا تقدیم میں، اگر تاخیر میں غلطی ہوئی کہ دس ذی الحجہ کو عرفہ کا دن سمجھ کر وقوف کر لیا تو یہ وقوف کافی سمجھا جائے گا اور حج پورا ہو جائے گا اور حاجیوں پر کچھ تاوان نہیں ہوگا، برابر ہے کہ وقوف کے بعد غلطی ہوئی یا حالت وقوف میں غلطی ہوئی۔

اگر ۹ کی بجائے ۱۱ ذی الحجہ کو وقوف کر دیا یا ۸ ذی الحجہ کو وقوف کر دیا یا میدان عرفات کے علاوہ کسی اور جگہ وقوف کر لیا تو ان کا حج کسی طرح نہیں ہوا۔

اگر وقوف میں حاجیوں کے کسی گروہ سے غلطی سرزد ہوئی جبکہ عام حاجیوں سے غلطی نہیں ہوئی تو اس گروہ کا حج کسی حال میں صحیح نہیں۔

اگر ایک شخص یا چند اشخاص نے چاند دیکھنے کی گواہی دی اور ان کی گواہی رد کر دی گئی تو ان کے نزدیک ۹ ذی الحجہ کو وقوف کے لئے حاضر ہونا واجب ہے، اگر چہ لوگ اس کے بعد وقوف کر لیں۔

ششم: وقوف عرفہ کے آداب اور سنتیں...... ۸ ذی الحجہ کو شام کے وقت منیٰ کی طرف جانا مسنون ہے، پھر منیٰ میں رات گزارنا اور عرفہ کی فجر تک رہنا پھر طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کی طرف جانا مسنون ہے، حاجی عرفات کے قریب نمرہ میں وقوف کریں اسی میں اتباع سنت ہے، جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے، حنابلہ کہتے ہیں: اگر چاہیں تو عرفہ میں اقامت کریں حتیٰ کہ زوال شمس ہو جائے، پھر ظہر کی نماز سے پہلے امام جمعہ کی طرح دو خطبے دے، خطبہ میں لوگوں کو وقوف کی تعلیم دے، عرفہ سے روانگی کے متعلق بتائے، وقوف مزدلفہ کے متعلق بتائے، رمی جمار کی کنکریاں لینے کی تعلیم دے۔ چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر موذن اذان دے اور امام لوگوں کو ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھائے یہ جمع تقدیم ہوگی، ان نمازوں کی قصر کی جائے گی، چونکہ اسی میں سنت کی اتباع ہے، ایک اذان اور دو مرتبہ اقامت کہی جائے اور قرآت سراً کی جائے گی، دونوں نمازوں میں وقفہ نہیں کیا جائے گا، حنفیہ کے نزدیک عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد ظہر کے وقت میں نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

یہ اعمال حج حنفیہ کے نزدیک ہیں، لہٰذا مقیم ومسافر کو شامل ہوں گے، اگر مقیم ہو مثلاً مکہ کا امام ہو تو لوگوں کو مقیمین کی نماز پڑھائے گا اس کے لئے قصر کرنا جائز نہیں۔اور نہ ہی حاجیوں کے لئے اس کی اقتداء کرنا جائز ہے۔

مالکیہ کی رائے بھی اس سے ملتی جلتی ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز کی جمع تقدیم سنت ہے یہاں تک کہ اہل عرفہ کے لئے بھی مسنون ہے، ان کی قصر کرنا مسنون ہے البتہ اہل عرفہ کے لئے قصر کرنا مسنون نہیں۔ دوسری اذان اور عصر کی اقامت ہوگی، دونوں نمازوں کے درمیان نفلی نماز نہ پڑھی جائے، اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دونوں نمازیں جمع کر کے نہ پڑھ سکے تو وہ اپنے خیمے میں جمع کر کے پڑھے۔

حنابلہ نے عرفہ میں مکی اور غیر مکی ہر ایک کے لئے نماز جمع کرنا جائز قرار دیا ہے، رہی بات قصر نماز کی سو وہ اہل مکہ کے لئے جائز نہیں۔

حاصل......یہ ہے کہ جمہور ہر طرح کے حاجی کے لئے دونوں نمازوں کے جمع کرنے کو جائز سمجھتے ہیں، رہی بات قصر کی تو وہ اہل مکہ اور اہل عرفہ کے لئے جائز نہیں۔ جبکہ مالکیہ نے اہل مکہ کے لئے جائز قرار دیا ہے۔

شافعیہ کی رائے......یہ ہے کہ ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرنا اور قصر کرنا اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرنا سفر کی وجہ سے ہے حج کی وجہ سے نہیں، جمع اور قصر فقط مسافر کے لئے جائز نہیں، اور یہ مسافت قصر کے ساتھ خاص ہیں، لہٰذا امام کو چاہئے کہ جو شخص ۸۹ کلومیٹر کی مسافت پر ہو اسے جمع اور قصر کا حکم دے، اور جو شخص مسافت قصر سے کم فاصلے کا رہنے والا ہو اسے پوری نماز پڑھنے اور نماز جمع نہ کرنے کا حکم دے، مثلاً سلام پھیرنے کے بعد یوں کہے: ''اے اہل مکہ اپنی نماز پوری کرلو ہم مسافر لوگ ہیں۔'' جب حجاج مکہ میں داخل ہوں اور چار دن اقامت کی نیت کرلیں تو ان کے لئے نماز پوری پڑھنا لازمی ہے، جب حجاج ترویہ کے دن منیٰ کی طرف چلیں اور اپنے اپنے وطن کو روانہ ہونے کی نیت کریں جب مناسک سے فارغ ہوں تو جس وقت حجاج نکلیں قصر شروع کردیں۔ کیونکہ حجاج بالفعل سفر کو شروع کردیں گے۔

پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد جائے وقوف کی طرف لوٹ جائیں اور جلدی سے اٹھ کر چلیں۔

وقوف کی سنتیں اور آداب: ۱......نمرہ میں غسل کرنا۔

۲......یہ کہ عرفات میں کوئی شخص داخل نہ ہو مگر زوال اور دو نمازوں کے بعد۔

۳......امام کا دو خطبے دینا اور دو نمازوں کو جمع کرنا۔

۴......نمازوں کے بعد وقوف کرنے میں جلد بازی کرنا۔

۵......جبل رحمت کے نیچے بڑی چٹانوں کے پاس وقوف کرنا افضل ہے۔

۶......غروب آفتاب تک وقوف میں رہنا تاکہ وقوف میں رات اور دن کا ملاپ ہو جائے بلکہ شافعیہ کے علاوہ جمہور کے نزدیک جھٹ پٹے میں وقوف کا ہونا واجب ہے۔

۷......پاکی کی حالت میں ستر عورت کے ہوتے ہوئے قبلہ رو ہو کر وقوف کرنا اگر کسی نے حالت حدث یا حالت جنابت یا نجاست کی حالت میں یا کشف عورت کی حالت میں وقوف کیا تو وقوف صحیح ہوگا البتہ فضیلت جاتی رہے گی۔

۸......سوار ہو کر وقوف کرنا افضل ہے، سوار ہو کر وقوف کرنا چلتے چلتے وقوف کرنے سے افضل ہے۔

چونکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء ہے۔ سوار ہو کر وقوف کرنے میں دعا کو مدد ملتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹......سائے کی بنسبت دھوپ میں وقوف کرنا افضل ہے البتہ عذر کی وجہ سے سایہ میں وقوف کرنا بھی درست ہے مثلاً دھوپ میں بیٹھ کر دعا میں غور وخوض نہ ہوتا ہو تو سائے میں بیٹھ جائے۔

۱۰......یہ کہ وقوف کے دوران روزہ نہ ہو چونکہ افطار کی حالت میں دعا بہتر طور پر ہوتی ہے، صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت افطار میں وقوف کیا ہے۔

۱۱......یہ کہ وقوف کرنے والا حضور قلب سے وقوف کرے دیگر تمام مشغولیات سے فارغ ہو کر دعا واذکار میں مشغول رہے۔

۱۲......لڑائی جھگڑا، فساد، گالم گلوچ، ٹکراؤ، فحش کلام وغیرہ سے گریز کرنا، بلکہ کلام مباح سے جہاں تک ہو احتراز کرے، چونکہ فحش کلامی میں ضیاع وقت ہے جبکہ یہ وقت انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

۱۳......خصوصاً عرفہ کے دن اور حج کے بقیہ ایام میں بھی خیر وبھلائی کے اعمال کثرت سے کرنا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایام حج (یعنی عشرہ ذی الحجہ) میں جو عمل کیا جاتا ہے وہ سب اعمال سے افضل ہوتا ہے، صحابہ نے عرض کیا: جہاد بھی ان اعمال کی بنسبت افضل نہیں؟ فرمایا: جہاد بھی افضل نہیں، ہاں البتہ جو شخص اپنا مال اور اپنی جان جہاد میں لگا دے اور کچھ بھی لے کر سامنے نہ آئے تو اس کا عمل افضل ہے۔ ❶

(۱۴)......دعا، تہلیل، قرأت قرآن، استغفار، خشوع وخضوع، اللہ کے حضور عاجزی، فقر ومحتاجی کا اظہار دعا میں گڑگڑانا اور تین تین بار دعائیں کرنا، تسبیح، تحمید اور تکبیر زیادہ سے زیادہ کرے اور ساتھ روئے چونکہ یہی مقام آنسو بہانے اور لغزشیں معاف کرانے کا ہے۔

اس مقام میں افضل دعا وہ ہے جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ کے دن افضل دعا وہ ہے جو میں پڑھتا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء بھی پڑھتے رہے:

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیر

کتاب ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن جائے وقوف میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے:

اللھم لک الحمد کالذی نقول وخیراً مما نقول اللھم لک صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی والیک مآبی ولک ربی تراثی

پھر یہ دعا پڑھے:

اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر ووسوسۃ الصدر وشتات الأمر اللھم انی اعوذبک من شرما تجئی بہ الریح

اسی طرح مختار دعاؤں میں سے یہ بھی ہے:

"اللھم آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار،اللھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً وانہ لایغفر الذنوب الا انت، فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم، اللھم اغفرلی مغفرۃ من عندک تصلح بھاشأ نی فی الدارین وارحمنی رحمۃ منک اسعد بھا فی الدارین وتب علی توبۃ نصوحاً لا انکثھا ابداً والزمنی سبیل الاستقامۃ لا ازیغ عنھا ابداً اللھم انقلنی من ذل المعصیۃ الی عزا لطاعۃ وأغننی بحلالک عن حرامک وبطاعتک عن معصیتک وبفضلک عمن سواک ونور قلبی وقبری، واعذنی من الشر کلہ واجمع لی الخیر کلہ واستود عک دینی وأ مانتی

❶ ......رواہ البخاری عن ابن عباس۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقلبی وبدنی وخواتیم عملی وجمیع ماأنعمت به علی وعلی جمیع احبائی والمسلمین اجمیعن

بآواز بلند تلبیہ پڑھنا مستحب ہے اور زیادہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے، دعاؤں، اذکار کی جمیع انواع گاہے گاہے کرتا رہے یعنی کبھی دعا کرے، کبھی تہلیل کرے، کبھی تکبیر کہے کبھی تلبیہ پڑھے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، کبھی استغفار کرے اور کبھی انفرادی دعا کرے اور کبھی اجتماعی دعا کرے۔

حاجی کو چاہئے کہ اپنے لئے دعا کرے، والدین، قریبی رشتہ دار، دوست واحباب احسان مندوں اور مسلمانوں کے لئے دعائیں کرے۔

کثرت سے استغفار کرنا مستحب ہے، ہر طرح کی خلاف ورزی سے استغفار کرے، دل کے ساتھ اعتقاد بھی ہو، دعاؤں اور اذکار کے ساتھ روئے یہی آنسو بہانے کا اور لغزشیں معاف کرانے کا مقام ہے، چونکہ حج عظیم اجتماع ہے جس میں اللہ کے مخلص بندے جمع ہوتے ہیں، اللہ کے خاص اور مقرب بندے جمع ہوتے ہیں، چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ کے دن سے بڑھ کر ایسا کوئی دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے کثرت سے بندوں کو نجات دیتا ہو، ان لوگوں پر فرشتوں کو رشک آتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔"

چھٹی بحث...... واجبات حج

واجبات حج وعمرہ وہ ہوتے ہیں جن کو چھوڑنے پر دم واجب ہوتا ہے اور ہونے والی کمی دم سے پوری ہو جاتی ہے، واجبات فقہاء کے درمیان مختلف فیہ ہیں۔

حنفیہ...... کے نزدیک حج کے واجبات بارہ ہیں، لباب میں پندرہ تک بیان کئے گئے ہیں۔ ان سب میں سے کچھ یہ ہیں۔ سعی، وقوف مزدلفہ، اگرچہ رات کے آخری نصف میں ایک لمحہ کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ رمی، جمار، حلق یا تقصیر، طواف وداع حنفیہ کے نزدیک طواف وداع آفاقی یعنی اس شخص کے لئے ہے جو مواقیت سے باہر ہو اور عورتوں میں غیر حائضہ کے لئے ہے،

حنفیہ کے نزدیک عمرہ کے واجبات دو ہیں، سعی، حلق یا تقصیر۔

مالکیہ...... مالکیہ کے نزدیک حج کے واجبات پانچ ہیں، طواف قدوم، وقوف مزدلفہ، رمی جمار، حلق یا تقصیر منیٰ میں رات کا پڑاؤ، جبکہ مالکیہ کے نزدیک عمرہ کا صرف ایک واجب ہے حلق یا تقصیر۔

شافعیہ...... شافعیہ کے نزدیک حج کے واجبات پانچ ہیں۔ میقات زمانی اور مکانی کی رعایت رکھ کر احرام باندھنا، رمی جمار، مزدلفہ میں وقوف، منیٰ میں رات کو ٹھہرنا، طواف وداع، جبکہ شافعیہ کے نزدیک عمرہ کے اعمال سبھی ارکان ہیں البتہ حل سے احرام باندھنا واجب ہے، جیسا کہ حلق یا تقصیر شافعیہ کے مشہور قول کے مطابق حج اور عمرہ میں رکن ہیں۔

حنابلہ...... حنابلہ کے نزدیک حج کے واجبات چھ ہیں، میقات سے احرام باندھنا، دن کے وقت غروب تک وقوف عرفہ کرنا، آدھی رات کے بعد مزدلفہ میں رات گزارنا منیٰ میں رات کو ٹھہرنا، جمرات کی رمی کرنا، حلق یا تقصیر اور طواف وداع۔

حنابلہ کے نزدیک عمرہ کے واجبات دو ہیں، حلق یا تقصیر، حل سے احرام باندھنا۔

مذکورہ بالا واجبات میں سے احرام، سعی اور طواف کے احکام بسط وتفصیل سے ہم نے بیان کر دیئے ہیں اور ان کے علاوہ بقیہ واجبات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا مقصد......وقوف مزدلفہ

اس مقصد کے ذیل میں یہ امور زیر بحث آئیں گے۔وقوف مزدلفہ کی شرعی کیفیت،رکن،وقوف مزدلفہ کی جگہ،وقت،وقت سے فوت ہوجانے کا حکم اور سنتیں۔[1]

پہلی چیز:وقوف مزدلفہ کی کیفیت......وقوف مزدلفہ تمام مذاہب میں بالاتفاق واجب ہے رکن نہیں،لہٰذا جس شخص نے وقوف مزدلفہ ترک کیا اسے دم لازم ہوگا،مزدلفہ میں رات گزارنا حنابلہ کے نزدیک واجب ہے حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک سنت ہے،شافعیہ کے نزدیک اقوال ہیں،ایک قول کے مطابق سنت اور دوسرے قول کے مطابق واجب ہے۔

البتہ امام نووی اور سبکی کے نزدیک وجوب کا قول راجح ہے،دونوں اقوال کا محل عذر نہ ہونے کے اعتبار سے ہے،رہی بات معذور کی سو بالیقین اس پر دم نہیں ہے،معذورین میں سے یہ شخص بھی ہے جو رات کو عرفہ میں آئے اور وقوف عرفہ میں مشغول رہے،ایک وہ شخص بھی معذور ہے جو عرفہ سے مکہ کو چلا جائے اور طواف رکن کرے اور وقوف مزدلفہ فوت ہوجائے،علامہ اذرعی کہتے ہیں:جو شخص خود چل کر مزدلفہ نہ جاسکتا ہو اسے اٹھا کر لے جانا چاہئے،بشرطیکہ اسے اٹھانے میں مشقت نہ ہوتی ہو،معذورین میں سے وہ عورت بھی ہے جسے حیض پیش آجانے کا خوف ہو اور وہ عرفہ سے مکہ روانہ ہوجائے تاکہ طواف زیارت کرلے۔"كفاية الاختيار"میں لکھا ہے کہ مزدلفہ میں رات گزارنا سنت ہے۔

مقدار وقوف حنفیہ......حنفیہ کے نزدیک وقوف مزدلفہ کی مقدار واجب لحہ بھر ہے اگرچہ کوئی گزرتا ہی جائے،جیسا کہ عرفہ میں وقوف ہوتا ہے،اور مقدار سنت اچھی طرح صبح کی سفیدی ہوجانے تک ٹھہرے رہنا ہے۔

حنابلہ......حنابلہ کے نزدیک نصف رات کے بعد ٹھہرنا ہے،اگر کوئی شخص آدھی رات گزرنے کے بعد مزدلفہ سے روانہ ہوا اس پر کچھ تاوان نہیں ہوگا۔

شافعیہ......کے نزدیک لحظہ بھر کے لئے آدھی رات کے بعد ٹھہرنا ہے۔

مالکیہ......کے نزدیک اتنی دیر ٹھہرنا واجب ہے جتنی دیر میں سواریوں کے کجاوے اتارے جاسکیں،مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھی جاسکیں اور کھاپی لیا جاسکے۔

حنابلہ کے علاوہ جمہور کی رائے میں لوگوں کے لئے بہت آسانی ہے چونکہ اب حاجیوں کی تعداد بڑھ چکی ہے اور اجتماعی طور پر وہاں رات گزارنے میں دشواری ہے۔

مشعر حرام میں آنا......مشعر حرام مزدلفہ میں جبل قزح کو کہا جاتا ہے،حنفیہ کے نزدیک اس کے پاس ٹھہرنا مستحب ہے،مالکیہ کے نزدیک سنت ہے مالکیہ کے نزدیک یہی قابل اعتماد قول ہے،شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک سنت ہے۔

دلیل......وقوف مزدلفہ کے واجب ہونے کی دلیل یہ آیت ہے:

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَاذْكُرُوا۟ اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ......البقرۃ ۱۹۸/۲

---

[1]......تفصیل کے لئے البدائع ۱۳۵/۲، الدر المختار ۲۴۱/۲، فتح القدير ۱۶۹/۲، اللباب ۱۸۶/۱، الشرح الصغير ۵۷/۲ الايضاح ص ۵۵، مغنی المحتاج ۴۹۹/۱، المغنی ۴۱۷/۲، شرح المجموع ۱۲۰/۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تم عرفات سے روانہ ہو جاؤ تو مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے اس نماز یعنی نماز فجر میں حاضر ہو وہ ہمارے ساتھ وقوف کرے حتیٰ کہ ہم روانہ ہو جائیں، حالانکہ اس سے قبل عرفات میں رات کو یا دن کو وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج مکمل ہو گیا، وہ حلال ہو کر اپنی پراگندگی دور کر لے۔
رواہ الخمسۃ وصححہ الترمذی

مزدلفہ کے مختلف نام......مزدلفہ کے مختلف نام ہیں: مزدلفہ، جمع اور مشعر حرام، مزدلفہ کی حدود عرفات کی تنگ جگہ سے قرن محسر تک، شمال کی طرف سے گھاٹیوں تک، اس میں جس جگہ بھی وقوف کر لیا کافی ہوگا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سارا مزدلفہ جائے وقوف ہے۔

دوسری چیز......وقوف مزدلفہ کارکن

حنفیہ......کہتے ہیں: مزدلفہ میں موجود ہونا وقوف مزدلفہ کا رکن ہے، برابر ہے کہ حاجی بذات خود موجود ہو یا اس کی طرف سے حج بدل کرنے والا موجود ہو، یا اسے اٹھا کر لایا گیا ہو، خواہ اس کے حکم سے یا اس کے حکم کے بغیر، خواہ وقوف میں وہ سویا ہوا ہو یا بے ہوش ہو، پاگل ہو یا نشہ میں ہو، برابر ہے وقوف کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو، مزدلفہ کا اسے علم ہو یا نہ ہو اگرچہ راہ گیر ہی کیوں نہ ہو جیسے وقوف عرفہ میں ہوتا ہے۔

مالکیہ......کہتے ہیں: اتنی مقدار میں مزدلفہ میں اترنا واجب ہے جتنی مقدار میں کجاوے اتارے جا سکیں مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھی جا سکیں اور کھانا لیا جا سکے، اگر مزدلفہ میں نہ اترا تو دم واجب ہوگا، مالکیہ کے نزدیک مشعر حرام کے پاس اترنا معتمد قول کے مطابق سنت ہے۔

شافعیہ......کہتے ہیں لحظہ بھر کے لئے ٹھہر جانا حصول وجوب کے لئے کافی ہے، جیسے عرفہ کا وقوف لحظہ بھر کے لئے کافی ہوتا ہے، لہٰذا گزرنا بھی کافی ہے، اگرچہ نہ ہی ٹھہرے، اس کا وقت نصف رات کے بعد ہے، کمزور لوگوں اور عورتوں کو نصف رات کے بعد منیٰ کی طرف روانہ کر دینا مسنون ہے، مزدلفہ میں وقوف کرنے والے تلبیہ تکبیر وغیرہ پڑھتے رہیں چونکہ اسی میں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ❶ عورتوں اور ضعیفوں کے علاوہ بقیہ لوگ فجر تک ٹھہرے رہیں اور اندھیرے اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھیں۔

حنابلہ......کہتے ہیں: مزدلفہ میں رات بسر کرنا واجب ہے، جس شخص نے وقوف مزدلفہ کو ترک کیا اس پر دم واجب ہوگا، جو شخص مزدلفہ میں رات کو ٹھہرے تو اس کے لئے نصف رات سے پہلے کوچ کرنا جائز نہیں، اگر نصف رات کے بعد کوچ کیا تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ”مجھ سے اپنے مناسک حاصل کرو“ نصف رات کے بعد کوچ کرنے میں رخصت دی گئی ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمزور گھر والوں میں جو کہ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے ان میں میں بھی شامل تھا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی روانگی کی رخصت دی۔ ❷

وقوف مزدلفہ کے لئے حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں، چونکہ وقوف ایسی عبادت ہے جو بیت اللہ سے متعلق نہیں۔ لہٰذا طہارت کے بغیر بھی وقوف مزدلفہ، وقوف عرفہ اور رمی جمار کی طرح درست ہے۔

تیسری چیز: مزدلفہ میں وقوف کی جگہ......مزدلفہ، منیٰ اور عرفہ کے درمیان واقع ہے، مزدلفہ پورا کا پورا جائے وقوف ہے سوائے

---

❶......رواہ الشیخان (نصب الرایۃ ۳/۷۲) ❷ متفق علیہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطن محسر کے، بطن محسر منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک وادی ہے، مزدلفہ کے کسی بھی حصہ میں وقوف کرلیا تو کافی ہوگا، وادی محسر کے علاوہ جہاں چاہے اترے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''میدان عرفات سارے کا سارا جائے وقوف ہے سوائے بطن عرنہ کے، مزدلفہ سارے کا سارا موقف ہے سوائے وادی محسر کے۔'' ❶

حنفیہ کے نزدیک وادی محسر میں اترنا مکروہ ہے، البتہ اگر کسی شخص نے وادی محسر میں وقوف کرلیا تو باوجود کراہت کے وقوف کافی ہوگا۔

جبکہ جبل قزح کے پاس وقوف کرنا افضل ہے، مشعر حرام مزدلفہ کا آخری حصہ ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل قزح کے پاس وقوف کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے افعال حج حاصل کرو۔ ❷

چوتھی چیز: وقوف مزدلفہ کا وقت..... وقوف مزدلفہ کے وقت کے بارے میں فقہاء کی دو آراء ہیں۔

۱: حنفیہ کی رائے..... یہ ہے کہ وقوف مزدلفہ کا وقت قربانی کے دن (۱۰ ذی الحجہ) کی رات کے طلوع فجر سے طلوع آفتاب کے درمیان کا وقت ہے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم مزدلفہ سے طلوع آفتاب سے پہلے روانہ ہوئے، چنانچہ جس شخص نے طلوع فجر سے پہلے یا طلوع آفتاب کے بعد وقوف کیا تو اس کا وقوف کسی درجہ میں شمار نہیں ہوگا۔ وقوف کی مقدار واجب لحہ بھر ہے جبکہ مقدار سنت رات بھر وقوف کرنا حتیٰ کہ اچھی طرح سے سفیدی پھیل جائے، بلکہ مسنون یہ ہے کہ قربانی والی رات مزدلفہ میں بسر کی جائے۔

البتہ مزدلفہ میں رات گزارنا واجب نہیں، واجب تو وقوف ہے، افضل یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد وقوف ہو، نماز فجر تاریکی میں پڑھی جائے، پھر مشعر حرام کے پاس وقوف کیا جائے، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور اپنی حاجات طلب کرے، پھر طلوع آفتاب سے قبل منیٰ کی طرف روانہ ہو جائے، اگر کوئی شخص طلوع فجر کے بعد اور نماز سے پہلے روانہ ہوگیا تو گویا اس نے برا کیا البتہ سنت کے ترک کرنے پر اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔

۲: جمہور کی رائے..... وقوف مزدلفہ کا وقت رات ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مالکیہ..... کہتے ہیں رات کے کسی بھی حصہ میں اتنی مقدار میں وقوف کرلیا گیا کہ جتنا وقت کجاوے اتارنے، مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھنے اور کھانے پینے میں صرف ہوتا ہے، جبکہ مزدلفہ میں رات گزارنا سنت ہے، چنانچہ جب طلوع فجر ہو تاریکی ہی میں فجر کی نماز پڑھ لی جائے پھر مشعر حرام کی طرف کوچ کر جائیں یہی معتمد قول کے مطابق سنت ہے۔

یہاں دعا میں سفیدی پھیل جانے تک مصروف رہیں، پھر طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ کی طرف کوچ کر جائیں اور وادی محسر سے تیزی سے گزر جائیں۔

شافعیہ..... کہتے ہیں: وقوف مزدلفہ کا وقت نصف رات گزر جانے کے بعد سے شروع ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص رات کے پچھلی نصف حصہ میں مزدلفہ میں موجود نہ ہو وہ دم دے۔

حنابلہ..... کہتے ہیں: مزدلفہ میں طلوع فجر تک رات گزارنا واجب ہے، جس نے اسے ترک کیا اس پر دم آئے گا، جب فجر کی نماز پڑھ لے تو مشعر حرام کے پاس وقوف کرے، اگر ممکن ہو تو مشعر حرام پر چڑھے، وگرنہ اس کے پاس وقوف کرے، دعاؤں اور اذکار میں اچھی طرح

---

❶..... رواه الخمسة من الصحابة جابر عند ابن ماجه، جبير بن مطعم عند احمد، ابن عباس عند الطبراني والحاكم، ابن عمر عند ابن عدى وابو هريرة عند ابن عدى وهو ضعيف الا حديث ابن عباس قال الحاكم صحيح على شرط مسلم (نصب الراية ۳/۶۰) ❷ رواه جابر في حديثه الطويل المتقدم.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشغول رہے چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ عِندَ ٱلْمَشْعَرِ ٱلْحَرَامِ ......البقرة ۲/ ۱۹۸

جب تم عرفات سے روانہ ہو جاؤ تو مشعر حرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشعر حرام کے پاس آئے اور اس پر چڑھے، رب تعالیٰ سے دعا کی "تہلیل وتکبیر کی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا۔" جو شخص مزدلفہ میں رات گزارے تو نصف رات سے پہلے اس کے لئے جانا جائز نہیں، اگر نصف رات کے بعد روانہ ہوا تو اس پر کچھ تاوان نہیں۔

پانچویں چیز: وقت سے وقوف مزدلفہ فوت ہو جانے کا حکم

حنفیہ...... کہتے ہیں اگر کسی عذر کی وجہ سے وقوف مزدلفہ فوت ہوا تو اس پر کچھ نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعفاء کو پہلے ہی بھیج دیا تھا اور آپ نے ان پر کفارہ واجب نہیں کیا۔ اگر بغیر کسی عذر کے فوت ہوا تو اس پر دم واجب ہوگا چونکہ اس نے بغیر کسی عذر کے وقوف ترک کیا ہے لہٰذا کفارہ واجب ہوگا۔

جمہور...... کہتے ہیں وقوف مزدلفہ ترک کرنے پر دم واجب ہوگا۔

چھٹی چیز: وقوف مزدلفہ کی سنتیں: ۱...... مشعر حرام میں وقوف کرنے کے لئے رات کے وقت غسل کرنا اور عید کے لئے غسل کرنا جو شخص پانی نہ پائے تو وہ تیمم کرلے، جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے الایضاح میں بیان کیا ہے۔

۲...... مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھنا، یہ جمع جمع تاخیر ہوگی، ہر نماز کے لئے اقامت ہوگی، ایسے ہی جیسے نمرہ میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کیں، انفرادی طور پر جمع کی جائیں اور امام کے پیچھے بھی جمع کی جائیں۔

۳...... رات بھر عبادت، دعا، اذکار اور تلاوت میں مشغول رہنا۔

۴...... نصف رات کے بعد تیار رہنا، اور یہیں سے رمی جمار کے لئے کنکریاں چننا، یعنی قربانی کے دن کے لئے سات کنکریاں اور ایام تشریق میں رمی جمار کے لئے تریسٹھ (۶۳) کنکریاں چننا، کل ملا کر ستر کنکریاں بنتی ہیں، بڑا پتھر توڑ کر کنکریاں نہ بنائی جائیں چونکہ اس میں دوسروں کو اذیت پہنچنے کا اندیشہ ہے، بلکہ کنکریاں چنی جائیں۔

مزدلفہ میں جس جگہ سے چاہے کنکریاں چن لے البتہ نجاست والی جگہ اور مسجد سے کنکریاں چننا مکروہ ہے، اسی طرح جمرات کو ماری گئی کنکریاں اٹھا کر دوبارہ مارنا بھی مکروہ ہے، رمی کی کنکریوں کو دھونا مکروہ ہے، جبکہ امام نووی اور بعض حنابلہ نے کنکریوں کے دھونے کو مستحب قرار دیا ہے، چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کنکریاں دھوتے تھے، غایۃ المنتھی میں لکھا ہے کہ نجس کنکری دھو لی جائے۔

۵...... مشعر حرام کے پاس وقوف کرنا اور اس کے اوپر چڑھنا بشرطیکہ اوپر چڑھنا ممکن ہو ورنہ مشعر حرام کے نیچے وقوف کرلیا جائے۔

۶...... صبح کی نماز اول وقت میں پڑھنا، مزدلفہ میں تکبیر کہنے میں مبالغہ کرنا زیادہ تاکید کے باعث ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء بھی ہے۔

۷...... نماز فجر کے بعد مشعر حرام کے پاس قبلہ رو ہو کر وقوف کرنا، یہاں دعائیں کرے، تکبیر وتہلیل اور اللہ کی حمد وثناء کرے، کثرت سے تلبیہ پڑھے، زیادہ سے زیادہ یہ دعا پڑھے:

اللھم کما اوقفتنا فیہ وأریتنا ایاہ فوفقنا لذکرک کما ھدیتنا واغفرلنا وارحمنا کما وعدتنا بقولک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاذا افضتم من عرفات فاذكروا الله عند المشعر الحرام واذكروه كما هداكم وان كنتم من قبله لمن الضالين ثم افيضوا من حيث افاض الناس واستغفروا الله ان الله غفور رحيم

پھر تین بار کہے:

الله اكبر، لا اله الا الله والله اكبر، الله اكبر ولله الحمد

جب تک اچھی طرح سفیدی ہو جائے اس وقت تک وقوف میں رہے، چونکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سابق حدیث میں ہے۔ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم برابر وقوف میں رہے حتیٰ کہ اچھی طرح سفیدی پھیل گئی۔'' پھر طلوع آفتاب سے پہلے روانہ ہو جائے چونکہ اسی میں رسول اللہ کے فعل کی اتباع ہے، کوچ کرتے وقت تلبیہ اور اذکار کرتا رہے کیونکہ آیت کریمہ میں اس کی راہنمائی کی گئی ہے:

فاذا افضتم من عرفات فاذكروا الله ......الخ

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برابر تلبیہ کرتے رہے حتیٰ کہ رمی جمار کی۔

۸......ضعفاء یعنی عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو طلوع فجر سے پہلے منیٰ کی طرف روانہ کر دینا تا کہ جمرہ عقبہ کی رمی بھیڑ اور ہجوم سے پہلے پہلے کر لیں، ان لوگوں کو مزدلفہ سے آدھی رات ہو جانے کے بعد روانہ کیا جائے، شافعیہ کے نزدیک یہی سنت ہے، ضعفاء کے علاوہ بقیہ لوگ مزدلفہ میں ٹھہرے رہیں حتیٰ کہ صبح کی نماز مزدلفہ ہی میں پڑھیں۔

۹......وادی محسر سے جلدی جلدی گزرنا، (1) یعنی پیادہ ہو تو تیز تیز چلے اور اگر سوار ہو تو سواری کو کوچا دیکر اسے حرکت دے، حتیٰ کہ عرضاً وادی قطع ہو جائے، اسی میں اتباع سنت ہے دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اسی وادی میں اصحاب فیل جو کعبہ کو منہدم کرنے کی غرض سے آئے تھے ان پر عذاب نازل ہوا۔

وادی محسر کے علاوہ بقیہ راستے میں وقار اور سکون کے ساتھ چلنا چاہئے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ ''اے لوگوں آرام وسکون سے چلو۔''

دوسرا مقصد......منیٰ میں رمی جمار اور وہاں رات گزارنے کا حکم

میں اس مقصد کے ذیل میں یہ امور بیان کروں گا، رمی کا معنی، وجوب رمی، رمی میں نائب بنانا، رمی کا وقت، رمی کی جگہ، اس کی شرائط، مقدار، اس کی جنس، کنکریاں اٹھانے کی جگہ، ہر جگہ میں ہر دن رمی کی مقدار، رمی کی کیفیت، رمی کی سنتیں اور مکروہات، جب رمی وقت سے مؤخر ہو جائے تو اس کا حکم، منیٰ میں رات گزارنے کا حکم۔

پہلی چیز: رمی جمار کا معنی، رمی کی حکمت اور منیٰ کی حدود:

لغوی معنی......رمی جمار کا لغوی معنی: چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارنا ہے، جمار ''جمرۃ'' کی جمع ہے۔ جمرہ چھوٹی کنکری کو کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف...... ''مخصوص جگہ، مخصوص وقت میں مخصوص تعداد میں کنکریاں مارنا رمی جمار کہلاتا ہے۔'' چنانچہ اگر کسی شخص نے کنکری اٹھا کر ہاتھ سے رکھ دی تو یہ رمی جمار نہیں ہوگی، کیونکہ رمی پھینکنا ہے اور اس میں پھینکنا نہیں پایا گیا، اگر کنکری جھٹک دی تو رمی کے لئے کافی ہوگی، ہاں البتہ اصل رمی ہلکی سی کنکری مارنا اور اس سے ابلیس کو سنگسار کرنے کا قصد ہو۔

---

(1)......وادی محسر کو وادی نار بھی کہا جاتا ہے یہ ۵۴۵ ہاتھ چوڑی وادی ہے، یہی وادی مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان فرق کرتی ہے۔ اسی وادی میں ابراہہ اور اس کے لشکر پر عذاب نازل ہوا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمی کی حکمت......رمی جمار ایک طرح کا رمز اور اشارہ ہے گویا رمی شیطان کو ڈانٹنے کی ایک ترجمانی ہے کیونکہ شیطان انسان کو معصیت میں مبتلا کرتا ہے، اور معصیت میں مشغول رکھ کر روحانیت سے غافل کرتا ہے، اس وقت تو وہاں موجود نہیں ہوتا گویا ایک گمان سا ہوتا ہے، چونکہ محسوس معقول کی طرف دلالت کرتا ہے، اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء بھی ہے چونکہ جب آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا تو اس وقت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ہاجرہ علیہا السلام نے شیطان کو کنکریاں ماریں تاکہ ذبح کے عمل میں وہ دل میں وسوسے نہ ڈالے، نیز حکمت کے مامور تو بس صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالانا ہے۔

منیٰ کی حدود......وادی محسر اور جمرۂ عقبہ و منیٰ کے درمیان ۲ میل لمبی گھاٹی ہے اور اس کی چوڑائی کم ہے، اس پر احاطہ کئے ہوئے پہاڑ جو سامنے کی سمت میں ہیں وہ منیٰ کا حصہ ہیں اور جو پچھلی طرف ہیں وہ منیٰ کا حصہ نہیں۔

جمرات......جمرات کی تعداد تین ہے:

۱......جمرۂ اولی اسے جمرہ صغریٰ بھی کہتے ہیں۔

۲......جمرۂ وسطیٰ۔

۳......اور جمرۂ عقبہ اسے جمرۂ کبریٰ بھی کہتے ہیں۔ پہلا جمرہ مسجد خیف کے ساتھ ملا ہوا ہے، مسجد خیف کو مسجد ابراہیم بھی کہا جاتا ہے یہ مکہ سے ایک میل سے کم فاصلے پر ہے، جمرۂ عقبہ منیٰ کے آخر میں مکہ کی طرف ہے۔

ملاحظہ......جمرۂ عقبہ، اس عقبہ کی طرف منسوب نہیں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے انصار سے بیعت لی تھی، بلکہ وہ تو ایک بڑی چٹان ہے جو شروع منیٰ میں آتی ہے، جبکہ یہ تینوں جمرات شارع کے وسط میں واقع ہیں اور آخری جمرہ اور جمرہ وسطیٰ کے درمیان ۱۵۵ میٹر کا فاصلہ ہے، حاجی رمی کی پہلے سے ابتدا کرے گا اور آخری پر ختم کرے گا۔

دوسری چیز: وجوب رمی جمار اور رمی میں انابت......رمی جمار بالاتفاق واجب ہے، چونکہ اسی میں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کے دن اونٹنی پر سوار جمرہ کی رمی کرتے دیکھا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" کہ مجھ سے افعال حج حاصل کرو ہوسکتا ہے میں اس حج کے بعد حج نہ کرسکوں۔

رمی میں نائب بنانا صحیح ہے چنانچہ جو شخص بذات خود رمی کرنے سے عاجز ہو، یا وہ بیمار ہو یا قید و بند میں ہو یا نہایت بوڑھا ہو یا حاملہ عورت ہو تو وہ رمی کے لئے نائب مقرر کرسکتے ہیں، یہ لوگ اپنا وکیل بنالیں اور وکیل ان کی طرف سے سب جمرات کی رمی کرے، ایک آدمی چند حاجیوں کا وکیل بن سکتا ہے تاہم وکیل پہلے اپنی طرف سے رمی کرے پھر مؤکلین کی طرف سے، اگر مؤکل قدرت رکھتا ہو تو وہی نائب کو کنکری تھمائے اور تکبیر بھی کہے جو کہ یہ ہے۔ اللہ اکبر (۳ بار) "لاالٰہ الااللّٰہ واللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد" امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہی منقول ہے۔

البتہ مالکیہ کے نزدیک مؤکل پر دم واجب ہوگا، نائب بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ مؤکل کے ذمہ سے گناہ ساقط ہوجائے گا اور دم دے کر الزام سے بری ہوجائے گا، ہجوم زیادہ ہونے کے وقت عورت کا وکیل بنانا بہتر ہے۔ ❶

---

❶......رواہ احمد ومسلم والنسائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری چیز: رمی کا وقت:

ا: جمرہ عقبہ کی رمی......شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک جمرہ کبری (عقبہ) کا وقت قربانی کی رات کے نصف سے شروع ہو جاتا ہے، البتہ طلوع آفتاب کے بعد رمی کرنا افضل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی رات حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رمی کا حکم دیا تھا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فجر سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کی پھر چل دیں۔ (۱)

مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک اس کا وقت عید کے دن طلوع آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمی نہ کرو حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔ (۲) جو شخص حج افراد یا حج قران کر رہا ہو تو وہ جمہور کے نزدیک رمی کرتے وقت پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ منقطع کردے، اس کی دلیل حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جسے ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ ”میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور ہم مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جارہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر تلبیہ کہتے رہے حتیٰ کہ جمرۂ عقبہ کی رمی کی۔“ (۳)

عمرہ کرنے والا طواف کی ابتداء میں تلبیہ منقطع کردے۔

مالکیہ کہتے ہیں: عرفہ کے دن زوال شمس کے وقت تلبیہ منقطع کردیا جائے جمرۂ عقبہ کی رمی کا وقت عید کے دن آخر تک رہتا ہے، اس کی دلیل بخاری کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے شام ہو جانے کے بعد رمی کی ہے، آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

ب: ایام تشریق میں تین جمرات کی رمی......زوال شمس کے بعد ہر دن یعنی ظہر کے بعد تینوں جمرات کی رمی کی جائے یہ بالاتفاق ہے، اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمار کی رمی اس وقت کرتے جب زوال آفتاب ہو جاتا۔ زوال سے پہلے رمی جائز نہیں، رمی کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے۔

اگر کسی شخص نے رات تک رمی موخر کردی تو مالکیہ کے نزدیک یہ رمی قضاء ہوگی چونکہ غروب تک ادا کا وقت ہوتا ہے جو نکل چکا، لہٰذا تاخیر کی وجہ سے اس پر دم ہوگا، اگر ایک کنکری یا زائد کنکریوں میں تاخیر کی تو دم صرف ایک ہی واجب ہوگا۔

حنفیہ......کہتے ہیں اگر کسی شخص نے رات تک رمی مؤخر کی اور پھر طلوع فجر سے پہلے پہلے رمی کرلی تو یہ جائز ہے اور اس پر کچھ تاوان نہیں۔ چونکہ رمی کے ایام میں رات بھی رمی کا وقت ہوتا ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایام تشریق کے تیسرے دن کی رمی (حقیقت میں یہ رمی کا چوتھا دن ہوتا ہے) زوال سے قبل بھی کی جاسکتی ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایام تشریق کے آخری دن شروع دن میں رمی کرلی جائے تو یہ جائز ہے۔

حنابلہ......کہتے ہیں: رمی صرف زوال کے بعد ہوگی البتہ پانی پلانے والوں اور اونٹ چرانے والوں کے لئے جائز ہے کہ وہ دن کو یا رات کو کسی بھی وقت رمی کرسکتے ہیں۔

شافعیہ......کہتے ہیں رمی کا وقت زوال سے غروب آفتاب تک ہے، اگر ایک دن کی رمی چھوڑی تو باقی دنوں میں اس کا تدارک کرے اسی طور پر ایام تشریق میں رمی کا وقت غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ البتہ ایام تشریق میں اگر ایک دن کی رمی چھوڑی پھر بعد میں کسی دن رمی کی تو پھر بھی یہ ادا ہوگی معتمد قول کے مطابق غروب سے رمی کا وقت نہیں نکلتا، پانی پلانے والے اور چرواہے بالاختیار ایک دن کی رمی کی تاخیر

(۱)......رواہ ابوداؤد۔ (۲) رواہ الخمسة احمد واصحاب السنن الاربعة عن ابن عباس وصححه الترمذی۔ (۳) نیل الاوطار ۴/۳۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے ہیں، پھر اس دن کے بعد والے دن میں رمی کریں، اکٹھے دو دن لگا تار رمی نہ کریں۔

ایام تشریق میں سے جب دوسرے دن کی رمی زوال کے بعد کی اور پھر منیٰ سے مکہ روانہ ہونا چاہا تو وہ روانہ ہو سکتا ہے قرآن میں روانگی سے یہی مراد ہے۔

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ......البقرۃ ۲/ ۲۰۳

جس شخص نے دو دنوں میں جلدی کر دی تو اس پر گناہ نہیں۔

یعنی تیسرے دن کی رمی ترک کر سکتا ہے، البتہ افضل یہ ہے کہ روانگی میں جلد بازی نہ کی جائے، بلکہ ایام تشریق کے آخری دن تک رکنا چاہیے پھر روانگی ہو، قرآن میں دوسری روانگی سے یہی مراد ہے:

وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ......البقرۃ ۲/ ۲۰۳

جس شخص نے تاخیر کی اس پر کوئی گناہ نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر کے متعلق فرماتے ہیں، جس شخص نے دو دنوں میں جلد بازی کی اس کی مغفرت ہوگی اور جس نے تاخیر کی اس کی بھی مغفرت ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمان باری تعالیٰ "فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ" کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ مغفرت والا ہو کر واپس لوٹے گا، البتہ یہ تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے، چونکہ آگے فرمان ہے۔ "لمن اتقی" یہ اس کے لئے ہے جو تقویٰ اختیار کرے۔

جمہور کے نزدیک جلد بازی کا وقت ایام تشریق میں سے دوسرا دن ہے، پہلی روانگی یہی ہے، جو کہ غروب آفتاب سے قبل ہو، چنانچہ اس کی دلیل اوپر بیان کی گئی آیت ہے اور ابوداؤد و ابن ماجہ کی روایت ہے جو عبدالرحمٰن بن یعمر سے منقول ہے کہ "ایام منیٰ کی تعداد تین ہے، لہٰذا جو شخص دو دنوں میں جلد بازی کرے اس پر گناہ نہیں۔ اور جس نے تاخیر کی اس پر بھی گناہ نہیں۔" "یوم" دن دن کا نام ہے، لہٰذا جس شخص کو رات ہوگئی گویا اس نے دو دنوں میں جلد بازی نہیں کی، اگر سورج غروب ہوگیا درحالیکہ حاجی منیٰ میں ہو تو اب وہ وہاں سے کوچ نہ کرے حتیٰ کہ صبح کو زوال کے بعد رمی کرلے، حنفیہ کہتے ہیں: حاجی طلوع فجر سے پہلے کوچ کر سکتا ہے یعنی ایام عید کے چوتھے دن کے طلوع فجر سے پہلے پہلے اور جب فجر طلوع ہو چکی تو اب وہ کوچ نہیں کر سکتا کیونکہ رمی کا وقت داخل ہو چکا۔ ❶

چوتھی چیز: رمی کی جگہ......قربانی کے دن رمی جمرہ عقبہ کے پاس ہوگی، جبکہ بقیہ تین دنوں میں رمی تین جگہوں میں ہوگی یعنی جمرہ اولیٰ، وسطیٰ اور عقبہ کے پاس، رمی میں شرط یہ ہے کہ کنکری جمرہ کے پاس پڑے، اگر دور سے جمرہ کو کنکری ماری اور کنکری جمرہ کے پاس پڑی تو رمی کافی ہوگی، اگر کنکری جمرہ کے پاس نہ پڑی تو رمی کافی نہیں ہوگی، البتہ حنفیہ کے نزدیک اگر جمرہ کے قریب پڑ گئی تو کافی ہوگی، چونکہ جمرہ کے قریب قریب والی جگہ جمرہ کے حکم میں ہے اور اس کے تابع ہے۔

پانچویں چیز: رمی کے شرائط......مطلق رمی صحیح ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

ا......یہ کہ رمی ہاتھ کے ساتھ ہو، جمہور کے نزدیک پھینکی گئی چیز کنکری ہو، چونکہ اسی میں اتباع سنت ہے، لہٰذا رمی اگر کمان سے کی تو وہ کافی نہیں، اسی طرح پاؤں سے رمی کی یا مٹی ماری تو بھی رمی کافی نہیں ہوگی، کنکری کے علاوہ اگر کوئی اور چیز ماری مثلاً جوہر، سونا، چاندی، زبرجد، فیروزہ، یاقوت، پیتل وغیرہ پھینکا تو بھی رمی کافی نہیں ہوگی۔

---

❶......دیکھئے فتح القدیر ۲/ ۲۹۸ الشرح الصغیر ۲/ ۶۴ السراج الوہاج ص ۱۶۵ کشاف القناع ۲/ ۵۱۱، المغنی والشرح الکبیر ۳/ ۴۷۹ طبع بیروت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ کہتے ہیں: ہروہ چیز جوزمین کی جنس سے ہوجیسے پتھر، ڈھیلا، مٹی وغیرہ تو اس سے رمی کرنا جائز ہے یعنی ہروہ چیز جس سے تیمم کرنا جائز ہے اس سے رمی کرنا بھی جائز ہے، اگر چہ مٹی سے ہتھیلی بھر کر پھینک دی کافی ہے اور یہ کنکری کے قائم مقام ہوگی بلکہ عنبر، موتی، جواہر پھینکنا جائز نہیں چونکہ ان چیزوں سے رمی کرنے میں اعزاز ہے اہانت نہیں، سونے چاندی کو بھی رمی میں نہ پھینکے چونکہ اسے دولت بکھیرنے سے تعبیر کیا جاتا ہے اسے رمی نہیں کہا جاتا مینگنی بھی نہ پھینکی جائے چونکہ مینگنی زمین کی جنس میں سے نہیں ہے۔

۲.....یہ کہ کنکری اتنی ہو جو کہ انگلی پر رکھ کر ماری جاتی ہے، یہ چنے سے بڑی اور غلیلہ سے چھوٹی ہو گویا گٹھلی کے برابر ہو، بہت چھوٹی کنکری جو چنے کے برابر ہو وہ کافی نہیں ہوگی، بڑی کنکری مارنا مکروہ ہے البتہ رمی میں کافی ہوگی۔ یہ شرط مالکیہ کے نزدیک ہے جبکہ بقیہ فقہاء کے نزدیک سنت ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو چھوٹی کنکری مارنے کا حکم دیا تھا۔ ❶

۳.....یہ کہ فعل رمی یعنی پھینکنا ہو لہٰذا کنکری رمی کی جگہ پر رکھ دینا کافی نہیں، کیونکہ کنکری کو رکھ دینے کو رمی نہیں کہا جاتا، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ رکھ دینا سنت کے خلاف ہے، رمی کرتے وقت جمرہ کا قصد کرنا شرط ہے۔ اگر کہیں اور کنکری ماری مثلاً ہوا میں اچھال دی اور اتفاقاً کنکری جمرہ کے پاس آن پڑی تو یہ رمی کافی نہیں ہوگی، جمرہ کے دسری طرف دیوار بنائی گئی ہے اگر کسی شخص نے اس دیوار پر کنکری ماری جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں اور پھر وہاں سے کنکری پھسل کر جمرہ کے پاس آئی تو یہ رمی کافی نہیں ہوگی، یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے جمرہ کے علاوہ کہیں اور کنکری پھینک دی، اگر کنکری بنائے گئے جمرات کے ستونوں کے کسی حصہ کو جا لگی تو رمی کافی ہو جائے گی۔ ❷

۴.....یہ کہ کنکری رمی کی جگہ پڑے اگر رمی کی جگہ کے علاوہ کہیں اور پڑی تو بالاتفاق رمی کافی نہیں ہوگی چونکہ حکم تو رمی کا دیا گیا ہے اور یہاں رمی نہیں کی۔

۵.....ایک ایک کنکری کر کے سات کنکریاں مارنا اور جمرات میں ترتیب قائم کرنا، یعنی جو جمرہ مسجد خیف سے ملا ہوا ہے وہ پہلا جمرہ ہے اس سے ابتدا کی جائے اور وہ میدان عرفات کی جانب ہے پھر وسطیٰ (درمیان) کی رمی کی جائے اور پھر جمرۂ عقبہ کی، چونکہ اتباع سنت اسی کی مقتضی ہے اور بخاری نے بھی یہی روایت نقل کی ہے، یہ شرط جمہور کے نزدیک ہے چنانچہ اگر کسی شخص نے ترتیب بدل دی یعنی جمرۂ عقبہ کی رمی وسطیٰ سے پہلے کر دی تو رمی کافی نہیں ہوگی دوبارہ کی جائے گی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب کے ساتھ رمی کی ہے، اور ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ سے افعال حج حاصل کرو۔'' حنابلہ کے نزدیک سات کی تعداد میں کنکریاں مارنا شرط نہیں اگر ایک یا دو کنکریاں کم کر دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حنفیہ.....کہتے ہیں جمرات کے درمیان ترتیب قائم کرنا سنت ہے۔

اگر کنکریوں کی تعداد میں شک ہو جائے کم از کم تعداد کو یقینی سمجھ کر اس پر بنا کرے ❸ اور اگر دفعتہً کنکریاں مار دیں تو وہ کافی نہیں ہوں گی بلکہ وہ سب ایک کنکری شمار ہوگی۔

۶.....یہ کہ محرم بذات خود رمی کرے البتہ عاجز ہونے کی صورت میں رمی کے لئے کسی اور کو نائب بنالے، نائب بنانے کی صورت میں شرط یہ ہے کہ نائب پہلے اپنی طرف سے رمی کرے پھر اصیل کی طرف سے، اگر پہل اپنی طرف سے رمی نہیں کی اور اصیل کی طرف سے کر دی تو وہ رمی نائب کی طرف سے ہوگی اصیل کی طرف سے دوبارہ کرے۔

رمی کی جگہ میں کنکری کا باقی رہنا شرط نہیں، رمی کرنے والے کے لئے جمرہ سے باہر ہونا بھی شرط نہیں، طہارت بھی شرط نہیں، کنکری کی طہارت بھی شرط نہیں، نجس کنکری بھی کافی ہے لیکن اس میں کراہت ہے۔

---

❶.....رواہ الخمسة احمد واصحاب السنن وصححه الترمذی۔ ❷ جمرات کی جگہ پر علامت کے طور پر ستون بنا دیئے گئے ہیں ان ستونوں کو کنکری نہیں مارنی ہوتی بلکہ ان کے پاس والی جگہ پر کنکری مارنی ہوتی ہے۔ ❸ مثلاً شک ہو جائے کہ ۳ ماری ہیں یا ۴ تو ۳ پر بنا کرے لہٰذا چار کنکریاں اور مارے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنکریاں اٹھانے کی جگہ.....کنکریاں مزدلفہ سے چن لی جائیں یا مزدلفہ کوچ کرتے وقت راستے سے چن لی جائیں، اس کے علاوہ کسی بھی جگہ سے چنی جاسکتی ہیں البتہ جس جگہ سے کنکریاں اٹھائی جائیں وہ جگہ پاک ہو، چنانچہ روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو مزدلفہ سے کنکریاں اٹھا لینے کا حکم دیا۔❶ چنانچہ اسی پر مسلمانوں کا عمل بھی ہے، البتہ مزدلفہ سے کنکریاں لینا سنت ہے۔

حنابلہ کے نزدیک منیٰ سے کنکریاں اٹھانا اور بقیہ حرم سے اٹھانا اور پیشاب کی جگہ سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے۔ جمرہ کو ماری ہوئی کنکری دوبارہ اٹھانا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے، چنانچہ صحیحین میں روایت ہے۔ کہ "کنکری مارو اس میں کوئی حرج نہیں۔" اس حدیث میں مطلق رمی کا حکم ہے، البتہ کراہت اس وجہ سے ہے کہ وہ کنکری دھتکاری ہوئی ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے۔ "جس شخص کا حج قبول ہوتا ہے اس کی کنکری اٹھالی جاتی ہے۔"

جبکہ دوسرے فقہاء کی رائے کے مطابق ماری ہوئی کنکری سے رمی کرنا کافی نہیں بلکہ دوبارہ رمی کی جائے گی، کیونکہ یہ کنکری استعمال میں لائی جاچکی ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جو کنکر قبول ہوتی ہے وہ اٹھالی جاتی ہے جیسا کہ اس پر حدیث بھی وارد ہے اور مشاہدہ بھی ہے۔❷

ہر دن رمی کی مقدار.....قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی کی جائیگی اور سات کنکریاں ماری جائیں گی، پھر ایام تشریق میں ہر ہر جمرہ کی رمی کی جائے گی اور ہر جمرہ کو سات سات کنکریاں ماری جائیں گی، گویا ہر روز ۲۱ (اکیس) کنکریاں ماری جائیں گی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی اور سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہا ہے۔" نیز بخاری کی روایت جو کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ہے۔ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جمرہ کی رمی کی اور ہر جمرہ کو سات کنکریاں ماریں۔ جب بھی کنکری ماری ساتھ تکبیر کہی۔"

چھٹی چیز: رمی کی کیفیت اور سنتیں: ۱.....مرد یا بچہ ہاتھ اوپر اٹھا کر رمی کرے گا یہاں تک کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجائے، جبکہ عورت اور خنثیٰ ہاتھ اوپر اٹھا کر رمی نہیں کریں۔

۲.....رمی دائیں ہاتھ سے ہونی چاہئے۔ (اگر دایاں ہاتھ کٹا ہو تو بائیں ہاتھ سے رمی کی جائے)

۳.....جمرۂ عقبہ کی رمی بطن وادی سے کی جائے، اس طرح کہ مکہ بائیں طرف ہو اور منیٰ دائیں طرف ہو اور عقبہ کی طرف رخ ہو پھر رمی کرے، جمرہ عقبہ کے پاس وقوف نہ کرے چونکہ اس کے بعد رمی نہیں ہوتی، اس میں قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ رمی جس کے بعد رمی ہو تو اس کے بعد وقوف کیا جائے گا اور وقوف میں دعائیں کی جائیں، اور جس رمی کے بعد مزید رمی نہ ہو تو اس رمی کے بعد وقوف نہ کیا جائے، تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر عمل ہو جائے۔❸

ایام تشریق میں جمرات کی رمی کرتے وقت قبلہ رو ہو، پہلے دو جمروں کی رمی اوپر سے کرے، ایام تشریق میں رمی کے وقت جمرہ کے قریب ہو اور اتنا قریب ہوتا کہ رمی کرنے والوں کی کنکریاں اسے نہ پڑیں، قبلہ رو ہونے کی حالت میں مکہ بائیں طرف ہوگا اور منیٰ دائیں طرف۔

---

❶.....رواہ ابن عدی واحمد والحاکم والنسائی (نصب الرایۃ ۳/۷۶) وروی احمد و مسلم عن الفضل بن عباس۔ ❷ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ کنکریاں ہر سال ہم مارتے ہیں ہمارا خیال ہے کہ یہ کم ہیں، آپ نے فرمایا: جو کنکری قبول ہوتی ہے وہ اٹھالی جاتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو یہاں کنکریوں کا ڈھیر ٹکوں کے برابر ہو جاتا۔ رواہ الدارقطنی والحاکم وصححہ۔ ❸ بخاری کی روایت ہے کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کے پاس آئے سات کنکریوں کے ساتھ رمی کی اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی پھر آپ واپس لوٹ گئے اور اس جمرہ کے پاس وقوف نہیں کیا۔ (نصب الرایۃ ۳/۷۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل......یہ ہے کہ پہلے دو جمرات کی رمی اوپر سے کرے جبکہ جمرہ عقبہ کی رمی نیچے سے کرے، پہلے اور دوسرے جمرہ کے بعد دعا کرے اور جمرہ عقبہ کے بعد بغیر دعا کے واپس لوٹ جائے۔

۴......شافعیہ کے نزدیک پیدل چل کر رمی کرے سوار ہو کر نہ کرے، البتہ روانگی کے دن سوار ہو کر رمی کر سکتا ہے، سنت یہ ہے کہ سوار ہو کر رمی کرے اور اس کے بعد روانہ ہو جائے، صحیح حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر منیٰ میں سوار ہو کر آتے تو سوار ہو کر رمی کرتے۔'' حنابلہ کہتے ہیں: جیسے چاہے رمی کرے خواہ سوار ہو کر یا پیدل چل کر کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی رمی سوار ہو کر کی ہے۔ ❶

حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں۔ کہ پیدل چل کر رمی کرنا افضل ہے۔

۵......جو کنکری بھی مارے اس کے ساتھ تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے۔

الله اكبر الله اكبر الله اكبر كبيراً والحمدلله كثيراً وسبحان الله بكرة وأصيلاً، لا اله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد يحيى ويميت وهو على كل شيءٍ قدير لا اله الا الله، ولا نعبد الا اياه مخلصين له الدين ولو كره الكافرون، لا اله الا الله وحده صدق وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده، لااله الا الله، والله اكبر

اس دعا اور تکبیر کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث ہے اس کے علاوہ ابن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی احادیث بھی ہیں۔ ❷

یہ دعا بھی پڑھے:

اللهم ا جعله حجا مبروراً وذنباً ومغفوراً وعملاً مشكوراً

کیونکہ ابن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ دعا کیا کرتے تھے۔

پھر قبلہ رو ہو کر وقوف کرے دعا کرے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، تہلیل وتسبیح کرے یعنی جمرہ اولیٰ کی رمی کے بعد یہ اذکار کرے، سورت بقرہ کی قرأت کے بقدر دعا واذکار میں مشغول ہو۔ اسی طرح دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد وقوف کرے اور دعا واذکار کرے، البتہ تیسرے جمرہ کے بعد وقوف نہ کرے، بلکہ اپنی راہ پر چلتا بنے کیونکہ اسی میں اتباع سنت ہے، جیسا کہ بخاری نے حدیث روایت کی ہے، سورۃ بقرہ کی بقدر وقوف کرنے کی روایت بیہقی نے نقل کی ہے کہ یہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے۔

۶......جمہور کے نزدیک جمرہ عقبہ کی رمی کرتے وقت پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ ختم کر دے، بشرطیکہ اگر حلق سے پہلے رمی کر رہا ہو اور اگر رمی سے پہلے حلق کر دیا تو تلبیہ رمی سے پہلے ختم کر دے کیونکہ حلال ہونے کے ساتھ تلبیہ کا ثبوت نہیں ملتا، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث سے یہی ثابت ہے، مالکیہ کہتے ہیں تلبیہ عرفہ کے دن ظہر کے ہوتے ہی تلبیہ منقطع کر دے۔

۷......جمہور کے نزدیک کنکری اتنی ہو جتنی انگلی پر رکھ کر ماری جاتی ہے، نہ بڑی ہو اور نہ چھوٹی، مالکیہ کے نزدیک یہ شرط ہے، اگر بڑی کنکری ماری تو یہ مکروہ ہے البتہ کافی سمجھی جائے گی، اسی طرح اگر چھوٹی کنکری ماری تو جمہور کے نزدیک کافی ہوگی، مالکیہ کے نزدیک بہت چھوٹی کنکری کافی نہیں ہوتی۔

۸......کنکری کا پاک ہونا مستحب ہے، اگر نجس کنکری ماری تو یہ مکروہ ہے البتہ کافی ہوگی، مسجد، حرم اور نجس جگہ سے اٹھائی ہوئی کنکری کا مارنا مکروہ ہے، ایک مرتبہ ماری ہوئی کنکری کو دوبارہ مارنا مکروہ ہے۔ مالکیہ وغیرہم کے نزدیک لگاتار کنکریاں مارنا مندوب ہے، کنکریوں کے

---

❶......رواه مسلم عن جابر في حديثه الطويل۔ ❷ نصب الرايه ۷۶/۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان کسی کام، کلام وغیرہ سے فصل نہ کرے البتہ پے در پے مارنا واجب نہیں۔

ساتویں چیز: رمی اگر وقت سے مؤخر ہو جائے تو اس کا حکم کیا ہے؟...... جمرات کی رمی کرنا واجب ہے جیسا کہ ہمیں قبل ازیں معلوم ہو چکا، اگر رمی وقت سے مؤخر کی گئی یا رمی کی ہی نہیں اور فوت ہوگئی تو دم واجب ہوگا جیسا کہ فقہ میں ثابت شدہ ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں...... اگر قربانی کے دن ایک یا دو کنکریاں چھوڑ دیں یا تین کنکریاں صبح تک چھوڑ دیں تو متروک تعداد کی رمی کرے یا پھر ہر کنکری کے لئے نصف صاع گندم صدقہ کرے، ہاں البتہ اناج کی مقدار دم کو پہنچ جائے تو جو چاہے دے، اصل قاعدہ یہ ہے کہ وہ نقص جس کے مجموعہ سے دم واجب ہوتا ہو اس کی اقل مقدار میں صدقہ واجب ہوتا ہے، اگر صبح تک پوری کی پوری رمی ترک کی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دم واجب ہوگا، اگر کم رمی چھوڑی مثلاً ۲ یا ۳ کنکریاں چھوڑ دیں تو صدقہ واجب ہوگا، ہاں اگر دم کو پہنچے تو دم ہوگا، اگر اکثر کنکریاں چھوڑ دیں مثلاً ۴ یا ۵ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دم واجب ہوگا، کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب کنکریاں چھوڑنے میں دم واجب ہوتا ہے اسی طرح اکثر کنکریاں چھوڑنے پر بھی دم واجب ہوتا ہے کیونکہ اکثر کے لئے کل کا حکم ہوتا ہے۔

اگر چوتھے دن تک بقیہ سبھی دنوں کی رمی ترک کی تو بالترتیب چوتھے دن رمی کرے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر دم واجب ہوگا، کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رمی کا وقت مقرر رہے۔

اگر سب جمرات کی رمی ترک کی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دم ہوگا کیونکہ جنابت کی جنس واحد ہے، جسے ایک احرام میں کرنا تھا لہٰذا دم بھی ایک ہی ہوگا، یہ ایسا ہی ہے جیسے چوتھائی سر کا حلق کیا تو ایک ہی دم واجب ہوگا، اسی طرح اگر ایک عضو کو خوشبو لگائی یا سبھی اعضاء کو خوشبو لگائی یا ایک سلا ہوا کپڑا پہنا یا کثیر کپڑے پہنے ان سب میں صرف ایک ہی دم واجب ہوگا۔

اگر بالکل رمی چھوڑ دی حتیٰ کہ ایام تشریق کے آخری دن کا سورج غروب ہوگیا اور یہ رمی کا آخری دن ہے تو رمی ساقط ہو جائے گی اور حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق اس پر ایک دم ہوگا، کیونکہ وقت فوت ہو چکا اور قضاء دشوار ہے نیز واجب کو اس کے وقت میں چھوڑ دیا لہٰذا دم واجب ہوگا۔

مالکیہ...... کہتے ہیں۔ جب کسی شخص نے ایک کنکری یا اس سے زائد کنکریاں رات تک موخر کر دیں یا دوسرے دن تک موخر کر دیں تو اس پر دم واجب ہوگا کیونکہ اداء کا وقت یعنی دن نکل چکا اور قضاء کا وقت داخل ہو چکا۔ ❶

جمرہ عقبہ کی رمی یا دوسرے دن کی رمی یا تیسرے دن کی رمی کی قضاء چوتھے دن غروب آفتاب سے پہلے پہلے کر لے، برابر ہے کہ رمی کسی عذر کی وجہ سے مؤخر کی ہو یا بغیر کسی عذر کے، یا جمرات کی ترتیب میں خلاف ورزی کی تو اس پر دم واجب ہوگا۔

چوتھے دن کے غروب آفتاب سے رمی فوت ہو جاتی ہے اور حاجی پر دم واجب ہو جاتا ہے، جو شخص رمی کرنے سے عاجز ہو اور وہ نائب بنا دے اور نائب سے رمی فوت ہو جائے تو بھی اس پر دم ہوگا، اگر کوئی شخص نائب نہ بنائے تب بھی دم ہوگا کیونکہ اس نے کوتاہی کی ہے، نائب نے اگر رمی موخر کی اور رات ہوگئی تو اس پر دوسرا دم واجب ہوگا جبکہ اس نے رمی بلا عذر موخر کی ہو۔

شافعیہ...... کہتے ہیں: جب کسی شخص نے ایک دن کی رمی ترک کی یا قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی ترک کی تو شافعیہ کے ظاہری قول کے مطابق بقیہ ایام تشریق میں اس کی قضاء کرے، کیونکہ چرواہوں اور پانی پالنے والوں کے لئے تاخیر مباح ہے ان پر بقیہ تاخیر کرنے والوں کو قیاس کر لیا گیا ہے، کیونکہ تاخیر کرنے میں معذور اور غیر معذور میں کوئی فرق نہیں، جسے وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ کے معاملہ میں معذور اور غیر معذور کے درمیان کوئی فرق نہیں، اگر تاخیر کا تدارک کر دیا تو دم واجب نہیں ہوگا کیونکہ مامور بجا لایا گیا ہے، اگر تدارک نہ کرے تو ایک دن کی

---

❶...... الشرح الصغیر ۲/۶۳، الشرح الکبیر مع الدسوقی ۲/۴۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمی یا دو دن کی رمی یا تین دن کی رمی یا قربانی کے دن کی رمی چھوڑ دی تو دم واجب ہوگا کیونکہ رمی کی جنس میں اتحاد ہے، لہٰذا یہ سر مونڈنے کے مشابہ ہے، شافعیہ کے مذہب میں یہ ہے کہ تین کنکریاں چھوڑنے پر پورا دم واجب ہوگا کیونکہ تین کا عدد جمع کا اقل عدد ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے لگاتار تین بال زائل کئے تو دم ہوگا، چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ ''جس شخص نے ایک نسک بھی چھوڑا اس پر دم واجب ہوگا۔''

ایک کنکری چھوڑنے پر ایک مد صدقہ واجب ہوگا دو کنکریاں چھوڑنے پر دو مد۔ ❶

حنابلہ..... جب کسی شخص نے ایک دن کی رمی بعد کے دن تک مؤخر کی یا کل رمی ایام تشریق کے آخری دن تک مؤخر کی تو اس نے سنت ترک کی، اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا، جیسے شافعیہ کا قول ہے، البتہ حاجی کو چاہئے کہ وہ نیت میں پہلے دن کی رمی کو مقدم کرے پھر دوسرے دن کی رمی کرے، پھر تیسرے دن کی رمی کرے، کیونکہ ایام تشریق رمی کا وقت ہیں، اگر شروع کی رمی آخری وقت تک مؤخر کی تو کچھ بھی لازم نہیں ہوگا، یہ ایسا ہی ہے جیسے وقوف عرفہ کو اگر آخری وقت تک موخر کیا جائے تو اس پر کچھ بھی تاوان واجب نہیں ہوتا، چونکہ ایام تشریق کا آخری دن بھی تو رمی کرنے کا دن ہے لہٰذا آخری دن میں بھی رمی جائز ہے جیسے پہلے دن رمی جائز ہوتی ہے۔ ❷

دوسرے دن کی رمی قضاء نہیں ہوگی بلکہ ادا ہوگی البتہ افضلیت کا تارک ہوگا کیونکہ یہ ایک وقت شمار ہوگا۔ اور اگر رمی بالکل ترک کر دی یا جمرات کی ترتیب کی خلاف ورزی کی تو دم واجب ہوگا۔

اگر ایک یا دو کنکریوں کی کمی کی تو اس میں کوئی حرج نہیں چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے پرواہ نہیں کہ میں چھ کنکریاں ماروں یا سات کنکریاں ماروں۔

منیٰ میں رات گزارنے کا حکم..... آٹھ ذی الحجہ کی رات منیٰ میں گزارنا بالاتفاق سنت ہے، البتہ ایام تشریق میں رات بسر کرنے کے متعلق فقہاء کی دو آراء ہیں (۱) سنت ہے (۲) واجب ہے۔

پہلی رائے حنفیہ کی ہے..... حنفیہ کہتے ہیں آٹھ ذی الحجہ کی رات اور ایام تشریق دو راتیں یعنی ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کی راتیں منیٰ میں گزارنا سنت ہے، اگر منیٰ میں رمی کی نیت سے قیام کیا تو یہ افضل ہے، اور اگر منیٰ میں قیام ترک کیا تو کچھ بھی لازم نہیں ہوگا، البتہ گناہ گار ہوگا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی پلانے کے لئے مکہ میں رات بسر کرنے کی اجازت دی تھی۔

دوسری رائے جمہور کی رائے ہے..... ایام تشریق کی دو راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے، جس شخص نے منیٰ میں رات گزاری ترک کی تو اس پر مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک دم واجب ہوگا، ہر مذہب کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مالکیہ..... کہتے ہیں ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے، البتہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اونٹوں کے چرواہے کو اجازت دی ہے کہ ۱۰ ذی الحجہ کے دن کی رمی کرکے چراگاہ میں واپس جا سکتا ہے اور ان دو راتوں کی رات گزاری چھوڑ سکتا ہے، پھر ایام نحر کے تیسرے دن آئے اور دونوں دنوں کی رمی کرے، یعنی دوسرے دن کی رمی جو اس سے فوت ہوئی اور وہ چراگاہ میں تھا اور تیسرے دن کی رمی جس دن کہ وہ حاضر ہو چکا، پھر چاہے تو تیسرے دن کی رمی کے لئے قیام کر سکتا ہے۔

اسی طرح پانی پلانے والوں کو بھی رخصت دی گئی ہے البتہ دن کے وقت ان کا رمی کے لئے آنا ضروری ہے، رمی کرکے پھر واپس لوٹ جائیں، کیونکہ پانی پلانے والے رات کو زم زم کے کنویں سے پانی اوپر چڑھاتے ہیں، اور رات ہی کو حوض بھرنے پڑتے ہیں۔

---

❶..... دیکھئے مغنی المحتاج ۱/۵۰۸۔ ❷ تفصیل کے لئے دیکھئے المغنی ۳/۴۵۵، غایۃ المنتھی ۱/۴۱۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعیہ..... کہتے ہیں: تشریق کی دوراتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے کیونکہ اسی میں اتباع سنت ہے۔
چنانچہ حدیث بھی ہے کہ۔"مجھ سے افعال حج حاصل کرو۔" رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گزارنا واجب ہے، یہ مزدلفہ میں رات گزارنے کے بخلاف ہے چنانچہ مزدلفہ میں اگر رات کے دوسرے نصف میں لمحہ بھر کے لئے وقوف کیا تو وہ کافی ہوتا ہے، اگر کسی شخص نے منیٰ میں رات گزاری ترک کی تو دم واجب ہوگا۔

معذورین سے منیٰ کی رات گزاری، مزدلفہ کا وقوف اور دم ساقط ہو جاتا ہے، معذورین سے مراد چرواہے اور پانی پلانے والے ہیں۔
کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے چرواہوں کو رخصت دی ہے، مزدلفہ کے وقوف کو منیٰ کی رات گزاری پر قیاس کرلیا گیا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رخصت دی تھی کہ وہ سقایت کی وجہ سے مکہ میں رات گزاریں، شیخین نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔

اسی طرح مذکورہ بالا اعذار کے علاوہ کوئی اور عذر ہو جیسے مال کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو اس کے لئے منیٰ میں رات کے قیام کو ترک کیا جاسکتا ہے، اپنی جان کا خوف ہو یا کوئی بیمار ہو اور اس کی دیکھ بھال کرنی پڑتی ہو تو منیٰ کے قیام کو چھوڑا جاسکتا ہے۔ یا حاجی خود بیمار ہو اور منیٰ میں رات بسر کرنا اس کے لئے باعث مشقت ہو تو منیٰ کا قیام چھوڑ سکتا ہے۔
اگر کوئی شخص عید کی رات عرفات تک پہنچے تو مزدلفہ میں رات گزارنا ساقط ہو جائے گا چونکہ وہ عرفات میں وقوف میں مشغول ہو گیا ہے اور مزدلفہ میں وقوف کا حکم ان لوگوں کے لئے ہے جو عرفہ کے وقوف سے فارغ ہو چکیں۔

حنابلہ..... کہتے ہیں: جو شخص قربانی کے دن طواف زیارت کرلے اس کے لئے مسنون ہے کہ وہ منیٰ کی طرف واپس لوٹ آئے۔
چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا اور پھر واپس لوٹ آئے اور ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی۔ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آخری دن ظہر کی نماز پڑھی تو طواف زیارت کے لئے روانہ ہوئے اور پھر واپس لوٹ آئے اور منیٰ میں ایام تشریق کی راتیں گزاریں۔ (۲)
منیٰ میں راتوں کو قیام کرنا واجب ہے، لیکن اگر منیٰ کا قیام ترک کر دیا تو کچھ بھی واجب نہیں ہوگا جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں، چونکہ اس میں شریعت وارد نہیں ہوئی، اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے کہ منیٰ میں تین راتوں کے قیام کے ترک کرنے پر دم واجب ہوگا، اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ کہ "جس شخص نے افعال حج میں سے کوئی فعل چھوڑا یا اسے بھول گیا تو وہ خون بہائے۔

تیسرا مقصد..... حلق یا تقصیر (بال کٹوانا)

حلق سر کے بالوں کو صاف کرنے کو کہتے ہیں چنانچہ حج اور عمرہ کے افعال میں ایک فعل حلق یا تقصیر یعنی بال کٹوانا بھی ہے۔ میں اس مقصد کے تحت درج ذیل امور پر بحث کروں گا، وجوب حلق، مقدار واجب، حلق کا وقت، جگہ، حلق پر مرتب ہونے والا اثر، وقت سے موخر کرنے کا حکم۔ (۳)

پہلی چیز: وجوب حلق یا تقصیر..... جمہور کی رائے ہے کہ حلق یا تقصیر واجب ہے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ — الحج ۲۲/۲۹

(۱) متفق علیہ۔ (۲) رواہ ابوداؤد۔ (۳) دیکھئے البدائع ۲/۱۴۰، بدایۃ المجتهد ۱/۳۴۰، الشرح الكبير ۲/۴۶، الشرح الصغير ۲/۵۹، مغني المحتاج ۱/۵۰۲، غاية المنتهى ۱/۴۱۲، الايضاح ص ۵۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر حج کرنے والوں کو چاہئے کہ اپنی میل کچیل دور کریں۔

آیت میں ''تفث'' کا لفظ آیا ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ اس سے مراد بال منڈوانا کپڑے دھونا وغیرہ ہے۔

نیز حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف لائے اور جمرہ کے پاس آئے اور اس کی رمی کی پھر منیٰ میں اپنے پڑاؤ کی جگہ پر آئے اور قربانی دی، پھر سر مونڈنے والے کو بال مونڈنے کا حکم دیا اور اپنی دائیں جانب اشارہ کیا پھر بائیں جانب اشارہ کیا پھر آپ نے بال لوگوں کو دینا شروع کئے۔ ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ: بال کٹوانے والوں کے حق میں بھی دعا کریں۔

آپ نے فرمایا: یا اللہ بال منڈوانے والوں کی مغفرت فرما، صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ: بال کٹوانے والوں کے لئے؟ اب کی بار آپ نے فرمایا: یا اللہ بال کٹوانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔ ❷

شافعیہ...... کی رائے ہے کہ حلق اور تقصیر حج اور عمرہ کا رکن ہے چونکہ حلق یا تقصیر حج کا عمل ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حلق مردوں کے لئے تقصیر سے افضل ہے، چنانچہ افضلیت کا وقوع عبادات میں ہوتا ہے مباحات میں نہیں ہوتا۔

چنانچہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ شخص جو حلق کرتا ہے اور اس کے سر کا جو بال بھی نیچے گرتا ہے روز قیامت وہ حاجی کے لئے نور ہوگا۔

بالاتفاق عورت کے لئے حلق نہیں، عورت بال کٹوائے گی، بس یہی عورت کے لئے سنت ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عورتوں کے لئے حلق نہیں بلکہ عورتوں پر تو تقصیر ہے۔ ❸ اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔ کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ ❹

عورت بال اس طرح کٹوائے کہ بالوں کے سروں کو پکڑے اور پوروں کی بقدر کاٹ دے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ عورت کتنی مقدار میں بال کٹوائے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوروں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ان کے بقدر بال کٹوائے۔

حنفیہ کے نزدیک حاجی جب حلق کروا رہا ہو داڑھی سے بال کاٹنا جائز نہیں چونکہ نص سے تو حلق کا وجوب ہے اور اس پر یہ آیت ہے:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا ہے جو واقع کے بالکل مطابق ہے۔ تم لوگ ضرور مسجد حرام میں اس طرح امن وامان کے ساتھ داخل ہو گے کہ تم میں سے کچھ نے اپنے سروں کو بے خوف وخطر منڈوایا ہوگا اور کچھ نے بال تراشے ہوں گے۔ الفتح ۴۸/۲۷

شافعیہ کہتے ہیں کہ مونچھوں اور داڑھی سے کچھ بال کاٹنا سنت ہے، تاکہ ان کے کچھ بال بھی اللہ کی راہ سے کٹ جائیں۔

جس آدمی کے سر پر بال نہ ہوں تو حنفیہ کے نزدیک وہ شخص خالی استرا ہی سر پر پھیر لے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس چیز کا میں تمہیں حکم دوں جہاں تک ہو سکے اسے بجالاؤ۔ ❺ جس شخص کے سر پر بال ہوں تو بالوں کو مونڈنا واجب ہے اور سر پر استرا چلانا بھی واجب ہے لہٰذا جب ان میں سے ایک ساقط ہو تو بوجہ تعذر دوسرا واجب ہوگا، چنانچہ جب فی الواقع بال مونڈنے سے کوئی شخص عاجز ہو تو حلق کرنے والوں کے ساتھ مشابہت کر لینے سے تو عاجز نہیں ہوتا۔

---

❶...... رواہ احمد ومسلم وابو داؤد، اس حدیث میں تبرکات رکھنے کا جواز بھی ہے۔ ❷ متفق علیہ (نیل الاوطار ۵/۶۹) ❸ رواہ الدارقطنی وابوداؤد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ (نیل الاوطار ۵/۷۰) ❹ روت عائشة مثلها. (ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهی المرأة ان تحلق رأسها.) ❺ رواہ البخاری ومسلم عن ابی هريرة.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہور کے نزدیک گنجے کا سر پر استرا پھیر لینا مستحب ہے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جو شخص قربانی کے دن (منیٰ میں) آئے اور اس کے سر پر بال نہ ہوں تو وہ اپنے سر پر خالی استرا پھیر لے۔

دوسری چیز: مقدار واجب...... بالاتفاق پورے سر کا مونڈنا واجب ہے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ...... الفتح ۴۸/۲۷

عرب کے ہاں ایک اصول ہے کہ کلام میں ہمیشہ افضل اور اعلیٰ سے ابتداء کرتے ہیں، نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں تقصیر کو تیسرے مرتبہ پر رکھا گیا ہے۔

"الرأس" (یعنی سر) کا اطلاق پورے سر پر ہوتا ہے، اگر سر کا بعض حصہ مونڈا تو چوتھائی سے کم حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں اور کافی نہیں ہوگا، اگر چوتھائی سر مونڈ دیا تو کراہت کے ساتھ کافی ہوگا، چونکہ چوتھائی سر کل کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے وضو میں چوتھائی سر کا مسح کافی ہوتا ہے، البتہ کراہت ترک سنت کی وجہ سے ہے، سنت پورا سر مونڈنا ہے۔

تقصیر کی مقدار...... مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک تقصیر کی مقدار انگلیوں کے پوروں کی بقدر ہے خواہ اس سے زائد ہو یا معمولی کم، پورا انگلی کا اوپر والا آخری جوڑ ہوتا ہے۔

حنفیہ نے پوروں سے زائد مقدار میں بال کاٹنے کو واجب قرار دیا ہے، تا کہ پورے سر سے تقصیر متحقق ہو جائے، اور مقدار واجب بھی اچھی طرح سے ادا ہو اور حاجی بھی ذمہ سے عہدہ برآ ہو جائے۔

شافعیہ کہتے ہیں: بال مونڈنے اور تقصیر کی کم از کم مقدار تین بال ہیں۔ چونکہ آیت ہے کہ "محلقین روسکم" تقدیری عبارت ہے۔ "شعر رؤوسکم" یعنی سروں کے بال مراد ہیں چونکہ سروں کو تو کوئی بھی نہیں کاٹتا، کاٹے تو بال جاتے ہیں، لہٰذا رؤوس کا لفظ جمع ہے اور مراد اس سے بال ہیں اور کم از کم جمع کا عدد تین ہے، بالفرض اگر سر پر صرف ایک ہی بال ہو تو اس کا مونڈنا بھی واجب ہے۔ چنانچہ بالوں کا ازالہ کرنا ہے ازالہ یا تو حلق سے ہوتا ہے یا تراشنے سے ہوتا ہے یا جلانے سے یا اکھاڑنے سے جس شخص کے سر پر بال نہ ہوں اس پر خالی استرا پھیرنا مستحب ہے، جبکہ حنفیہ کے نزدیک واجب ہے۔

تیسری چیز: حلق کا وقت اور مقام

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ...... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ سر مونڈنا وقت اور جگہ کے ساتھ مختص ہے، چنانچہ حلق کا زمانہ قربانی کے ایام ہیں اور حلق کرنے کی جگہ حرم پاک ہے، اگر کسی شخص نے ایام نحر سے حلق موخر کر دیا یا حرم سے باہر کہیں حلق کیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام نحر میں حرم پاک میں حلق کرایا ہے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مطلق آیت کا بیان ہے، حلق کی تاخیر کی وجہ سے بھی دم واجب ہوتا ہے چونکہ واجب کی تاخیر واجب کو ترک کرنے کے مترادف ہے۔ [1]

مالکیہ...... کہتے ہیں: اگر کسی شخص نے حلق کو مؤخر کیا اگرچہ بھولے سے مؤخر کیا ہو تو دم واجب ہوگا۔

البتہ اگر قربانی کے دن کے بعد ایام رمی سے حلق موخر کیا تو مالکیہ کے ایک ضعیف قول کے مطابق دم واجب ہوگا، جبکہ مدونہ میں لکھا ہے کہ اس پر دم نہیں، اگر ایام تشریق کے دوران مکہ میں حلق کیا یا ایام تشریق کے بعد حلق کیا یا ایام منیٰ میں حل میں جا کر حلق کیا تو کچھ بھی اس پر واجب نہیں۔

---

[1]...... یہی مفتی بہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعیہ...... کہتے ہیں: (اور یہی رائے حنابلہ کی بھی ہے) کہ رمی، قربانی اور حلق کا وقت قربانی کی رات کے نصف سے داخل ہو جاتا ہے البتہ رمی کو مقدم کرنا سنت ہے اور ترتیب یہ ہوگی پہلے رمی پھر نحر پھر حلق اور پھر طواف زیارت۔

حلق طواف اور سعی کا آخری وقت کوئی نہیں لہٰذا جس شخص نے ایام منیٰ سے حلق موخر کیا تو اس پر دم نہیں۔ یا ترتیب بدل دی تب بھی واجب نہیں ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حلق کا ابتدائی وقت بیان فرمایا ہے:

وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ ...... البقرۃ ۲/ ۱۹۶

"اس وقت تک تم اپنے سروں کو نہ مونڈو جب تک ہدی اپنے ٹھکانے تک نہ پہنچ جائے۔"

جبکہ اللہ تعالیٰ نے حلق کا آخری وقت نہیں بیان کیا، لہٰذا جب بھی حلق کروادے کافی ہوگا جیسے طواف زیارت اور سعی۔ البتہ قربانی کے دن حلق کرنا افضل ہے۔ اور تاخیر کرنا مکروہ ہے، جبکہ ایام تشریق سے موخر کرنا یا مکہ سے باہر جا کر حلق کرنا شدید کراہت کا حامل ہے۔

چوتھی چیز: حلق اور تقصیر پر مرتب اثر اور اس کا حکم...... حلق اور تقصیر کا حکم یہ ہے کہ اس سے محرم حلال ہو جاتا ہے، حنفیہ کے نزدیک سوائے عورتوں کے ہر چیز حلال ہو جاتی ہے، یعنی محرم نے جب جمرہ عقبہ کی رمی کی پھر حلق کرایا تو اس کے لئے سوائے عورتوں کے ہر چیز حلال ہو جائے گی، لہٰذا عورت کے متعلقات یعنی جماع، بوس وکنار، لمس کے معاملہ میں بدستور محرم ہوگا حنفیہ کے علاوہ جمہور کے نزدیک عقد نکاح کے معاملہ میں بھی محرم ہوگا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ "جب تم رمی کرلو اور سر مونڈ لو تو گویا تمہارے لئے خوشبو اور کپڑے حلال ہو گئے اور عورتوں کے سوا ہر چیز حلال ہو گئی۔" ❶ ایک اور روایت میں ہے! جب تم میں سے کوئی شخص جمرۂ عقبہ کی رمی کرلے اور سر مونڈ لے تو گویا اس کے لئے سوائے عورتوں کے ہر چیز حلال ہوئی، ❷ یعنی عورتوں کے ساتھ جماع کرنا اور مباشرت کرنا حلال نہیں ہوتا۔

شافعیہ اور حنابلہ...... کہتے ہیں رمی اور حلق سے بجز عقد نکاح، جماع اور مباشرت کے ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔ اس کی دلیل حدیث ہے کہ "جب تم جمرہ کی رمی کرلو تو گویا تمہارے لئے ہر چیز حلال ہوگئی سوائے عورتوں کے۔" ❸

مالکیہ...... کہتے ہیں رمی اور حلق سے عورتوں، شکار اور خوشبو کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے اور یہ تین چیزیں طواف زیارت سے حلال ہوں گی۔

حلق کے بعد حلال ہونے کو حلال اول کہا جاتا ہے، اور طواف کے بعد حلال ہونے کو حلال اکبر یا حلال دوم کہا جاتا ہے۔

پانچویں چیز: حلق کو وقت اور جگہ سے مؤخر کرنے کا حکم...... جب کسی شخص نے حلق کو وقت سے یا جگہ (یعنی منیٰ) سے مؤخر کر دیا تو حنفیہ کے نزدیک اس پر دم واجب ہوگا (یعنی بکری ذبح کرے)۔ مالکیہ کے نزدیک صرف ایک صورت میں دم واجب ہوگا وہ یہ کہ جب حاجی حلق کے بغیر اپنے وطن واپس لوٹ آئے خواہ جان بوجھ کر حلق نہ کرائے یا بھول کر۔

شافعیہ، امام ابو یوسف اور حنابلہ کہتے ہیں: ایام رمی سے حلق موخر کرنے پر دم واجب نہیں ہوتا اسی طرح اگر وطن کی طرف واپس لوٹ آیا اور حلق کروایا تو بھی دم واجب نہیں ہوگا۔

ساتویں بحث...... حج وعمرہ کی سنتیں

میں ہر مذہب کے مطابق حج وعمرہ کی سنتیں تفصیلاً ذکر کروں گا البتہ اہم اہم سنتوں کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے۔

---

❶ ...... رواه سعيد بن المنصور فى سننه عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها. ❷ رواه الاثرم وابوداؤد الا انه قال: هو ضعيف. ❸ رواه النسائى باسناد جيد.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱..... احرام کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا، احرام کی دو رکعتیں پڑھنا۔

۲..... احرام کے بعد تلبیہ کہنا اور ہر نماز کے بعد تلبیہ کہنا۔

۳..... جمہور کے نزدیک طواف قدوم بھی سنت ہے جبکہ مالکیہ کہتے ہیں کہ طواف قدوم واجب ہے۔

۴..... شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک طواف کی دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے جبکہ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک یہ دو رکعتیں واجب ہیں۔

۵..... منیٰ میں رات گزارنا (یعنی عرفہ کی رات) اور ترویہ کے دن منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھنا، یعنی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر اسی میں اتباع سنت ہے۔

۶..... ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ میں گزارنا اور مزدلفہ ہی میں صبح کی سفیدی کرنا حنفیہ کے نزدیک سنت ہے، حنفیہ کے نزدیک فجر کے بعد مزدلفہ میں وقوف کرنا واجب ہے، یہی چیز حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سابق حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ حنابلہ کہتے ہیں کہ مزدلفہ میں رات گزرنا واجب ہے، مالکیہ کہتے ہیں کجاوے اتارنے کی مقدار میں وقوف کرنا واجب ہے۔

۷..... ایام تشریق میں منیٰ میں رات گزارنا حنفیہ کے نزدیک سنت ہے، جبکہ دوسرے ائمہ کے نزدیک واجب ہے، چونکہ اسی میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت سے واضح ہے۔

۸..... وادی محصب میں اترنا یعنی منیٰ سے مکہ کی طرف روانہ ہوتے وقت وادی محصب میں اترنا حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک سنت ہے، جبکہ بقیہ فقہاء کے نزدیک مستحب ہے، البتہ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ وادی محصب میں اترنا مناسک حج میں سے نہیں۔

دلیل سنیت..... حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ آپ آئندہ صبح کو کہاں نزول فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ پھر فرمایا ہم خیف بنی کنانہ میں اتریں گے جہاں قریش کفر پر جمے رہنے کے لئے عہد و پیمان اور قسمیں اٹھاتے تھے۔ خیف سے مراد وادی محصب ہے۔ (۱)

دلیل استحباب..... مستحب ہونے کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وادی محصب میں اس لئے اترے تھے تاکہ روانگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہو (یعنی آپ اس لئے رکے تاکہ پیچھے رہنے والے لوگ آپ کے ساتھ مل جائیں) یہ نزول سنت نہیں، جو چاہے وادی محصب میں اترے جو چاہے نہ اترے۔ (۲)

۹..... حج کے خطبے۔ ظہر کے بعد کا صرف ایک خطبہ ہوگا، البتہ میدان عرفہ میں جو خطبہ ہوگا وہ زوال کے بعد اور نماز سے پہلے ہوگا اور یہ دو خطبے دیئے جائیں گے۔ حج کے خطبوں کے متعلق فقہاء کی دو آراء ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ حج کے تین خطبے ہیں۔ (۳) ایک رائے یہ ہے کہ حج کے چار خطبے ہیں۔ پہلی رائے کے قائلین حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ ہیں کہ حج کے تین خطبے ہیں۔

پہلا خطبہ..... پہلا خطبہ سات ذی الحجہ کے دن دیا جائے گا۔ یہ خطبہ کعبہ کے ساتھ سات ذی الحجہ کے دن بعد نماز ظہر دینا سنت ہے، یہ ایک ہی خطبہ ہوگا درمیان میں بیٹھ کر وقفہ نہیں ہوگا یہ بالاتفاق ہے، یہ پہلا خطبہ ہوگا امام اس خطبہ میں، حاجیوں کو مناسک حج کی تعلیم دے۔

پہلا خطبہ ہونے کا مذہب جمہور کا ہے، اس کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ ترویہ کے دن سے ایک روز قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں مناسک حج کی تعلیم دی۔ (۴)

---

(۱)..... رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ۔ قریش نے بنی کنانہ سے یہ حلف اٹھایا تھا کہ وہ بنو ہاشم کے ساتھ نکاح نہیں کریں گے، اس کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ نہیں کریں گے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالہ کردیں۔ (نیل الاوطار ۵/۸۴) (۲) متفق علیہ (نیل الاوطار ۵/۸۳) (۳) دیکھئے البدائع ۲/۱۵۱، الدرالمختار ۲/۲۳۶، القوانین الفقہیۃ ص ۱۳۳، الشرح الصغیر ۲/۵۴، مغنی المحتاج ۱/۴۹۵، الایضاح ص ۴۷، المغنی ۲/۴۰۷، المحرر ۱/۲۴۹۔ (۴) اخرجہ البیہقی باسناد جید۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنابلہ کے نزدیک عرفہ کے دن کا خطبہ پہلا خطبہ ہے۔
جب کبھی یوم ترویہ یوم جمعہ ہو تو شافعیہ کے نزدیک امام حاجیوں کو لے کر فجر سے پہلے روانہ ہو چونکہ اس دن فجر کے بعد اور زوال سے پہلے سفر کرنا حرام ہے۔ اور جب عرفہ کے دن جمعہ کا دن ہو تو حجاج کی روانگی فجر کے بعد جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں جمعہ نہیں پڑھا حالانکہ صحیحین میں ثابت ہے کہ عرفہ کا دن جمعہ کا دن تھا۔
حنابلہ کے نزدیک ترویہ کے دن مطلقاً روانگی جائز ہے، برابر ہے کہ روانگی فجر سے پہلے ہو یا زوال سے پہلے، چنانچہ حاجی چاہے تو روانہ ہو سکتا چاہے تو نماز کے لئے اقامت کر سکتا ہے۔

دوسرا خطبہ...... یہ خطبہ عرفہ کے دن کا خطبہ ہے یہ دو ہلکے ہلکے خطبے نماز سے پہلے دیئے جائیں گے، یہ بالاتفاق ہے، دونوں خطبوں کے درمیان امام بیٹھے گا جیسے جمعہ کے خطبہ میں بیٹھا جاتا ہے، پہلے خطبہ میں مناسک حج، وقوف کی جگہ، وقت، عرفات سے روانگی، مزدلفہ میں وقوف، کنکریاں چننے کی تعلیم دے، حاجیوں کو زیادہ سے زیادہ دعائیں کرنے اذکار کرنے کی ترغیب دے اس کی دلیل جابر رضی اللہ عنہ کی سابق حدیث ہے۔

مالکیہ اور شافعیہ...... کہتے ہیں: امام خطبہ دے رہا ہو کہ موذن ابتدا کر دے یا خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد اذان دے۔

حنابلہ...... کہتے ہیں جب امام خطبہ سے فارغ ہو تو موذن کو حکم دے۔
پھر امام لوگوں کو ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائے اور جمع تقدیم کرے، یہی روایت مسلم نے نقل کی ہے اور اسی میں اتباع سنت ہے، یہ جمع ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ہوگی اور قرأت سراً ہوگی۔ دونوں نمازوں کے درمیان سنتیں اور نوافل وغیرہ نہ پڑھے جائیں، حنفیہ کے نزدیک عصر پڑھنے کے بعد بھی کچھ نہ پڑھے۔

تیسرا خطبہ...... یہ خطبہ شافعیہ کے نزدیک تیسرا خطبہ ہے اور حنابلہ کے نزدیک دوسرا خطبہ ہے، یہ خطبہ قربانی کے (عید کے) دن دیا جائے گا اور منیٰ میں دیا جائے گا، یہ ایک ہی خطبہ ہوگا امام اس میں لوگوں کو مناسک حج یعنی قربانی طواف زیارت، رمی وغیرہ کی تعلیم کرے، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن لوگوں کو خطبہ دیا یعنی منیٰ میں۔ ❶
رافع بن عمرو مزنی کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے منیٰ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کو خطبہ دیتے دیکھا یہ چاشت کا وقت تھا اور آپ سرخ رنگ کے خچر پر سوار تھے، اور ایک اونٹ پاس کھڑا تھا جبکہ کچھ لوگ کھڑے تھے اور کچھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ❷
دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ قربانی کے دن افعال حج بکثرت ہوتے ہیں، لوگ احکام حج کے سیکھنے کے محتاج ہوتے ہیں گویا تعلیم احکام کی وجہ سے خطبہ ضروری ہے جیسے عرفہ کے دن خطبہ کی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔

تیسرا خطبہ: جمہور کے نزدیک اور شافعیہ کے نزدیک چوتھا خطبہ...... یہ منیٰ کے دوسرے دن خطبہ دیا جائے گا یہ بھی ایک ہی خطبہ ہوگا یہ متفق علیہا ہے۔ اس خطبہ میں امام لوگوں کو جلد کرنے اور تاخیر کے احکام کی تعلیم دے گا اس کی دلیل حدیث ہے جو بنو بکر کے دو آدمیوں سے مروی ہے کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایام تشریق کے درمیانی دن میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور ہم آپ کی سواری کے پاس تھے۔ ❸ چونکہ لوگوں کو ضرورت پیش آئے گی کہ وہ جلدی کیسے کریں، طواف وداع کیسے کریں۔ بخلاف ایام منیٰ میں سے پہلے دن کے۔

---

❶ ..... اخرجه البخاری. ❷ رواه ابوداؤد. ❸ رواه ابوداؤد وروی الدارقطنی مثله.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ..... شافعیہ کے نزدیک چار خطبات دیئے جائیں گے وہ یہ ہیں، سات ذی الحجہ کا خطبہ، ۹ ذی الحجہ کا خطبہ عرفہ میں، عید کے دن کا خطبہ منیٰ میں، ۱۱ ذی الحجہ کے دن منیٰ میں خطبہ۔ حنابلہ کے نزدیک خطبات تین ہیں۔ عرفہ کے دن، قربانی کے دن اور ایام منیٰ کے دوسرے دن۔

حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک بھی تین خطبات ہیں: ۷ ذی الحجہ مسجد حرام میں، عرفہ کے دن زوال کے بعد اور نماز سے پہلے اور ۱۱ ذی الحجہ کو۔ سبھی خطبات میں ایک ایک خطبہ ہوگا البتہ عرفہ کے دن دو خطبے دیئے جائیں گے۔

آٹھویں بحث..... حج اور عمرہ ادا کرنے کی کیفیت

اتنی بات ہمیں ماقبل سے معلوم ہو چکی ہے کہ حج اور عمرہ کے تین احوال ہیں، افراد، تمتع اور قران ❶ ارکان حج و عمرہ کی بحث میں میں نے بیان کر دیا ہے کہ ان میں سے کون سا حج افضل ہے۔

پہلی چیز: حج افراد کی کیفیت..... حج افراد یہ ہے کہ صرف حج کا احرام باندھے پھر عمرہ نہ کرے حتیٰ کہ فارغ ہو جائے۔

کیفیت..... حج افراد کی کیفیت یہ ہے کہ احرام سے پہلے غسل یا وضو کرے، البتہ غسل کرنا افضل ہے، پھر دو نئے یا دھوئے ہوئے کپڑے پہنے ان میں سے ایک تہبند ہو اور دوسری چادر ہو۔ خوشبو لگائے اور احرام کی دو رکعتیں پڑھے، یہ دو رکعتیں مکروہ وقت میں نہ پڑھے، پھر یہ دعا پڑھے:

اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی

یا اللہ میں نے حج کا ارادہ کیا ہے میرے لئے حج کو آسان فرما اور قبول فرما۔ پھر نماز کے بعد تلبیہ پڑھے، تلبیہ پڑھتے ہوئے حج کی نیت کرے، پھر نمازوں کے بعد کثرت سے تلبیہ پڑھے راستے میں چلتے ہوئے اوپر چڑھتے ہوئے نیچے اترتے ہوئے، سوار ہوتے وقت، قافلوں سے ملتے وقت اور سحری کے وقت زیادہ سے زیادہ تلبیہ پڑھے۔

جب اس شخص نے نیت کرتے ہوئے تلبیہ پڑھا گویا اس نے احرام باندھ لیا، پھر وہ امور جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان سے باز رہے یعنی جماع، فحش کلام، معاصی اور نافرمانی کے کام، جھگڑا فساد وغیرہ، شکار نہ کرے نہ ہی شکار کی طرف اشارہ کرے اور نہ شکار پر کسی دوسرے کی راہنمائی کرے، سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے، موزے بھی نہ پہنے، سر نہ ڈھانپے چہرہ نہ ڈھانپے، احرام باندھ کر خوشبو نہ لگائے، جسم کے بال نہ اکھاڑے اور نہ ہی بال کاٹے اور ناخن بھی نہ کاٹے۔

بغیر صابن کے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں، چونکہ صابن بھی خوشبو کی ایک قسم ہے، حج افراد کرنے والا (یعنی مفرد بالحج) سائے میں بیٹھ سکتا ہے، کمر پر ہمیانی (ایک پٹی نما بٹوا ہوتا ہے جس میں دراہم وغیرہ رکھ لئے جاتے ہیں) باندھنے میں کوئی حرج نہیں۔

جب مکہ میں داخل ہو تو مسجد حرام سے ابتدا کرے اور اس سے پہلے اپنا ساز و سامان سنبھال لے پھر مسجد میں آئے، باب السلام سے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ داخل ہو جیسا کہ حنفیہ کا قول ہے، دل و دماغ میں بیت اللہ کی عظمت اور اس کی شان ملحوظ ہو، جونہی بیت اللہ پر نظر پڑے تکبیر کہے اور تین بار تہلیل کرے پھر جو چاہے دعا مانگے، چونکہ یہ قبولیت دعا کا مقام ہے۔

پھر اگر غیر مکی یعنی آفاقی ہو تو طواف قدوم کرے چونکہ طواف قدوم ''تحیۃ البیت'' ہے۔ حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرے اور قبلہ رو ہو، تکبیر و تہلیل کرتا رہے۔ ❷ نماز کی طرح رفع یدین کرے، ہتھیلیوں کے باطنی حصہ سے استلام کرے، پھر حجر اسود کا بوسہ لے اگر ممکن ہو اور

---

❶..... دیکھئے فتح القدیر ۲/۱۳۴، اللباب شرح الکتاب ۱/۱۷۹، القوانین الفقھیة ص ۱۳۱ المھذب ۱/۲۲۰ غایة المنتھی ۱/۴۰۷۔ ❷ تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا، تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ کہنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی مسلمان کو اذیت پہنچنے کا اندیشہ بھی نہ ہو، پھر کعبہ کے گرد گھومے بایں طور کہ کعبہ بائیں طرف ہو، یوں بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے، اور حطیم (حجر) کے باہر سے طواف کر لے، ہر چکر میں جب حجر اسود اور رکنی یمانی کے پاس سے گزرے تو استلام کرے، استلام سے طواف کا خاتمہ کرے جیسے ابتداء کی تھی، پھر مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھے یا پھر مسجد میں جہاں بھی آسانی ہو وہاں پڑھے البتہ اگر مکروہ وقت ہو تو نماز نہ پڑھے۔

اہل مکہ پر طواف قدوم نہیں، اگر محرم مکہ میں داخل نہ ہوا اور عرفات کی طرف چلا جائے اور وقوف میں مشغول ہو جائے تو طواف قدوم اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، اس کے ترک پر کچھ تاوان واجب نہیں ہوگا۔

پھر صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگا کر سعی کرے، دونوں پہاڑیوں پر چڑھے، اور قبلہ رو ہو، تکبیر وتہلیل کرتا رہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اپنی حاجات کے متعلق رب تعالیٰ سے دعائیں کرے، میلین اخضرین کے درمیان رمل کرے، سعی کی ابتداء صفا سے کرے اور مروہ پر اختتام کرے۔

پھر مکہ میں حالت احرام میں مقیم رہے، جب بھی بیت اللہ ظاہر ہو طواف کرے، پھر ۸ ذی الحجہ کو منیٰ میں رات گزارے، اور منیٰ میں پانچ نمازیں ظہر عصر مغرب عشاء اور فجر پڑھے۔

۹ ذی الحجہ کو عرفات کی طرف متوجہ ہو جائے، امام کے ساتھ یا اکیلے ہی مسجد نمرہ میں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھے اور قصر کرے یہ جمع تقدیم کرے (یعنی عصر کی مقدم کر کے ظہر کے ساتھ پڑھے)، خطبہ کو نمازوں سے پہلے غور سے سنے، یہ نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھی جائیں۔ وقوف سے پہلے غسل کرنا مستحب ہے۔

نمازوں سے فارغ ہو کر جائے وقوف کی طرف متوجہ ہو جائے، جبل رحمت کے قریب وقوف کرے، البتہ میدان عرفات سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے، صرف بطن عرنہ وقوف کی جگہ نہیں، امام کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی سواری پر وقوف کرے، دعائیں کرے، اور امام خطبہ میں لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دے، جس شخص نے ۹ ذی الحجہ زوال کے بعد سے لے کر ۱۰ ذی الحجہ کے طلوع فجر تک وقوف عرفہ پالیا گویا اس نے حج پالیا، جو شخص عرفات سے گزرا در حالیکہ وہ سویا ہوا ہو یا بے ہوش ہو یا اسے عرفہ کے ہونے کا علم ہی نہ ہو تو حنفیہ کے نزدیک یہ وقوف کافی ہے۔

جب سورج (۹ ذی الحجہ کو) غروب ہو جائے امام اور لوگ آرام وسکون سے کوچ کریں حتیٰ کہ مزدلفہ آجائیں، مزدلفہ میں آکر ٹھہریں، جبل قزح کے پاس ٹھہرنا مستحب ہے۔ جبل قزح مشعر حرام ہے، مزدلفہ میں امام لوگوں کو مغرب اور عشاء کی نمازیاں جمع کر کے پڑھائے یہ جمع تاخیر ہوگی (یعنی مغرب کی نماز موخر کر کے پڑھی جائے گی) اور عشاء کی نماز قصر پڑھی جائے گی، حنفیہ کے نزدیک ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھی جائے گی۔

- امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک مزدلفہ جاتے وقت راستے میں مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں، طلوع فجر سے پہلے پہلے اعادہ لازمی ہوگا۔

جب ۱۰ ذی الحجہ کا طلوع فجر ہو، امام لوگوں کو فجر کی نماز تاریکی میں پڑھائے، تاریکی میں نماز وقوف مزدلفہ کی وجہ سے پڑھائی جائے گی۔ پھر حنفیہ کے نزدیک مزدلفہ میں وقوف کرنا واجب ہے، اگر چہ لحہ بھر کے لئے ہو، وقوف مزدلفہ کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے، امام کے ساتھ لوگ بھی وقوف کریں، حاجی کو چاہئے کہ دعائیں کرے تکبیر کہے، تہلیل کہے تلبیہ پڑھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور مزدلفہ سے رمی کے لئے ستر کنکریاں چنے۔

مزدلفہ سارے کا سارا جائے وقوف ہے سوائے بطن محسر کے، بطن محسر منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک وادی ہے۔ پھر امام کے ساتھ لوگ طلوع آفتاب سے پہلے کوچ کر جائیں حتیٰ کہ منیٰ آجائیں، اور بطن وادی سے جمرۂ عقبہ کی رمی کریں اور سات کنکریاں ماریں، یہ کنکری چھوٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونی چاہیے، حاجی کو چاہیئے کہ ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہے اور جمرہ عقبہ کے پاس وقوف نہ کرے چونکہ اس کے بعد رمی نہیں، پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ہی تلبیہ کہنا چھوڑ دے چونکہ حلال ہونے کے ساتھ تلبیہ ثابت نہیں۔ پھر نفلی قربانی کرے یعنی اگر چاہے قربانی کرے چونکہ یہ مفرد بالحج (حج افراد کرنے والا) ہے۔ پھر حلق کرے یا پوروں کے بقدر بال ترشوائے، البتہ حلق افضل ہے، حلق کرالینے کے بعد سوائے عورتوں کے ہر چیز حلال ہو جائے گی، مالکیہ کے نزدیک شکار اور خوشبو اب بھی حلال نہیں ہوں گے۔

پھر مکہ آجائے اور یہ عید کا دن ہوگا یا عید کے دن کے ایک دن یا دو دن بعد مکہ آئے اور طواف زیارت کرے، یہ فرض طواف ہے، اس کے سات چکر لگائے جائیں پھر اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہیں کی تو اب سعی کرے، لہٰذا (یعنی جب طواف قدوم کے بعد سعی نہیں کی تو) اب طواف زیارت کے پہلے تین چکروں میں مرد رمل کرے اور اس میں اضطباع بھی کرے چونکہ ہر وہ طواف جس کے بعد سعی کرنی ہو اس طواف میں رمل اور اضطباع کرنا دونوں مشروع ہیں۔

ان تین دنوں یعنی عید کا دن اور دو دن اس کے بعد (۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ) طواف زیارت کو مؤخر کرنا مکروہ ہے، اگر ان دنوں سے موخر کیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دم واجب ہوگا۔

پھر منیٰ کی طرف واپس لوٹ آئے اور رمی کے لئے منیٰ میں مقیم رہے، رمی کا وقت ایام نحر کے دوسرے دن کے زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے، رمی کی ابتداء اس جمرہ سے کرے جو مسجد خیف سے ملا ہوا ہے، سات کنکریاں مارے، اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے، اس جمرہ کے پاس وقوف کرے اور دعا کرے چونکہ اس جمرہ کے بعد مزید رمی کرنی ہے پھر جمرہ وسطیٰ کی رمی کرے اور اس کے پاس بھی وقوف کرے اور دعا کرے پھر جمرہ عقبہ کی رمی کرے البتہ اس کے پاس وقوف نہ کرے چونکہ اس کے بعد مزید رمی نہیں۔

پھر تیسرے دن زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے اس کے بعد وہ اگر مکہ کی طرف روانگی میں جلدی کرے تو کر سکتا ہے، یا اگر چوتھے دن کی رمی کے لئے رکنا چاہیئے تو رک سکتا ہے اور طلوع فجر کے بعد جب زوال ہو جائے تب رمی کرے، مکہ جاتے ہوئے وادی محصب میں اترے۔

جب حاجی مکہ سے روانہ ہونے کا ارادہ کرے تو بیت اللہ کا طواف کرے اور سات چکر لگائے اس میں رمل نہ کرے یہ طواف وداع ہوگا اسے طواف صدر بھی کہتے ہیں۔ یہ طواف جمہور کے نزدیک مالکیہ کے سوا واجب ہے البتہ اہل مکہ کے لئے واجب نہیں۔ طواف وداع کے بعد اپنے اہل خانہ کی طرف واپس لوٹ سکتا ہے، چونکہ اعمال حج سے فارغ ہو چکا ہے۔

عورت اور خنثیٰ مشکل گزشتہ ساری تفصیل میں مرد کی طرح ہوں گے البتہ عورت اپنا سر نہ کھولے اور چہرہ کھلا رکھے، تلبیہ پڑھتے وقت آواز بلند نہ کرے، طواف میں رمل بھی نہ کرے، میلین اخضرین کے درمیان دوڑ بھی نہ لگائے، سر نہ مونڈے، البتہ بال ترشوائے، عورت سلے ہوئے کپڑے اور موزے پہن سکتی ہے، اگر عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو طواف زیارت کے علاوہ بھی افعال بجالائے، اور طواف زیارت کے لئے انتظار کرے حتیٰ کہ پاک ہو جائے۔

اگر عورت کو احرام باندھتے وقت حیض آجائے تو غسل کر کے احرام باندھے، اگر طواف زیارت کے بعد حیض آئے تو واپس لوٹ جائے اس پر دم واجب نہیں ہوگا، چونکہ حائضہ کو طواف وداع چھوڑنے کی رخصت دی گئی ہے۔

دوسری چیز: حج تمتع کی کیفیت...... تمتع کا لغوی معنی نفع اٹھانا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک شرعی تعریف یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ یا عمرہ کا اکثر حصہ انجام دے اور پھر اسی احرام میں یا نئے احرام میں اسی سفر میں حج کر لیا اس حال میں کہ حج اور عمرہ کے درمیان ❶ "الماما صحیحا" نہ ہوا ہو۔

---

❶...... المام صحیح سے مراد یہ ہے کہ احرام کھول کر گھر واپس لوٹ جائے اور پھر سفر کر کے مکہ جائے اور حج کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متمتع کی اقسام......حنفیہ کے نزدیک متمتع کی دو قسمیں ہیں:

۱......ایک وہ متمتع جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور (ہدی) ساتھ لائے۔

۲......وہ متمتع جو قربانی کا جانور ساتھ نہ لائے۔

پہلے کا حکم یہ ہے کہ وہ حج قران کرنے والے کی طرح ہے جب مکہ میں داخل ہو طواف اور سعی کرے اور وہ عمرہ کے بعد حلال نہیں ہوسکتا بلکہ بدستور محرم رہے گا۔ حتی کہ ترویہ کے دن حج کی نیت کرے، یہ متمتع قربانی کے دن جانور ذبح کرے چونکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سابق حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ چیز مجھے پہلے معلوم ہوتی جس کا علم بعد میں ہوا تو میں قربانی کا جانور نہ لاتا اور میں اسے عمرہ بناتا۔'' اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حلال ہونا نہیں ہوتا مگر افراد عمرہ سے اور ہدی ساتھ نہ لانے سے، اور اگر حلال ہونا ہدی ساتھ لانے سے ہوتا تو آپ کا فرمان اتنا کافی ہوتا۔ کہ'' میں اسے عمرہ بناتا۔'' اور حلال ہو جاتا۔ جب متمتع ہدی ساتھ لانے کا ارادہ کرے تو احرام باندھے اور ہدی ساتھ لائے۔

حج تمتع کی صفت اور طریقہ کار...... متمتع (حج تمتع کرنے والے) کو چاہئے کہ میقات سے ابتدا کرے، عمرہ کے لیے احرام باندھے اور مکہ میں داخل ہو، عمرہ کے لئے طواف کرے، سعی کرے، پھر حلق یا تقصیر کروا کر عمرہ سے حلال ہو جائے، جب طواف کی ابتدا کرے تلبیہ منقطع کردے، اور پھر حلال ہونے کی حالت میں مکہ میں مقیم رہے۔

جب ترویہ کا دن یعنی آٹھ ذی الحج ہو تو مسجد حرام سے حج کا احرام باندھے یہ مستحب ہے اور شرط یہ ہے کہ حرم پاک سے احرام باندھے چونکہ متمتع مکی کے معنی میں ہوتا ہے اور مکی کا میقات حج کے بارے میں حرم ہوتا ہے، جیسے مواقیت کی بحث میں گذر چکا ہے، پھر وہی افعال بجا لائے جو مفرد بالحج کرتا ہے۔

متمتع کے لئے افضل یہ ہے کہ یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) سے پہلے احرام باندھ لے چونکہ اس میں حج کی طرف سبقت کرنا ہے اور اس میں مشقت بھی زیادہ ہے۔

متمتع پر دم تمتع (یعنی جانور ذبح کرنا) ہوگا ❶ اگر دم کی وسعت نہ رکھتا ہو تو تین دن روزے رکھے یعنی متمتع نے کل ملا کر دس (۱۰) روزے رکھنے ہیں تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات روزے واپس لوٹ کر رکھے، یعنی افعال حج سے فارغ ہونے کے بعد اگرچہ مکہ ہی میں رکھ لے۔

جب قربانی کے دن حلق کرلیا گویا دونوں احراموں (حج کا احرام اور عمرہ کا احرام) سے حلال ہوگیا، چونکہ سر مونڈنا حج میں حلال کرنے والا ہوتا ہے جیسے نماز میں سلام حلال کرنے والا ہوتا ہے۔ لہٰذا حلق سے دونوں احراموں سے حلال ہو جائے گا۔

جمہور کے نزدیک اہل مکہ کے لئے حج تمتع اور حج قران نہیں، اہل مکہ کے لئے حج افراد خاص ہے، جبکہ حنفیہ کا قول ہے کہ مکی کے لئے حج قران مکروہ ہے۔

بطلان تمتع......حج تمتع کرنے والا جب گھر کی طرف واپس لوٹ آئے یعنی عمرہ کے افعال سے فارغ ہو جاتے تو اس کا حج تمتع باطل ہو جاتا ہے، بشرطیکہ ہدی بھی ساتھ نہ لایا ہو، چونکہ وہ ''الماہ صحیحہ'' کے ساتھ گھر والوں کے پاس واپس لوٹا ہے۔ اگر اپنے ساتھ ہدی نہ لایا ہو تو اس کا واپس لوٹنا الماہ صحیحہ نہیں ہوگا، لہٰذا امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک حج تمتع باطل نہیں ہوگا، چونکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کا حرم واپس لوٹنا واجب ہے جبکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واپس لوٹنا مندوب ہے۔ چونکہ اس صورت میں وہ حرم کے

❶......حنفیہ کے نزدیک یہ دم شکر ہے لہٰذا حاجی خود بھی اس سے کھا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ مقید ہو چکا اور واپس لوٹنا المام صحیح کے مانع ہے۔

رہی بات قارن کی تو باتفاق حنفیہ اس کے واپس لوٹنے سے اس کا حج قران باطل نہیں ہوگا، گویا حنفیہ کے نزدیک قران اور تمتع میں بنیادی فرق یہ ہے کہ حج تمتع میں اہل خانہ کی طرف واپس نہ لوٹنا شرط ہے اور حج قران میں اہل خانہ کی طرف واپس نہ لوٹنا شرط نہیں۔

محرم عمرہ کے مہینوں میں کب متمتع ہوگا؟...... حنفیہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا پھر عمرہ کے طواف کے چکر چار سے کم لگائے (یعنی ایک یا دو یا تین چکر لگائے) ابھی طواف مکمل نہیں ہوا تھا کہ حج کے مہینے داخل ہو گئے اور حج کے مہینوں میں طواف مکمل کیا اور پھر حج کا احرام باندھا تو وہ متمتع ہوگا چونکہ حنفیہ کے نزدیک احرام شرط ہے رکن نہیں۔ لہٰذا حج کے مہینوں سے پہلے احرام باندھنا صحیح ہے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے، یہ الگ بات ہے کہ افعال حج کا اعتبار حج کے مہینوں میں کیا جاتا ہے، جبکہ طواف کا اکثر حصہ حج کے مہینوں میں پایا گیا، لہٰذا اکثر کے لئے کل کا حکم ہے۔

رہی یہ بات کہ اگر حج کے مہینوں سے پہلے طواف کے اکثر چکر لگائے پھر اسی سال حج کیا تو اس صورت میں متمتع نہیں ہوگا چونکہ اس نے طواف کا اکثر حصہ حج کے مہینوں سے پہلے کر دیا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے حج کے مہینوں سے پہلے حلال ہو جائے۔

حاصل...... یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اکثر کے لیے کل کا حکم ہوتا ہے لہٰذا جب طواف کا اکثر حصہ حج کے مہینوں سے پہلے پایا گیا تو گویا کل طواف پہلے پایا گیا جبکہ متمتع تو وہ ہوتا ہے جو عمرہ اور حج حج کے مہینوں میں کرے۔

تیسری چیز: کیفیت قران...... قران کا لغوی معنی ہے مطلق دو چیزوں کو آپس میں ملانا ہے اور شرعی تعریف یہ ہے کہ ایک ہی سفر میں حج وعمرہ کا احرام باندھنا۔

حج قران کا طریقہ کار...... یہ کہ میقات سے عمرہ اور حج کا اکٹھا احرام باندھے یا تو حقیقۃً کہ دونوں کی نیت کرلے ایک ساتھ ہی، یا حکماً حنفیہ کے نزدیک جبکہ بقیہ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے۔ حکماً یہ کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھے پھر طواف سے پہلے یا اکثر طواف سے پہلے حج کا احرام باندھے (یعنی نیت کرلے) چونکہ اکثر کل کے قائم مقام ہے، جمہور کے نزدیک اس کا الٹ کرنا بھی صحیح ہے یعنی حج کا احرام باندھے پھر اس پر عمرہ کو داخل کرے جبکہ حنفیہ کے نزدیک یہ مکروہ ہے۔

جمہور کے نزدیک حج کو عمرہ میں طواف میں شروع ہونے سے پہلے پہلے داخل کیا جاسکتا ہے اگر طواف شروع کر دیا خواہ ایک قدم ہی آگے بڑھا ہو تو حج کو عمرہ میں داخل کرنا جائز نہیں۔

حنفیہ کے نزدیک قران کے ساتھ تمتع کی یہ صورت بھی لاحق کر دی گئی ہے جس میں متمتع نے ہدی لائی ہو، لہٰذا عمرہ کے بعد حلال نہیں ہوسکتا، بلکہ برابر حالت احرام میں رہے گا حتی کہ قربانی کے دن ہدی ذبح کرلے۔

قارن احرام کی دو رکعتوں کے بعد یہ دعا پڑھے:

اللهم انی ارید الحج والعمرة فیسرهمالی وتقبلها منی" لبیك اللهم لبیك ... الخ

جب قارن مکہ میں داخل ہو تو بیت اللہ کا طواف کرے پہلے تین چکروں میں رمل کرے۔ طواف کے بعد سعی کرے۔ یہ افعال عمرہ ہوں گے۔

حنفیہ کے نزدیک پھر افعال حج میں مشغول ہو جائے ایسے ہی جیسے مفرد بالحج کرتا ہے، مذکور بالا سعی کے بعد طواف قدوم کرے، طواف زیارت بھی کرے اور مفرد کی طرح صفا ومروہ کے درمیان سعی کرے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ...... البقرۃ ۲/ ۱۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج اور عمرہ کو مکمل کرنا یہ ہے کہ ان دونوں کے افعال مکمل طور پر کئے جائیں۔ چنانچہ آیت میں قارن اور کسی اور کے درمیان فرق نہیں کیا گیا۔

یہ روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ صبی بن معبد نے دو مرتبہ طواف کیا اور دو مرتبہ سعی کی انہیں دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمہیں اپنے نبی کی سنت کی ہدایت دی گئی ہے۔ (۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قارن کے بارے میں فرمایا: جب تم حج اور عمرہ کا احرام باندھو تو دو مرتبہ طواف کرو اور صفا و مروہ کی دو مرتبہ سعی کرو۔ (۲)

جمہور کہتے ہیں: قارن کے لئے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔ اس کی دلیل امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث ہے جسے انہوں نے صحیح بھی قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا اسے ایک ہی طواف کافی ہے اور ایک ہی سعی کافی ہے۔ حتیٰ کہ ان دونوں سے حلال ہو جائے۔" البتہ قارن مفرد کی طرح طواف قدوم کرے گا پھر طواف زیارت کرے اور اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی ہو تو طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جو لوگ حج اور عمرہ کو جمع کریں وہ ایک ہی طواف کریں۔ (۳) نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا فرمایا: کہ صفا اور مروہ کی سعی تمہارے حج اور عمرہ دونوں کے لئے کافی ہے۔ (۴)

دوم: تمتع اور دم قران..... علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ متمتع اور قارن جب حج کا احرام باندھیں ان پر ہدی لازم ہوتا ہے (۵) اس کی دلیل یہ آیت ہے:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ......البقرۃ ۲/۱۹۶

جو شخص حج کے ساتھ عمرہ کا فائدہ اٹھائے تو اسے جو قربانی میسر ہو اللہ کے حضور پیش کرے۔

دم قران اور دم تمتع حنفیہ کے نزدیک دم شکر ہے (یعنی بطور شکرانہ کے جانور ذبح کیا جاتا ہے) لہٰذا دم دینے والا خود بھی کھا سکتا ہے، جبکہ شافعیہ کے نزدیک خود ذبح کرنے والا (مالک) نہیں کھا سکتا۔ اگر قارن مکہ میں داخل نہ ہوا اور سیدھا عرفات کی طرف چل دیا اور وقوف میں مشغول ہو گیا تو حنفیہ کے نزدیک اس نے وقوف عرفہ میں مشغول ہو کر عمرہ چھوڑ دیا، اور دم قران اس سے ساقط ہو گیا۔

البتہ عمرہ چھوڑنے کا دم اس پر واجب ہوگا، اب یہ دم جبر (نقصان پورا کرنے کے لئے دم) ہے لہٰذا خود مالک اس سے نہیں کھا سکتا، عمرہ کی قضاء واجب ہوگی، چونکہ اس نے عمرہ شروع کر دیا اور اپنے اوپر واجب کر دیا پھر چھوڑ الہٰذا قضا لازمی ہوگی۔

شافعیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھنے کے لئے میقات کی طرف لوٹ گیا تو اس کے ذمہ سے دم تمتع ساقط ہو جائے گا۔

دم تمتع اور دم قران کس وقت ذبح کرے؟..... دم تمتع اور دم قرآن ذبح کرنے کے وقت میں فقہاء کا اختلاف ہے، تفصیل درج ذیل ہے۔

جمہور..... کہتے ہیں کہ ایام منیٰ میں بکری یا گائے یا پورا اونٹ یا اونٹ گائے کا ساتواں حصہ ذبح کرنا واجب ہے، یہ ذبح منیٰ میں جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد اور حلق سے پہلے ہوگی، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی اسی طریقہ کے مطابق ذبح کی تھی۔

---

(۱) ..... قال الزيلعي: هذا الحديث لم يقع هكذا فقد اخرج ابوداؤد والنسائي وابن ماجه عن الصبي بن معبد التغلبي قال "اهللت بهما معاً فقال عمر هديت لسنة نبيك (نصب الراية ۳/۱۰۹) (۲) رواه محمد بن الحسن في كتاب الآثار (نصب الراية ۳/۱۱۱) (۳) متفق عليه۔ (۴) اخرجه مسلم (۵) المغني ۳/۴۶۹، مغني المحتاج ج ۱/۵۱۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعیہ...... کہتے ہیں: افضل تو یہی ہے کہ قربانی کے دن جانور ذبح کیا جائے چونکہ اسی میں اتباع ہے اور تا کہ ائمہ ثلاثہ کے اختلاف سے بچ جائے، ورنہ دم کے وجوب کا وقت حج کا احرام باندھنے کا وقت ہے، چونکہ اسی وقت متمتع ہوا ہے، زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ جب عمرہ سے فارغ ہو جانور ذبح کرنا جائز ہے، ہدی کا ذبح کرنا حرم کے ساتھ خاص ہے، پھر جانور ذبح کرنے کی قدرت ہے یا نہیں اس کا فیصلہ بھی حرم میں ہوگا یعنی حرم میں اگر جانور ذبح کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو ذبح کرے اگر چہ گھر میں جانور کی قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اس کا اعتبار نہیں۔

اگر ہدی نہ پاتا ہو تو ایام حج میں تین دن کے روزے رکھنا واجب ہے وہ اس طرح کہ آخری دن عرفہ کا روزہ ہو پھر جب واپس اہل خانہ کی طرف آئے تو سات دن کے روزے رکھے، اگر حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ ہی میں سات دن کے روزے رکھ لئے تو بھی یہ جائز ہے۔

ہدی کے بدلہ میں روزے رکھنے کی تفصیل...... جو شخص حرم میں ہدی ذبح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور وہ ہدی کے بدلہ میں روزے رکھے تو ان روزوں کی تفاصیل میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں جو فرداً فرداً مندرجہ ذیل ہیں۔

حنفیہ...... کہتے ہیں: ہدی کے بدلہ میں روزے رکھنا جائز ہے اگر چہ متفرق ایام میں روزے رکھے جائیں پے در پے روزے رکھنا شرط نہیں۔ تین دن کے روزوں کا وقت حج کے مہینوں کا وقت ہے یعنی تین روزے حج کے مہینوں میں رکھے جائیں۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے:

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ...... البقرۃ ۲/۱۹۶

پس تین دنوں کے روزے رکھنا ہے حج کے دوران۔

تقدیری عبارت یہ ہے۔ "ای فی اشھر الحج" چونکہ نفس حج روزے کی ظرفیت کے صالح نہیں۔ البتہ افضل یہ ہے کہ یوم ترویہ سے ایک دن قبل روزہ رکھے تا کہ عرفہ کے دن کا روزہ تیسرا روزہ ہو۔ اگر تین دنوں کے روزے نہ رکھ سکا حتیٰ کہ قربانی کا دن آ گیا تو اب دم دینے کے سواء کوئی چارہ کار نہیں۔ چونکہ روزہ ہدی کے بدلہ میں تھا اور آیت نے روزے کو وقت حج کے ساتھ مختص کیا ہے، لہٰذا جس شخص نے یوم نحر تک روزے موخر کر دیئے اور حلال ہو گیا تو اس پر دو دم واجب ہوں گے ایک دم تمتع اور دوسرا حلال ہونے کا دم۔

جب تین روزے ایام حج میں رکھ لئے تو سات روزے ایام حج مکمل ہونے کے بعد جہاں چاہے رکھے چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ "وسبعۃ اذا رجعتم" سات روزے اس وقت رکھو جب تم واپس لوٹ آؤ۔ (البقرۃ ۲/۱۹۶) یعنی جب تم افعال حج سے فارغ ہو جاؤ اور ایام تشریق گزر جائیں پھر روزے رکھو۔

تین دن کے روزے اعمال حج میں شروع ہونے سے پہلے رکھنا بھی جائز نہیں۔ ❶

مالکیہ...... کہتے ہیں۔ تین دن کے روزے لگا تار رکھنا واجب ہے اسی طرح بعد کے سات دن کے روزے بھی لگا تار رکھنا واجب ہے، تین دن کے روزے ایام حج میں رکھے جائیں بایں طور کے آخری روزہ عرفہ کے دن کا روزہ ہو، جو شخص ان روزوں سے جاہل رہا یا بھول گیا تو وہ ایام منیٰ میں روزے رکھے، سات روزے خواہ مکہ میں رکھے یا واپس گھر آ کر رکھے، تین دن کے روزے۔ اعمال حج شروع کرنے سے پہلے رکھنا جائز نہیں۔ ❷

شافعیہ...... کہتے ہیں: تین دنوں کے روزے لگا تار رکھنا مستحب ہے اسی طرح سات دن کے روزے بھی لگا تار رکھنا مستحب ہیں۔ اگر حج کے دنوں میں تین دن کے روزے رہ گئے تو ظاہری قول کے مطابق ان کی قضاء واجب ہوگی، چونکہ یہ روزے ایسے ہیں کہ ان کا وقت مقرر ہے۔ لہٰذا رمضان کے روزوں کی طرح ان کی بھی قضا کی جائے گی۔ البتہ قضاء کے روزوں اور پچھلے سات روزوں میں فرق کرنا ضروری ہے،

---

❶ ..... تفصیل کیلئے الدر المختار ۲/۲۶۴ اللباب ۱/۱۹۳۔ ❷ تفصیل کیلئے دیکھئے القوانین الفقھیة ص ۱۴۰ بدایة المجتھد ۱/۳۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرق چار دنوں کے بقدر کرے جو کہ یوم نحر اور ایام تشریق کے بقدر ہیں۔ اگر لگا تار دس دن کے روزے رکھ لئے تو یہ تین روزے ہو جائیں گے بقیہ سات ذمہ میں باقی رہیں گے چونکہ تین اور سات کے درمیان فرق نہیں روا رکھا گیا۔

روزے کا حکم تب لاگو ہوتا ہے جب حاجی ہدی سے عاجز ہو مثلاً ہدی کا جانور "گم پایا" یا جس مال سے جانور خریدنا تھا وہ مال (رقم) گم ہو گیا، یا ہدی ملتی تو تھی مگر اس کی قیمت بہت گراں تھی وغیرھا۔

تین دن کے روزوں کا وقت حج کا احرام باندھ لینے کے بعد ہے چونکہ آیت ہے:

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ ...... البقرة ۲/۱۹۶

لہٰذا تین دن کے روزوں کو احرام پر مقدم کرنا جائز نہیں اور یہ دم کے بخلاف ہے، چونکہ روزہ بدنی عبادت ہے لہٰذا اسے مقدم کرنا جائز نہیں۔

عرفہ کے دن سے پہلے پہلے روزے رکھ لینا مستحب ہے، چونکہ حج میں روزہ رکھنا مکروہ ہے پھر تین روزوں کے بعد سات روزے وطن واپس لوٹ کر رکھے اگر وطن واپسی کا ارادہ ہو۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ...... البقرة ۲/۱۹۶

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "جو شخص ہدی نہ پائے وہ تین دن کے روزے حج کے دوران رکھے اور سات روزے اس وقت رکھے جب اہل خانہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔" ❶

اگر مکہ میں قیام کرنے کا ارادہ ہو تو مکہ ہی میں روزے رکھے گھر واپس لوٹتے راستے میں دوران سفر روزے نہ رکھے۔

حنابلہ روزوں کے متعلق حنابلہ نے تھوڑی تفصیل کی ہے چنانچہ حنابلہ کہتے ہیں لگا تار روزے رکھنا واجب نہیں، تین دن کے روزوں اور سات دن کے روزوں کے لئے دو اوقات ہیں۔ (۱) وقت جواز (۲) وقت استحباب۔

تین روزوں کا وقت استحباب ...... یہ وقت ہے کہ احرام حج اور یوم عرفہ کے درمیان روزے رکھ لے اور تیسرا روزہ عرفہ کے دن کا ہو۔ چونکہ اس وقت میں روزہ کی حاجت ہے۔

تین روزوں کا وقت جواز ...... یہ وہ وقت ہے کہ جب عمرہ کا احرام باندھے جیسا کہ حنفیہ کا قول ہے۔ اس میں مالکیہ اور شافعیہ کا اختلاف ہے کہ روزہ احرام حج کے بعد ہی جائز ہے۔

حنابلہ اور حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ عمرہ کا احرام حج تمتع کے دو احراموں میں سے ایک احرام ہے لہٰذا احرام کے بعد روزہ جائز ہوگا یہ ایسا ہی ہے جیسے حانث ہونے کا کفارہ پیشگی دے دیا جائے۔ شافعیہ اور مالکیہ کی دلیل آیت ہے:

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ ❷

سات روزوں کا مختار وقت ...... سات روزوں کا مختار وقت یہ ہے کہ جب حاجی گھر واپس لوٹ آئے چونکہ سابقہ آیت اور حدیث اسی پر دلالت کرتی ہیں۔

وقت جواز جب ایام تشریق گزر جائیں برابر ہے کہ راستے میں رکھے یا مکہ میں جیسے بھی چاہے، چونکہ روزہ لازم ہے اور وطن میں بھی جائز ہے اور اس سے قبل بھی جیسے دوسرے فرائض البتہ آیت میں جو فرمایا۔ "اِذَا رَجَعْتُمْ" تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب روزوں کو

❶ متفق علیه عن ابن عمر۔ ❷ حنفیہ کا استدلال بھی اسی آیت سے ہے البتہ حنفیہ آیت میں تقدیر عبارت کے قائل ہیں یعنی فصیام ثلاثۃ ایام فی اشہر الحج۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موخر کرنا جائز ہے، لہٰذا اس سے قبل بھی رکھے جا سکتے ہیں، جیسے رمضان کے روزے سفر یا مرض کی وجہ سے موخر کر دیئے جاتے ہیں۔

جب متمتع حج کے دوران تین دن کے روزے نہ رکھ سکے تو اس کے بعد روزے رکھے اگر چہ ایام منیٰ میں رکھے جیسا کہ مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں البتہ اس میں حنفیہ کا اختلاف ہے، چونکہ یہ واجب روزہ ہے وقت نکل جانے سے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا، آیت کی دلالت وجوب پر ہے سقوط پر نہیں، ایام منیٰ میں روزہ رکھنا صحیح ہے چونکہ یہی قول حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے وہ یہ کہ "ایام تشریق میں روزے رکھنے کی رخصت کسی کو نہیں دی گئی سوائے اس شخص کے جو ہدی نہ پاتا ہو۔" ❶

یہ رخصت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی رخصت دی ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حج کے دوران ان تین روزوں کے رکھنے کا حکم دیا ہے اور جب حج کے ایام میں سے صرف ایام منیٰ ہی باقی رہے لہٰذا وہی متعین ہوں گے۔ لہٰذا ایام منیٰ میں روزے رکھنے کا حکم یہی ہوگا جیسے یوم نحر سے پہلے روزے رکھ لئے۔

جب دس دن کے روزے رکھے تو تین اور سات کے درمیان فرق کرنا لازمی نہیں، اس میں شافعیہ کا اختلاف ہے چونکہ یہ روزے واجب ہیں اور ایسے دنوں میں رکھتے ہیں جن میں روزہ رکھنا صحیح ہے لہٰذا ان میں فرق کرنا واجب نہیں جیسے بقیہ روزوں میں فرق کرنا واجب نہیں۔

وجوب کا وقت......روزے کے وجوب کا وقت ہدی کے وجوب کا وقت ہے، چونکہ روزہ ہدی کا بدل ہے لہٰذا جو وقت ہدی کے وجوب کا ہوگا وہی وقت روزے کے وجوب کا ہوگا۔

نویں بحث......حج سے حلال ہونے کی کیفیت

فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ حج میں دو قسم کا حلال ہونا پڑتا ہے:

۱......حلال اصغر اسے حلال اول بھی کہتے ہیں۔

۲......حلال اکبر اسے حلال دوم بھی کہا جاتا ہے، فہقاء کا اس میں اختلاف ہے کہ حلال اول سے کون کون سی چیزیں مباح ہوتی ہیں۔ ❷

حلال اول......یہ حلال تین میں سے دو کام کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جمرہ عقبہ کی رمی، حلق اور طواف زیارت، اس حلال سے سوائے عورتوں کے ہر چیز مباح ہو جاتی ہے یعنی عورتوں سے جماع نہیں کر سکتا، حنفیہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک دواعی جماع بھی حلال نہیں۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم رمی کر لو اور حلق کرا لو تو گویا تمہارے لئے خوشبو، سلے ہوئے کپڑے اور ہر چیز سوائے عورتوں کے حلال ہو جائے گی۔ ❸ لہٰذا مذکورہ کام کر لینے کے بعد حاجی عورتوں کے معاملہ میں بدستور محرم رہے گا گویا اب بھی جماع نہیں کر سکتا بوسہ نہیں لے سکتا اور شہوت سے بیوی کو چھو بھی نہیں سکتا۔

اسی طرح شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک عقد نکاح بھی نہیں کر سکتا، اس کے سوا حاجی کے لئے ہر چیز حلال ہوگی مثلاً شکار، بال مونڈنا اور ناخن کاٹنا وغیرہا۔

مالکیہ کے نزدیک اس حلال سے عورتوں، شکار اور خوشبو کے علاوہ ہر چیز حلال ومباح ہو جاتی ہے ان کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا

---

❶ رواہ البخاری۔ ❷ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ البدائع ۲/ ۱۵۹، الدرالمختار ۲/ ۲۵۰، الشرح الصغیر ۲/ ۵۹، القوانین الفقہیۃ ص۱۳۱ المھذب ۱/ ۲۳۰ مغنی المحتاج ۱/ ۵۰۵ غایۃ المنتھی ۱/ ۴۰۲ المغنی ۳/ ۴۳۱۔ ❸ رواہ سعید بن المنصور عن عائشۃ واخرجہ النسائی وابن ماجہ عن ابن عباس واخرجہ ابو داؤد باختلاف اللفظ وقال وھو حدیث ضعیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول ہے کہ ''جب تم جمرہ عقبہ کی رمی کرلو، ہدی ذبح کرلو اور سر مونڈ لو تو تمہارے لئے ہر چیز حلال ہوگئی سوائے خوشبو اور عورتوں کے۔'' نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ......المائدہ ۹۵/۵

شکار کو قتل مت کرو اس حال میں کہ تم احرام میں ہو۔

حلال دوم یا حلال اکبر......حلال ہونے کی یہ قسم مذکورہ بالا تین اشیاء یعنی رمی جمرہ عقبہ، حلق اور طواف زیارت میں سے باقی ماندہ تیسری چیز کر لینے سے حاصل ہوتی ہے۔ گویا اگر کسی حاجی نے رمی اور حلق کرلیا ہو تو طواف زیارت کر لینے سے اس کے لئے ہر چیز حلال ہو جاتی ہے، اور بالا جماع بالکلیہ احرام سے نکل جاتا ہے، اب اس پر باقی ماندہ اعمال رمی کا بجالانا واجب ہوتا ہے، اسی طرح حنفیہ کے علاوہ جمہور کے نزدیک منیٰ میں رات گزارنا بھی واجب ہوتا ہے، باوجودیکہ وہ محرم نہیں ہوتا یہ ایسا ہی ہے جیسے پہلے سلام سے نماز سے نکل جاتا ہے اور پھر اس سے دوسرے سلام کا مطالبہ ہوتا ہے، البتہ حج میں باقی ماندہ افعال کا مطالبہ علی سبیل الوجوب ہوتا ہے جبکہ نماز میں دوسرے سلام کا مطالبہ علی سبیل الندب ہوتا ہے۔

رمی کے بقیہ ایام میں جماع کو مؤخر کرنا مستحب ہے تاکہ حاجی سے احرام کا اثر زائل ہو جائے۔

دسویں بحث......ممنوعات احرام اور مباحات

ممنوعات......ممنوعات سے مراد وہ امور ہیں جو حج یا عمرہ کی وجہ سے محرم پر حرام ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ منیٰ میں سر مونڈ لے، ممنوعات کی مختلف اقسام ہیں، اور یہ بھی اقسام چار اصولوں میں بیان کی جاسکتی ہیں:

۱......سلے ہوئے کپڑے کا پہننا ۲......بدنی آسودگی اور بدن کی صفائی ستھرائی

۳......شکار ۴......عورتیں (یعنی جماع)

ان اصول کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک وہ قسم جس سے حج فاسد نہیں ہوتا اور وہ پہلے تین اصول ہیں ایک وہ قسم جو حج کو فاسد کر دیتا ہے اور وہ جماع ہے۔

ان ممنوعات کی تفصیل اور فقہاء کی آراء حسب ذیل ہیں۔ ❶

اصول اول: سلے ہوئے کپڑے پہننا......سلے ہوئے کپڑے یا تو مرد پہنے گا یا عورت پہنے گی دونوں کے لئے حکم مختلف ہے۔

ا: سلے ہوئے کپڑے اگر مرد پہنے......صرف احرام باندھ لینے سے مرد کے لئے سر ڈھانپنا یا سر کا کچھ حصہ ڈھانپنا حرام ہے، یعنی ایسی چیز جو سر کے لئے ستر میں شمار ہو وہ حرام ہے۔ برابر ہے وہ چیز سلی ہوئی ہو یا سلی ہوئی نہ ہو، لہٰذا سر اور چہرے پر عمامہ، کپڑا اور ٹوپی رکھنا جائز نہیں، کپڑے سے سر ڈھانپنا جائز نہیں اگرچہ گردن کھلی ہو، پٹی وغیرہ سے سر باندھنا بھی حرام ہے، اس کی دلیل صحیحین کی روایت ہے کہ ایک شخص نے احرام باندھ رکھا تھا اور وہ اپنے اونٹ سے نیچے گر کر مر گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: اس کا سر مت ڈھانپو چونکہ قیامت کے دن یہ شخص تلبیہ پڑھتا ہوا اٹھے گا۔ ❷ البتہ کسی حاجت مثلاً علاج، گرمی یا سردی کی وجہ سے سر ڈھانپنا جائز ہے لیکن فدیہ دینا واجب ہوگا۔

---

❶......دیکھئے البدائع ۱۸۳/۲، القوانين الفقهية ص ۱۳۶ الشرح الصغير ۷۴/۲، الايضاح ص ۲۲ مغنى المحتاج ج ۵۱۸/۱ المهذب ۲۰۴/۱، المغنى ۲۹۵/۳، كشاف القناع ۴۹۱/۲۔ ❷ رواه ايضاً احمد والنسائى وابن ماجه عن ابن عباس۔(نيل الاوطار ۸/۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ ایسے طریقہ سے ستر کرنا جو نفس الامر میں ستر شمار نہ ہوتا ہو مثلاً عمامہ کا تکیہ بنالے یا حوض وغیرہ میں غوطہ لگائے یا کسی جگہ کا سایہ لے وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں، سر درد کی وجہ سے دھاگے سے سر باندھنے میں کوئی حرج نہیں، اگر ساز وسامان کی گٹھڑی سر پر رکھی یا ٹوکری سر پر رکھی تو یہ مکروہ ہے البتہ شافعیہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق حرام نہیں، سائبان، گھر، گاڑی، درخت اور خیمہ وغیرہ کا سایہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

حنابلہ کسی جگہ کا سایہ لینا ممنوع قرار دیتے ہیں اسی طرح کپڑے کا سایہ لینا بھی جائز نہیں سمجھتے البتہ کسی عذر کی وجہ سے کپڑا کا سایہ لیا تو جائز ہے لیکن فدیہ دینا لازمی ہوگا۔

چہرے اور باقی جسم کا ڈھانپنا بجز تہبند اور چادر کے حرام ہے، جبہ نہ پہنے، قمیص نہ پہنے شلوار نہ پہنے، موزہ نہ پہنے، سلائی کیا ہوا جوتا نہ پہنے البتہ وہ جوتے جو سلے ہوئے نہ ہوں وہ پہنے یا کھڑاؤں پہنے جن میں پاؤں کی انگلیاں ظاہر رہیں، اگر پہننے کے لئے مذکورہ صفت کا جوتا دستیاب نہ ہو یا خریدنے کے لئے فلوس نہ ہوں تو تہبند کی عدم دستیابی کی صورت میں شلوار پہنے اور جوتے پہن لے لیکن ٹخنوں سے نیچے کا حصہ کاٹ لے یہ حنفیہ اور مالکیہ کی رائے کے مطابق ہے، حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک جوتا ٹخنوں کے نیچے سے کاٹنا ضروری نہیں۔

عذر کی وجہ سے شلوار اور موزے پہننا جائز ہے اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ میں نے عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا آپ فرما رہے تھے۔ جو شخص نعلین نہ پائے وہ موزے پہن لے اور جو شخص تہبند نہ پائے وہ شلوار پہن لے۔ ❶ حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک ایسے شخص پر فدیہ نہیں، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اس پر فدیہ ہے ان کی دلیل ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محرم قمیص، عمامہ، شلوار، ٹوپی اور موزے نہیں پہن سکتا، البتہ وہ شخص جو نعلین نہ پائے وہ موزے پہن لے اور ٹخنوں سے نیچے کاٹ دے، ایسے کپڑے نہ پہنے جو زعفران آلودہ ہوں اور ورس بوٹی میں رنگے ہوئے کپڑے بھی نہ پہنے۔ ❷

موزے ٹخنوں سے نیچے نہ کاٹنے پر حنابلہ اور شافعیہ کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ کہ "جو شخص نعلین نہ پائے وہ موزے پہن لے۔" یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے موخر ہے چونکہ یہ حدیث خطبہ عرفات کے موقع کی ہے لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے لئے ناسخ ہے، چونکہ اگر ٹخنوں سے نیچے کاٹنا واجب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے ضرور بیان فرماتے، چونکہ بوقت حاجت بیان کی تاخیر جائز نہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث مطلق ہے لہٰذا اطلاق کا یہی تقاضا ہے کہ موزے ٹخنوں سے نیچے کاٹے نہ جائیں۔

اولیٰ یہ ہے صحیح حدیث پر عمل کیا جائے اور موزے کاٹ لئے جائیں نیز اسی میں احتیاط بھی ہے۔

شلوار اور موزے پہننے پر فدیہ کے ساقط ہونے پر حنابلہ کی دلیل بھی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے کہ اس میں موزے پہننے کا حکم ہے لیکن فدیہ کا ذکر نہیں۔

جن چیزوں کا پہننا حرام ہے اس کا ایک ضابطہ..... بدن کے بقدر یا بدن کے کسی عضو کے کے بقدر کپڑا پہننا، خواہ سلا ہوا ہو یا سلا ہوا نہ ہو، یہ ضابطہ قمیص، شلوار، جبہ، چغہ، موزہ بنی ہوئی قمیص جو سلا ہوا نہ ہو، اس ضابطے میں ذرہ اور جراب بھی شامل ہے۔

شافعیہ کے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ مداس پہننا حرام ہے، مداس سے مراد ایسا جوتا جو ٹخنوں کو تو نہ ڈھانپتا ہو البتہ پاؤں کے پنجے کو ڈھانپتا ہو۔

---

❶..... متفق علیہ۔ ❷ متفق علیہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہننے میں کون سی چیز معتبر ہے؟...... عادۃً جو لباس پہنا جاتا ہے اور جس سے ترفہ اور آسودگی مقصود ہوتی ہے جیسے قمیص اور چغہ وغیرہ، اگر اس طرح کا لباس پہننے کی بجائے اوڑھ لیا مثلاً قمیص اوپر اوڑھ لی چغہ اوڑھ لیا یا بدن پر لپیٹ لئے یا شلوار کی تہبند بنالی تو اس میں کوئی حرج نہیں اور فدیہ بھی نہیں، اگر اپنے جسم پر قباء یا چغہ وغیرہ ڈال لیا بایں طور کہ اگر کھڑا ہو بدن پر قباء ٹکی نہ رہے مگر بدن پر ٹکانے کے لئے مزید تگ ودو کرنی پڑے تو ایسی صورت میں فدیہ لازم نہیں ہوگا، سلا ہوا کپڑا کمر پر ڈال سکتا ہے البتہ اسے لپیٹ نہیں سکتا، مالکیہ کے نزدیک وہ کپڑا جو سلا ہوا نہ ہو لیکن اس میں ترفہ اور آسودگی کے اثرات نمایاں دکھائی دیتے ہوں ان کے استعمال بھی ممنوع ہے جیسے جانور کی اتاری ہوئی کھال۔

شافعیہ کے نزدیک چادر کو گرہ دینا، بٹن سے ٹانکنا جائز نہیں چادر کے کونے دھاگے سے نہیں باندھ سکتا اگر بٹن سے چادر ٹانکی یا سی لی تو حرام کام کیا اور فدیہ لازم ہوگا، البتہ تہبند میں ستر عورت کے لئے گرہ لگا سکتا ہے، جبکہ چادر کو گرہ نہیں دے سکتا، البتہ چادر کا کونا تہبند میں داخل کر سکتا ہے، حنفیہ کہتے ہیں، تہبند کو گرہ دینا مکروہ ہے۔

شافعیہ، حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک محرم ضرورت کے لئے تلوار لٹکا سکتا ہے، کمر پر ھمیانی اور کمر بند باندھ سکتا ہے انگوٹھی اور گھڑی باندھ سکتا ہے۔

ورس بوٹی میں رنگے ہوئے کپڑے نہیں پہن سکتا، زعفران اور کسم ❶ میں رنگے ہوئے کپڑے بھی نہیں پہن سکتا چونکہ صحیح حدیث میں ہے۔ ''وہ کپڑے جو ورس اور زعفران میں رنگے ہوں نہ پہنے۔''

جو شخص احرام باندھے دراں حالیکہ اس نے قمیص پہن رکھی ہو وہ فی الفور قمیص اتار دے، اس پر فدیہ نہیں ہوگا، چونکہ ایک شخص نے جبہ پہنے ہوئے احرام باندھ لیا اور جبے پر خوشبو لگادی اسے دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تمہارے بدن پر خوشبو لگی ہوئی ہے اسے دھو ڈالو، اور جو جبہ پہن رکھا ہے اسے اتار دو، پھر اپنے عمرہ میں وہ اعمال کرو جو حج میں کرتے ہو۔ ❷ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو فدیہ کا حکم نہیں دیا، البتہ اگر تا دیر پہنے رکھے تو فدیہ ہوگا، چونکہ تا دیر پہنے رکھنا ابتداءً پہننے کی طرح حرام ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جبہ اتارنے کا حکم دیا اور فدیہ کا حکم نہیں دیا۔ ❸

عورت...... عورت سلے ہوئے کپڑے سے سر ڈھانپ سکتی ہے اور سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے، البتہ عورت کا چہرہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے، چونکہ عورت کا سر حکم میں مرد کے سر کی طرح ہے، گویا عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے، لہٰذا چہرے کا ڈھانپنا حرام ہوگا، جیسے مرد کا سر ڈھانپنا باتفاق علماء حرام ہے۔

''اس کی دلیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عورت نقاب نہ کرے اور دستانے بھی نہ پہنے ❹ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے۔''

حنابلہ ۔ کہتے ہیں: اگر عورت کے پاس سے مرد گزریں اور عورت کو پردہ کرنے کی حاجت پیش آئے تو وہ سر کے اوپر سے چھجا سا بنا کر کپڑا لٹکائے اور یوں پردہ کر لے، ❺ اس کی دلیل، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ کہ ''قافلے ہمارے پاس سے گزرتے اس حال میں کہ ہم نے احرام باندھا ہوتا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، جب لوگ ہمارے بالمقابل پہنچتے تو ہم عورتیں سر کے اوپر سے چہرے کے آگے کپڑے لٹکا لیتی تھیں جب لوگ گزر جاتے ہم چہرہ کھول دیتیں۔ ❻ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ عورت کو چہرہ ڈھانپنے کی ضرورت پیش آتی ہے لہٰذا چہرے کا ڈھانپنا عورت پر حرام نہیں۔

---

❶ چونکہ کسم کی خوشبو ہوتی ہے اس لئے ممنوع ہے۔ ❷ متفق علیہ۔ ❸ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو فدیہ کا حکم اس لئے نہیں دیا چونکہ وہ شخص حرمت سے جاہل تھا۔ ❹ رواہ البخاری وغیرہ۔ ❺ المغنی ۳/۳۲۵۔ ❻ رواہ ابوداؤد والاثرم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالکیہ...... نے عورت کے لئے چہرے کا ڈھانپنا مباح قرار دیا ہے، خصوصاً جب فتنے کا اندیشہ ہو اور سوئی وغیرہ سے ٹانکنے کی چنداں ضرورت نہیں، بلکہ سر اور چہرے پر کپڑا لٹکانا مطلوب ہے، یا ڈاٹا مار لے، اور کپڑے یا چادر کے اطراف سر پر ڈال لے لیکن سوئی وغیرہ سے اٹکایا نہ ہو اور نہ باندھا ہو۔ ❶

شافعیہ اور حنفیہ...... نے اس طرح چہرے کے آگے کپڑا وغیرہ لٹکانے کی اجازت دی ہے کہ وہ کپڑا چہرے سے مس نہ کرتا ہو بلکہ چہرے سے دور رہے، برابر ہے کہ عورت ایسا کسی حاجت کی وجہ سے کرے یا گرمی وسردی کی وجہ سے کرے یا کسی فتنہ کی وجہ سے کرے یا ایسا بلا حاجت کے کرے، اگر کوئی لکڑی وغیرہ یا ہوا سے کپڑے چہرے سے ٹکرایا بایں طور کہ اس میں عورت کا اپنا دخل نہ ہو اور فی الفور کپڑے کو دور کردے تو عورت پر فدیہ نہیں ہوگا، اگر جان بوجھ کر ایسا ہوا اور تادیر کپڑا چہرے سے ٹکرایا رہا تو فدیہ لازمی ہوگا، شافعیہ کہتے ہیں: اگر خنثیٰ مشکل فقط چہرے کا ستر کرے یا فقط سر کا ستر کرے تو اس پر فدیہ نہیں ہوگا، اگر چہرے اور سر دونوں کا اکٹھا ستر کرلیں تو فدیہ لازم ہوگا، شافعیہ کے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ اگر عورت نے مہندی لگائی اور پھر ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ لیا یا بغیر مہندی کے کپڑا لپیٹ لیا تو فدیہ نہیں ہوگا۔

مرد کے لئے دستانے پہننا حرام ہے، اسی طرح عورت پر بھی دستانے پہننا حرام ہے، شافعیہ کی نزدیک اصح قول یہی ہے اور دستانے پہننے پر مرد اور عورت پر فدیہ لازم ہوگا۔

معذور کا کپڑے پہننا...... کپڑے پہننا اور سر وغیرہ ڈھانپنا غیر معذور کے لئے حرام ہے اگر محرم کو کوئی عذر ہو اور کپڑا پہن لیا یا بدن کا وہ عضو ڈھانپ لیا جس کا ننگا رہنا واجب تھا تو گناہ گار ہوگا اور ستر کا ڈھانپنا واجب ہوگا۔ گرمی، سردی اور علاج اعذار ہیں، البذا سردی کی وجہ سے سر ڈھانپنا تو فدیہ دے، اگر عورت کو چہرہ ڈھانپنے کی حاجت پیش آئی تو چہرہ ڈھانپ لے اور فدیہ دے۔

خلاصہ...... مرد کے لئے ایسا کپڑا پہننا حرام ہے جو پورے بدن کا احاطہ کردے یا ایسی چیز جو ہتھیلی کا احاطہ کردے یا کسی ایک عضو کا احاطہ کردے، البتہ انگوٹھی کمر بند اور گھڑی وغیرہ باندھ سکتا ہے، ان تمام احکام میں عورت کا حکم مرد کی طرح ہے، البتہ تین امور میں عورت کا معاملہ جدا ہے، عورت پردہ کرسکتی ہے، عورت سلے ہوئے کپڑے پہنے گی، موزے پہن سکتی ہے اور سر ڈھانپ سکتی ہے۔

دوسری اصل: بدنی آسودگی...... یعنی خوشبو، بالوں کو مونڈنا یا ناخنوں کو کاٹ کر بدن کو آسودہ کرنا اس میں حسب ذیل تفصیل ہے۔

خوشبو   محرم کے لئے خوشبو کپڑے یا بدن میں لگانا حرام ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ”اور ایسا کپڑا بھی نہ پہنے جو ورس یا زعفران میں رنگا گیا ہو۔“ شافعیہ کے نزدیک سر کو تیل لگانا، داڑھی کو تیل لگانا حرام ہے اگرچہ عورت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر تیل خوشبودار نہ ہو جیسے زیتون کا تیل یا پگھلا ہوا تیل تب بھی حرام ہے چونکہ اس میں زینت نکھارنے کا معنی تو ضرور پایا جاتا ہے اور چونکہ محرم کی حالت کے خلاف ہے اور محرم کی حالت پراگندہ حالی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ”محرم پراگندہ حال ہوتا ہے۔“ ❷ نیز ایک شخص اونٹ سے نیچے گر کر ہلاک ہوگیا اس کے بارے میں فرمایا: اس کا سر مت ڈھانپو اور خوشبو اس کے قریب بھی مت لے جاؤ۔ اگر محرم نے خوشبو لگائی یا تیل لگایا تو اس پر فدیہ ہوگا۔

امام ابوحنیفہ...... فرماتے ہیں: اگر خوشبودار تیل لگایا جیسے بنفشہ کا تیل، گلاب کا تیل وغیرہ اگر پورے عضو کو لگایا ہے تو محرم پر دم واجب ہوگا، اسی طرح اگر غیر خوشبودار تیل لگایا تب بھی دم واجب ہوگا۔

ضابطہ...... حنفیہ کے نزدیک خوشبو کی حرمت کا ضابطہ یہ ہے کہ خوشبو بدن پر اس قدر ہو کہ خوشبو سے کپڑا وغیرہ چپکا جاتا ہو، جیسے گلاب

---

❶ ...... الشرح الصغير ۲/ ۷۵۔ ❷ اخرجه الترمذی وابن ماجه عن ابن عمر.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پانی کا استعمال کرنا اور مشک وغیرہ کا استعمال۔

حنفیہ کے نزدیک محرم غسل کر سکتا ہے اور حمام میں داخل ہو سکتا ہے چونکہ غسل کرنا طہارت ہے جو ممنوع نہیں، محرم سرمہ لگا سکتا ہے، چونکہ سرمہ خوشبودار نہیں ہوتا، لہٰذا خوشبو کے حکم میں نہیں ہوگا، اگر خطمی کے ساتھ نہ غسل کرے اور نہ داڑھی دھوئے، چونکہ خطمی خوشبو کی ایک قسم ہے اور یہ جوؤں کو ختم کر دیتی ہے۔

مالکیہ کے نزدیک ضابطہ..... حنفیہ کے نزدیک خوشبو کا جو ضابطہ ہے ایسا ہی مالکیہ کے نزدیک ضابطہ ہے، چنانچہ خوشبو کا مس کرنا، سونگھنا، بلاوجہ خوشبودار تیل لگانا ممنوع ہے، اگر کسی حاجت اور عذر کی وجہ سے تیل لگایا تو وہ جائز ہے چونکہ ضرورت ممنوع ومحظور کو مباح کر دیتی ہے، محرم سرمہ نہ لگائے، البتہ عذر کی وجہ سے لگا سکتا ہے، لہٰذا ایسا سرمہ لگائے جس میں خوشبو نہ ہو، ایسا کھانا نہ کھائے جس میں خوشبو ہو اور جسے آگ نے نہ چھوا ہو، اپنے پاس خوشبو رکھنا مکروہ ہے، بار بار خوشبو سونگھنا مکروہ ہے، نظافت کے لئے حمام میں داخل نہ ہو، البتہ ٹھنڈک اور جنابت کی وجہ سے حمام میں جانا جائز ہے، تیل وغیرہ لگانے سے فدیہ لازم ہوگا جیسے شافعیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم ہوتا ہے اگر کوئی بیماری یا عذر کی وجہ سے تیل لگایا تو بالاتفاق فدیہ نہیں۔

شافعیہ..... کی رائے حنفیہ اور مالکیہ سے ملتی جلتی ہے وہ یہ کہ خوشبو بدن یا کپڑے پر معتاد طریقہ سے لگائی گئی ہو اگر بدن کے کسی حصہ کو مشک سے معطر کیا یا کپڑے کو معتاد طریقہ سے خوشبو لگائی تو فدیہ لازم ہوگا، برابر ہے کہ ظاہری بدن میں خوشبو لگائی ہو یا باطنی بدن میں، باطنی بدن کی صورت یہ ہے کہ مثلاً خوشبو کھالی یا ناک کان وغیرہ میں ٹھونس لی، عطر فروش کی دکان پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں یا خوشبو کی دھونی کی جگہ میں بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، اسی طرح اگر کعبہ کو خوشبو کی دھونی دی جارہی ہو تو کعبہ کے پاس بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، قصداً خوشبو کو سونگھنا مکروہ ہے، اگر خوشبو کو مس کیا لیکن بدن پر اس کا اثر نہ لگا تو اس پر فدیہ نہیں، اگر گلاب کو سونگھا گویا خوشبو استعمال کر لی، اگر گلاب کا پانی سونگھا تو وہ خوشبو کے استعمال کے حکم میں نہیں، اگر شیشی میں بند خوشبو اپنے پاس رکھی یا کپڑے میں لپیٹ کر خوشبو پاس رکھی یا صندوق میں بند کر کے رکھی تو اس میں کوئی حرج نہیں اور فدیہ بھی نہیں اگرچہ خوشبو پھوٹتی ہو۔

خوشبو کا استعمال تو تب حرام ہے جب قصداً ہو اگر بھولے سے خوشبو لگالی یا خوشبو کے استعمال سے جاہل تھا یا مجبوراً لگانی پڑی تو گناہ نہیں اور فدیہ بھی نہیں، اگر کسی محرم نے خوشبو کو سوکھی ہوئی گمان کی اور اس میں سے سمجھا کہ چپکے گی نہیں لیکن بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو تر خوشبو ہے تب بھی فدیہ نہیں ہوگا۔

جب بدن سے خوشبو چپکے اور حرمت کی مقتضی ہو تو اس وقت گویا نافرمانی کی اور فدیہ لازم ہوگا۔ محرم کے لئے لازمی ہوگا کہ فی الفور زائل کرے۔

اگر خوشبو کسی چیز کے ساتھ مخلوط کی اور خوشبو جاتی رہی اور نہ ہی اس کا ذائقہ باقی رہا نہ رنگ باقی رہا گویا محرم نے دوائی کے طور پر ❶ استعمال کی ہو تو یہ جائز ہے اور اس میں فدیہ نہیں۔ خوشبودار چیز کا کھانا جائز ہے جیسے خوشبودار سیب اور اترج وغیرہ، اگر خوشبو کا رنگ باقی ہو اور خوشبو باقی نہ ہو اور ذائقہ بھی باقی نہ ہو تو اس کا تیل لگانا حرام نہیں۔ یہی اصح قول ہے۔

شافعیہ کے نزدیک سر کے بالوں کو تیل لگانا، داڑھی کو تیل لگانا، برابر ہے کہ خوشبو کے لئے لگایا ہو یا خوشبو کے لئے نہ لگایا ہو، جیسے زیتون کا تیل، گھی، اخروٹ کا تیل، بادام وغیرہ کا تیل یہ سب حرام ہیں، اگر محرم گنجا ہو تو وہ اپنے سر کو تیل لگا سکتا ہے، بے ریش اپنی ٹھوڑی کو تیل لگا سکتا ہے، اس قسم کا تیل پورے بدن میں سوائے سر اور داڑھی کے لگایا جا سکتا ہے۔

شافعیہ کے نزدیک خطمی کے ساتھ غسل کرنے اور سر دھونے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح بیری کے پتوں اور صابن کے ساتھ بھی

---

❶..... مثلاً دانت درد کے لئے خوشبو روئی کے ساتھ لگا کر دانت پر رکھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھونے میں کوئی حرج نہیں، البتہ احتیاط کی جائے کہ بال نہ اکھڑنے پائیں، نیز صابن وغیرہ کو ترک کرنا اولیٰ وافضل ہے، اسی طرح سرمہ نہ لگانا افضل ہے۔

شافعیہ کے نزدیک معتمد قول یہ ہے کہ بالوں میں کنگھی کرنا مکروہ ہے اسی طرح ناخنوں سے بالوں میں کھجلی کرنا بھی مکروہ ہے۔

حنابلہ...... کے ہاں تشدد ہے، تاہم حنابلہ کہتے ہیں: جان بوجھ کر خوشبو لگانا، سونگھنا، اور مس کرنا حرام ہے، چنانچہ مندرجہ ذیل سب صورتیں حرام ہیں اوران میں فدیہ ہے۔ محرم کا کپڑے کو خوشبو میں معطر کرنا، بدن کو معطر کرنا، کھانے میں خوشبو کا استعمال کرنا، مشروب میں خوشبو ڈالنا، تیل لگانا، سرمہ لگانا، ناک اور کان میں خوشبو ڈالنا، دبر میں خوشبو چڑھانا بایں طور کہ خوشبو کا ذائقہ باقی ہو، یا جان بوجھ کر قصداً خوشبو لگائی، یا مشک لگائی یا عنبر لگائی یا زعفران سے کپڑا یا بدن رنگا یا ورس میں رنگا، یا اگر بتی کی دھونی لی، یا وہ خوشبو سونگھی جسے لوگ خوشبو کے لئے اگاتے ہوں جیسے گلاب کا پھول، گل بنفشہ، گل منثور، یا سمین وغیرھا پھول کا سونگھنا، یا مس کرنا یا ہاتھ سے گلاب وغیرہ کا تیل لگانا۔

بلا قصد خوشبو سونگھنا حرام نہیں، یا ایسی خوشبو کا مس کرنا جو بدن سے نہ چپکتی ہو جیسے مشک کی ڈلی، میوہ جات کو سونگھنا، صحرائی نباتات جیسے خزامی، قیصوم، نرگس، اذخر یا جسے آدمی اگاتا ہو اور اگانے سے خوشبو کی غرض نہ ہو جیسے مہندی، کالی مرچ وغیرہ تو ان کے سونگھنے میں کوئی حرمت نہیں، یا حاجت کی وجہ سے تیل لگایا اور خوشبو لینا مقصود نہ ہو اگر سر یا بدن میں عذر کی وجہ سے لگالی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے۔ اسی طرح اگر عطر فروش کے پاس بیٹھا اور خوشبو سونگھ لی تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، جب کسی محرم نے جان بوجھ کر یا بھولے سے خوشبو لگالی تو فی الفورا سے زائل کرنا لازمی ہے، خواہ خوشبو جامد ہو یا مائع ہو، تیل دھودیا لیکن اس کا رنگ باقی رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ رنگ اور ذائقہ باقی نہ رہے۔

محرم سر دھوسکتا ہے، بدن دھوسکتا ہے، حمام میں داخل ہوسکتا ہے، بالوں کی کنگھی نہ کرے، چونکہ بالوں میں کنگھی کرنا گویا بالوں کو کٹائی کی طرف پیش کرنا ہے، بیری کے پتوں اور خطمی وغیرہ سے غسل کرنا مکروہ ہے، اسی طرح صابن اور اشنان وغیرہ سے بھی غسل کرنا مکروہ ہے۔

خلاصہ...... خوشبو لگانا بالاتفاق حرام ہے، حنابلہ کے نزدیک قصداً خوشبو سونگھنا حرام ہے، جبکہ بقیہ فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے، امام ابو حنیفہ اور مالکیہ کے نزدیک مطلقاً تیل لگانا حرام ہے، حنابلہ کے نزدیک خوشبو کے لئے تیل لگانا حرام ہے اگر خوشبو حاصل کرنا مقصود نہیں تو وہ حرام نہیں۔ بالوں کو، سر کو مطلقاً تیل لگانا شافعیہ کے نزدیک حرام ہے اگر خوشبو لینا مقصود نہ ہو شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک صابن سے غسل کرنا جائز ہے، جبکہ صابن وغیرہ سے حنفیہ کے نزدیک غسل کرنا جائز نہیں، مالکیہ کے نزدیک ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کیا جائے نہ کہ نظافت کے لئے۔

بال صاف کرنے کا حکم...... بدن کے کسی بھی حصہ کے بال خواہ ناک کے بال ہوں ان کا مونڈنا اور اکھاڑنا اور ناخن کاٹنا بالاتفاق حرام ہے، اس کی دلیل یہ آیت ہے:

وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ...... البقرۃ ۲/۱۹۶

اپنے سروں کو نہ مونڈو یہاں تک کہ ہدی اپنے ٹھکانا پر پہنچ جائے۔

بدن کے باقی بالوں کو سر کے بالوں پر قیاس کرلیا گیا ہے۔ چونکہ باقی بال بھی سر کے بالوں کی طرح ہیں اور بدن کے باقی بال آسودگی اور ترفہ کے لئے صاف کئے جاتے ہیں جبکہ ترفہ احرام کی روح کے خلاف ہے، محرم تو ہوتا ہی پراگندہ حال ہے، بال نوچنے اور اکھاڑنے کو مونڈنے پر قیاس کرلیا گیا ہے، چونکہ دونوں کا مقصد واحد ہے، رہی یہ بات کہ آیت میں بالوں کے صاف کرنے کو حلق سے تعبیر کیا گیا ہے سو آیت میں غالب امکان کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محرم ناخن نہ کاٹے، بغلوں کے بال نہ اکھاڑے، زیر ناف بال صاف نہ کرے، مونچھیں نہ کاٹے، ان کے علاوہ بدن کے دوسرے بال بھی نہ کاٹے، بال تراشے بھی نہیں، پراگندہ حالی اور میل کچیل کو صاف نہ کرے، جوں نہ مارے، پسو نہ مارے اور نہ ہی بدن میں پڑی ہوئی جوں یا پسو نکال کر باہر پھینکے، ٹوٹا ہوا بال یا ناخن بھی نہ پھینکے بلکہ اپنے حال پر رہنے دے، اپنی سواری سے چیچڑی نکال کر باہر نہ پھینکے، بدن میں خارش نہ کرے چونکہ ہو سکتا ہے بدن میں جوں وغیرہ ہو جو گر جائے، یہ سب کچھ بغیر عذر کے ہیں اور اگر عذر ہو تو مذکورہ بالا کام کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

ممنوعات کے ارتکاب پر فدیہ اور اس کے متعلق فقہاء کی آراء

حنفیہ..... کہتے ہیں: اگر محرم نے پورا سر یا تہائی سر یا چوتھائی سر بغیر کسی عذر کے مونڈ ڈالا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ چونکہ بلا عذر سر کے بال مونڈنے میں ترفہ اور آسودگی کا پہلو ہے اگر عذر کی وجہ سے سر مونڈ دیا تو اس پر تین چیزوں میں سے ایک چیز واجب ہے چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ...... البقرة ۲/ ۱۹۶

ہاں اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو روزوں یا صدقے یا قربانی کا فدیہ دے۔

اگر چوتھائی سر سے کم مونڈا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محرم پر صدقہ واجب ہے۔

اگر مونچھیں مونڈ دیں تو اس پر صدقہ ہے، چونکہ مونچھیں داڑھی کے تابع ہیں۔ اگر کسی نے ایک بغل یا دونوں بغلوں کے بال اکھاڑے تو اس پر ایک ہی کفارہ ہوگا اور وہ دم ہے۔ اگر ایک انگلی کا ناخن کاٹا تو نصف صاع صدقہ دے، اگر بلا وجہ اور بغیر کسی عذر کے ایک ہاتھ کے (پانچوں) ناخن کاٹ دیئے تو اس پر دم واجب ہوگا۔ چونکہ ہاتھ کے ناخن کاٹنے میں کامل ترفہ اور آسودگی ہے لہٰذا جنایت کامل ہوئی اس پر کفارہ بھی کامل ہوگا۔ حلق یا ناخن کاٹنا جان بوجھ کر ہو یا بھولے سے ہو، خوشی سے ہو یا مجبوراً ہو جزا واجب ہوگی یعنی کفارہ لازم ہوگا۔

مالکیہ...... کہتے ہیں۔ ایک بال یا ایک ناخن سے لے کر دس بالوں اور دس ناخنوں تک کاٹے اور ان سے اذیت دور کرنا مقصود نہ ہو تو اس پر مٹھی بھر غلہ فقیر کو دینا ہوگا۔ اسی طرح ایک جوں سے لے کر دس جوں تک قتل کیں تو بھی مٹھی بھر اناج فقیر کو دینا ہوگا۔ اگر دس سے زائد بال یا ناخن کاٹے یا جوئیں قتل کیں تو فدیہ لازمی ہوگا۔

پسو اور اس جیسی ہر وہ چیز جو زمین میں رہتی ہو جیسے کیڑا، چیونٹی، مچھر، چیچڑی وغیرہ اگر نکال کر پھینک دیں اور قتل نہ کیں تو ان پر کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔ حمام میں داخل ہونے پر کچھ نہیں اگر چہ تادیر حمام میں ٹھہرا رہے، الا یہ کہ جسم سے میل کچیل دور کرنے میں لگا رہے تو فدیہ واجب ہوگا۔

ناخنوں کے نیچے گھسی ہوئی میل کچیل کو زائل کرنے میں کوئی حرج نہیں، اشنان اور صابن وغیرہ سے ہاتھوں کی میل دھونے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ داڑھی سے اگر خود بخود بال گر جائیں یا سر کے بال خود بخود گر جائیں یا وضو اور غسل کرنے سے داڑھی یا سر کے بال گریں تو اس میں بھی کچھ نہیں۔

شافعیہ...... کے ظاہری قول کے مطابق ایک بال میں ایک مد غلہ واجب ہے، دو بالوں میں دو مد اور تین بالوں میں کامل فدیہ دینا واجب ہے۔ اسی طرح تین بالوں یا تین ناخنوں کے کاٹنے میں کامل فدیہ واجب ہے خواہ جان بوجھ کر کاٹے یا بھولے سے یا ناواقفی سے، اگر چہ کسی واسطہ سے جیسے سینگی لگوائی اور بال کاٹے یا خارش کی یا کنگھی کی اور بال الگ ہو کر جھڑ گیا، اگر بالوں کے گرنے کا علم ہو تو ایسا کرنا حرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور فدیہ واجب ہوگا، اگر علم نہیں تو مکروہ ہے اور فدیہ نہیں۔

حنفیہ اور مالکیہ نے مطلقاً کنگھی کرنا ممنوع قرار دیا ہے۔

جو شخص معذور ہو اور اذیت و تکلیف دور کرنے کے لئے سر کے بال مونڈے یا میل کچیل دور کرے یا گرمی کی وجہ سے سر مونڈ لے یا زخم کی وجہ سے سر مونڈا تو اس کے لئے سر مونڈنا جائز ہے اور فدیہ دے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ...... البقرۃ ۲/۱۹۶

چنانچہ تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو وہ روزوں یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دے۔

صحیحین میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے، چنانچہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا: قریب ہو جاؤ، میں آپ کے قریب ہو گیا، آپ نے فرمایا: کیا جوئیں تمہیں تکلیف پہنچاتی ہیں؟ میرا خیال ہے کہ ابن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں۔ (میں نے سر مونڈ لیا اور) آپ نے مجھے روزوں یا صدقہ قربانی کے فدیہ کا حکم دیا۔

اگر پپوٹوں کے داخلی حصہ میں کوئی بال اگ آئے جس سے محرم کو تکلیف ہوتی ہو تو اس کا اکھاڑ دینا جائز ہے اور اس میں فدیہ نہیں، اسی طرح اگر پلکوں کے بال لمبے ہو جائیں اور آنکھوں کے آگے آ جائیں تو ان کا بھی کاٹنا جائز ہے، اس میں بھی فدیہ نہیں، اسی طرح جو ناخن ٹوٹ جائے اور اٹکنے سے تکلیف ہوتی ہو تو اس کا اکھاڑ پھینکنا جائز ہے لیکن اس میں احتیاط رہے کہ اس کے ساتھ صحیح سالم ناخن نہ ٹوٹنے پائے۔

شافعیہ کے نزدیک قابل اعتماد قول یہ ہے کہ بالوں میں کنگھی کرنا اور ناخن سے بالوں میں کھجلی کرنا مکروہ ہے، غسل کرنا، سر دھونا اور خطمی یا بیری کے پتے سے غسل وغیرہ کرنا مکروہ نہیں، چونکہ یہ زینت کے لئے نہیں، بلکہ میل کچیل دور کرنے کے لئے ہے۔ البتہ خطمی نہ استعمال کرنا اولیٰ و افضل ہے، محرم سینگی اور پچھنے لگوا سکتا ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ کوئی بال کٹنے نہ پائے، سرمہ نہ لگانا اولیٰ ہے، اگر سرمہ میں خوشبو بھی ہو تو ایسے سرمے کا لگانا حرام ہے۔ ایک آدھ بال کے گرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ خود محرم نے اکھاڑا نہ ہو۔

حنابلہ...... کا مذہب بھی شافعیہ جیسا ہے، چنانچہ تین بالوں اور ناخنوں سے کم کاٹے تو غلہ دینا واجب ہوگا، تین بال یا ناخن کاٹنے پر فدیہ واجب ہوگا، اگرچہ کنگھی یا داڑھی کا خلال کرتے بال گریں تب بھی فدیہ واجب ہے، یا بھولے سے یا مجبوراً کاٹے تب بھی فدیہ واجب ہوگا۔ بدن میں کھجلی کرنا مباح ہے، لیکن احتیاط رہے کہ کوئی بال نہ ٹوٹنے پائے۔

جوئیں نکالنے اور جوں قتل کرنے پر فدیہ واجب نہیں، چونکہ جب حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مونڈا تو بالوں کے ساتھ ساتھ بہت ساری جوئیں بھی ختم ہوئیں، حالانکہ ان پر کچھ فدیہ واجب نہیں کیا گیا، فدیہ تو بال مونڈنے سے واجب ہوتا ہے، چونکہ جوں کی کوئی قیمت نہیں، لہٰذا مچھر اور پسو کے مشابہ ہوئی، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جوں نہ تو شکار ہے اور نہ ہی کھائی جاتی ہے۔ اگر ناخن ٹوٹ جائے تو ٹوٹا ہوا ناخن کاٹ سکتا ہے اور اس میں فدیہ نہیں، ابن منذر کہتے ہیں: جن اہل علم سے ہم نے علم حاصل کیا ہے ان سب کا اس پر اجماع ہے کہ جب ناخن ٹوٹ جائے اسے محرم الگ کر سکتا ہے۔'' چونکہ ٹوٹا ہوا ناخن تکلیف دہ ہوتا ہے، لہٰذا ٹوٹا ہوا ناخن آنکھ میں پیدا ہو جانے والے بال کے مشابہ ہوا۔ اسی طرح ٹوٹا ہوا ناخن اس درندے کے مشابہ ہوا جو محرم پر حملہ آور ہو جائے، اگر محرم نے ٹوٹے ہوئے ناخن سے زائد ناخن کاٹ دیا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا۔

''اصلاح بدن کے لئے آئینہ نہ دیکھے، چونکہ آئینہ پراگندہ حالی کو دور کرنے کے لئے دیکھا جاتا ہے جبکہ محرم کا دوسرا نام پراگندہ حال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ چنانچہ حدیث ہے۔ ''محرم پراگندہ حال اور غبار آلود ہوتا ہے۔'' ایک اور حدیث میں ہے۔ ''اللہ تعالیٰ اہل عرفہ پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے! اے میرے فرشتو! میرے بندوں کی طرف دیکھو میرے پاس پراگندہ حالی، غبار آلودہ اور دھوپ میں پڑے ہوئے حاضر ہیں۔ او کما قال علیہ السلام۔ البتہ آئینہ دیکھنے میں فدیہ نہیں، چونکہ یہ ایک طرح کا ادب ہے اس کے ترک پر کچھ واجب نہیں ہوتا، علاج وغیرہ کے لئے آئینہ دیکھ سکتا ہے۔''

خلاصہ...... زیب وزینت کے لئے آئینہ دیکھنا مکروہ ہے اور ضرورت کے لئے جائز ہے۔

تیسری اصل...... عورتیں

یہ اصل دو چیزوں کو شامل ہے:

۱...... عقد نکاح ۲...... جماع ودواعی جماع

عقد نکاح...... حالت احرام میں جمہور کے نزدیک عقد نکاح حرام ہے، البتہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں حالت احرام میں عقد نکاح جائز تھا، بشرطیکہ ثابت ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا، محرم نکاح نہ کرے اور نہ غیر محرم محرم کا نکاح کرائے، یعنی وکالت اور ولایت کے ذریعہ محرم کا نکاح نہ کرایا جائے، اگر نکاح کرلیا تو نکاح ہی باطل ہوا، چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ''محرم نکاح نہ کرے اور نہ اس کا نکاح کرایا جائے اور نہ پیغام نکاح بھیجے۔ ❶ عقلی وجہ یہ ہے کہ احرام خوشبو وغیرہ کو حرام کر دیتا ہے لہٰذا نکاح بھی حرام ہوگا، چنانچہ جب محرم نے نکاح کیا یا کسی اور نے اس کا نکاح کرایا، یا محرم (عورت) کا نکاح کرایا گیا تو نکاح باطل ہوگا۔ چونکہ احرام میں نکاح کرنا ممنوع ہے۔

محرم کا پیغام نکاح بھیجنا مکروہ ہے اسی طرح محرمہ کا پیغام نکاح بھیجنا بھی مکروہ ہے، محرم کا حلال کے لئے پیغام نکاح بھی مکروہ ہے۔ چونکہ حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ محرم پیغام نکاح بھی نہ بھیجے۔'' چونکہ پیغام نکاح حرام کا سبب بنے گا لہٰذا شکار کی طرف اشارہ کرنے کے مترادف ہوا۔

ممنوعات ادر نکاح کے معاملہ میں احرام فاسد احرام صحیح کی مانند ہے چونکہ احرام فاسد کا حکم احرام میں واجب ہونے والے امور کے متعلق باقی رہتا ہے۔

حنفیہ...... نے عقد نکاح اور پیغام نکاح کو محرم کے لئے جائز قرار دیا ہے، حنفیہ کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا دراں حالیکہ آپ احرام میں تھے۔ ❷

جمہور کی دلیل...... جمہور کی دلیل حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح حلال ہونے کی حالت میں کیا، زفاف بھی حلال ہونے کی حالت میں کیا، چنانچہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے مقام سرف میں اس سائبان کے تلے وفات پائی جس کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے زفاف کیا۔ ❸ جمہور کی دلیل ابورافع رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا دراں حالیکہ آپ حلال تھے اور حلال ہونے کی حالت میں زفاف کیا اور ان دونوں کے درمیان قاصد کے فرائض میں نے انجام دیئے۔ ❹

---

❶...... رواہ مسلم۔ ❷ متفق علیہ۔ ❸ رواہ ابو داؤد والا ثرم۔ ❹ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن۔ حنفیہ کی دلیل زیادہ مضبوط ہے وہ متفق علیہ حدیث ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے زیادہ جاننے والے ہیں، اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ عمر میں بڑے ہوتے تب بھی میمونہ رضی اللہ عنہا اور ابورافع رضی اللہ عنہ کی حدیثیں ان حدیث پر مقدم ہوتیں چہ جائیکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عمر میں چھوٹے تھے اور امور کے حقائق سے واقفیت ممکن نہیں۔ جبکہ سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وہم ہوگیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ محرم نکاح نہ کرے...... الخ۔ لہٰذا یہ قول فعل پر مقدم ہوگا۔

جماع اور دواعی جماع...... بالاتفاق دواعی جماع اور مقدمات جماع حرام ہیں، حلال عورت کا اپنے محرم شوہر کو اپنے اوپر جماع کے لئے قدرت دینا حرام ہے اسی طرح حلال مرد کا احرام باندی ہوئی بیوی کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے چونکہ یہ معصیت میں مدد کرنا ہے جو کہ حرام ہے۔

''محرم کا شرم گاہ میں جماع کرنا حرام ہے، مقدمات جماع یعنی بوسہ لینا، شہوت سے مس کرنا، مباشرت اور مقام مخصوص سے ہٹ کر جماع کرنا سب حرام ہیں اس کی دلیل یہ آیت ہے:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ ......البقرۃ ۲/ ۱۹۷

حج کے چند متعین مہینے ہیں چنانچہ جو شخص ان مہینوں میں احرام باندھ کر اپنے اوپر حج لازم کرلے تو حج کے دوران نہ وہ کوئی فحش بات کرے نہ کوئی گناہ اور نہ کوئی جھگڑا کرے

رفث سے مراد جماع اور مقدمات جماع ہیں۔

محرم کو ان امور سے اجتناب کرنا واجب ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یعنی جماع، مقدمات جماع، فسوق یعنی گالی گلوچ لڑائی جھگڑا وغیرہ۔'' نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''جس شخص نے حج کیا دراں حالیکہ جماع نہ کیا اور فسق نہ کیا وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔ (1)

اگر محرم نے وقوف زیارت سے پہلے جماع کرلیا تو اس نے حج فاسد کردیا البتہ حج کے افعال میں چلتا رہے، اس پر آئندہ سال حج کی قضاء واجب ہوگی، اگر حج نفلی ہو تو بدنہ یعنی اونٹ ذبح کرنا واجب ہوگا، جیسا کہ میں بعد میں اسے بیان کروں گا۔

اگر حلال اصغر اور حلال اکبر کے درمیان جماع کرلیا یا ایک بار جماع کرنے کے بعد دوبارہ جماع کرلیا تو اس پر بکری واجب ہوگی۔

اگر شرم گاہ سے لپٹ کر کہیں اور جماع کیا برابر ہے کہ انزال ہو یا نہ ہو، یا شہوت سے بوسہ لیا یا شہوت سے چھولیا یا مباشرت کرلی تو دم واجب ہوگا۔ البتہ مالکیہ کے علاوہ جمہور کے نزدیک حج فاسد نہیں ہوگا، چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''جب محرم اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھے تو اس پر دم واجب ہوگا۔'' اس میں برابر ہے کہ جماع یا مقدمات جماع جان بوجھ کر ہوں یا بھولے سے ہوں، ہاں البتہ اگر محرم نے اپنی بیوی کی طرف شہوت سے دیکھا اور پھر منی خارج ہوئی تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہوگا، یہ شہوت کے ساتھ لمس کرنے کے بخلاف ہے چونکہ اس میں دم واجب ہوتا ہے خواہ منی خارج ہو یا نہ خارج ہو، شہوت سے شرم گاہ کی طرف دیکھنے سے منی خارج ہو دم واجب نہیں ہوتا جبکہ شہوت کے ساتھ لمس کیا تو دم واجب ہوتا ہے اس میں فرق یہ ہے کہ لمس نام ہے عورت سے فائدہ اٹھانے کا اور شہوت پوری کرنے کا، رہی بات نظر کرنے کی اور دیکھنے کی سو اس سے نہ کوئی فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور نہ شہوت پوری کی جاتی ہے، بلکہ نکتہ دل میں شہوت پیدا کرنے کا ایک سبب ہے۔ محرم کو دل میں شہوت پیدا کرنے سے نہیں روکا گیا جیسے کھانے پینے سے نہیں روکا گیا۔

---

(1) ...... متفق علیہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعیہ......شافعیہ کی رائے ہے کہ اگر محرم نے شرم گاہ سے ہٹ کر بھولے سے مباشرت کرلی تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔ برابر ہے کہ انزال ہو یا نہ ہو، مشقت زنی سے فدیہ واجب ہوتا ہے، اگر کسی عورت پر بار بار نظر کرنے کی وجہ سے انزال ہوگیا اور انزال کے لئے مباشرت نہیں ہوئی اور نہ مشت زنی کا فعل ہوا تو محرم پر فدیہ نہیں۔ جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے۔

حنابلہ......اسی جیسا حنابلہ کا قول ہے کہ اگر محرم نے عورت کے محاسن سوچے یا عورت کی طرف دیکھا اور انزال ہوگیا تو محرم پر کچھ بھی واجب نہیں ہوگا، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں اپنی ازواج کی طرف دیکھتے تھے، اگر عورتوں کی طرف بار بار نظر ڈالی حتیٰ کہ مذی خارج ہوئی یا منی خارج ہوئی تو حنابلہ کے نزدیک دم واجب ہوگا۔

مالکیہ......کہتے ہیں: انزال منی مطلقاً مفسد حج ہے یہاں تک کہ منی دیکھنے سے خارج ہوئی یا عورت کے محاسن سوچنے سے صرف دیکھنے اور سوچنے سے حج فاسد نہیں ہوتا، ان دوصورتوں کے علاوہ اگر کسی اور طرح سے انزال ہوا تو یہ گزشتہ صورت کے بخلاف ہے، اس میں دوام شرط نہیں، دم واجب ہونے کے اس نکتہ میں حنابلہ اور مالکیہ آپس میں اکھٹے ہوگئے ہیں۔ البتہ محض نظر کرنے اور محض سوچنے میں دونوں مذاہب کا اختلاف ہے چنانچہ مالکیہ کے نزدیک محض نظر کرنے اور سوچنے میں دم واجب ہوگا جبکہ حنابلہ کے نزدیک دم واجب نہیں ہوگا۔

کیا محرم تجارت کرسکتا ہے؟......''بالاتفاق محرم تجارت کرسکتا ہے اور کاریگری کے ذریعہ پیشہ بجالاسکتا ہے، نیز محرم اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے جب تک وہ اس کی عدت میں ہو، اس کی دلیل یہ آیت ہے:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ...... البقرۃ ۲/ ۱۹۸

تمہارے اوپر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم (حج کے دوران) اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

یعنی ایام حج میں تجارت کرسکتے ہو، بیوی کو رجوع کرسکتے ہو اور بیوی کو رجوع کرنا امساک کے ذیل میں ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ...... البقرۃ ۲/ ۲۳۱

عورتوں کو قاعدہ کے مطابق اپنے پاس روک لو۔

لہٰذا عورت سے رجوع کرنا مباح قرار دیا گیا ہے جیسے طلاق سے پہلے امساک مباح ہے۔

وہ امور جو حج کو فاسد کردیتے ہیں اور فاسد حج کا حکم......اس عنوان کے ذیل میں حسب ذیل تفصیل ہے۔

اول......حج فاسد ہونے کی شرائط

حنفیہ کے نزدیک حج فاسد ہونے کی دو شرائط ہیں۔

اول...... یہ کہ جماع شرم گاہ میں ہو، یہ شرط متفق علیہ ہے۔ اگر شرم گاہ سے ہٹ کر جماع کرلیا یا شہوت سے عورت کو چھولیا، یا معانقہ کرلیا، یا مباشرت کی تو حج فاسد نہیں ہوگا، البتہ حنفیہ کے نزدیک مقدمات جماع سے فدیہ واجب ہوتا ہے، خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

مالکیہ......کہتے ہیں: اگر انزال ہوا خواہ جماع سے ہو یا بغیر جماع کے تو بھی حج فاسد ہوگا البتہ احتلام سے حج فاسد نہیں ہوگا بلکہ دم واجب ہوگا۔

شافعیہ...... کہتے ہیں: مشت زنی اور شرم گاہ سے ہٹ کر جماع کرنا حرام ہے، البتہ اس سے حج فاسد نہیں ہوگا اور دم واجب ہوگا۔ شافعیہ نے یہ شرط لگائی ہے کہ جماع سے حج تب فاسد ہوگا جب محرم کو یہ علم ہو کہ حالت احرام میں جماع کرنا حرام ہے، اگر محرم نے بھول کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماع کرلیا یا جماع کی تحریم سے جاہل تھا یا عورت سے زبردستی جماع کیا گیا تو ان صورتوں میں حج فاسد نہیں ہوگا، اور اصح قول کے مطابق فدیہ بھی واجب نہیں ہوگا، گویا صرف ایک جماع باقی رہا جو حج کو فاسد کردیتا ہے، اس میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں، یہاں تک کہ اگر عورت نے سوئے ہوئے شخص کا آلہ تناسل اپنی شرم گاہ میں داخل کیا تو عورت کا حج اور عمرہ فاسد ہوجائے گا۔

حنابلہ..... حنابلہ کا مذہب ہے کہ جس شخص نے شرم گاہ سے ہٹ کر جماع کرلیا اور اسے انزال نہ ہوا تو اس پر دم واجب ہوگا، اور اگر انزال ہوا تو بدنہ (اونٹ) واجب ہوگا۔ البتہ حج فاسد نہیں ہوگا، حنابلہ کا قول ہے کہ محرم نے اگر شرم گاہ میں جماع کیا اور عورت پر زبردستی کی تو مرد پر بدنہ واجب ہوگا، اگر عورت نے خوشی سے جماع کروالیا تو مرد وعورت دونوں پر الگ الگ بدنہ واجب ہوگا، اور جب جماع میں تکرار ہوا یعنی پہلی بار جماع کیا اس کا کفارہ دیدیا پھر دوسری بار جماع کیا تو از سر نو کفارہ دینا واجب ہوگا۔ اگر پہلے جماع کا کفارہ نہ دیا تو اب صرف ایک کفارہ دے۔

خلاصہ..... جمہور کے نزدیک صرف ایک جماع سے حج فاسد ہوتا ہے، مالکیہ کے نزدیک انزال سے بھی حج فاسد ہوجاتا ہے۔

دوم..... حنفیہ

یہ کہ حنفیہ کے نزدیک جماع وقوف عرفہ سے پہلے ہو سو جس شخص نے وقوف عرفہ کے بعد جماع کیا اس کا حج فاسد نہیں ہوگا البتہ اس پر بدنہ واجب ہوگا، چونکہ حج کا رکن اصلی وقوف عرفہ ہے، اس کی دلیل حدیث ہے۔ کہ ''وقوف عرفہ ہی حج ہے۔'' اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع کرلیا تو حج بھی فاسد ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ بکری ذبح کرنی واجب ہوگی، چونکہ روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے تھے کہ ایسے شخص پر ہدی واجب ہے۔

جمہور..... کہتے ہیں: اگر حلال اصغر (حلال اول) سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہوگا (حلال اول وقوف عرفہ کے بعد ہوتا ہے) اگرچہ وقوف عرفہ کے بعد جماع کیا ہو۔ چونکہ جماع احرام صحیح کے دوران ہوا جو حلال اصغر سے تمام نہیں ہوا لہٰذا وقوف عرفہ کے بعد جماع کرنے کے مشابہ ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس پر بدنہ ذبح کرنا واجب ہوگا، چونکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی کا فیصلہ کیا ہے۔ مالکیہ کے نزدیک قضاء کے زمانہ میں ہدی دینا واجب ہے، افضل اونٹ ہے پھر گائے پھر دنبا اور پھر بکری۔

عمرہ..... حنفیہ کے نزدیک طواف کے چار چکر لگانے سے پہلے جماع کرلیا تو فاسد ہوجائے گا، اس پر قضاء واجب ہوگی اور بکری بھی ذبح کرنی ہوگی، اگر طواف کے چار چکر لگانے کے بعد جماع کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی قضاء لازم ہوگی البتہ بکری ذبح کرنا لازمی ہے۔

مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک سعی مکمل کرنے سے پہلے جماع کیا اور حلق سے پہلے کیا تو عمرہ فاسد ہوجائے گا، مالکیہ کے نزدیک عمرہ فاسد کرنے کی وجہ سے ھدی واجب ہوگی جبکہ حنابلہ کے نزدیک بکری واجب ہوگی، زبردستی جس عورت سے جماع کیا گیا اس پر فدیہ واجب نہیں ہوگا۔ سعی مکمل کرنے کے بعد اور حلق سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوگا۔

شافعیہ کے نزدیک اگر حلال ہونے سے پہلے جماع کیا یا عمرہ کے افعال سے فارغ ہونے سے پہلے جماع کرلیا تو عمرہ فاسد ہوجائے گا، اس پر حج کی طرح بدنہ ذبح کرنا واجب ہوگا چونکہ جب جنایت سخت ہے تو اس پر تاوان بھی سخت قسم کا لاگو ہوگا۔

دوم..... حج فاسد کا حکم

جب جماع کی وجہ سے حج فاسد ہوگیا تو اس کے افعال میں برابر چلتے رہنا واجب ہے، آئندہ سال علی الفور قضاء واجب ہوگی، اگرچہ حج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفلی ہی کیوں نہ ہو، چونکہ نفلی حج شروع کرنے سے لازم ہوجاتا ہے، لہٰذا فرض ہوا، یہ باقی عبادات کے بخلاف ہے۔

یہ حنفیہ کے علاوہ بقیہ فقہاء کے نزدیک ہے، فاسد حج کی قضاء علی الفور کرنی ہوگی چونکہ اگر چہ حج کے وقت میں وسعت ہے لیکن شروع کرنے سے وقت تنگ ہوجاتا ہے نیز صحابہ کرام کا قول قضاء علی الفور کا ہے یعنی آئندہ سال قضاء ضروری ہے۔

قضاء میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں چونکہ فاسد کا معنی دونوں میں پایا جاتا ہے۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک حج فاسد کرنے والے شخص پر بدنہ ذبح کرنا واجب ہے، برابر ہے کہ حج وقوف سے پہلے فاسد ہو یا وقوف کے بعد، چونکہ صحابہ نے یہی فیصلہ کیا ہے، اور وقوف سے قبل اور بعد میں کوئی فرق نہیں کیا، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ احرام تام میں جماع کا حصول ہوا ہے لہٰذا بدنہ واجب ہوگا۔

اگر بچے نے اپنا حج فاسد کردیا یعنی جماع کرکے حج فاسد کردیا تو اس پر بھی قضاء واجب ہوگی۔

مالکیہ کے نزدیک اس شخص پر جو حج فاسد کردے قضاء کے وقت ھدی کا ذبح کرنا واجب ہے، ان کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اثر ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے جماع کرلیا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے فرمایا: آئندہ سال تم بھی اور تمہاری بیوی بھی حج کرے اور دونوں ہدی بھی لاؤ۔

حنفیہ کے نزدیک اگر وقوف عرفہ سے پہلے محرم نے جماع کرلیا اور حج فاسد ہوگیا تو بکری ذبح کرنا واجب ہوئی، اگر وقوف عرفہ کے بعد اور حلق سے پہلے جماع کرلیا تو بدنہ واجب ہوگا اور حج صحیح ہوگا، چونکہ وقوف عرفہ سے پہلے ایسی علت پائی جاتی ہے جو قضاء کو واجب کرتی ہے لہٰذا قضاء کے واجب ہوتے ہوئے بدنہ واجب نہیں ہوگا۔ ❶ یہ ایسا ہی ہے جیسے وقوف عرفہ کا فوت ہوجانا، دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دو موقعوں پر بدنہ واجب قرار دیا ہے:

۱..... جب حاجی نے حالت جنابت میں طواف زیارت کردیا پھر اپنے گھر واپس لوٹ آیا اور طواف کا اعادہ نہ کیا۔

۲..... جب محرم نے وقوف عرفہ کے بعد جماع کرلیا، اگر محرم حج قران کررہا ہو اور وقوف عرفہ سے پہلے جماع کر بیٹھا تو اس کا حج اور عمرہ دونوں فاسد ہوجائیں گے، اس پر دو دم واجب ہوں گے، البتہ افعال حج میں برابر چلتا رہے، آئندہ سال حج وعمرہ دونوں کی قضاء واجب ہوگی، البتہ دم قران ساقط ہوجائے گا، شافعیہ نے بدنہ کے ساتھ ساتھ دم قران کو بھی واجب قرار دیا ہے۔

چوتھی اصل: شکار کرنا..... محرم کے لئے خشکی کا (یعنی بری) شکار قتل کرنا، شکار کرنا یا اس پر دلالت کرنا جائز نہیں البتہ وہ جانور جو موذی ہو اور اذیت پہنچانے میں ابتدا کرے جیسے شیر، بھیڑیا، سانپ، چوہا، بچھو یا وَلا کتا اور عام کتا اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یعنی انہیں قتل کرنا جائز ہے۔

مالکیہ کے نزدیک ہر وہ وحشی درندہ جس سے خوف کیا جاتا ہو اسے قتل کرنا جائز ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معروف کتا بھی قتل کیا جاسکتا ہے۔

''محرم بحری (یعنی پانی) کے شکار کو مطلقاً قتل کرسکتا ہے، پالتو جانوروں مثلاً اونٹ گائے، بکری کو ذبح کرسکتا ہے، مرغی کو ذبح کرسکتا ہے۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ..... المائدہ ۵/۹۶

تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کردیا گیا ہے تاکہ وہ تمہارے لئے اور قافلوں کے لئے فائدہ اٹھانے کا ذریعہ بنے لیکن جب تک تم حالت احرام میں ہو تو بر خشکی کا شکار حرام کردیا جاتا ہے۔'' دوسری دلیل یہ آیت ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ..... المائدہ ۵/۹۵)

❶ چونکہ محرم کا حج بھی فاسد ہوا، بدنہ بھی دے اور آئندہ سال قضاء بھی کرے، محرم سخت دشواری میں پڑ جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو جب تم حالت احرام میں ہو تو کسی قسم کا شکار قتل نہ کرو۔''

شکار کی طرف اشارہ کرنا اور دلالت کرنا اور اس میں سے کھانا حرام ہے اس کی دلیل ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ انہوں نے نیل گائے شکار کی جبکہ ان کے ساتھی حالت احرام میں تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: کیا اس شکار کی طرف کسی نے اشارہ کیا ہے یا کسی چیز کا حکم دیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی نہیں، فرمایا: کھالو۔ ❶ یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہے کہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ جب کسی جانور کو کوئی حلال شکار کرے تو محرم کے لئے وہ شکار کھانا مطلقاً حلال ہے۔

جمہور کہتے ہیں: خشکی کا شکار جب محرم کے لئے قتل کیا گیا ہو تو محرم پر اس کا کھانا حرام ہے، ان کی دلیل صعب بن جثامہ کی حدیث ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نیل گائے بطور ہدیہ دی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابواء یا ودان میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیل گائے انہیں واپس کردی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر ناگواری کے اثرات دیکھئے تو فرمایا: ہم تمہیں یہ واپس نہ کرتے صرف اس لئے واپس کررہے ہیں کہ ہم حالت احرام میں ہیں۔ ❷

یہ رائے زیادہ راجح ہے چونکہ اس حدیث میں محرم ہونے کی علت پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ جیسا کہ علامہ شوکانی نے بیان کیا ہے۔ نیز ایک اور حدیث میں فرمایا: خشکی کا شکار تمہارے لئے حلال ہے جب تک تم نے خود اسے شکار نہ کیا ہو اور نہ ہی تمہارے لئے شکار کیا گیا ہو۔

ممنوع شکار کے متعلق مذاہب کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

حنفیہ...... کہتے ہیں: محرم کے لئے جائز نہیں کہ وہ شکار سے کسی قسم کا تعرض کرے خواہ شکار ماکول ہو یا غیر ماکول ہو، البتہ موذی جانور سے تعرض کرنا جائز ہے۔

ممنوع شکار...... ہر وہ جانور جو اپنی اصل سرشت کے اعتبار سے وحشی (بدکنے والا) ہو خواہ مباح ہو (یعنی کسی کی ملکیت میں نہ ہو) یا کسی کی ملکیت میں ہو۔ محرم اونٹ، گائے بکری وغیرھا پالتو جانور ذبح کرسکتا ہے، چونکہ یہ جانور شکار کے حکم میں نہیں، چونکہ ان جانوروں سے منع نہیں کیا گیا، شکار تو وہ ممنوع ہے جو اپنی فطرت کے اعتبار سے وحشی ہو۔ گھریلو مرغی اور بطخ حرام نہیں، کتا اور بلی جو کہ پالتو ہوں وہ شکار نہیں۔ چونکہ یہ فطرۃً پالتو جانور ہیں، سمندری شکار حلال و محرم دونوں کے لئے حلال ہے، اس کی دلیل سابقہ آیت ہے، بحری سے مراد وہ جانور ہے جو سمندر میں پیدا ہوا ہو، برابر ہے کہ وہ صرف پانی میں رہتا ہو یا پانی اور خشکی دونوں میں رہتا ہو، بری شکار سے مراد وہ جانور ہے جس کی پیدائش خشکی میں ہوئی ہو پھر خواہ صرف خشکی میں رہے یا خشکی اور پانی دونوں میں رہتا ہو تو یا اس نوعیت میں توالد و تناسل کا اعتبار ہے۔

پسو، مچھر، چونٹی، مکھی، چیچڑی، بھڑ وغیرہ موذی جانور قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں، برابر ہے کہ یہ چیزیں خشکی میں رہتی ہوں یا خشکی اور پانی دونوں میں، چونکہ ان چیزوں میں توحش کی علت نہیں اور ان کے قتل سے منع بھی نہیں کیا گیا، چونکہ یہ چیزیں موذی ہیں اور اذیت میں ابتدا کرتی ہیں، لہٰذا ان موذی چیزوں کے ساتھ ملادی گئی ہیں جن پر نص وارد ہوئی ہے جیسے سانپ اور بچھو چنانچہ حدیث میں ہے: پانچ فاسق جانوروں کو حل و حرم میں قتل کردیا جائے، وہ یہ ہیں: سانپ، بچھو، چوہا، باؤلا کتا اور کوا۔ ❸

جوں کو قتل نہیں کیا جائے گا اس لئے نہیں کہ جوں میں شکار ہونے کی علت پائی جاتی ہے بلکہ اس لئے کہ جوں کو قتل کرنے میں پراگندہ حال کو زائل کرنا ہے، نیز جوں بدن سے پیدا ہوئی ہے جیسے بال، محرم، کو پراگندہ حال دور کرنے سے منع کیا گیا ہے، اگر جوں کو قتل کردیا تو کوئی چیز

---

❶...... رواہ مسلم والبخاری بنفظ آخر عن ابی قتادة (نیل الاوطار ۵/ ۲۱) ❷ متفق علیہ بین احمد والشیخین۔ ❸ رواہ مسلم والنسائی وابن ماجہ عن عائشة ولہ الفاظ عند ابی داؤد واحمد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدقہ کرے، جیسے ایک بال زائل کردیا۔ تو کچھ صدقہ کرے، ٹڈی کو بھی قتل نہ کیا جائے چونکہ ٹڈی خشکی کا شکار ہے۔

زمینی حشرات کو قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں جیسے چوہا، سانپ، بچھو، گبریلا، سیاہ رنگ کے کیڑے، صرصر وغیرہ، چونکہ یہ چیزیں شکار نہیں، بلکہ زمینی حشرات ہیں اسی طرح سہی اور نیولا کو مارنے میں بھی کوئی گناہ نہیں چونکہ یہ بھی حشرات الارض میں سے ہیں۔

محرم ان جانوروں کو بھی مار سکتا ہے جو غالباً حملہ آور ہونے میں ابتدا نہیں کرتے جیسے گو، جنگلی چوہا بندر، ہاتھی، خنزیر، محرم نے اگر ان چیزوں کو قتل کردیا تو ائمہ حنفیہ کے نزدیک اس پر کچھ جزا نہیں ہوگی البتہ امام زفر کے نزدیک اس پر جزا ہے۔

اگر محرم نے شکار ذبح کیا تو اس کا ذبح شدہ شکار حرام ہے اسے نہ محرم کھا سکتا اور نہ ہی حلال، اگر جانور حلال شخص نے شکار کیا ہو اور حلال نے ذبح کیا ہو تو محرم کھا سکتا ہے، بشرطیکہ جب محرم نے شکار پر دلالت نہ کی ہو اور نہ شکار کا حکم دیا ہو برابر ہے کہ حلال شخص نے اپنے لئے اسے شکار کیا ہو یا محرم کے لیے۔ یعنی شکار میں محرم کے کسی قسم کے عمل کو دخل نہ ہو۔ ❶

مالکیہ...... کہتے ہیں: محرم خشکی کا شکار قتل نہیں کرسکتا جس کا گوشت کھایا جاتا ہو یا نہ کھایا جاتا ہو، جیسے حنفیہ کا قول ہے۔ برابر ہے کہ شکار زمین پر چلنے والا ہو یا فضا میں اڑنے والا ہو، محرم نہ ہی اس پر دلالت کرے اور نہ ہی اس کی طرف اشارہ کرے، اگر شکار کا حکم دیا یا اس پر دلالت کی تو گویا برا کیا لیکن اس پر کفارہ نہیں۔

اس شکار کا گوشت نہ کھائے جو اس کے لئے قتل کیا گیا یا اس کی وجہ سے قتل کیا گیا، اس میں حنفیہ کا اختلاف ہے، اگر حل میں حلال کے لئے شکار کیا گیا تو محرم کے لئے کھانا حلال ہے۔

ہر وہ شکار جسے محرم نے ذبح کیا بھولے سے یا جان بوجھ کر قتل کیا یا خطأً قتل کیا۔ وہ مردار ہے اس کا کھانا حلال و محرم کسی کے لئے حلال نہیں جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے۔

پالتو مویشی جیسے چوپائے اور پرندے جو ہوا میں نہیں اڑتے جیسے مرغی ذبح کرسکتا ہے، محرم سمندری شکار کرسکتا ہے، یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔

محرم موذی جانور کو قتل کرسکتا ہے جیسے شیر وغیرہ یہ بھی متفق علیہ ہے، محرم، بچھو، خنزیر اور بندر کو قتل نہ کرے ہاں البتہ اگر ان جانوروں کے حملہ آور ہونے کا خدشہ ہو تو قتل کرسکتا ہے۔

وہ چیزیں جن کے ضرر کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا ان کا قتل کرنا حرام ہے جیسے مچھر وغیرہ۔ ❷

شافعیہ...... کہتے ہیں: احرام باندھنے سے ہر اس جانور کا شکار کرنا حرام ہو جاتا ہے جو ماکول ہو، بری ہو، وحشی ہو خواہ مباح ہو یا کسی کی ملکیت میں ہو، اس شکار کا بھی یہی حکم ہے جو پالتو اور وحشی کے ملاپ سے پیدا ہوا ہو جیسے وہ جانور جو حمار وحشی اور پالتو گدھے کے ملاپ سے پیدا ہوا ہو۔ یا بکری اور ہرن سے پیدا ہوا ہو، ایسے مخلوط جانور کو قتل کرنے میں احتیاطاً جزاء واجب ہے۔

ٹڈی کو قتل کرنا حرام ہے، مچھلی کا شکار کرنا حرام نہیں، اسی طرح بحری شکار کو قتل کرنا بھی حرام نہیں، بحری شکار سے مراد وہ جانور ہے جو صرف پانی میں زندہ رہتا ہو، رہا وہ جانور جو خشکی اور تری دونوں میں رہتا ہو اسے قتل کرنا حرام ہے، پانی کے ان پرندوں کو قتل کرنا حرام ہے جو پانی میں غوطہ لگائیں اور پھر باہر نکل آئیں، جو جانور ماکول نہیں انہیں قتل کرنا حرام نہیں جیسے حنابلہ کا مذہب ہے اور اس میں مالکیہ اور حنفیہ کا اختلاف ہے۔

اگر محرم نے شکار کا جانور ذبح کردیا تو وہ مردار ہوگا، ہر ایک پر اس کا کھانا حرام ہوگا۔ جو شکار خود محرم نے ذبح کیا ہو اس کا کھانا حرام ہے، یا

---

❶ ...... دیکھئے البدائع ۱۹۵/۲۔۲۰۶، الکتاب ۲۰۶/۱، فتح القدیر ۲۵۵/۲۔ ❷ القوانین الفقهية ص۱۳۷ الشرح الصغیر ۹۹/۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محرم کے کہنے پر کسی دوسرے نے ذبح کیا ہو یا اس پر محرم نے مدد کی ہو یا محرم اس کا واسطہ اور سبب بنا ہو، اگر اس میں سے کھا لیا تو نافرمانی کی، اور کھانے کی وجہ سے جزاء نہیں ہوگی، اگر حلال شخص نے محرم کے لئے شکار کیا تو محرم کے لئے کھانا جائز ہے، اور اس پر جزاء نہیں جیسا کہ مالکیہ کا قول ہے۔ ❶

حنابلہ.....کہتے ہیں: محرم پر خشکی کا جانور شکار کرنا حرام ہے اس پر مدد کرنا یا دلالت کرنا بھی حرام ہے جبکہ وہ جانور وحشی ہو اور کھایا جاتا ہو یا وحشی اور پالتو کے ملاپ سے پیدا ہوا ہو، غیر ماکول شکار مباح ہے جیسے شافعیہ کا قول ہے۔

محرم پر شکار کا گوشت کھانا حرام ہے اسی طرح جو شکار محرم کے لئے ذبح کیا گیا یا اس کی وجہ سے پکڑا گیا اس سے بھی نہ کھائے، حلال شخص نے جو شکار کیا ہو یا محرم کے لئے ذبح کیا ہو تو محرم وہ بھی نہ کھائے جیسے شافعیہ کا قول ہے۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خشکی کا شکار تمہارے لئے حلال ہے جب تک تم نے اسے شکار نہ کیا ہو یا تمہارے لئے شکار نہ کیا گیا ہو ❷ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو بھی اسی پر محمول کیا جائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمار وحشی کا گوشت اس لئے کھانے سے انکار کر دیا چونکہ آپ کو اس کا علم تھا یا آپ کا گمان تھا کہ شکار آپ کے لئے کیا گیا ہے، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس سے حنفیہ نے استدلال کیا ہے اسے اس جانور پر محمول کیا جائے گا جسے حلال شخص نے شکار کیا ہو اور محرم کی وجہ سے شکار نہ کیا ہو، جوں کو قتل کرنا حرام ہے، چونکہ جوں قتل کرنے میں ترفہ ہے جیسے بالوں کے ازالہ میں ترفہ ہے، جوں کو نکال کر پھینک دینا بھی حرام ہے، اس میں جزاء نہیں چونکہ جوں شکار نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی قیمت ہے، ٹڈی کو قتل کرنا حرام ہے اور اس کی قیمت کا ضمان واجب ہے۔

جو شکار دلالت کرنے یا مدد کرنے سے محرم کے لئے حرام ہو وہ حلال کے لئے حرام نہیں ہوتا، چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ ”کہ شکار حلال شخص کو کھلا دو۔“ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیل گائے کھانے سے منع نہیں فرمایا۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ وہ حلال شخص کا کیا ہوا شکار ہے لہٰذا حلال کے لئے اس کا کھانا حلال ہے اور مباح ہے۔

کیا کوئی اور محرم شکار کا گوشت کھا سکتا ہے؟.....یعنی ایک محرم کے لئے شکار قتل کیا گیا لامحالہ اس کے لئے کھانا حرام ہے آیا کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا محرم بھی کھا سکتا ہے یا کہ نہیں۔ اس میں دو احتمال ہیں۔

اول.....حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں دوسرے محرم کے لئے مباح ہے چونکہ ظاہر حدیث ہے۔ ”خشکی کا شکار تمہارے لئے حلال ہے جب تک تم نے اسے شکار نہ کیا ہو یا تمہارے لئے شکار نہ کیا گیا ہو۔“ ایک اور روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکار ہدیہ میں پیش کیا گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احرام میں تھے آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کھاؤ حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود نہ کھایا، اور عذر ظاہر کیا کہ یہ جانور میری وجہ سے شکار کیا گیا ہے۔“ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ شکار دوسرے محرم کی وجہ سے نہیں قتل کیا گیا لہٰذا یہ ایسا ہی ہے جیسے حلال شخص نے اپنے لئے شکار کیا ہو۔

دوم.....حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں دوسرے محرم پر بھی حرام ہے، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ”یہ شکار کسی حلال شخص کو کھلا دو چونکہ ہم حالت احرام میں ہیں۔“ اس احتمال کو میں راجح سمجھتا ہوں۔

جب محرم کسی شکار کو ذبح کر دے وہ مردار ہو جاتا ہے اور سبھی لوگوں پر اس کا کھانا حرام ہے یہ متفق علیہ ہے، چونکہ شکار کا ذبح کرنا محرم پر اللہ تعالیٰ کے حق کی خاطر حرام ہے۔ لہٰذا اس کا ذبح کرنا حلال نہیں جیسے مجوسی کا ذبح کیا ہوا جانور مردار ہوتا ہے۔

خلاصہ.....حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک ماکول شکار اور غیر ماکول حرام ہے جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک صرف ماکول شکار حرام ہے۔

---

❶.....دیکھئے مغنی المحتاج ۱/۵۲۴ المهذب ۱/۲۱۰ الایضاح ص ۴۸۔ ❷ رواه ابوداؤد والنسائی والترمذی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا وہ شکار جو مخلوط ہو۔

اگر محرم بھوک کی وجہ سے بے چین ہو جائے اور کھانے کو کچھ بھی نہ مل پائے سوائے شکار کے یا مردار کے تو حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک مردار کھالے شکار کا گوشت نہ کھائے، جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مردار چھوڑ دے اور شکار کا گوشت کھالے۔

حنابلہ نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ فواسق کو قتل کرنا مباح ہے فواسق سے مراد سانپ، کوا وغیرہ ہیں۔ ہر اس چیز کو قتل کرنا مباح ہے جس کی فطرت میں اذیت پہنچانا ہے اگرچہ بالفعل اذیت نہ پائی جائے جیسے شہر چیتا، بھیڑیا، تیندوا اور ان کے معنی میں جو دوسرے درندے ہیں، موذی حشرات جیسے بھیڑ، پسو، مچھر، کھٹمل وغیرہ، آبی شکار مباح ہے۔

احرام کے مباحات......سابقہ تفصیلات سے ضمناً معلوم ہو جاتا ہے کہ کچھ امور محرم کے لئے مباح ہیں اب ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱.....محرم سر دھو سکتا ہے، اور سر دھونے میں ایسی چیز استعمال کر سکتا ہے جو میل کچیل کو دور کرتی ہو جیسے بیری کے پتے، خطمی (صابون) وغیرہ، البتہ احتیاط رہے کہ بال وغیرہ نہ اکھڑنے پائیں۔

البتہ اولیٰ وافضل یہ ہے کہ خطمی وغیرہ نہ استعمال کرے چونکہ خطمی وغیرہ کا استعمال ایک درجہ سے ترفہ اور زینت میں شمار ہوتا ہے، جبکہ حاجی تو پراگندہ حال ہوتا ہے، محرم بالا جماع جنابت سے غسل کر سکتا ہے، جب جنابت کا غسل کر رہا ہو تو بہتر یہ ہے کہ انگلیوں کے باطنی حصہ سے آرام آرام سے سر کو ملے تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، ناخنوں سے بالوں کو نہ کھجلے، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک خطمی وغیرہ سے سر دھونا مکروہ سمجھتے ہیں، چونکہ اس میں پراگندہ حالی کو دور کرنے کا پہلو ہے، حمام وغیرہ میں غسل کرنا جائز ہے۔

۲.....محرم سرمہ لگا سکتا ہے، البتہ ایسا سرمہ نہ لگائے جس میں خوشبو ہو اثمد سرمہ لگانا مکروہ ہے البتہ ضرورت کے لئے لگا سکتا ہے۔

۳.....ختنہ کرنے میں، پچھنے لگانے میں اور سینگی لگانے میں کوئی گناہ نہیں، البتہ احتیاط رہے کہ کوئی بال نہ ٹوٹنے پائے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں سینگی لگوائی ہے، ❶ دکھتے دانت کو اکھاڑنا جائز ہے، ٹوٹے ہوئے عضو کو باندھنا جائز ہے، سر اور بدن میں نرمی سے کھجلی کرنا جائز ہے، بایں طور کہ بال کوئی نہ ٹوٹنے پائے یا جوں نہ گرنے پائے، مستحب یہ ہے کہ کھجلی سے احتیاط برتے۔ اگر کھجلی سے ایک بال یا زیادہ بال گرے تو صدقہ کرنا لازمی ہوگا، اگر ایک بال گرا اور محرم کو شک ہوا کہ آیا خود بخود گرا یا اس کے فعل سے گرا تو شافعیہ کے نزدیک صحیح قول میں فدیہ نہیں۔

شافعیہ کے نزدیک محرم اپنے بدن اور اپنے کپڑے سے جوں نکال کر باہر پھینک سکتا ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں، جوں کو قتل بھی کر سکتا ہے اور اس پر کچھ فدیہ یا صدقہ نہیں، بلکہ محرم کے لئے قتل کرنا مستحب ہے، جیسے غیر محرم کے لئے جوں کو قتل کرنا مستحب ہے۔ شافعیہ کے نزدیک یہی راجح ہے جبکہ دیگر فقہاء کا اس میں اختلاف ہے، محرم کا سر اور داڑھی سے جوئیں نکالنا مکروہ ہے، اگر سر یا داڑھی سے جوں نکال کر مار دی تو جو چاہے صدقہ کرے، اگرچہ ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو، یہ صدقہ مستحب ہے، حنابلہ کے نزدیک محرم سر اور داڑھی سے جوئیں نہ نکالے اور نہ ہی جوں کو قتل کرے، اگر اس کی خلاف ورزی کی جوئیں تلاش کیں یا ایک جوں قتل کر دی یا نکال باہر پھینکی یا زہر وغیرہ ڈال کر قتل کی تو اس پر فدیہ نہیں حنفیہ کہتے ہیں مٹھی بھر صدقہ کردے۔

۴.....محرم اشعار پڑھ سکتا ہے، البتہ ایسے اشعار نہ پڑھے جن میں کوئی گندی بات ہو۔

۵.....محرم مرد اور عورت آئینہ دیکھ سکتے ہیں، جبکہ حنابلہ اور مالکیہ آئینہ دیکھنا مکروہ سمجھتے ہیں۔

۶.....فواسق کو قتل کرنا مباح ہے جیسے چیل، چوہا وغیرہ اس کی دلیل حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ درندوں کو قتل کرنا بھی جائز ہے،

---

❶ متفق علیہ عن ابن عباس.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موذی حشرات بھی قتل کرسکتا ہے جیسے مچھر، کھٹمل، پسو، مکھی وغیرہ یہ جمہور کی رائے ہے مالکیہ کا اس میں اختلاف ہے۔

۷.....سمندری شکار جائز ہے پالتو جانوروں اور مرغی، بطخ جیسے پرندوں کو ذبح کرنا بھی جائز ہے۔

۸.....محرم کے لئے سایہ لینا مباح ہے بیت اللہ، کجاوہ اور سائباں کے سائے میں بیٹھ سکتا ہے، جبکہ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک کجاوے سے سایہ لینا مکروہ ہے، اگر کجاوے کا سایہ لیا تو اس پر دم واجب ہوگا البتہ محرم چھت، دیوار، درخت اور خیمہ کے سائے میں بیٹھ سکتا ہے۔

۹.....محرم اپنی کمر کے ساتھ نقدی مال کی پوٹلی (بٹوا) وغیرہ باندھ سکتا ہے، اگرچہ مال کسی دوسرے کا ہو، تہبند کو گرہ لگانا سترعورت کے لئے جائز ہے۔

۱۰.....اسلحہ ساتھ اٹھانا جائز ہے، بوقت ضرورت دشمن کے ساتھ قتال بھی جائز ہے، انگوٹھی گھڑی وغیرہ پہننا جائز ہے۔

۱۱.....کلام (باتیں کرنا) محرم کے لئے مباح ہے، البتہ قلت کلام مستحب ہے تا کہ فضول گوئی اور جھوٹ سے گریزاں رہے، چونکہ جس شخص کا کلام کثیر ہوتا ہے اس کی غلطیاں بھی کثیر ہوتی ہیں۔ محرم کے لئے مستحب ہے کہ تلبیہ، ذکر دعا وغیرہ میں مشغول رہے۔ تلاوت قران میں لگا رہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے، جاہل کو تعلیم دے۔ یا پھر ضرورت کی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔

اگر ایسا کلام کیا جس میں کوئی گناہ نہ ہو یا اشعار پڑھے تو اس میں کوئی گناہ نہیں البتہ کثرت سے اجتناب کرے۔

گیارہویں بحث......جنایات کی جزا

محرم کو طرح طرح کے عوارض پیش آسکتے ہیں۔ اور وہ جنایات، احصار اور کسی فعل کے فوت ہونے کی شکل میں ہوسکتے ہیں۔ رہی بات جنایات کی سووہ ''جنایۃ'' کی جمع ہے لغت میں جنایت کسی بری بات کے کرگزرنے کو کہتے ہیں۔ جبکہ اصطلاح شرع میں ایسے فعل کا ارتکاب جو احرام یا حرم کی وجہ سے حرام ہو۔

جنایات کی دو اقسام:

۱: احرام پر ہونے والی جنایت......یعنی حج وعمرہ کے اعمال کی مخالفت کا ارتکاب کرنا، یا پیچھے جو ممنوعات احرام گزرے ہیں ان میں سے کسی کا ارتکاب کرنا، اور واجبات حج میں سے کسی واجب کو ترک کرنا، اگرچہ بھولے سے یا یا ناواقفی سے یا اکراہ سے یا چوکنے سے یا بیہوشی کی حالت میں ارتکاب ہو، البتہ حنفیہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ جانی (جنابت کرنے والا) محرم ہو اور بالغ ہو، چنانچہ اگر بچے سے کوئی جنایت (زیادتی، خلاف ورزی) سرزد ہوئی تو حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس پر کچھ تاوان نہیں۔ چونکہ بچے کی جان بوجھ کر جنایت چوکنے اور خطاء کے حکم میں ہے، البتہ اگر بچے نے جماع کرلیا تو اس کا حج فاسد ہوجائے گا اور فاسد حج کے بقیہ افعال بدستور بجالائے، اب آیا کہ بچے پر قضاء واجب ہوگی یا نہیں چنانچہ حنابلہ کے نزدیک دونوں احتمال ہیں اول یہ کہ قضاء واجب نہیں ہوگی چونکہ بچہ مکلف نہیں۔

دوم......یہ کہ قضاء واجب ہوگی چونکہ بالغ کے جماع کرنے سے قضاء واجب ہوتی ہے اور بچے پر بھی قضاء واجب ہے۔

شافعیہ کے صحیح قول کے مطابق بچے پر فدیہ اور قضاء واجب ہے جب بچہ احرام کے کسی ممنوع کا ارتکاب کر بیٹھے، بشرطیکہ ممنوع کا ارتکاب جان بوجھ کر کرے بھولے سے یا اکراہ سے نہ کرے، کیونکہ بچے کا عمد عمد ہے یہ شافعیہ کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے۔ ❶

حاصل......یہ ہے کہ مذاہب اربعہ میں بالا جماع بچے کا حج جماع سے فاسد ہوجاتا ہے، داؤد ظاہری کا اس میں اختلاف ہے، جبکہ علامہ

❶ شرح المجموع ۷/۲۸، الایضاح ص ۹۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسوقی مالکی کہتے ہیں، بچے کا حج جماع سے فاسد نہیں ہوتا۔

۲: حرم پر جنایت.....یعنی حرم کے شکار اور درخت سے تعرض کرنا، برابر ہے کہ تعرض محرم کرے یا غیر محرم، بشرطیکہ جب جانی مکلف شخص ہو، اگرچہ بھولے سے ارتکاب ہو یا ناواقفی میں ہو یا اکراہ میں ہو یا خطأ ہو، اس جنایت سے ضمان مثلی یا قیمت واجب ہوتی ہے، میں اسے خصوصیات حرم کی بحث میں بیان کروں گا۔

احرام پر جنایت

اس جنایت کے ارتکاب سے دم واحد واجب ہوتا ہے یا اس سے اکثر، یا صدقہ واجب ہوتا ہے یا اس کے علاوہ کچھ اور، یا قیمت واجب ہوتی ہے، اس کا بیان فدیہ اور شکار کی جزاء کی بحث میں ہوگا۔ ❶

پہلی چیز: وہ جنایت جس سے بدنہ واجب ہو.....یعنی ایسی جنایت جس سے اونٹ یا گائے واجب ہو۔

۱.....احرام کے دوران جماع کرنا جو حلال اول سے پہلے اور وقوف عرفہ کے بعد ہو اس کا حج جمہور کے نزدیک فاسد ہو جائے گا جبکہ حنفیہ کے نزدیک فاسد نہیں ہوگا، اگر محرم نے وقوف عرفہ سے پہلے اپنی بیوی سے جماع کر لیا تو اس کا حج فاسد ہوگا اور اس پر صرف بکری واجب ہوگی حنفیہ کے نزدیک، فاسد حج یا عمرہ میں برابر چلتا رہے، پھر بالاتفاق آئندہ سال علی الفور قضاء کرے اور اگر عمرہ ہو تو فاسد عمرہ کے اعمال مکمل کرنے کے بعد قضاء کرے۔

مالکیہ نے: چوپایوں میں سے ہدی یعنی اونٹ پھر گائے پھر دنبہ اور پھر بکری واجب قرار دی ہے یعنی اگر جماع یا انزال سے حج فاسد ہو جائے، خواہ حج وقوف سے پہلے یا وقوف کے بعد اور طواف زیارت رمی جمرہ عقبہ سے پہلے فاسد ہو۔

۲.....جب محرم جنایت کی حالت میں یا حیض ونفاس میں طواف زیارت کرلے تو بدنہ واجب ہوگا۔

دوسری چیز: وہ جنایت جو دو دم واجب کرتی ہے.....یہ حنفیہ کے نزدیک حج قران کرنے والے کی جنایت ہے، یہ ہر ایسی جنایت ہے جس کی وجہ سے مفرد بالحج پر ایک دم واجب ہوتا ہو تو قارن پر دو دم واجب ہوں گے۔ شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کہتے ہیں: قارن اور مفرد کا کفارات احرام میں ایک حکم ہے کیونکہ افعال بجالانے میں قارن مفرد کی مانند ہے لہٰذا کفارات میں بھی مفرد کی طرح ہوگا، لہٰذا جماع کی وجہ سے ایک ہی بدنہ واجب ہوگا اور اس کے ساتھ قارن کو بکری لازم ہوگی، متمتع قارن کے حکم میں ہے۔

تیسری چیز: وہ جنایت جو دم واحد کو واجب کرتی ہے.....یعنی دم واحد یا تو اختیار کے طور پر ہوگا یا ترتیب کے طور پر۔

۱.....سلا ہوا کپڑا پہننا، سر ڈھانپنا، حلق کر دینا، ناخن کاٹنا اور خوشبو لگانا۔

حنفیہ.....کہتے ہیں اگر محرم نے سلا ہوا کپڑا پہن لیا یا پورا دن سر ڈھانپے رکھا، تو اس پر دم یعنی بکری واجب ہوگی، اس کا گوشت حرم کے فقراء پر تقسیم کیا جائے گا، اگر پورے دن سے کم سر ڈھانپے رکھا تو صدقہ واجب ہوگا۔

اگر سینگی لگانے کی جگہ کے بال مونڈ دیئے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر دم واجب ہوگا جبکہ صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہوگا۔ چونکہ یہ اپنی ذات کے اعتبار سے مقصود نہیں۔

اگر چوتھائی سر یا اس سے زائد مونڈ دیا یا چوتھائی داڑھی مونڈ دی تو اس پر دم واجب ہوگا اگر چوتھائی سے کم مونڈا تو اس پر صدقہ ہوگا، چونکہ

---

❶.....تفصیل کے لیے دیکھئے الدر المختار ۲/۲۷۳، فتح القدیر ۲/۲۲۴ القوانین الفقھیة ص ۱۳۸ بدایة المجتھد ۱/۳۴۶، الشرح الکبیر ۱/۵۴ الشرح الصغیر ۲/۸۴ مغنی المحتاج ۱/۵۲۱ المھذب ۱/۲۱۰ المغنی ۲۵۵/۲۳ مراقی الفلاح ص ۲۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر کے کچھ حصے کو مونڈنے میں زیب وزینت کا پہلو ہے اور یہ معتاد بھی ہے، لہٰذا جنایت کامل ہوگی اور اس سے کم میں جنایت کوتاہ ہوگی۔

اگر ایک ہی مجلس میں دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے سبھی ناخن کاٹ دیئے یا صرف ہاتھوں کے ناخن کاٹے یا ایک ہاتھ کے ناخن کاٹے یا ایک پاؤں کے ناخن کاٹے تو اس پر بکری ذبح کرنا واجب ہے، اگر مجلس متعدد ہو مثلاً ایک مجلس میں ہاتھ کے ناخن کاٹے پھر دوسری مجلس میں پاؤں کے ناخن کاٹ دیئے تو اس صورت میں دو دم واجب ہوں گے۔

اگر پانچ سے کم ناخن کاٹے اور ہاتھوں اور پاؤں کے الگ الگ کاٹے تو اس پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بکری واجب ہوگی۔

اگر محرم نے کامل عضو مثلاً سر، منہ، ہاتھ، پاؤں یا پورے جسم کو خوشبو لگائی تو اس پر دم (بکری) واجب ہوگا، چونکہ وجوب دم میں کثرت کا اعتبار ہے اور کثرت کی حد عضو ہے۔

اگر محرم نے کپڑے کو خوشبو لگائی تو اس پر دم واجب ہوگا بشرطیکہ وہ کپڑا پورا دن پہنے رکھے۔

اگر محرم نے سر ہاتھ یا داڑھی میں مہندی لگائی تو بھی اس پر دم واجب ہوگا۔

اگر محرم نے زیتون کا تیل لگایا تو بھی دم لازم ہوگا چونکہ زیتون کا تیل فی الواقع خوشبو ہے بخلاف دوسرے تیلوں مثلاً گھی، چربی اور اخروٹ کے تیل کے۔ اگر زیتون کا تیل کھالیا یا اس سے زخم کا علاج کیا یا پاؤں کی پھٹنوں کا علاج کیا یا کانوں میں ٹپکایا تو اس صورت میں محرم پر کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔ یعنی باتفاق حنفیہ نہ دم واجب ہوگا اور نہ ہی صدقہ، چونکہ زیتون کا تیل ہر اعتبار سے خوشبو نہیں، البتہ اگر مشک، عنبر، غالیہ، کافور کو استعمال کیا جو کہ فی نفسہ خوشبو ہیں تو بلاشبہ دم واجب ہوگا، اگرچہ یہ خوشبوئیں علاج کے لئے استعمال کی ہوں تب بھی دم واجب ہوگا، اگر خوشبو کھانے میں ڈال دی اگرچہ خوشبو کھانے کے ساتھ پکائی نہ گئی تو اس میں کچھ واجب نہیں۔ البتہ خوشبو کا کھانا مکروہ ہے جیسے خوشبو کا سونگھنا مکروہ ہے۔

اگر محرم نے خوشبو لگائی یا سر مونڈا یا سلا ہوا کپڑا کسی عذر کی وجہ سے پہن لیا، تو اسے اختیار ہے چاہے بکری ذبح کرے چاہے چھ مسکینوں پر تین صاع اناج صدقہ کرے بایں طور کہ ہر مسکین کو نصف صاع ملے اگر چاہے تو تین دن کے روزے رکھے اس کی دلیل فرمان باری تعالیٰ ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ ......البقرۃ ۲/ ۱۹۶

جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو وہ روزے یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دے۔

جمہور......حنفیہ کے علاوہ بقیہ فقہاء کہتے ہیں جس شخص نے سلا ہوا کپڑا پہنا یا سر مونڈا یا ناخن کاٹے یا خوشبو لگائی یا تیل لگایا یا شافعیہ کے نزدیک پے در پے تین بال زائل کئے یا دو بالوں سے اکثر بال زائل کئے یا حنابلہ کے نزدیک دو ناخن کاٹے اسے فدیہ میں اختیار ہے چاہے بکری ذبح کرے صدقہ کر دے یا تین دن کے روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس طور پر کہ ہر مسکین کو نصف صاع طعام ملے، آیت میں بکری ذبح کرنے کو نسک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور نسک کا اطلاق فدیہ کی تینوں صورتوں پر ہوتا ہے، برابر ہے کہ محرم نے جان بوجھ کر ممنوع کا ارتکاب کیا ہو یا بھولے سے یا خطا سے، جبکہ فدیہ کی صورتوں میں اختیار تنگی اور آسودگی دونوں حالتوں میں ثابت ہے خواہ جہاں بھی ہو، اختیار کی دلیل آیت ہے:

فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ ......البقرۃ ۲/ ۱۹۶

دوسری دلیل حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا: کیا جوئیں تمہیں تکلیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچاتی ہیں؟ عرض کی جی ہاں، فرمایا: ”بکری ذبح کرو یا تین دن کے روزے رکھو یا ایک فرق (تین صاع) طعام چھ مسکینوں کو کھلاؤ“۔ باقی چیزوں کو حلق اور معذور پر قیاس کیا گیا ہے، جمہور کے نزدیک یہ فدیہ معذور وغیر معذور کے لئے ہے، جبکہ حنفیہ کے نزدیک معذور کے ساتھ خاص ہے، سر کے بال ہو یا بدن کے دوسرے حصوں کے بال ہوں وہ فدیہ کے وجوب میں برابر ہیں، چونکہ بدن میں سبھی بال جنس واحد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فدیہ میں گندم، جو، کشمش کافی سمجھے جائیں گے، جیسے صدقہ فطر اور کفارۂ یمین میں ہوتا ہے، حنابلہ کے نزدیک جب تک اول جنایت کا کفارہ نہیں دیا اور پھر اوپر سے دوسری جنایت سرزد ہوئی تو ایک ہی گناہ ہوگا۔ اگر پہلی جنایت کا کفارہ دے دیا تھا پھر اوپر سے دوسری مرتبہ حلق کروا دیا تو اس پر دوسرا کفارہ ہوگا۔ اگر محرم نے حلال شخص (جس نے احرام نہ باندھا ہو) کا سر مونڈا یا اس کے ناخن تراشے تو جمہور کے نزدیک محرم پر فدیہ نہیں ہوگا، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اسے صدقہ واجب ہوگا۔ چونکہ محرم نے آدمی کے بال تلف کئے ہیں لہٰذا محرم کے بالوں کے مشابہ ہوا، اگر محرم کے سر کے بال اس کی اجازت سے کسی نے مونڈے یا حلال شخص نے محرم کی اجازت سے اس کے بال مونڈے تو فدیہ منڈوانے والے پر ہوگا، البتہ اگر سر منڈوانیوالا سویا ہوا تھا، یا اس پر زبردستی کی گئی تو مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک منڈوانے والے پر فدیہ نہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس پر فدیہ ہوگا، جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں روایتیں منقول ہیں یعنی فدیہ ہوگا اور فدیہ نہیں ہوگا۔

یہ فدیہ شافعیہ اور حنابلہ کی نزدیک دواعی جماع جو شہوت کے ساتھ ہوں جیسے دیکھنے سے یا مباشرت سے بغیر انزال کے منی کا خارج ہونا اس میں بھی واجب ہوگا۔ اسی طرح بار بار دیکھنے سے یا بوسہ لینے سے یا لمس کرنے سے یا مباشرت سے مذی خارج ہو جائے تو بھی یہ فدیہ واجب ہوگا۔ اسی طرح پہلی مرتبہ جماع کرنے کے بعد دوسری مرتبہ جماع کر لیا تو بھی فدیہ واجب ہوگا، مالکیہ کے نزدیک بغیر احتلام کے انزال جماع کے مترادف ہے اور اس سے بھی حج فاسد ہو جاتا ہے اور ہدی واجب ہوتی ہے۔

جماع اور مقدمات جماع:

حنفیہ..... کہتے ہیں: اگر شہوت سے بوسہ لیا یا لمس کیا خواہ انزال ہو یا نہ ہو (اصح قول کے مطابق) یا مشت زنی کرے تو اس پر دم واجب ہوگا چونکہ احرام کی وجہ سے مقدمات جماع مطلقاً حرام ہیں، لہٰذا مطلقاً دم واجب ہوگا۔

اگر عورت سے جماع کیا خواہ بھولے سے یا زبردستی یا عورت سوئی ہوئی تھی اور جماع وقوف عرفہ سے پہلے کیا تو اس کا حج فاسد ہو جائے گا اور اس پر بکری یا گائے اونٹ کا ساتواں حصہ ذبح کرنا واجب ہوگا البتہ فاسد حج کے افعال میں برابر چلتے رہنا واجب ہے، اس پر علی الفور قضاء واجب ہوگی، اگر حج نفلی تھا تو شروع کر لینے سے واجب ہو گیا چونکہ مطلوب موقع میں ابھی نہیں پہنچا، البتہ اگر بچے یا مجنون نے حج فاسد کر دیا تو ان پر دم ہے اور نہ ہی قضاء۔

اگر وقوف عرفہ کے بعد حلق یا طواف زیارت سے پہلے جماع کر لیا تو حج فاسد نہیں ہوگا اور اس پر بدنہ واجب ہوگا جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ چونکہ جنایت بھی شدید تر ہے اس پر سزا بھی شدید تر ہوگی، اگر دوسری بار جماع کر لیا تو اس پر بکری واجب ہوگی چونکہ محرم نے ایسے احرام میں جماع کیا جس کی حرمت پہلے سے پامال کی جا چکی تھی۔

اور اگر وقوف عرفہ اور حلق کے بعد جماع کیا تو بکری ذبح کرنا واجب ہوگی، چونکہ حلق کے بعد عورتوں کے معاملہ میں احرام کا حکم باقی رہتا ہے۔

اگر عمرہ کے طواف کے چار چکر پورے کرنے سے پہلے جماع کر لیا تو عمرہ فاسد ہو جائیگا چونکہ عمرہ میں طواف کی وہی حیثیت ہے جو حج میں وقوف عرفہ کی ہوتی ہے۔ عمرہ فاسد کر کے اس کے افعال برابر بجالائے اور فی الفور فارغ ہونے کے بعد قضاء کرے اور اس پر بکری ذبح کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واجب ہوگی، کیونکہ عمرہ حنفیہ کے نزدیک سنت ہے، اگر چار چکر لگانے کے بعد اور حلق سے پہلے جماع کرلیا تو اس پر بکری ذبح کرنا واجب ہے البتہ عمرہ فاسد نہیں ہوگا اور قضاء بھی لازم نہیں ہوگی۔

اس ممنوع کے متعلق حنفیہ کے علاوہ بقیہ فقہاء کی آراء کو پہلے ذکر کیا جاچکا ہے، اس کا لب لباب یہ ہے کہ اگر حلال اول سے پہلے جماع کیا تو بدنہ واجب ہوگا اگر بدنہ (اونٹ) نہ مل پائے تو گائے واجب ہے، اگر گائے نہ مل پائے تو ساتواں حصہ دے اگر یہ بھی نہ مل پائے تو بدنہ کی قیمت لگا کر غلہ خریدے اور وہ صدقہ کردے، اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ہر مد کے بدلہ میں ایک دن کا روزہ رکھے، اگر حلال اول اور حلال دوم کے درمیان جماع کرلیا یا حج فاسد کرنے کے بعد جماع کرلیا تو بکری ذبح کرنا واجب ہے۔

۳: ترک واجب ..... یعنی اگر حج کے واجبات میں سے کوئی واجب ترک کردیا تو اس کے متعلق فقہاء کی آراء مندرجہ ذیل ہیں۔

حنفیہ کہتے ہیں: اگر محرم نے طواف قدوم جنابت کی حالت میں کردیا تو اس پر بکری ذبح کرنا واجب ہے چونکہ جنایت شدید ہے سزا بھی شدید ہوگی، اگر بے وضو طواف زیارت کردیا تو بھی بکری واجب ہوگی چونکہ محرم نے بے وضو طواف کرکے رکن میں نقص ڈال دیا ہے اس کا جبیرہ بکری ذبح کرنے سے ہوگا۔ اور اگر حالت حدث میں طواف قدوم کردیا تو اس پر صدقہ واجب ہوگا۔ اگر جنابت کی حالت میں طواف زیارت کیا تو جنایت شدید ہونے کی وجہ سے سزا بھی شدید تر ہوگی لہٰذا بدنہ (اونٹ) واجب ہوگا۔ افضل یہ ہے کہ جب تک مکہ میں ہو تو طواف زیارت کا اعادہ کرلے، اعادہ کی صورت میں اس پر بدنہ نہیں ہوگا۔

اگر طواف وداع بے وضو کردیا تو اس پر صدقہ واجب ہے اگر حالت جنایت میں کردیا تو بکری واجب ہوگی۔ جس شخص نے طواف زیارت کے تین چکر چھوڑ دیئے تو اس پر بکری واجب ہوگی اگر چار چکر چھوڑے تو طواف ہی نہیں ہوا لہٰذا بدستور احرام میں رہے حتیٰ کہ طواف زیارت کرلے۔

اگر طواف وداع چھوڑ دیا یا اس کے چار چکر چھوڑ دیئے تو اس پر بکری واجب ہوگی اور جس نے طواف وداع کے تین چکر چھوڑ دیئے تو اس پر صدقہ واجب ہوگا۔

جس شخص نے طہارت میں طواف کا اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہوجائے گا چونکہ واجب کو بعینہ اسی طرح بجالایا جیسے واجب ہوا تھا، اصح یہ ہے کہ حالت جنابت میں بجالایا ہوا واجب لوٹایا جائے، حدث کی حالت میں کیا ہوا واجب لوٹانا مستحب ہے، جس شخص نے اس حالت میں طواف کیا کہ کہ عضو مستورہ کا چوتھائی حصہ کھل گیا تو جب تک مکہ میں ہو طواف کا اعادہ کرے اگر اعادہ نہ کیا حتیٰ کہ مکہ سے نکل گیا تو اس پر دم واجب ہوتا ہے۔

ترک سعی ..... جس شخص نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی ترک کردی تو اس پر بکری واجب ہوگی اور حج تمام ہوگا۔ جو شخص میدان عرفات سے امام اور غروب آفتاب سے پہلے روانہ ہوجائے اس پر دم واجب ہے، اگر غروب آفتاب سے پہلے پہلے واپس لوٹ آیا تو دم ساقط ہوجائے گا اگر غروب آفتاب کے بعد واپس لوٹا تو دم ساقط نہیں ہوگا۔

جس شخص نے وقوف مزدلفہ چھوڑ دیا اس پر دم واجب ہوگا۔

ترک رمی ..... جس شخص نے رمی جمار بھی دنوں میں ترک کردی حتیٰ کہ رمی کے آخری دن یعنی چوتھے دن کا سورج غروب ہوگیا تو اس پر ایک ہی دم واجب ہوگا، اگر ایک دن کی رمی ترک کردی تو بھی اس پر دم واجب ہوگا، اگر تین جمروں میں سے کسی ایک جمرہ کی رمی ترک کردی تو اس پر صدقہ واجب ہوگا۔

اگر جمرہ عقبہ کی رمی ترک کی تو بھی دم واجب ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلق......جس شخص نے حلق موخر کیا حتیٰ کہ قربانی کے دن گزرے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر دم واجب ہوگا اسی طرح اگر طواف زیارت ایام نحر سے موخر کیا تو اس پر دم واجب ہوگا صاحبین کہتے ہیں اس پر کچھ نہیں۔

جیسا کہ میں نے سابق میں بیان کردیا ہے کہ قارن اور متمتع پر بالا تفاق بکری ذبح کرنا واجب ہے، ہر ایسی صورت جس میں مفرد پر دم واجب ہوتا ہو تو اس صورت میں قارن پر دو دم واجب ہوں گے، ایک دم حج کا اور دوسرا عمرہ کا۔ البتہ اگر میقات کو بغیر احرام کے تجاوز کرلیا اور پھر واپس لوٹا تو اس پر ایک ہی دم ہوگا۔

مالکیہ......کہتے ہیں: حج اور عمرہ کے دم کی تین اقسام ہیں:

۱......فدیہ ۲......شکار کی جزاء ۳......ھدی۔

فدیہ کی تفصیل ہمیں معلوم ہو چکی ہے رہی بات ہدی کی سو تو وہ پانچ انواع میں واجب ہوتی ہے:

۱......کوئی واجب ترک کردیا تو اس کے جبیرہ کے لئے جیسے تلبیہ چھوڑ دیا، یا طواف قدوم چھوڑ دیا یا رمی جمار چھوڑ دی یا منیٰ میں رات گزارنی چھوڑ دی یا وقوف مزدلفہ چھوڑ دیا۔

۲......حج تمتع اور حج قران کی ہدی۔

۳......جماع کی صورت کا کفارہ۔

۴......شکار کی جزا کے طور پر ہدی دی جاتی ہے۔

۵......رکن یا حج فوت ہوجانے کی ہدی۔

ہدی میں ترتیب ہے بخلاف فدیہ اور شکار کی جزاء کے۔

شافعیہ......کہتے ہیں: حج میں واجب ہونے والے دم کی چار اقسام ہیں۔

اول: دم ترتیب وتقدیر......دم ترتیب کا معنی یہ ہے کہ محرم کو جانور ذبح کرنا لازمی ہوتا ہے، جانور ذبح کرنے سے عدول جائز نہیں یعنی اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں کہ جانور نہ ذبح کرے اور کوئی اور چیز فدیہ وغیرہ دے دے، ہاں البتہ اگر جانور ذبح کرنے سے عاجز ہو تو عدول کرنا جائز ہے۔

تقدیر کا معنی یہ ہے کہ جس چیز کی طرف عدول کیا جائے اس کو شریعت نے مقرر کردیا ہے نہ اس سے زائد ہونا کم اور وہ دم تمتع دم قران، دم فوات ہی، میقات سے احرام ترک کرنے پر لازم ہونے والا دم اور وقوف مزدلفہ کو ترک کرنے سے واجب ہونے والا دم طواف وداع کو چھوڑنے سے واجب ہونے والا دم ہے، جس کے پاس وسعت ہو وہ بکری ذبح کرے اگر بکری ذبح کرنے سے عاجز ہو تو دس دن کے روزے رکھے۔

دوم: دم ترتیب وتعدیل......یہ معنی ہے کہ شریعت نے اس میں قیمت لگانے اور اس سے کسی دوسری چیز کی طرف عدول کرنے کا حکم دیا ہے اور اس میں اعتبار قیمت کا ہوگا۔ یہ جماع سے واجب ہوتا ہے اور اس پر بدنہ واجب ہے پھر گائے، پھر ساتواں حصہ، اگر بدنہ سے عاجز ہو تو قیمت لگا کر قیمت سے کھانا خرید کر صدقہ کیا جائے اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ہر مد کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھے۔

حالت احصار میں دم لازمی ہوتا ہے، اور بکری واجب ہوتی ہے، پھر بکری سے عدول کرکے طعام واجب ہوتا ہے، اگر کھانا کھلانے سے عاجز ہو تو ہر مد کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ ......البقرۃ ۲/ ۱۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تم محصور ہو کر رہ جاؤ تو جو ہدی بھی میسر ہو وہ ذبح کرو۔

سوم: دم تخییر وتقدیر.....یعنی دم پر قدرت رکھتے ہوئے بھی کسی دوسری چیز کی طرف عدولی کرنا جائز ہے یعنی دم کی جگہ کوئی اور چیز دے دی، چنانچہ اگر کسی شخص نے تین بال مونڈ دیئے یا تین ناخن کاٹ دیئے اور پے در پے کاٹے تو اسے جانور ذبح کرنے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانے (اگر کھانا کھلائے تو ہر مسکین کو نصف صاع کھلائے) اور تین دن روزے رکھنے میں اختیار ہے، اسی طرح خوشبو لگانے، سر کو تیل لگانے یا داڑھی کو تیل لگانے، سلا ہوئے کپڑے پہننے، مقدمات جماع، مشت زنی اور جماع غیر مفسد میں اختیار ہوگا کہ چاہے جانور ذبح کرے یا کھانا کھلائے یا روزے رکھے۔ بال مونڈنے میں فدیہ واجب ہوگا خواہ بھول کر مونڈے یا ناواقفی میں مونڈ ڈالے چونکہ عموم آیت کا یہی تقاضا ہے:

وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ ......البقرۃ ۲/۱۹۶

یہ حج تمتع کے بخلاف ہے کہ اگر متمتع نے بھول کر یا ناواقفی میں سلا ہو کپڑا پہن لیا یا تیل لگا دیا یا جماع کر لیا یا مقدمات جماع کا ارتکاب کر دیا تو فدیہ واجب نہیں ہوگا چونکہ متمتع کے لئے علم اور قصد شرط ہے۔

چہارم: دم تخییر وتعدیل.....یہ شکار اور حرم کے درخت کی جزا کا دم ہے لہٰذا شکار کی مثل واجب ہوتی ہے یا اس کی قیمت سے اہل حرم کے لئے اناج خریدنا پڑتا ہے جو فقراء میں تقسیم کیا جائے گا، یا پھر ہر مد کے بدلہ میں ایک دن کا روزہ رکھنا پڑتا ہے، اگر شکار کی مثل نہ ہو تو طعام یا روزہ میں اسے اختیار حاصل ہے، ہاں البتہ کبوتر کو شکار کر لیا تو اس میں بکری واجب ہے، اس کی دلیل سورۃ مائدہ کی یہ آیت ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ ......المائدہ ۵/۹۵

اے ایمان والو جب تم احرام کی حالت میں ہو تو کسی شکار کو قتل نہ کرو اور تم میں سے جو کوئی اسے جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ دینا واجب ہوگا، جس کا طریقہ یہ ہوگا کہ جو جانور اس نے قتل کیا ہے اس جانور کے برابر چوپایوں میں سے کسی جانور کو جس کا فیصلہ تم میں سے دو دیانتدار تجربہ کار آدمی کریں گے کعبہ پہنچا کر قربانی کیا جائے یا اس کی قیمت کا کفارہ مسکینوں کو کھانا کھلا کر ادا کیا جائے یا اس کے برابر روزے رکھے جائیں تا کہ وہ شخص اپنے کئے کا بدلہ چکھے۔

رہی بات حرم کے درختوں اور نباتات کی تو ان کو کاٹنا حرام ہے، جبکہ کاٹنے اور اکھاڑنے پر ضمان واجب ہے، برابر ہے نباتات خود بخود اگی ہوں یا اگائی گئی ہوں، چنانچہ بڑا درخت کاٹنے پر گائے ذبح کی جائے اور چھوٹا درخت کاٹنے یا اکھاڑنے پر بکری ذبح کی جائے، کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہی روایت نقل کی ہے۔ اگر درخت بہت چھوٹا ہو تو اس کی قیمت لگائی جائے گی۔

حنابلہ.....کہتے ہیں افعال حج یا حرم پاک کی وجہ سے جو فدیہ واجب ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

۱.....تخییر (اختیار) ۲.....اور ترتیب۔

تخییر.....تین چیزوں بکری ذبح کرنے، تین روزے رکھنے اور چھ مسکینوں کو کھانا کھلانے میں اختیار ہے، کھانا کھلانے میں ہر مسکین کو ایک مد گندم یا نصف صاع گندم دی جائے، یہ فدیہ ان صورتوں میں دیا جائے گا مثلاً سلا ہو کپڑا پہن لیا، خوشبو لگا لی، سر ڈھانپ دیا، دو یا دو سے زائد بال یا ناخن کاٹ دیے یا مقدمات جماع کا ارتکاب کر دیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، شکار کی جزا کو عنقریب بیان کروں گا۔

ترتیب: ۱.....حالت وسعت میں تو بکری ذبح کی جائے اور تنگدستی کی حالت میں دس دن کے روزے رکھے جائیں، یہ ان صورتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں واجب ہے دم تمتع، دم قران، کسی واجب کو ترک کر دیا، یا کوئی واجب فوت ہو گیا یا محصر ہو گیا، روزہ احصار کے علاوہ بقیہ صورتوں میں ہے، روزے کی صورت یہ ہے کہ تین دن روزے ایام حج میں اور سات روزے اپنے وطن واپس لوٹ کر رکھے، روزوں میں تسلسل یا عدم تسلسل واجب نہیں، جو شخص منیٰ میں تین دن کی روزے نہ رکھ سکے وہ بعد میں دس دن کے روزے رکھے، اس پر مطلقاً دم واجب ہوگا، محصر پر بھی دم ہے، اگر دم کی قیمت دستیاب نہ ہو یا دم معدوم ہو تو اس کے بعد دس دن کے روزے رکھے، روزے حلال ہونے کی نیت سے رکھے اور پھر حلال ہو جائے یا پھر کھانا کھلائے۔

ب......حج میں بدنہ ذبح کرنا اور عمرہ میں بکری، اگر ان سے عاجز ہو تو دس دن کے روزے رکھے، تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات دن واپس لوٹ کر یہ فدیہ ان صورتوں میں واجب ہوگا مثلاً جماع کر لیا، شرم گاہ سے ہٹ کر مباشرت کی اور انزال ہو گیا یا بار بار نظر کرنے سے انزال ہوا یا بوسہ لینے سے انزال ہوا یا شہوت سے لمس کرنے سے انزال ہوا، یا مشت زنی سے انزال ہوا، اگر چہ خطاً ہی کیوں نہ ہو، عورت مرد کی اطاعت کرنے میں مرد کی طرح ہے، البتہ سوئی ہوئی عورت یا جس پر زبردستی کی گئی ہو اس پر فدیہ نہیں، اگر عورت کے محاسن سوچنے سے انزال ہوا یا احتلام ہوا یا دیکھنے سے مذی خارج ہوئی تو اس پر کچھ نہیں، جس شخص نے جوں قتل کر دی یا عقد نکاح کیا تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

چوتھی چیز......وہ امور جن سے صدقہ واجب ہوتا ہے

صدقہ! نصف صاع گندم ہے یا حنفیہ کے نزدیک اس کی قیمت، حنفیہ کے نزدیک مندرجہ ذیل حالات میں صدقہ واجب ہے اگر چہ گزشتہ تفصیل میں میں نے ان کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

ا......محرم نے اگر اقل عضو پر خوشبو لگائی یعنی پورے عضو پر خوشبو نہ لگائی جبکہ کچھ حصہ پر لگائی تو صدقہ دینا واجب ہے۔

ب......اگر محرم نے چوتھائی سر سے کم سر مونڈ دیا یا چوتھائی داڑھی سے کم مونڈ دی یا مونچھیں مونڈ دیں۔

ج......ایک دن یا ایک رات سے کم سلا ہوا کپڑا پہنا یا سر ڈھانپا۔

د......پانچ سے کم متفرق ناخن کاٹ دیئے ہر ناخن کا صدقہ کرے۔

ھ......طواف قدوم، طواف وداع یا کوئی بھی نفلی طواف بے وضو کر دیا تو صدقہ دینا واجب ہے۔ اگر طواف قدوم حالت جنابت میں کیا یا طواف زیارت بے وضو کر دیا تو بکری ذبح کرنا واجب ہے۔ اگر طواف زیارت جنابت کی حالت میں کر دیا تو بدنہ واجب ہے اور اگر طواف وداع جنابت کی حالت میں کر دیا تو بکری واجب ہے۔

و......طواف وداع یا سعی سے ایک چکر چھوڑ دیا یا رمی جمار میں ایک کنکری کم کر دی تو نصف صاع صدقہ واجب ہے۔

ز......اگر محرم نے کسی دوسرے شخص کا سر مونڈا برابر ہے کہ وہ دوسرا شخص محرم ہو یا حلال ہو تو محرم پر نصف صاع صدقہ واجب ہے اور اگر محرم نے کسی دوسرے شخص کے عضو کو خوشبو لگائی یا کسی دوسرے کو سلا ہوا کپڑا پہنایا تو بالا جماع محرم پر کچھ نہیں۔

مالکیہ......کہتے ہیں: ناخن کا ٹنا ترفہ زیب وزینت اور محض فضول حرکت اور عبث کے لئے ہو اذیت دور کرنے کے لئے نہ ہو تو اس میں مٹھی بھر طعام دینا ہے، ایک یا ایک سے زیادہ بال زائل کرنے میں ایک یا ایک سے زیادہ حتیٰ کہ دس تک جوئیں مارنے میں مٹھی بھر طعام فقیر کو دے بشرطیکہ اذیت دور کرنے کے لئے نہ ہو۔

اگر ایک سے زائد ناخن کاٹے مطلقاً یا اذیت دور کرنے کے لئے فقط ایک ناخن کاٹا یا دس سے زائد مطلقاً زائل کئے یا دس جوئیں قتل کیں یا ویسے پھینک دیں تو اس میں فدیہ لازم ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعیہ۔۔۔۔۔شافعیہ کے ظاہری قول کے مطابق ایک بال اور ایک ناخن کاٹنے میں مد بھر طعام ہے، دو بالوں اور دو ناخنوں کے کاٹنے میں دو مد یعنی نصف صاع ہے اور تین بالوں یا تین ناخنوں کے کاٹنے میں کامل فدیہ یعنی بکری ہے۔

حنابلہ۔۔۔۔۔ہر بال اور ہر ناخن میں ایک مد طعام ہے اگر ناخن کا کچھ حصہ کاٹا یا بال کا کچھ حصہ کاٹا تو اس آدھے میں پورے بال اور پورے ناخن کا فدیہ واجب ہوگا، تین بال یا تین ناخن کاٹنے پر کامل فدیہ واجب ہوگا۔

پانچویں چیز۔۔۔۔۔وہ امور جن سے نصف صاع سے کم فدیہ واجب ہو

نصف صاع سے کم وہ حسب خواہش صدقہ کرنا ہے۔ چنانچہ حنفیہ کہتے ہیں: اگر ٹڈی قتل کردی، یا ایک جوں یا دو یا تین جوئیں قتل کردیں یا بدن سے یا کپڑے سے نکال کر پھینک دیں یا اپنا کپڑا دھوپ میں ڈال دیا تاکہ جوئیں مرجائیں یا جوں پر کسی اور نے دلالت کی تو محرم جو چاہے صدقہ کرے، مثلاً مٹھی بھر غلہ دے دے، چونکہ جوں پراگندہ حالی سے پیدا ہوتی ہے، اگر زمین پر پڑی ہوئی جوں پائی اور اسے قتل کردیا تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔ ٹڈی خشکی کا شکار ہے۔

فدیہ کا وقت اور جگہ

حنفیہ۔۔۔۔۔کہتے ہیں بکری، اونٹ (بدنہ) کا ذبح کرنا حرم کے ساتھ مختص ہے ❶ اور یہ بالاتفاق ہے، چونکہ خون بہانا تبھی قربت اور نیکی سمجھا جاتا ہے جب کسی مخصوص جگہ یا مخصوص وقت میں ہو۔ ظاہر ہے فدیہ میں ذبح کئے ہوئے جانور کا کوئی وقت مقرر نہیں لہٰذا جگہ مقرر ہوگی اور وہ حرم پاک ہے۔

رہی بات فدیہ میں روزے رکھنے کی سو روزہ کسی بھی جگہ رکھ لیا کافی ہوگا، چونکہ روزہ ایسی عبادت ہے جو ہر جگہ کی جاسکتی ہے، روزوں میں تسلسل شرط نہیں، اسی طرح جس جگہ بھی صدقہ ہو وہ صحیح ہے۔

مالکیہ۔۔۔۔۔کہتے ہیں: فدیہ محرم سے سرزد ہونے والے ممنوعہ قول کا کفارہ ہے لہٰذا فدیہ کی تینوں اقسام (روزہ، صدقہ، جانور ذبح کرنا) کسی ایک جگہ کے ساتھ خاص نہیں، اور نہ کسی وقت کے ساتھ خاص ہیں۔ لہٰذا انہیں اپنے شہر میں واپسی لوٹنے تک موخر کرنا جائز ہے، البتہ شکار کی جزاء اور جماع کا فدیہ اس سے مستثنیٰ ہے چونکہ ان دونوں کا محل منیٰ یا مکہ ہے، اگر کوئی شخص عرفہ میں ہدی کے ساتھ وقوف کرے تو وہ منیٰ یا مکہ میں ذبح کرے۔ ❷

شافعیہ:۔۔۔۔۔کہتے ہیں: دم فعل حرام کے ارتکاب سے واجب ہوتا ہے جیسے عذر کی وجہ سے سر مونڈ دیا یا واجب کوئی ترک کردیا جیسے جبیرے کا دم، دم تمتع، دم قران، اور حلق پر واجب ہونے والا دم، تو ان اقسام کا دم کسی زمانہ کے ساتھ خاص نہیں البتہ ظاہری قول کے مطابق یہ دم حرم کے ساتھ خاص ہیں۔ اس کا گوشت حرم کے مسکینوں پر صرف کرنا واجب ہے، چنانچہ ہر وہ دم واجب جس کا بدل طعام ہو تو اس کو حرم کے مسکینوں پر صرف کرنا واجب ہے۔ اسی طرح حرم میں ذبح کرنا بھی مختص ہے۔ البتہ محصر وہیں ذبح کرے جہاں وہ روکا گیا ہو، دم تمتع عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد ذبح کرسکتا ہے یعنی حج کے احرام سے پہلے عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد، یہی شافعیہ کے ہاں قابل اعتماد قول ہے۔

حنابلہ۔۔۔۔۔کہتے ہیں وہ دم کسی واجب کو ترک کرنے کی وجہ سے واجب ہوا ہو یا کسی ممنوع فعل کے ارتکاب سے واجب ہوا ہو یا کھانا

❶ دیکھئے الدر المختار ۲/ ۲۸۸، اللباب ۱/ ۲۰۱۔ ❷ الشرح الصغیر ۲/ ۹۳، القوانین الفقہیۃ ص ۱۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھلانا ہو تو یہ حرم میں ہوگا، دم تمتع دم قران، دم نذر حرم کے ساتھ مختص ہے۔ اس کا گوشت حرم کے مسکینوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

افضل یہ ہے کہ حج کی وجہ سے جو دم واجب ہوا سے منیٰ میں ذبح کیا جائے اور عمرہ کی وجہ سے جو واجب ہوا ہے مروہ میں ذبح کیا جائے، اگر کوئی شخص جانور کو حرم میں حاضر کرنے سے عاجز ہو حتیٰ کہ کوئی وکیل بھی دستیاب نہ ہو تو جہاں قدرت حاصل ہو وہیں ذبح کردے اور اسی جگہ کے فقراء اور مساکین میں تقسیم کردے۔

اذیت کی وجہ سے سر مونڈنے کا فدیہ، سلے ہوئے کپڑے کا فدیہ، سر ڈھانپنے کا فدیہ، خوشبو لگانے کا فدیہ اور شکار کے علاوہ کسی ممنوع کے ارتکاب کا فدیہ حرم سے باہر ذبح کرنا بھی کافی ہے، ذبح کرنے کا وقت جنایت کے ارتکاب سے داخل ہو جاتا ہے اسی طرح سبب پائے جانے کے بعد بھی ذبح کیا جاسکتا ہے جیسے کفارہ یمین پیشگی دیا جاسکتا ہے، شکار کی جزاء شکار کو زخمی کرنے کے بعد لازمی ہوگی، ترک واجب کا فدیہ ترک کے وقت سے لازم ہو جاتا ہے احصار کا دم وہیں ذبح کرنا کافی ہوتا ہے جہاں احصار کیا گیا ہو، روزہ ہر جگہ رکھنا جائز ہے۔

چھٹی چیز: وہ جنایت جو قیمت یا مثل کو واجب کرتی ہے...... یہ شکار کی جنایت اور حرم کی نباتات کاٹنے کی جنایت ہے۔

امام ابوحنیفہ...... کہتے ہیں شکار کو قتل کرنے سے یا قتل پر دلالت کرنے سے قیمت واجب ہوتی ہے، شکار سے مراد ہر وہ جانور جو اپنی اصل فطرت کے اعتبار سے وحشی (بدکنے والا) ہو برابر ہے کہ وہ مباح ہو یا کسی کی ملک ہو، اس کا گوشت کھایا جاتا ہو یا نہ کھایا جاتا ہو جیسے شیر، چیتا، بشرطیکہ جب حملہ آور نہ ہو، گدھ، الو، ہرن، شتر مرغ وغیرہ یہ جانور شکار کرنے پر ان کی قیمت واجب ہوگی۔ جبکہ ان جانوروں کا شمار شکار میں نہیں ہوتا جیسے کتا، بلی، سانپ، بچھو، مکھی، مچھر، کھٹمل، پسو، چیچڑے، کچھوا، مرغی، بطخ اور پتنگے وغیرہ۔

قیمت قاتل پر واجب ہوگی خواہ جان بوجھ کر قتل کیا ہو یا خطاً یا اپنے احرام کو بھول کر، برابر ہے ابتداء حملہ محرم نے کیا ہو یا کسی دوسرے نے، چونکہ یہ جانور کو تلف کرنے پر تاوان اور ضمان ہے لہٰذا مالی تاوانوں کی طرح ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسی جگہ شکار کی قیمت لگائی جائے گی جہاں محرم نے اسے قتل کیا ہو یا اس کی قریب ترین جگہ میں، اس کی قیمت دو عادل شخص لگائیں جو تجربہ بھی رکھتے ہوں، اس کی دلیل یہ آیت ہے:

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ...... المائدۃ ۵/۹۵

جو جانور قتل کیا اس جانور کے برابر چوپایوں میں سے اس کا بدلہ دینا واجب ہوگا جس کا فیصلہ دو دیانتدار آدمی کریں گے۔

ہدایہ میں ہے کہ ایک آدمی کافی ہے اور دو آدمیوں کا ہونا افضل ہے، چونکہ اس میں زیادہ احتیاط ہے اور غلطی سے محفوظ رہنے کا زیادہ امکان ہے جیسے حقوق العباد میں دو آدمیوں کا اعتبار کیا گیا ہے۔

پھر محرم کو قیمت میں اختیار ہے چاہے تو ہدی خرید کر مکہ میں ذبح کردے اگر قیمت ہدی کو پہنچتی ہو، یعنی اتنی قیمت ہو جس سے اونٹ یا گائے یا بکری خریدی جاسکتی ہو، اگر چاہے تو اس قیمت سے غلہ خرید کر صدقہ کردے اور ہر مسکین کو نصف صاع گندم دے یا ایک صاع کھجوریں اور ایک صاع جو دے یا چاہے تو پھر گندم کے ہر نصف صاع یا کھجور اور جو کے ہر صاع کے بدلہ میں ایک روزہ رکھے، اگر غلے میں سے نصف صاع سے کچھ کم بچ جائے تو چاہے روزہ رکھے یا اسے صدقہ کردے۔ گھاس، درخت جو خودرو ہوں اور لوگ انہیں نہیں اگاتے اور حرم میں ہوں تو ان کی بھی قیمت لگائی جائے گی اور پھر قیمت حرم کے شکار کی جزاء کی طرح تقسیم کی جائے، البتہ اذخر بوٹی اور کھمبی کے کاٹنے پر جزاء اور قیمت نہیں ہے۔

مالکیہ...... کہتے ہیں شکار کی جزا میں فدیہ کی طرح محرم کو تین چیزوں میں اختیار ہے جو نیچے آرہی ہیں، یہ ہدی کے بخلاف ہے، جزاء کا فیصلہ کرنے والے دو عادل فقیہ ہوں، ایک عادل کافی نہیں ہوگا یا یہ کہ شکاری خود دوسرا عادل نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ دوسرا ہو، کافر، فاسق فیصلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے کافی نہیں، ایسا شخص بھی نہ ہو جو مروت کے خلاف کسی فعل کا ارتکاب کرتا ہو، ایسا عادل بھی نہ ہو جو شکار کا فیصلہ کرنے سے ناواقف ہو چونکہ کسی چیز کا اختیار اسی کو سونپا جاتا ہے جو اس کا علم رکھتا ہو۔

جزاء کی تین اقسام

پہلی قسم......محرم جس شکار کو قتل کردے چوپایوں میں اس کی مثل ہو جیسے اونٹ، گائے، بکری، جسامت وصورت میں ہم مثل ہوں یا صرف صورت میں ہم مثل ہوں، البتہ شرط اس میں یہ ہے کہ عمر کے اعتبار سے مثل کافی سمجھی جاتی ہو، عیوب سے پاک ہو، لہٰذا شکار کی جزاء میں اگر چھوٹا جانور یا عیب دار جانور دے دیا تو وہ کافی نہیں ہوگا۔ بلکہ دوبارہ دیا جائے گا۔

دوسری قسم......طعام وغلہ کے اعتبار سے شکار کی قیمت لگالی جائے، جس دن شکار کیا گیا اس دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا اور شکار کی جگہ میں قیمت لگائی جائے، شکار جس جگہ کیا گیا وہیں ہر مسکین کو ایک مد غلہ دے دیا جائے، اگر اس جگہ مساکین نہ پائے جائیں تو اس کے قریب ترین جو بستی ہو وہاں کے مسکینوں کو دیا جائے۔

تیسری قسم......طعام وغلہ کے برابر روزے رکھ لئے جائیں، یعنی ایک مد کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھا جائے روزے رکھنے میں محرم کو اختیار ہے خواہ مکہ میں رکھے یا کہیں اور رکھے، جس وقت چاہے روزے رکھے، یہ قید نہیں لگائی گئی کہ مکہ ہی میں رکھے یا مکہ سے واپس لوٹ کر رکھے۔

حکمین کا فیصلہ......حکمین فیصلہ میں یہ اندازہ کریں کہ شتر مرغ اور ہاتھی کو شکار کرنے پر بدنہ لازم کریں نیل گائے میں گائے، بجو، لومڑی، ہرن اور حرم مکہ کے کبوتر میں بکری، ان کے علاوہ میں کفارہ طعام ہے یا حکمین جو قیمت لائیں اس کے بقدر غلہ پر روزے رکھے۔ مالکیہ کے نزدیک حرم مکہ اور حرم مدینہ کے درخت اور گھاس کاٹنے میں جزا نہیں۔

شافعیہ......بھی مالکیہ کی طرح کہتے ہیں: اگر محرم نے ایسا شکار قتل کیا جس کی مثل چوپایوں میں پائی جاتی ہو تو اس میں مثل ہی واجب ہوگی، جس شکار کی مثل نہ پائی جاتی ہو تو اس میں قیمت دینا واجب ہوگی، پھر جس شکار کی مثل پائی جاتی ہو اس کی جزاء میں محرم کو تین اختیارات حاصل ہیں یا تو بعینہ وہی مثل ذبح کرے اور حرم کے مسکینوں پر صدقہ کردے، یا مثل کی قیمت دراہم میں لگائی جائے پھر اس سے طعام خرید کر مسکینوں پر صدقہ کردے یا ہر مد غلہ کے بدلہ میں ایک دن کا روزہ رکھے۔

غیر مثلی......اگر چوپایوں میں شکار کی مثل نہ پائی جائے تو اس کی قیمت لگا کر طعام صدقہ کیا جائے یا ہر مد کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھا جائے۔

مثل میں یہ طریقہ موثر ہے کہ شتر مرغ میں اونٹ ہوگا، نیل گائے میں گائے ہوگی، ہرن میں بکری ہوگی۔ خرگوش میں بکری کا بچہ اور جنگلی چوہے میں بھیڑ کا بچہ، بجو میں دنبہ، لومڑی میں بکری اور گوہ میں بکری کا بچہ، جن جانوروں کی مثل منقول نہیں ان میں دو عادل شخص فیصلہ کریں، چنانچہ آیت ہے:

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ......المائدہ ۵/ ۹۵

تم میں سے دو عادل شخص اس کا فیصلہ کریں۔

وہ جانور جن کی مثل منقول نہیں اور سنت اور آثار صحابہ سے ان کا کوئی ثبوت بھی نہ ملتا ہو ان کی قیمت لگانا واجب ہے، جس جگہ شکار کو قتل کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہو اسی جگہ میں قیمت لگائی جائے، مکہ میں اس کی قیمت نہ لگائی جائے یہی شافعیہ کا مذہب ہے، شکار اگر بڑا ہو تو مثل بھی بڑی واجب ہوگی، چھوٹا ہو تو مثل بھی چھوٹی، نر میں نر اور مادہ میں مادہ مثل واجب ہوگی، صحیح میں صحیح، عیب دار میں اگر عیب ایک جیسا ہو، فربہ شکار میں مثل بھی فربہ دی جائے گی، اور کمزور میں کمزور، اور مریض کے بدلے میں صحیح یا کمزور کے بدلے میں فربہ مثل دے تو افضل ہے، البتہ فقط کبوتر میں بکری ہے۔

نباتات......شافعیہ کے ظاہری قول کے مطابق حرم مکی کی نباتات جو تر و تازہ ہوں اور اگائی نہ جاتی ہوں ان میں ضمان ہے، حرم مکہ کے درختوں میں بھی ضمان ہے لہٰذا بڑا درخت کاٹنے پر ایک سالہ گائے واجب ہے، چھوٹا درخت کاٹنے پر بکری، بہت چھوٹے درخت ہیں اس کی قیمت واجب ہوگی۔ شافعیہ کے مذہب میں یہ بھی ہے کہ وہ نباتات جنہیں آدمی اگاتے ہوں ان میں بھی خودرو نباتات کی طرح ضمان ہے، البتہ اذخر کا کاٹنا حلال ہے اور موذی کانٹوں کو کاٹنا بھی جائز ہے جیسے عوسج وغیرہ، جیسے موذی جانور کو قتل کرنا جائز ہے۔

صحیح قول کے مطابق نباتات اور گھاس وغیرہ کو چارے کے لئے کاٹنا جائز ہے چونکہ اس کی حاجت ہے اور یہ کھیتی کے معنیٰ میں بھی ہے، شافعیہ کے جدید قول کے مطابق مدینہ کے شکار کا ضمان نہیں باوجود یہ کہ مدینے کا شکار حرام ہے۔

حنابلہ......کا مذہب بھی شافعیہ جیسا ہے، چنانچہ شکار کی جزاء کی مثل اور قیمت میں اختیار ہوگا، قیمت شکار کی تلف ہونے کی جگہ میں لگائی جائے اور دراہم میں قیمت لگائی جائے، پھر قیمت سے طعام خرید کر مسکینوں کو کھلایا جائے یا ہر مسکین کے طعام کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھے، اگر غلہ میں سے کچھ بچ رہے تو اس کی بجائے روزہ رکھے، جن چیزوں کی مثل نہ پائی جاتی ہو ان میں محرم کو اختیار ہے چاہے کھانا کھلائے یا روزے رکھے، روزوں میں تسلسل واجب نہیں۔

حرم مکی کی نباتات کا ضامن ہوگا، درختوں کا بھی ضامن ہوگا حتیٰ کہ کاشت کی ہوئی نباتات میں بھی ضمان واجب ہے البتہ اذخر گھاس کھمبی اور پھلوں میں ضمان نہیں۔ چھوٹے درخت میں بکری واجب ہے اور بڑے درخت میں گائے واجب ہے، محرم کو جزاء کی قیمت میں اختیار ہوگا جیسے شکار کی قیمت میں اختیار ہے۔ حرم مدینہ کے شکار اور درخت میں جزاء نہیں۔

شکار کی جزاء کے ضوابط......ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے جزاء کے مختلف احکام بیان کئے ہیں مختصراً مندرجہ ذیل ہیں۔

(اول)......شکار کو قتل کرنے پر محرم پر اس کی جزا دینا واجب ہے۔ چنانچہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ شکار کی جزاء واجب ہے، اس کی دلیل یہ آیت ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ

اے ایمان والو جب تم احرام میں ہو تو شکار کو قتل مت کرو تم میں سے جس شخص نے شکار کو قتل کر دیا تو اس کی جزاء دینے کا یہ طریقہ ہے کہ چوپایوں میں سے جو اس کی مثل ہو وہ دی جائے۔ المائدۃ / ۹۵

شکار کا قتل دو قسم پر ہے، مباح اور محرم۔ (مباح اور حرام)

محرم (حرام کیا ہوا)......اس کا ابتداء میں بغیر کسی سبب کے قتل کرنا مباح ہو تو ایسے شکار میں جزاء ہے پھر مباح کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی......یہ کہ محرم شکار کھانے میں بے چین ہو یعنی بھوکوں مر رہا ہو اور شکار کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو تو یہ بلا اختلاف اس کے لئے مباح ہے چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۔ البقرۃ ۲ / ۱۹۵

اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا جب قتل کرے گا اس کا ضامن ہوگا۔

دوسری...... جب محرم پر کوئی شکار حملہ کر دے اور سوائے قتل کے اس کے پاس دفاع کرنے کا کوئی چارہ نہ ہو تو محرم اسے قتل کر سکتا ہے اور اس پر ضمان بھی نہیں ہوگا، یہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے موافق ہے، چونکہ محرم نے شکار کے شر سے دفاع کے لئے اسے قتل کیا ہے لہٰذا اس کا ضامن نہیں ہوگا۔

تیسری...... جب کوئی شکار کسی درندے سے جان چھڑائے یا شکاری کے جال سے نکل جائے یا محرم نے شکار اس لئے پکڑا تا کہ اس کے پاؤں میں اٹکی ہوئی رسی کو کھول دے اسی تگ ودو میں شکار ہلاک ہو گیا تو محرم پر ضمان نہیں ہوگا، چونکہ محرم نے تو ایک حیوان کے ساتھ الٹی بھلائی کی ہے اس پر ضمان کیسا۔

دوم...... جزاء خطاء اور عمد میں واجب ہوتی ہے۔ یہ ضابطہ ائمہ مذاہب کے نزدیک متفق علیہ ہے، اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بجو کو شکار کرنے پر محرم پر دنبہ واجب قرار دیا ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شترمرغ کا انڈا اگر محرم اٹھالے تو اس کی قیمت واجب ہوگی آپ نے اس میں کوئی فرق نہیں کیا❶ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ شکار کے تلف ہونے کے ضمان میں عمد اور خطا دونوں برابر برابر ہیں۔ جیسے کسی آدمی کا مال تلف ہو جائے تو اس کا ضمان لازم ہوتا ہے خواہ عمداً تلف ہو یا خطاءً۔

سوم...... جزاء صرف محرم پر واجب ہوتی ہے، حج کے احرام اور عمرہ کے احرام میں کوئی فرق نہیں، خواہ حج قران کر رہا ہو یا حج افراد، چونکہ جزاء کی نص میں عموم ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

چہارم...... جزاء صرف شکار کے قتل پر واجب ہوگی چونکہ جزاء کے متعلق نص صرف شکار میں وارد ہوئی ہے چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ المائدۃ ۵/ ۹۵

شکار وہی ہوتا ہے جس میں تین اوصاف جمع ہوں (۱) اس کا کھانا مباح ہو (۲) وہ کسی کی ملکیت میں نہ ہو (۳) وحشی ہو۔

چنانچہ ان جانوروں کی جزاء نہیں جو کھائے نہیں جاتے جیسے درندے اور خباثت زدہ حشرات الارض، یہ اکثر علماء کا قول ہے، البتہ علماء نے ایسے جانور میں جزاء واجب قرار دی ہے جو ماکول اور غیر ماکول سے پیدا ہو جیسے بجو اور بھیڑیئے کے ملاپ سے پیدا ہونے والا جانور اس میں حرمت قتل کو غلبہ دیا گیا ہے۔

جو جانور وحشی نہ ہو اس کو ذبح کرنے اور کھانے میں جزاء نہیں ہے جیسے چوپائے، گھوڑا، مرغی وغیرہ اس میں اصل کا اعتبار ہے حال کا اعتبار نہیں۔ (یعنی اگر کوئی بیل مثلاً وحشی بن جائے تو اسے ذبح کرنا جائز ہے چونکہ وہ اصلاً پالتو ہے وحشی نہیں۔ ازمترجم)

پنجم...... ”جزاء خشکی کے جانور میں واجب ہوتی ہے سمندری اور آبی جانور کو قتل کرنے پر جزاء نہیں۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ ......المائدۃ ۵/ ۹۶

تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے تا کہ وہ تمہارے لئے اور قافلوں کے لئے فائدہ اٹھانے کا ذریعہ بنے لیکن جب تک تم حالت احرام میں ہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے۔

شور یدہ سمندر کے حیوان اور دریاؤں اور چشموں کے حیوان میں کوئی فرق نہیں، چونکہ ”البحر“ کا اطلاق سب پر ہوتا ہے اور اس سے مراد آبی حیوان ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

❶ رواهما ابن ماجه.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ مَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَ مِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا

دو دریا برابر نہیں ہو سکتے ایک ایسا میٹھا ہے کہ اس سے پیاس بجھتی ہے جو پینے میں خوشگوار ہے اور دوسرا کڑوا نمکین اور ہر ایک سے تم (مچھلیوں کا) تازہ گوشت کھاتے ہو۔سورہ فاطر ۳۵/ ۱۲

سمندری حیوان سے مراد وہ حیوان ہے جو پانی میں رہتا ہو پانی ہی میں انڈے بچے دیتا ہو، جیسے مچھلی، اور وہ حیوان جو خشکی اور پانی دونوں میں رہتا ہو جیسے کچھوا تو اس میں جزاء نہیں، رہی بات ہوا کے پرندوں کی سوان میں جزاء واجب ہوگی اسی پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ٹڈی میں اکثر علماء کے قول کے مطابق جزاء ہے۔

ششم......وجوب جزاء کی کیفیت

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: شکار کی جزاء میں قیمت واجب ہوتی ہے، چونکہ شکار مثلی نہیں ہوتا، جمہور کہتے ہیں کہ شکار کی چوپایوں میں مثل واجب ہے چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ ......المائدہ ۵/ ۹۵

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بجو میں دنبہ واجب قرار دیا ہے، نیز صحابہ نے بھی مثل کے وجوب پر اجماع کیا ہے، چنانچہ صحابہ کا قول ہے۔کہ ''شتر مرغ میں اونٹ ہے'' ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے نیل گائے میں اونٹ کا فیصلہ کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیل گائے میں گائے کا فیصلہ کیا، مثل سے حقیقت میں مماثلت مراد نہیں چنانچہ چوپایوں اور شکار میں حقیقتاً مماثلت نہیں پائی جا سکتی، یہاں صرف مماثلت صوری کا اعتبار کیا گیا ہے، میرے نزدیک یہی رائے راجح ہے۔

تلف کیے ہوئے شکار کی دو قسمیں ہیں۔

۱.....ایک قسم وہ ہے جس کے متعلق صحابہ نے فیصلہ کیا ہے اس میں صحابہ کے فیصلہ کے مطابق جزاء واجب ہوگی، اسی پر حنابلہ اور شافعیہ کا مذہب ہے جبکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: از سر نو فیصلہ کر دیا جائے گا چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ ......المائدہ ۵/ ۹۵

دو عادل اشخاص اس کا فیصلہ کریں۔

لیکن مالکیہ کا مذہب پہلی رائے کے موافق ہے جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے، حنابلہ اور ان کے موافقین کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔کہ ''بجو کو محرم نے شکار کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں مینڈھے کا فیصلہ کیا۔'' ❶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بجو میں مینڈھا ہے جب محرم اسے شکار کرلے، ہرن میں بکری ہے، خرگوش میں بکری کا بچہ ہے جبکہ جنگلی چوہے میں بھیڑ کا بچہ ہے۔ ❷

۲.....دوسری قسم وہ کہ جس کے متعلق صحابہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔لہٰذا اس میں دو عادل شخصوں کا قول معتبر ہوگا جو تجربہ کار بھی ہوں۔چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ ......المائدہ ۵/ ۹۵

لہٰذا چوپایوں میں جو شکار کے زیادہ مشابہ ہو اس کا فیصلہ کریں، قیمت کے لحاظ سے فیصلہ نہ کیا جائے۔چونکہ صحابہ نے مثل کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے وہ بلحاظ قیمت نہیں کیا۔حنابلہ نے حاکم میں فقیہ ہونے کی شرط نہیں لگائی، اس میں مالکیہ کا اختلاف ہے چنانچہ انہوں نے فقیہ ہونے

❶ .. رواه ابوداؤد وابن ماجه عن جابر. ❷ رواه الدار قطني.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شرط لگائی ہے۔

حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک دو عادلوں میں ایک شکاری خود بھی ہو سکتا ہے چونکہ آیت میں عموم ہے:

يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ ......المائدۃ ۵/ ۹۵

ہفتم......جزاء کی نوعیت

حنابلہ اور شافعیہ...... کہتے ہیں بڑے شکار میں چوپایوں میں سے بڑا جانور جزا میں دیا جائے گا، اور چھوٹے شکار میں چھوٹا جانور۔ نر میں نر، مادہ میں مادہ، صحت مند میں صحت مند، عیب دار میں عیب دار، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ ......المائدۃ ۵/ ۹۵

جو شکار قتل کیا چوپایوں میں سے اس کی مثل دی جائے۔

مالکیہ...... کہتے ہیں: جزاء میں وہ جانور دے دینا کافی ہے جو قربانی کے لئے کافی ہوتا ہے، لہٰذا چھوٹے شکار میں بڑا جانور دیا جائے، عیب دار شکار میں صحیح جانور دیا جائے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ ......المائدۃ ۵/ ۹۵

ایسی ہدی جو کہ کعبہ تک پہنچ جائے۔

لہٰذا ہدی میں چھوٹا جانور اور عیب دار کافی نہیں ہوتا۔

شکار کے جزو کا ضمان...... حنابلہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اگر محرم نے شکار کا کوئی جزو مثلاً کان، ٹانگ وغیرہ تلف کر دیا تو اسکا بھی ضمان دینا واجب ہے چونکہ جب پورے شکار کی جزاء واجب ہے تو بعض شکار کی جزا بھی واجب ہوگی جیسے آدمی کے کسی عضو کو تلف کرنے پر ضمان واجب ہوتا ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ''حرم کا شکار نہ دھمکایا جائے'' جب نص میں شکار کو ڈرانے دھمکانے سے منع کیا گیا ہے وہاں زخمی کرنے سے بطریق اولیٰ منع کیا گیا ہے۔ نہی تحریم کا تقاضا کرتی ہے، لہٰذا احرام شکار کا ضمان واجب ہے، لہٰذا جزء شکار کا بھی ضمان واجب ہے، یہ تب ہے جب زخم مندمل ہونے سے شکار صحت مند ہو جائے اور اگر زخم مندمل نہ ہو تو پھر پورے شکار کا ضامن ہوگا۔ نیز زخمی حصہ شکار کی ہلاکت کا باعث بن سکتا ہے ابن قدامہ کہتے ہیں: یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

ضمان سبب...... اگر محرم نے شکار کو زخمی کیا پھر شکار پانی میں جا پڑا یا پہاڑی سے گر کر ہلاک ہو گیا تو محرم پر اس کا ضمان ہوگا، چونکہ شکار کی ہلاکت محرم کی وجہ سے ہوئی، اسی طرح اگر محرم نے شکار کو دھمکایا اور وہ اسی بھاگم بھاگ میں ہلاک ہو گیا تو محرم ضامن ہوگا، اگر دھمکانے کے بعد شکار نے سکون پکڑا اور بے خوف ہوا اس کے بعد پھر ہلاک ہوا تو محرم ضامن نہیں ہوگا، حنابلہ کے نزدیک شکار کو زخمی کرنے کے بعد اور تلف ہونے سے پہلے محرم جزاء دے سکتا ہے۔

ضمان کا قاعدہ...... ہر وہ چیز جو آدمی کی مضمون ہو وہ شکار کی بھی مضمون ہے، سواری اگلی ٹانگوں یا منہ سے کسی شکار کو پھنسا کر تلف کر دے سوار (محرم) اس کا ضامن ہوگا یا کھینچنے والا ضامن ہوگا یا ہانکنے والا ضامن ہوگا، جو شکار پچھلی ٹانگوں سے تلف ہو تو سوار پر اس کا ضمان نہیں ہوگا چونکہ سواری کی پچھلی ٹانگوں کی حفاظت ناممکن ہے۔

پرندوں کے ضمان کی کیفیت...... جمہور کہتے ہیں شتر مرغ میں بدنہ (اونٹ، گائے) دیا جائے گا، کبوتر میں بکری، چونکہ شتر مرغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلقت میں اونٹ کے مشابہ ہے لہٰذا بدنہ اس کے مثل ہوگا، اور آیت سے مثل ہی واجب ہے۔ "فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ" نیز صحابہ کے آثار میں مذکور ہے کہ کبوتر میں بکری دی جائے گی، اسی طرح جو پرندے کبوتر سے بڑے ہوں جیسے سرخاب، سارس، کروان، مرغابی انہیں شکار کرنے میں بھی بکری واجب ہوگی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، ان میں قیمت واجب ہوگی۔

"کبوتر کے علاوہ پرندوں کے ضمان میں قیمت ہے اور جس جگہ پرندہ تلف کیا اس جگہ قیمت لگائی جائے گی، اسی طرح پرندے کے انڈوں کا ضمان پرندے کی قیمت سے دیا جائے گا، اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ شتر مرغ کے انڈوں میں اس کی قیمت واجب ہے۔"

مالکیہ کہتے ہیں: پرندے کے بچے اور انڈے میں ان کی ماں کی دیت کا دسواں حصہ دیا جائے گا۔ ❶

ہشتم.....شکار کی جزاء میں اختیار

مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ شکار کے قاتل کو تین امور میں اختیار ہے جس کو چاہے اختیار کرے اور کفارہ دے، برابر ہے کہ قاتل مالدار ہو یا تنگدست۔ تین امور یہ ہیں:

۱.....شکار کی مثل کو بعینہ ذبح کرنا۔

۲.....مثل کی دراہم سے قیامت لگا کر پھر اس سے طعام خریدنا اور ہر مسکین کو ایک مد دینا۔

۳.....ہر مد کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھنا۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے:

هَدۡيًۢا بَٰلِغَ ٱلۡكَعۡبَةِ أَوۡ كَفَّٰرَةٞ طَعَامُ مَسَٰكِينَ أَوۡ عَدۡلُ ذَٰلِكَ صِيَامٗا المائدۃ۵/۹۵

جانور کعبہ پہنچا کر ذبح کیا جائے یا اس کی قیمت کا کفارہ مسکینوں کو کھانا کھلا کر ادا کیا جائے یا اس کے برابر روزے رکھے جائیں۔

آیت میں امور ثلاثہ کے درمیان صرف "او" لایا گیا ہے جو تخییر (اختیار) کے لئے آتا ہے یعنی قاتل کو مثل، کھانا کھلانے اور روزہ رکھنے میں اختیار ہے، اگر مثل کو اختیار کیا تو اسے ذبح کرے اور گوشت حرم کے مسکینوں پر صدقہ کرے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے "هَدۡيًۢا بَٰلِغَ ٱلۡكَعۡبَةِ" ہدی کو ذبح کرنا واجب ہوتا ہے، اگر زندہ جانور مسکینوں کو ہدیہ کر دیا تو وہ کافی نہیں ہوگا، محرم جس وقت چاہے ذبح کرے اس کا ذبح کرنا ایام نحر کے ساتھ مختص نہیں۔

طعام کی کیفیت ونوعیت......شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں: جب شکار کا قاتل کھانا کھلانے کو اختیار کرے تو اسے چاہئے کہ مثل کی دراہم کے ساتھ قیمت لگائی جائے پھر دراہم سے طعام خرید کر مسکینوں پر صدقہ کیا جائے، چونکہ جب مثل واجب کی قیمت لگائی جائے تو قیمت ہی لازم ہوگی، بعینہ قیمت کا نکال دینا کافی نہیں ہوگا، چونکہ اللہ تعالیٰ نے امور ثلاثہ میں اختیار دیا ہے، ان میں قیمت شامل نہیں، اسی نوع کا اناج نکالا جائے جو صدقہ فطر میں نکالا جاتا ہے اور وہ گندم، جو کشمش اور کھجوریں ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں شکار کی قیمت لگائی جائے نہ کہ مثل کی چونکہ شکار کو تلف کرنے کی وجہ سے قیمت واجب ہوئی ہے لہٰذا تلف ہونے والی شکار ہی کی قیمت لگائی جائے گی یہ ایسا ہی ہے جیسے بے مثل حیوان۔

روزے رکھنے کی کیفیت......جمہور کے نزدیک ہر مد کے بدلہ میں ایک دن کا روزہ رکھے چونکہ یہ ایک طرح کا کفارہ ہے جس میں

❶.....یعنی پرندے کی قیمت نکالی جائے پھر اس کا دسواں حصہ انڈے یا اس کے بچے کا ضمان دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ اور کھانا کھلانا ہوتا ہے لہٰذا کفارۂ ظہار کی طرح مد کے مقابلہ میں ایک دن کا روزہ رکھا جائے گا، کفارے میں مد مسکین کو کھانا کھلانے کے مقابلے میں ہے جب ایسی چیز باقی رہی جو دن کے مقابلہ میں نہیں، تو پھر روزہ رکھے گا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نصف صاع گندم کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھے چونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نصف صاع سے مسکین کو کھلانا جائز نہیں چونکہ طعام مذکور معمور فی الشرح کی طرف لوٹے گا۔

نہم: جس شکار کی کوئی مثل نہ ہو جیسے ٹڈی...... ایسا شکار جس کی مثل نہ ہو جیسے ٹڈی تو قاتل کو اختیار ہے کہ اس کی قیمت سے طعام خریدے اور مسکینوں کو کھلادے یا روزے رکھے شافعیہ اور حنابلہ کے ظاہری قول کے مطابق بعینہ قیمت دینا جائز نہیں، چونکہ قاتل کو اختیار دیا گیا ہے کہ یا تو قیمت سے طعام خرید کر صدقہ کرے یا ہر مد کے بدلہ میں روزہ رکھے۔

دہم: مکرر شکار اور اشتراک...... جب بھی شکار کو قتل کرے گا تو اس پر جزاء کا حکم لاگو کیا جائے گا، لہٰذا دوسری مرتبہ کسی شکار کو قتل کیا تو دوسری مرتبہ جزاء بھی واجب ہوگی جیسے ابتداءً جزاء واجب ہوئی چونکہ یہ قتل شکار کا کفارہ ہے لہٰذا اس میں پہلی باری کا قتل اور دوسری باری کا قتل برابر ہوگا جیسے کسی آدمی کو قتل کرنے کا کفارہ دیا جاتا ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ یہ کفارہ تلف شدہ شکار کا بدل ہے اس میں مثل یا قیمت واجب ہوتی ہے لہٰذا آدمی کے مال کے بدل کے مشابہ ہوا۔

اگر ایک جماعت کسی شکار کو قتل کرنے میں شریک ہو تو حنابلہ کی رائے کے مطابق ان پر ایک ہی جزاء واجب ہوگی، شافعیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ "فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَاقَتَلَ مِنَ النَّعَمِ" جبکہ جماعت نے مل کر ایک شکار کو قتل کیا ہے، لہٰذا سبھی کو ایک ہی مثل لازم ہوگی اور جو زائد ہو وہ مثل سے خارج ہوتا ہے لہٰذا وہ واجب بھی نہیں ہوتے۔

حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں جب دو محرم ایک شکار کو قتل کرنے میں شریک ہوں تو ہر ایک پر کامل جزاء ہوگی چونکہ ہر ایک نے احرام کامل پر جنایت کی ہے، چنانچہ جب دو حلال شخص مل کر حرم کے شکار کو قتل کردیں تو ان پر صرف ایک ہی جزاء لازم ہوگی چونکہ اس صورت میں ضمان حرمت مکہ کی وجہ سے لازم ہوا ہے۔

لہٰذا یہ بھی اموال کے ضمان کے قائم مقام ہوگا جیسے دو شخص مل کر ایک تیسرے شخص کو خطاء قتل کردیں ان پر ایک ہی دیت واجب ہوگی اور ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ کفارہ ہوگا۔

حنابلہ نے اتنا اضافہ بھی کیا ہے کہ اگر محرم کے ساتھ شکار کو قتل کرنے میں کوئی حلال شامل ہو تو جزاء کا حکم محرم پر لاگو ہوگا، حلال پر نہیں ہوگا۔

اگر حرم کے شکار میں محرم اور حلال دونوں شریک ہوں تو جزاء دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا چونکہ اتلاف (شکار کو تلف کرنا) کی نسبت دونوں کی طرف کی جائے گی۔

یازدہم: خرید وفروخت اور وراثت سے شکار کی ملکیت...... اکثر فقہاء کا قول ہے کہ جب کوئی شخص احرام باندھے دراں حالیکہ اس کی ملکیت میں کوئی شکار ہو تو اس کی ملکیت زائل نہیں ہوگی اور نہ ہی ان کا قبضہ ختم ہوسکتا ہے مثلاً شکار اس کے گھر میں ہو یا کسی نائب کے قبضہ میں ہو، اگر شکار مرگیا تو محرم پر کچھ نہیں ہوگا، محرم اس شکار میں تصرف کرسکتا ہے اسے ہبہ کرسکتا ہے، شکار کو کوئی غصب کرلے تو واپسی لازمی ہوگی۔ اگر شکار بالفعل اس کے قبضہ میں ہو یا اس کے کجاوہ میں ہو یا اس کے خیمہ میں ہو یا اس کے ساتھ پنجرے میں بند ہو یا رسی وغیرہ سے باندھ رکھا ہو تو اسے چھوڑ دینا لازمی ہے۔

مالک کا شکار پر قبضہ اور ملک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ محرم نے شکار میں اپنا کوئی فعل نہیں کیا لہٰذا اسے کوئی چیز لازم نہیں ہوگی، یہ ایسا ہی ہے جیسے شکار کسی اور کے قبضہ میں ہو یعنی غیر محرم کے قبضہ میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محرم بیع اور ہبہ سے ابتداءً شکار کا مالک نہیں ہوتا اس کی دلیل حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیل گائے شکاری کو واپس کردی تھی چونکہ آپ حالت احرام میں تھے، اگر محرم نے بیع، ہبہ وغیرہ اسباب سے شکار لیا تو اس پر اس کی جزا واجب ہوگی، اگر شکار مبیع ہو تو قیمت واجب ہوگی یا شکار ہی مالک کو واپس کرے، اگر شکار چھوڑ دیا تو اس پر ضمان ہوگا، یہ ایسا ہی ہے جیسے شکار کو تلف کردے، محرم پر جزاء نہیں البتہ شکار جو کہ مبیع ہے واپس کیا جائیگا۔

اگر محرم شکار کا وارث بنا تو اس کا مالک بن جائے گا چونکہ وراثت سے حاصل ہونے والی ملک میں محرم کا فعل کارفرما نہیں ہوتا، شکار تو حکماً اس کی ملک میں داخل ہوا ہے برابر ہے محرم نے اسے اختیار کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

ممنوعات احرام کا خاکہ

نمبر شمار	محرمات	عمداً، بھولے سے، ناواقفی سے اور عذر سے فعل پر مرتب ہونے والی جزاء
۱	سلے ہوئے کپڑے یا جوتے کا پہننا اور بلا عذر سر ڈھانپنا	بکری ذبح کرنے کا فدیہ دیا جائے گا
۲	مرد کا سر ڈھانپنا اور عورت کا چہرہ ڈھانپنا	بکری ذبح کر کے فدیہ دیا جائے
۳	جسم کے بال زائل کرنا خواہ کوئی سے بال بھی ہوں	حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر مونڈنے پر بکری ذبح کی جائے گی اور اس سے کم پر صدقہ ہے، مالکیہ کے نزدیک دس بالوں سے زائد کرنے پر بکری ذبح کی جائے اور اس سے کم پر مٹھی بھر صدقہ، تین بالوں سے زائد ضائع کرنے پر حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک بکری ذبح کی جائے گی۔ اگر تین بالوں سے کم ہوں تو حنابلہ کے نزدیک ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے، شافعیہ کے نزدیک ایک بال پر ایک مد دو بالوں پر دو مد۔
۴	ناخن کاٹنا	حنفیہ کے نزدیک ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخن کاٹنے پر فدیہ لازم ہوگا جبکہ بقیہ ائمہ کے نزدیک فدیہ بالوں کی تفصیل کے مطابق ہوگا۔
۵	خوشبو لگانا	بکری ذبح کر کے فدیہ دیا جائے
۶	حیوان کا شکار کرنا یا شکار سے تعرض کرنا	جمہور کے نزدیک جزاء بالمثل ہوگی یا مثل کی قیمت سے طعام خرید کر حصہ کیا جائے یا ہر مد کے بدلہ میں ایک دن کا روزہ رکھا جائے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جزاء بالقیمت ہوگی۔ پھر اختیار ہے چاہے ہدی خرید کر ذبح کرے یا ہر مسکین کو نصف صاع گندم کھلائے یا ہر نصف صاع کے بدلہ میں روزہ رکھے۔
۷	حرم مکہ کی نباتات اور درخت کاٹنا	مالکیہ کے نزدیک جزاء نہیں ہوگی، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محرم پر قیمت ہوگی، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک درخت کے چھوٹا بڑا ہونے کے مطابق چھوٹی بڑی جزا ہوگی جو بکری اور گائے کی شکل میں دی جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸	جماع اور مقدماتِ جماع	بالاتفاق جماع سے حج فاسد ہوجاتا ہے، مالکیہ کے نزدیک انزال سے بھی حج فاسد ہوجاتا ہے، بالاتفاق قضاء واجب ہوگی۔ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک بدنہ ذبح کیا جائے گا۔ مالکیہ کے نزدیک ہدی لانا واجب ہے، حنفیہ کے نزدیک جماع اگر وقوف عرفہ کے بعد ہوا تو بدنہ ذبح کیا جائے گا اور اگر وقوف عرفہ سے پہلے ہوا تو بکری ذبح کی جائے گی۔ سوتی ہوئی عورت کے ساتھ زبردستی جماع کرلیا گیا تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر کچھ نہیں۔ بھولے سے اگر محرم نے مقدماتِ جماع کا ارتکاب کردیا تو شافعیہ کے نزدیک اس پر کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اسی طرح بھولے سے جس نے جماع کرلیا یا وہ حج کے دوران حرمت جماع سے واقف ہی نہیں تھا یا جس عورت کے ساتھ زبردستی جماع کرلیا گیا تو ان پر بھی کچھ نہیں، ان کے نزدیک حج بھی فاسد نہیں ہوگا۔

بارہویں بحث......فوات واحصار

فوات......یعنی وہ امور جن سے حج فوت ہوجاتا ہے، حکم فوات۔ (۱)

وہ امور جن سے حج فوت ہوجاتا ہے......جس شخص نے حج کا احرام باندھا خواہ حج فرض ہو یا نفلی، صحیح ہو یا فاسد پھر اس شخص سے وقوف عرفہ فوت ہوگیا یعنی ۹ ذی الحجہ زوال سے لے کر ۱۰ ذی الحجہ طلوع فجر تک میدان عرفات میں حاضری نہ دے سکا تو اس کا حج فوت ہوگیا، چونکہ عرفہ کا وقوف ہی حج ہے۔

ابن جزی مالکی کہتے ہیں اگر حج کے کل اعمال فوت ہوگئے تو اس سے بھی حج فوت ہوجاتا ہے اور جب کسی شخص نے عرفہ میں قیام کیا حتیٰ کہ یوم نحر کا طلوع فجر ہوا برابر ہے وقوف کیا یا نہ کیا، عمرہ فوت نہیں ہوتا چونکہ عمرہ کا کوئی مقرر وقت نہیں۔

فوات کا حکم

حنفیہ......کہتے ہیں جس شخص کا حج فوت ہوجائے وہ اسی احرام میں عمرہ یعنی طواف اور سعی کرے پھر حلق یا تقصیر کرکے حلال ہوجائے پھر آئندہ سال حج کی قضاء کرے، اس پر دم واجب نہیں چونکہ وہ افعال عمرہ بجالا کر حلال ہوا ہے چنانچہ آئندہ سال قضاء دم کے قائم مقام ہے لہٰذا ایسا نہیں ہوگا کہ دم بھی دے اور آئندہ سال قضاء بھی کرے، گویا دم اور قضاء دونوں جمع نہیں ہوں گے، اگر حج کا فوت ہونا لزوم ہدی کا سبب ہوتا تو محرم کو ہدی کے دو جانور لانے پڑتے، ایک فوات کا اور دوسرا احصار کا۔

جمہور......کہتے ہیں جس شخص کا حج فوت ہوجائے وہ عمرہ یعنی طواف سعی اور حلق یا تقصیر کرکے حلال ہوجائے اور پھر علی الفور آئندہ سال قضاء کرے اور بوقت قضاء ساتھ ہدی لائے، اس کے ذمہ سے باقی اعمال یعنی وقوف مزدلفہ، رمی اور منیٰ کا قیام وغیرھا ساقط ہوجائیں گے۔

فوات کی دلیل......قربانی کی رات آخری حصہ میں وقوف عرفہ نہ پایا حتیٰ کہ قربانی کے دن کا طلوع فجر ہوچکا تو اس کا حج فوت ہوگیا،

(۱)......دیکھئے البدائع ۲/۲۲۰، فتح القدیر ۲/۳۰۳، اللباب ۱/۲۱۴، الشرح الصغیر ۲/۱۳۰، القوانین الفقهية ص ۱۴۲ المهذب ۱/۲۳۳، المغنی ۳/۵۲۶، مغنی المحتاج ۱/۵۳۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں علماء کا اختلاف نہیں، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حج اس وقت تک فوت نہیں ہوتا حتیٰ کہ مزدلفہ کی رات کا طلوع فجر ہو جائے، ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے کہا: کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے؟ جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں۔ ❶ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وقوف عرفہ ہی تو اصل حج ہے۔

چنانچہ جو شخص مزدلفہ کی رات طلوع فجر سے پہلے پہلے عرفات میں آ گیا اس کا حج تمام ہو چکا۔" ان دلائل سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ کی رات گزر جانے سے حج فوت ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے عرفات میں رات کو وقوف کیا گویا اس نے حج پالیا جس شخص سے وقوف عرفہ رات کو فوت ہوا وہ عمرہ کر کے حلال ہو جائے۔ اس پر آئندہ سال حج ہے۔ ❷

عمرہ کر کے حلال ہونے کی دلیل......اس کی دلیل عمر، ابن عمر وغیرھما رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ ❸ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حج فسخ کر کے عمرہ کرنا جائز ہے کہ اس میں فوت ہونے کا چکر ہی نہ ہو، لہٰذا حج فوت ہونے پر بطریق اولیٰ عمرہ کرنا ہوگا۔

آئندہ سال قضاء لازم ہونے کی دلیل......برابر ہے کہ فوت ہونے والا حج فرض ہو یا نفلی اس کی دلیل صحابہ سے مروی ہے ان میں حضرت عمر، ابن عمر ابن عباس، ابن زبیر اور مروان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص کا وقوف عرفہ فوت ہوا اس کا حج فوت ہوا وہ عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور آئندہ سال حج کرے۔ ❹

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حج شروع کر لینے سے واجب ہو جاتا ہے لہٰذا حج معذور کی طرح ہوا یہ باقی نوافل کے بخلاف ہے۔

لزوم ہدی کی دلیل......جمہور کے نزدیک ہدی لازم ہے جبکہ اس میں حنفیہ کا اختلاف ہے، جمہور کی دلیل مذکور بالا صحابہ کا قول ہے، نیز عطاء نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا حج فوت ہو گیا اس پر دم واجب ہے اور اسے چاہئے کہ حج کو عمرہ بنا دے اور آئندہ سال حج کرے۔ ❺

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ وہ احرام کا وقت پورا ہونے سے پہلے ہی حلال ہو چکا لہٰذا اسے ہدی لازم ہوگی، جیسے محرم جس کا حج فوت نہ ہوا ہو اور وہ وقت سے پہلے حلال ہو جائے تو اسے ہدی لازمی ہوگی۔

جس کا حج فوت ہو جائے اس کا آئندہ سال تک محرم باقی رہنا......جس شخص کا حج فوت ہو جائے وہ اگر آئندہ سال تک حالت احرام میں رہنا چاہئے تو رہ سکتا ہے چونکہ مدت کا دراز ہونا احرام اور افعال حج کے درمیان اتمام حج کا مانع نہیں ہوتا۔ جیسے عمرہ اور حج کے مہینوں کے علاوہ حج کے لئے احرام باندھنے والا۔

قضاء کا طریقہ......جمہور کہتے ہیں۔ جب قارن سے حج فوت ہو جائے تو وہ حلال ہو جائے، لہٰذا جس قسم کے حج کا احرام باندھا ہو اسی کی بمثل آئندہ سال حج کرنا ہوگا چونکہ قضاء حسب ادا ہوتی ہے، البتہ اسے دو ہدیاں لازم ہوں گی ایک ہدی قران کی اور دوسری فوت ہونے کی۔

حنفیہ کہتے ہیں۔ قارن کو چاہئے کہ طواف اور سعی کرے عمرہ کے لئے اور پھر حلال نہ ہو حتیٰ کہ حج کے لئے طواف اور سعی کرے یعنی دو مرتبہ عمرہ کرنا ہوگا پھر حلال ہو۔

---

❶......رواہ الاثرم باسنادہ۔ ❷ رواہ الدار قطنی عن ابن عمر وضعفہ۔ ❸ رواہ الشافعی فی مسندہ وروی المالک فی الموطا باسناد صحیح۔عن هبار بن الاسود ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افتی بوجوب القضاء والدم واشتهر فی الصحابة۔ ❹ رواہ الدار قطنی عن ابن عباس۔ ❺ رواہ البخاری باسنادہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقوف عرفہ کے وقت میں اگر خطا واقع ہو جائے...... جب لوگوں سے خطا واقع ہوئی اور ۸ ذی الحجہ یا ۱۰ ذی الحجہ کو وقوف عرفہ کرلیا حالانکہ یہ وقوف عرفہ کا وقت نہیں تھا، انہیں یہ وقوف کافی ہوگا اور قضاء لازم نہیں ہوگی، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عرفہ کا دن وہی ہے جس دن لوگ وقوف عرفہ کریں۔ ❶

دوسری وجہ یہ ہے کہ خطا کا واقع ہونا گواہوں کی گواہی کا حصہ ہے کیونکہ انہوں نے مہینہ شروع ہونے سے پہلے چاند دیکھنے کی گواہی دی اور ان کی گواہی کو بنیاد بنا کر لوگوں نے ۸ ذی الحجہ کو وقوف کیا یا مطلع صاف نہیں تھا بلکہ ابر آلود تھا اور لوگوں نے ۱۰ ذی الحجہ کو وقوف کرلیا تو یہ ایسے امور ہیں جن کا قضا فیصلہ اور عدالت میں چنداں اعتبار نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ اعتبار بھی ساقط ہوگا۔

اگر لوگوں میں تعیین میں اختلاف ہوا بعض نے درست رائے دی اور بعض سے خطا واقع ہوئی تو وقوف کافی نہیں ہوگا چونکہ وہ معذور تو نہیں، تحقیق کر لیتے اور درستی پر چلتے۔

احصار...... اس میں ان امور پر گفتگو ہوگی احصار کا معنی، احکام، احصار کے دم کے ذبح کرنے کی جگہ، اور وقت محصر قضاء کیا کرے اور احصار کا زائل ہونا۔ ❷

اول: احصار کا معنی...... احصار کا لغوی معنی منع کرنا اور روک دینا ہے۔

اصطلاح شرع میں حنفیہ کے نزدیک محرم کو دو ارکان یعنی وقوف عرفہ اور طواف زیارت سے روک لینا، جمہور کے نزدیک تعریف۔ محرم کو سبھی راستوں سے حج یا عمرہ پورا کرنے سے روک دینا۔

رکاوٹ حنفیہ کے نزدیک...... رکاوٹ اور مانع حنفیہ کے نزدیک یا تو دشمن ہے یا بیماری یا زادراہ کا ضائع ہو جانا، حبس و بند اور ہاتھ پاؤں کا ٹوٹ جانا وغیرہا ان کے علاوہ ایک موانع جو محرم کو حج وعمرہ پورا کرنے سے روک دیں، جو شخص مکہ میں دو ارکان یعنی وقوف عرفہ اور طواف زیارت سے روک دیا گیا وہ محصر سمجھا جائے گا، چونکہ اتمام اس کے لئے بھی دشوار ہے لہٰذا ایسا ہی ہوا جیسے حل میں محصر کر دیا گیا۔ اگر محرم کو دو ارکان میں سے ایک رکن کو بجالانے کی قدرت مل جائے تو وہ محصر نہیں ہوتا، چونکہ اگر اسے طواف کی قدرت ملی تو طواف کر کے حلال ہو جائے گا اور اگر وقوف عرفہ کی قدرت ملی تو اس کا حج تمام ہوا لہٰذا محصر نہیں سمجھا جائے گا۔

جمہور کے نزدیک...... ایسی رکاوٹ اور مانع جس کے ہوتے ہوئے محرم کو محصر شمار کیا جائے وہ مانع متصور ہوگا، یہ مانع دشمن کی وجہ سے ہوتا ہے، چنانچہ دشمن کی وجہ سے ہونے والا احصار معتبر ہوگا اور اس احصار کے بعد بالا جماع حلال ہونا مباح ہے، بیماری کے عذر کی وجہ سے حلال ہونا جائز نہیں یا ایسے قرض میں محرم کو حبس میں رکھا گیا جس کی ادائیگی پر وہ قدرت رکھتا ہو یا زادراہ ختم ہوگیا اس سے بھی محصر نہیں ہوگا، چنانچہ جو شخص مرض کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا وہ صبر کرے حتیٰ کہ صحت یاب ہو جائے تو حج وعمرہ بجالائے۔

مدیون پر لازم ہے کہ وہ دین ادا کرے اور اپنے حج کو بجالائے۔ اگر قید وحبس کی وجہ سے حج فوت ہوا تو اسے مکہ جانا لازمی ہے اور عمرہ کر کے حلال ہونا اسے قضا لازمی ہوگی، جس شخص کا نفقہ جاتا رہے وہ مکہ میں ذبح کرنے کے لئے ہدی بھیجے اور خود احرام میں رہے حتیٰ کہ مکہ پہنچنے پر قادر ہو جائے، ہر وہ محرم جس کا مکہ پہنچنا متعذر ہو جائے بیماری کی وجہ سے یا لنگڑے پن کی وجہ سے یا زادراہ ختم ہونے کی وجہ سے، یا راستہ گم ہونے کی وجہ سے وغیرہ تو اس کے لئے حلال ہونا جائز نہیں بلکہ صبر کرے حتیٰ کہ اس کا عذر جاتا رہے۔

---

❶ ...... رواہ الدارقطنی عن عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید وروی الدارقطنی ایضاً وغیرہ عن ابی ہریرۃ۔ ❷ دیکھئے البدائع ۱۷۵/۲، فتح القدیر ۲۹۵/۲، اللباب ۲۱۲/۱، بدایۃ المجتھد ۳۴۲/۱ القوانین الفقھیہ ص ۱۴۱ الشرح الصغیر ۱۴۲/۲، الشرح الکبیر ۹۳/۲ مغنی المحتاج ۵۳۲/۱ المجموع ۲۴۳/۸ المھذب ۲۳۳/۱، المغنی ۳۶۴/۳ کشاف القناع ۶۰۷/۲ الایضاح ص ۹۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محصر مکہ...... جو شخص مکہ میں محصر ہوا خواہ دشمن کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے یا حبس کی وجہ سے درآں حالیکہ اس نے وقوف عرفہ کر لیا ہو تو گویا اس نے حج پالیا وہ طواف زیارت ہی کر کے حلال ہو اگر چہ اس میں سالہا سال گزر جائیں۔

حلال ہونے کی شرط...... اگر کسی شخص نے حلال ہونے کو بیماری وغیرہ سے مشروط کر دیا تو وہ حلال ہو سکتا ہے، اس کی دلیل صحیحین کی روایت ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم حج کرنا چاہتی ہو۔ عرض کیا، بخدا میں اپنے بدن میں تکلیف پاتی ہوں، آپ نے فرمایا: ''حج کرو اور شرط لگا لو اور یوں کہو: یا اللہ! جہاں تو مجھے حبس کر (روک) لے گا وہی جگہ میرے حلال ہونے کی ہوگی۔'' مرض پر باقی اعذار کو بھی قیاس کر لیا گیا ہے، جس شخص نے احرام باندھتے وقت حلال ہونے کی شرط لگالی تو حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اس کے ذمہ سے دم ساقط نہیں ہوگا۔

حنابلہ کہتے ہیں: اس پر کچھ بھی نہیں ہوگا نہ ہدی، نہ قضاء اور نہ ہی کچھ اور چونکہ عبادات میں شرط موثر ہوتی ہے۔

دلائل: حنفیہ کا استدلال...... حنفیہ کے نزدیک احصار کے اسباب میں عموم ہے اور انہوں نے اس آیت کے عموم سے استدلال کیا ہے

فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ ...... البقرۃ ۲/۱۹۶

'اگر تمہیں روک دیا جائے تو تمہیں جو ہدی میسر ہو اللہ کے حضور پیش کرو۔

رکاوٹ اور بندش جس طرح دشمن سے ہوتی ہے اسی طرح بیماری سے بھی ہوتی ہے، اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوص سبب کا، چونکہ حکم لفظ کے تابع ہوتا ہے نہ کہ سبب کے، چنانچہ امام کسائی اور ابو معاذ سے مروی ہے کہ احصار بیماری سے بھی ہوتا ہے۔ اور حصر دشمن سے، اس توجیہ کے پیش نظر آیت خاص طور پر سبب مرض کے مانع پر دال ہوگی۔

جمہور کا استدلال...... جمہور کہتے ہیں: مذکورہ آیت احصار "فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ"...... "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوئی جو دشمن سے محصر ہوئے تھے، آیت کریمہ کے آخر میں اسی پر دلیل ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ "فاذا امنتم" امان تو دشمن ہی سے ہو سکتی ہے۔ ❶

''ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: محصور ہونا صرف دشمن سے ہو سکتا ہے۔''

مالکیہ کے نزدیک حلال ہونے کی شرائط...... مالکیہ کی رائے ہے کہ محصر کے پانچ حالات ہیں، ان میں سے چار احوال میں حلال ہونا صحیح ہے وہ یہ ہیں:

۱...... یہ کہ عذر احرام کے بعد طاری ہو۔

۲...... احرام سے پہلے عذر طاری ہوا تھا تاہم اسے علم نہیں تھا۔

۳...... یا اسے علم تھا پر وہ سمجھتا تھا کہ یہ عذر رکاوٹ نہیں بنے گا۔

۴...... یہ کہ محرم شرط لگا دے کہ رکاوٹ پر حلال ہو جائے گا۔

---

❶ یہ استدلال کھوکھلا ہے چونکہ ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں لکھا ہے کہ ظاہر میں آیت "اذا امنتم فمن...... الخ غیر محصر کے متعلق ہے بلکہ یہ آیت تو حج تمتع کے بارے میں ہے گویا رب تعالیٰ فرمارہا ہے کہ جب تم خوفزدہ نہ ہو لیکن تم حج عمرہ کو حج سے ملا کر حج تمتع کرنا چاہو تو جو ہدی میسر ہو، پیش کرو، اس تفسیر پر یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ '' ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ '' (البقرۃ ۲/۱۹۶) محصر عام ہے اس میں مسجد حرام میں حاضر ہونے والا بھی شامل ہے اور غیر حاضر بھی۔ (بدایۃ المجتہد ۱/۳۴۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک صورت میں حلال ہونا ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ محرم کو اگر ایک راستے سے روک دیا گیا اور وہ دوسرے راستے سے مکہ پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو۔

احرام کا چھوڑ دینا (رفض احرام)...... اگر محرم نے کہا! میں احرام کو چھوڑتا ہوں اور حلال ہوتا ہوں، چنانچہ اس نے کپڑے پہن لئے پھر شکار بھی ذبح کرلیا اور وہ کام کرنے شروع کردیئے جو حلال شخص کرتا ہے تو وہ بدستور محرم رہے گا اور اس کے حق میں احرام باقی رہے گا، اسے احکام احرام لازم ہوں گے، اسے ہر ممنوع فعل جو کیا ہوگا اسے جزاء لازم ہوگی، اور ایسا فعل کیا جس پر دم واجب ہوتا ہو تو دم بھی واجب ہوگا، اگر جماع کرلیا تو اس پر بدنہ واجب ہے اور ساتھ ساتھ دوسرے دم بھی واجب ہوں گے اور جماع سے حج فاسد ہوجائے گا، البتہ محض احرام چھوڑنے پر کچھ واجب نہیں ہوگا چونکہ رفض احرام کی محض نیت ہے جو کچھ موثر نہیں ہوگی۔

بیوی کو نفلی حج سے حلال کرانا...... شافعیہ اور حنفیہ نے تذکرہ کیا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو احرام سے حلال کراسکتا ہے، چونکہ ابتداءً خاوند بیوی کو حج یا عمرہ سے روک سکتا تھا خواہ حج نفلی ہو یا فرض، چونکہ خاوند کے حقوق فوت ہوں گے، یہ ایسا ہی ہے جیسے خاوند عورت سے نفلی روزہ افطار کرواسکتا ہے، گو خاوند نے اجازت دی ہو، حنفیہ کے نزدیک ہدی ذبح کئے بغیر خاوند بیوی کو حلال کراسکتا ہے، شافعیہ کے نزدیک ہدی ذبح کرکے حلال ہوگی، بیوی کو حلال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خاوند بیوی کو حلال ہونے کا حکم دے، عورت کا حلال ہونا محصر کے حلال ہونے کی طرح سے ہوگا۔ خاوند مطلقہ رجعیہ اور بائنہ کو حلال ہونے کا حکم نہیں دے سکتا، بلکہ اسے عدت گزارنے کے لئے حبس کرسکتا ہے چنانچہ جب عورت کی عدت پوری ہوجائے تب حج وعمرہ کو مکمل کرسکتی ہے اگر وقت ابھی باقی ہو ورنہ عمرہ کرکے حلال ہوجائے عورت کو قضاء اور دم فوات لازم ہوگا۔

دوم: احصار کے احکام...... محصر کے متعلق مختلف احکام ہیں البتہ اس میں اصل احکام دو ہیں:

۱...... احرام سے حلال ہونے کا جواز۔

۲...... حلال ہونے کے بعد جس چیز کا احرام باندھا اس کی قضاء کا واجب ہونا۔

حکم اول...... یعنی احرام سے حلال ہونے کا جواز اس میں یہ امور تفصیل طلب ہیں، حلال ہونے کا معنی، جواز حلال کی دلیل، کس چیز سے حلال ہوجاتا ہے، حلال ہونے کی جگہ اور ہدی ذبح کرنے کا وقت۔

حلال ہونے کا معنی...... حلال ہونے کا معنی یہ ہے کہ احرام کو فسخ کرنا اور احرام سے ایسے طریقہ کے ساتھ نکلنا جسے شریعت نے مقرر کیا ہو۔ حلال ہونے کے جواز کی دلیل یہ آیت ہے۔ ’’فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ‘‘ آیت کی تقدیری عبارت یوں ہے:

فان احصر تم عن اتمام الحج والعمرة واردتم ان تحلوا فاذ بحوا ماتیسر من الھدی

یعنی اگر تم حج یا عمرہ مکمل کرنے سے روک دیئے جاؤ اور تم حلال ہونا چاہو تو تمہیں جو ہدی میسر ہو وہ ذبح کرو۔

چونکہ نفس احصار سے ہدی واجب نہیں ہوتی۔

وہ عمل جس سے حلال ہو...... اگر محرم محصر کو مکہ پہنچنا ممکن ہو تو عمرہ کرکے حلال ہو اگر مکہ پہنچنا دشوار ہو تو ہدی ذبح کرے حنفیہ کے نزدیک محصر ہدی کو مکہ بھجوائے یا اس کی قیمت بھجوائے تاکہ وہاں ہدی خرید کر ذبح کی جائے، جو شخص ہدی نہ ذبح کرے وہ حلال نہ ہو، حنفیہ کے نزدیک برابر ہے کہ کسی شخص نے احرام باندھتے وقت احصار کے وقت ہدی ذبح کرکے حلال ہونے کی شرط لگائی ہو یا یہ شرط نہ لگائی ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدی۔۔۔۔۔۔ہدی اونٹ، گائے اور بکری کو کہا جاتا ہے۔

جمہور کی رائے۔۔۔۔۔۔جو شخص محصر ہوگیا وہ ہدی ذبح کر کے حلال ہو جائے خواہ وہ حج کرنے جا رہا ہو یا عمرہ یا حج قران۔ چونکہ آیت ہے:

فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۔۔۔۔۔۔البقرۃ ۲/ ۱۹۶

چنانچہ یہ آیت صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی ہے جب مشرکین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ جانے سے روک دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنا چاہتے تھے، آپ نے ہدی کا جانور ذبح کیا اور پھر حلق کرایا، اپنے صحابہ سے فرمایا کھڑے ہو جاؤ قربانی کرواور پھر حلق کرو۔ ❶

اگر محرم حج قران کرنا چاہتا ہو تو شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس پر ایک ہی دم ہے۔ حنفیہ کے نزدیک دو دم ہوں گے چونکہ قارن نے دو احرام باندھ رکھے ہیں، عمرہ اور حج کے۔ لہٰذا دو دم دے کر حلال ہوگا، جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک قارن نے ایک ہی احرام باندھا ہوا ہے لہٰذا ایک دم دے کر حلال ہو جائے، عمرہ کا احرام حج میں داخل ہے لہٰذا ایک ہی دم کافی ہے۔ اگر جانور ذبح کرنے سے عاجز ہو تو فدیہ میں ائمہ کا اختلاف ہے جو ذیل میں ہے۔

حنابلہ۔۔۔۔۔۔اگر محرم کے پاس ہدی نہ ہو اور وہ ہدی سے عاجز ہو تو حنابلہ کے نزدیک دس دن کے روزے رکھے، تین دن ایام حج میں اور سات دن وطن واپس لوٹ کر، چونکہ دم احصار واجب ہوتا ہے جب اس سے عاجز ہوگا تو اس کا بدل دینا واجب ہوگا جیسے حج تمتع کا دم، خوشبو لگانے پر لازم ہونے والا دم وغیرہ برابر احرام کی حالت میں رہے گا یہاں تک کہ ہدی ذبح کرلے یا روزے رکھ لے، چونکہ یہ دونوں چیزیں افعال حج کے قائم مقام ہیں، لہٰذا ان سے پہلے حلال نہیں ہو سکتا۔

شافعیہ۔۔۔۔۔۔شافعیہ کے نزدیک جو شخص ہدی سے عاجز ہو وہ کھانا کھلائے، اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ بکری کی قیمت لگائی جائے گی پھر قیمت کے بدلہ میں طعام خرید کر دے، اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ہر مد کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھے، جب ہدی سے روزہ رکھنے کی طرف انتقال کیا تو ظاہری قول کے مطابق فی الحال حلال ہونا جائز ہے۔

حنفیہ اور مالکیہ۔۔۔۔۔۔کہتے ہیں احصار سے واجب ہونے والی ہدی کا بدل نہیں چونکہ قرآن مجید میں بدل کا ذکر نہیں۔

پھر حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک تین چیزوں سے حلال ہوگا، ہدی ذبح کرنے، ذبح کرنے سے حلال ہونے کی نیت ہو اور حلق یا تقصیر سے۔ چونکہ حدیث میں ہے۔ "اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، دسری وجہ یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن حلق کرایا، آپ کا فعل اعمال حج کے متعلق وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

مالکیہ کے نزدیک بھی حلق شرط ہے، البتہ حلال ہونے کی شرط نہیں، چنانچہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک محصر سر مونڈے بغیر ہی ہدی ذبح کرنے سے حلال ہو جاتا ہے چونکہ آیت کریمہ مطلق ہے:

فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۔۔۔۔۔۔البقرۃ ۲/ ۱۹۶

سو جس شخص نے حلق واجب کر دیا اس نے بعض موجب کر دیا اور یہ خلاف نص ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حلق افعال حج سے حلال ہونے کے لئے ہوتا ہے جبکہ محصر نے تو افعال حج نہیں بجالائے، لہٰذا محصر پر حلق واجب نہیں، حدیبیہ کے موقع پر حلق کے متعلق حدیث ندب واستحباب پر محمول ہے۔

مالکیہ۔۔۔۔۔۔کہتے ہیں دشمن یا فتنہ کی وجہ سے کوئی شخص محصر ہوا تو وہ دشمن چھٹنے کا انتظار کرے۔ اگر آگے بڑھنے سے بالکل مایوس

---

❶ رواہ البخاری واحمد عن ابن عمر، نیل الاوطار ۵/ ۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوجائے تو جہاں بھی ہو حلال ہوجائے ،اس پر ہدی یا دم کچھ نہیں ،ہاں البتہ اگر اس کے پاس ہدی ہو تو اسے ذبح کرے ،نیت اور حلق سے حلال ہوجائے ،گویا محصر کے حلال ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں:

۱.....یہ کہ احرام باندھتے وقت محرم کو مانع کا علم نہ ہو۔

۲.....وقوف عرفہ سے پہلے پہلے مانع (رکاوٹ) ختم ہونے سے بالکلیہ مایوس ہوجائے ،مشائخ مالکیہ کے نزدیک محصر کا ایسی جگہ میں حلال ہونا جائز نہیں جہاں اسے وقوف کے پالینے کا یقین ہو ،اگر محصر کو علم ہو یا گمان ہو یا شک ہو کہ بندش وقوف عرفہ سے پہلے ختم نہیں ہوگی تو وہ اس وقت تک حلال نہ ہو یہاں تک کہ وقوف عرفہ فوت نہ ہوجائے ۔اگر وقوف فوت ہوگیا تو عمرہ بجالائے۔

ہدی ذبح کرنے کی جگہ حنفیہ کے نزدیک.....حنفیہ کے نزدیک ہدی ذبح کرنے کی جگہ حرم پاک ہے ،چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡهَدۡىُ مَحِلَّهٗ‌ ......البقرۃ ۲/۱۹۶

اس وقت تک اپنے سروں کو مت مونڈو یہاں تک کہ ہدی اپنے محل تک نہ پہنچ جائے۔

اگر ہر جگہ ہدی کے ذبح کرنے کا محل ہوتا تو خصوصیت کے ساتھ آیت میں محل کا ذکر نہ کیا جاتا۔ نیز دوسری جگہ فرمان ہے:

ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ ۝۳۳ الحج ۲۲/۳۳

یعنی ہدی کا محل وہ جگہ ہے جس میں بیت اللہ واقع ہے۔

حنفیہ کے نزدیک دم احصار صرف حرم میں ذبح کرنا جائز ہے ،لہٰذا بکری حرم میں بھیجی جائے جو وہاں ذبح کی جائے ،لے جانے والا ایک دن مقرر کرلے جس دن وہ حرم میں ہدی کو ذبح کرے اور محصر ادھر حلال ہوجائے۔ جو شخص عمرہ کرنے جارہا تھا کہ وہ محصر ہوگیا تو اس کے لئے جائز ہے کہ جب چاہے ہدی ذبح کرے ،رہی بات صدقہ اور روزوں کی سو وہ جس جگہ چاہے رکھ سکتا ہے۔

ہدی ذبح کرنے کا وقت.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی کے دن سے پہلے بھی احصار کی ہدی ذبح کرنا جائز ہے ،چونکہ نص مطلق ہے ،دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ یوم نحر سے پہلے ہدی ذبح کرنے میں محصر کو حلال کرنے میں جلد بازی بھی ہے ،صاحبین رحمہما اللہ کہتے ہیں محصر بالحج کے لئے ہدی ذبح کرنا جائز نہیں مگر قربانی کے دن ،جیسے دم تمتع اور دم قران قربانی کے دن ذبح کیا جاتا ہے۔ پہلی رائے جو کہ راجح ہے کے مطابق ہدی ذبح کرنے کا وقت مطلق ہے گویا ہدی کا ذبح کرنا یوم نحر پر موقوف نہیں ،برابر ہے کہ احصار حج کا ہو یا عمرہ کا۔

حلال ہونے کا حکم.....یعنی حلال ہونے سے مرتب ہونے والا اثر یہ ہے کہ وہ تمام جائز اور مباح امور جو احرام کی وجہ سے حرام ہوچکے تھے حلال ہونے کے بعد انہیں بجالاسکتا ہے۔ چونکہ ان امور کی حلت کے درمیان حائل مانع ختم ہوچکا لہٰذا حلال ہوجائے گا جیسے احرام سے پہلے حلال تھا۔

جمہور.....حنفیہ کے علاوہ جمہور کہتے ہیں جو شخص جس جگہ روک دیا گیا (محصر ہوا) وہ اسی جگہ بکری ذبح کرکے حلال ہوجائے ،چونکہ سابقہ آیت مطلق ہے

فَاِنۡ اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ ‌..... سورۃ البقرۃ ۲/۱۹۶

دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ حدیبیہ کے مقام پر جب کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک دیا تو آپ نے وہیں ہدی ذبح کی ،سر منڈوایا اور حلال ہوگئے آپ نے ہدی قربانی کے دن سے پہلے ذبح کی ہے ،لہٰذا محصر بھی ہدی ذبح کرے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

اگرچہ یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ) سے پہلے بھی محصر کے لئے حلال ہونا جائز ہے تاہم امام ابوحنیفہ ،شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک یوم نحر تک احرام میں رہنا مستحب ہے ،چونکہ ہوسکتا ہے احصار ختم ہوجائے ،چنانچہ جب حلال ہونے سے پہلے احصار ختم ہوجائے تو افعال حج کے لئے چل پڑنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واجب ہے، اس میں کسی کا اختلاف بھی نہیں۔

خلاصہ..... مالکیہ کے نزدیک اگر محصر کے پاس ہدی نہ ہو تو اس پر ہدی واجب نہیں جبکہ جمہور کے نزدیک ہدی واجب ہے۔

محصر کی قضاء کیا ہو گی؟

حنفیہ..... کہتے ہیں جب محصر بالحج حلال ہو چکا تو اس پر قضاء کا حج اور عمرہ ہے، چونکہ محصر اس شخص کی طرح ہے جس کا حج فوت ہو گیا ہو اور وہ عمرہ کے افعال سے حلال ہوتا ہے۔ اگر وہ عمرہ نہ بجالائے تو اس کی قضاء کرنی پڑتی ہے۔ یہ اس وقت ہے جب اسی سال حج نہ کرے اور اگر اسی سال حج کر لیا تو اس پر عمرہ نہیں ہو گا چونکہ اس صورت میں وہ فائت الحج کے معنی میں نہیں ہے۔

جو شخص عمرہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ روک دیا گیا تو اس پر عمرہ کی قضاء واجب ہے، جو شخص حج قران کرنا چاہتا تھا کہ محصر ہو گیا تو وہ ایک حج اور دو عمرے کرے گا۔ حج اور ایک عمرہ اس لئے چونکہ اس سے یہ دونوں فوت ہوئے اور دوسرا عمرہ اس لئے کہ حج و عمرہ میں شروع ہونے کے بعد نکل چکا۔

حاصل..... یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک محصر نے جس چیز کا احرام باندھا ہو حلال ہونے کے بعد اسی کی قضاء اس پر واجب ہو گی۔

ا..... اگر صرف حج کا احرام باندھا ہو تو بندش (احصار) زائل ہونے کے بعد اگر وقت ہو اور محصر بھی اسی سال حج کرنا چاہتا ہو تو احرام باندھے اور حج کرے، اس پر قضاء کی نیت کرنا ضروری نہیں اور نہ ہی قضاء کا عمرہ ہے، اگر سال گزر جائے تو اس پر حج اور عمرہ واجب ہو گا، فوت شدہ حج اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہو گا مگر قضاء کی نیت سے۔

ب..... اگر احرام صرف عمرہ کے لئے باندھا ہو تو اس کی قضاء کرے چونکہ جب عمرہ شروع کیا تو واجب ہو چکا البتہ جب چاہے اس کی قضاء کرے کیونکہ عمرہ کا کوئی مقرر وقت نہیں۔

ج..... اگر حج قران چاہتا ہو اور اس نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا ہو تو وہ قضاء میں ایک حج اور دو عمرے کرے، ایک حج اور عمرہ اس لئے کہ وہ دونوں شروع کرنے سے واجب ہو چکے دوسرا عمرہ اس لئے کہ اس سال حج فوت ہوا ہے چونکہ عمرہ احصار کی وجہ سے متعین ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ عمرہ کم از کم واجب ہے اور وہ یقینی بھی ہے۔

وجوب قضاء کی دلیل..... یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے موقع پر روک دیئے گئے تو آپ نے آئندہ سال عمرہ کی قضاء کی، اور اسے ”عمرہ قضاء“ کا نام دیا گیا، دوسری دلیل یہ ہے کہ محصر حج و عمرہ مکمل کرنے کے بغیر ہی حلال ہو جاتا ہے لہٰذا قضاء واجب ہو گی یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کا حج فوت ہو جائے۔

مالکیہ..... کہتے ہیں: وہ شخص جو عمرہ کر کے حلال ہو یا نیت سے حلال ہو اس پر فرض حج ہو گا، یوں حلال ہو جانے سے حج ساقط نہیں ہوتا، رہی بات نفلی حج کی سو جب مرض کی وجہ سے یا کسی حق میں حبس ہونے کی وجہ سے حلال ہوا تو اس کی قضاء کرے گا، اور اگر دشمن یا فتنہ یا ظلماً حبس کی وجہ سے حلال ہوا تو اس سے قضاء کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

شافعیہ..... کہتے ہیں: وہ محصر جو نفلی حج یا نفلی عمرہ کرنا چاہتا ہو تو احصار کی وجہ سے اس پر قضا نہیں برابر ہے کہ احصار عام ہو یا احصار خاص۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول نہیں، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ میں محصر کر دیا گیا تھا آپ کے ساتھ چودہ سو صحابہ بھی تھے، آئندہ سال آپ کے ساتھ تقریباً سات سو صحابہ نے قضاء کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر حج یا عمرہ نفلی نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ مناسک فرض ہیں جیسے حج اسلام یا حج قضاء کا ہے یا حج منذور ہے، تو وہ اس کے ذمہ میں باقی رہے گا۔

حنابلہ..... کا بھی اسی جیسا قول ہے کہ محصر اگر حلال ہو گیا اور حج کرنے کے لئے کوئی دوسرا راستہ نہ پایا تو اس پر قضاء نہیں ہاں البتہ واجب ہو، اور وہ وجوب سابق کی وجہ سے آئندہ حج یا عمرہ کر دے۔ چونکہ نفلی حج وعمرہ سے حلال ہونا جائز ہے لہٰذا ان کی قضاء واجب نہیں ہوگی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص روزہ شروع کر دے اور اس کا یقین ہو کہ روزہ واجب ہے حالانکہ وہ روزہ واجب نہ ہو تو اس کی قضاء لازم نہیں، رہی بات اس حدیث کی کہ جس سے حنفیہ نے ''قضاء عمرہ'' پر حجت پکڑی ہے تو یہ منقول نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو قضاء کا حکم دیا ہو، جن صحابہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا تھا وہ تھوڑے سے صحابہ تھے، جیسا کہ شافعیہ کے مذہب میں گزر چکا ہے۔

خلاصہ..... حنفیہ قضاء کو واجب قرار دیتے ہیں اور جمہور قضاء کو واجب قرار نہیں دیتے۔

سوم: احصار کا زائل ہونا:

حنفیہ..... کہتے ہیں کہ حلال ہونے سے پہلے جب احصار زائل ہو جائے پھر اگر محصر نے جو ہدی بھیجی ہے اسے پا سکتا ہو اور حج بھی پا سکتا ہو تو اس کے لئے حلال ہونا جائز نہیں۔ اس کے لئے چل پڑنا ضروری ہے، چونکہ مقصود حاصل ہونے سے پہلے عجز وعذر جاتا رہا، حلال ہونے کے جو ہدی بھیجی اسے جو چاہے کرے، چونکہ وہ اس کی ملک ہے درآں حالیکہ وہ مقصود پانے کی غرض سے ہدی سے مستغنی ہے۔

اگر ہدی تو پا سکتا ہو لیکن حج نہ پا سکتا ہو تو حلال ہو جائے چونکہ اس صورت میں وہ مقصود اصلی سے عاجز ہے اور اسے بجا نہیں لا سکتا۔ اور اگر حج پا سکتا ہو لیکن ہدی نہ پا سکتا ہو تو استحساناً اس کے لئے حلال ہو جانا جائز ہے تاکہ مفت میں اس کا مال ضائع نہ ہو، ہاں البتہ حج کے لئے چل پڑنا افضل ہے۔

جمہور..... حلال ہونے سے پہلے جب احصار زائل ہو جائے تو افعال حج مکمل کرنے کے لئے چل پڑنا لازمی ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور اگر حج فوت ہو جانے کے بعد احصار زائل ہو تو افعال عمرہ بجا لا کر حلال ہو جائے، اور اگر احصار زائل ہونے سے پہلے حج فوت ہو جائے تو ہدی بھیج کر حلال ہو جائے۔

افعال حج مکمل کرنے کے لئے چل پڑنا تب واجب ہے جب محصر کا حج حج اسلام ہو یا واجب حج ہو چونکہ شافعیہ کے علاوہ اکثر فقہاء کے نزدیک حج واجب علی الفور ہوتا ہے اور اگر حج واجب نہ ہو تو اس پر کچھ نہیں بلکہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے اس نے احرام باندھا ہی نہ ہو۔

تیرہویں بحث..... ''ہدی''

اس بحث میں ان امور پر گفتگو ہوگی۔ ہدی کی انواع، دم تمتع کی شرائط، اس کا طریقہ کار، ہدی سے کھانا، ہدی ذبح کرنے کی جگہ اور وقت، ہدی ذبح کرنے والا کون ہوگا؟ ہدی کے گوشت کو صدقہ کرنا، اس سے نفع اٹھانا، ہدی کے گلے میں قلادہ ڈالنا، ہدی کا اشعار کرنا، ہدی کا راستہ میں ہلاک ہو جانا۔ (1)

---

(1) ..... دیکھئے فتح القدیر ۲/ ۳۲۱، الکتاب مع اللباب ۱/ ۲۱۵، الشرح الصغیر ۲/ ۱۱۹، بدایۃ المجتھد ۱/ ۳۶۳ القوانین الفقھیۃ ص ۱۳۹ المھذب ۱/ ۲۳۵، مغنی المحتاج ۱/ ۵۱۵ المغنی ۳/ ۴۷۰، کشاف القناع ۲/ ۶۱۵ شرح المسلم ۸/ ۱۳۸، البدائع ۲/ ۱۷۲، المجموع ۸/ ۲۶۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی چیز: ہدی کا معنی...... لغوی معنی: وہ چیز جو ہدیہ میں دی جائے، بھیجی جائے یا کہیں منتقل کی جائے۔

اصطلاح شروع میں "هوما يهدي الى الحرم من الانعام" چوپایوں (یعنی اونٹ، گائے اور بکری) میں سے وہ جانور جو حرم پاک میں عبادت کی نیت سے بھیجا جائے" جو شخص حج وعمرہ کا احرام باندھے اس کے لئے ہدی ساتھ لے جانا سنت ہے۔

دوسری چیز: ہدی کی انواع اور اس کی کیفیت:

ہدی کا مصداق...... ہدی کا مصداق تین چیزیں ہیں۔ بدنہ (اونٹ) گائے (بیل، بھینس، بھینسا) بکری (بھیڑ)، کم از کم ہدی بکری ہے، کبھی ہدی کا لفظ بولا جاتا ہے اور اس سے مراد دم یا قربانی ہوتی ہے، جبکہ دم اور قربانی (نسک) سے مراد ذبیحہ ہوتا ہے اور وہ بکری ہے، چونکہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ محرم اگر سر مونڈ دے یا ناخن کاٹ دے تو اسے بکری بطور دم کافی ہوگی۔

افضل ہدی...... ہدی میں سب سے افضل جانور اونٹ ہے پھر گائے پھر بھیڑ (دنبہ) پھر بکری۔ کیونکہ مروی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر روک دیئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سارے اونٹ ذبح کئے تھے، جبکہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ اعمال میں افضل کو بجالاتے تھے۔

بقدر کفایت ہدی...... وہ جانور جو قربانی میں کافی ہوتا ہے وہ بالاتفاق ہدی کے لئے بھی کافی ہے، اور وہ حنفیہ کے نزدیک ثنی ہے۔ اونٹوں میں ثنی وہ ہے جس کے پانچ سال پورے ہوچکے ہوں، گائے میں وہ ہے جس کے دو سال پورے ہوچکے ہوں اور بھیڑ بکریوں میں وہ ہے جس کا ایک سال پورا ہوچکا ہو، البتہ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک چھ ماہ کا دنبہ کافی ہے، چونکہ حدیث میں آتا ہے۔" قربانی میں چھ ماہ کا دنبہ کافی ہے" ❶ اور ہدی قربانی کی مثل ہے۔

ناکافی ہدی...... کن کٹا جانور ہدی کے لئے کافی نہیں، دم کٹا، ہتھ کٹا، ٹانگ کٹا، کانا، لاغر جو چل ہی نہ سکتا ہو اور لنگڑا جو ذبح خانے کی طرف چل کرنہ جاسکے یہ جانور بھی ہدی کے لئے ناکافی ہیں، چونکہ یہ ایسے عیوب ہیں جو بالکل نمایاں ہیں۔

ہدی میں نر مادہ دونوں برابر ہیں، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ...... الحج ۳۶/۲۲

اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کے شعائر میں شامل کیا ہے۔

اس آیت میں نر و مادہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

شرعی طور پر ہدی کی دو اقسام...... ہدی کی دو اقسام ہیں: واجب، نفل۔

نفلی ہدی...... نفلی ہدی وہ ہے جسے کوئی شخص محض نیکی اور قربت کی نیت سے حرم پاک میں اللہ کے حضور پیش کرے اور یہ ہدی کسی سابق واجب کے ضمن میں نہ ہو، چنانچہ جو شخص حج یا عمرہ کرنا چاہے اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے ساتھ ہدی لے کر جائے، اسے حرم پاک میں ذبح کر کے فقراء مساکین میں تقسیم کردے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدی کے لئے سو اونٹ لے گئے۔" ❷

جمہور کے نزدیک افضل یہ ہے کہ ہدی اپنے وطن سے لائی جائے اگر وطن سے ساتھ نہ لائے تو راستے سے خرید لے یا میقات سے یا مکہ سے یا منی سے خرید کر ذبح کرے، ہدی کے لئے حل وحرم کا جمع ہونا شرط نہیں، عرفہ میں اپنے ساتھ ہدی کو بھی وقوف کرانا شرط نہیں۔ البتہ یہ

❶ ... رواه ابن ماجه ❷ حديث صحيح رواه البخاري ومسلم.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحب ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے پسند ہے کہ قارن جہاں سے احرام باندھے وہیں سے ہدی ساتھ لے کر جائے، اور اگر وقوف عرفہ کے بعد مکہ ہی سے ہدی خرید لی تو یہ بھی جائز ہے، امام مالک، جماع کرنے والے کے متعلق فرماتے ہیں: کہ اگر وہ اپنے ساتھ ہدی لے کر نہ گیا ہو تو وہ مکہ ہی سے ہدی خریدے پھر ہدی کو لے کر حل کی طرف جائے اور پھر حل سے مکہ کی طرف ہانک کر لائے۔

''ہدی کے جانور کا فربہ اور خوبصورت ہونا مستحب ہے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ الحج ۲۲/ ۳۲

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ بات دلوں کے تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔

اس آیت کی تفسیر کے متعلق ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تعظیم یہ ہے کہ ہدی کو فربہ بنایا جائے ہدی خوبصورت ہو اور بڑھیا ہو۔

واجب ہدی......واجب ہدی کی بھی دو اقسام ہیں۔

واجب منذور......یعنی وہ ہدی جس کی نذر مانی ہو تو وہ ہدی واجب ہوتی ہے چونکہ نذر کا پورا کرنا نیکی اور قربت ہے۔

واجب غیر منذور......جیسے دم تمتع، دم قران اور دوسرے دم جو کسی واجب کو ترک کرنے کی وجہ سے لازم ہوں یا کسی ممنوع فعل کے ارتکاب سے واجب ہوں، یہ ہمیں پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مالکیہ کے نزدیک ہدی غیر منذور واجب کی پانچ اقسام ہیں۔ حج تمتع اور حج قران کی ہدی، جماع کرنے پر لازم ہونے والی ہدی، ترک واجبات کے جبیرہ کے لئے واجب ہونے والی ہدی، فوات کی ہدی اور شکار کی جزاء۔

ہدی واجب غیر منذور......شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ہدی واجب غیر منذور کی دو قسمیں ہیں۔

۱......وہ قسم جو قرآن میں منصوص علیہ ہے۔

۲......وہ قسم جو منصوص علیہ پر قیاس کی گئی ہے۔ ❶

منصوص علیہ......منصوص علیہ کی چار اقسام ہیں:

۱......دم تمتع

۲......شکار کی جزاء

۳......اذیت کے دفعیہ پر واجب ہونے والا فدیہ

۴......احصار کا فدیہ

اگر متمتع دم کو معدوم پائے......تو وہ روزے رکھے جس کی ترتیب یہ ہے کہ تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات روزے وطن واپس لوٹ کر رکھے، اس کی دلیل سابقہ آیت ہے:

فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام فى الحج وسبعة اذا رجعتم

جو شخص ہدی نہ پائے وہ ایام حج میں تین دن کے روزے رکھے اور سات دن کے روزے واپس لوٹ کر رکھے۔ اگر متمتع سے اس کا مال کم ہو جائے یا پاس موجود نہ ہو تو موزوں قیمت سے گراں نرخوں پر ہدی حاصل کرنا واجب نہیں۔

اگر ایام حج میں تین دن کے روزے نہ رکھ سکے اور فوت ہو جائیں پھر بعد میں جب رکھنے لگے تو تین اور ساتوں روزوں میں فرق کرے۔

شکار کی جزاء......اگر شکار کی مثل پائی جائے تو قاتل کو تین چیزوں میں اختیار دیا جائے گا:

۱......یا تو بعینہ مثل کو ذبح کر کے حرم کے مسکینوں پر صدقہ کر دے یا

---

❶......حاشیة الشرقاوی ۱/ ۵۰۸ المغنی ۳/ ۵۴۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲......دراہم سے اس کی قیمت لگائے اور قیمت سے وہ طعام خریدے جو صدقہ فطر میں کافی سمجھا جاتا ہے پھر وہ طعام حرم کے مسکینوں پر صدقہ کرے، طریقہ یہ ہے کہ ہر مسکین کو ایک مد دے۔

۳......یا پھر ہر مد کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھے [1] اس کی دلیل یہ آیت ہے:

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ ......المائدۃ ۵/ ۹۵

یہ جزاء روزی کے معادل ہے چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا ......المائدۃ ۵/ ۹۵

یا اس کے برابر روزے رکھنے ہیں اگر شکار کی مثل نہ پائی جائے تو قاتل کو دو چیزوں کا اختیار حاصل ہے یا تو اس کی قیمت لگائے اور قیمت سے غلہ (اناج) خرید کر صدقہ کر دے، یا ہر مد کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھے۔ غیر مثلی شکار میں قیمت کا اعتبار اسی جگہ کا ہوگا جہاں شکار تلف ہوا۔ مکہ میں قیمت لگانے کا اعتبار نہیں جبکہ مثلی شکار میں قیمت کا اعتبار مکہ میں ہوگا، اس جگہ کا اعتبار نہیں جہاں شکار تلف ہوا۔

دفع اذیت کا فدیہ......یعنی سر میں جوئیں پڑ گئیں جو محرم کو سخت اذیت پہنچاتی ہوں اور محرم نے سر مونڈ دیا تو اس پر فدیہ لازم ہے، ادائے فدیہ میں مرتکب کو تین چیزوں میں اختیار ہے۔

۱......قربانی کی کیفیت پر بکری ذبح کرنا اور پھر اس کا گوشت حرم کے مسکینوں پر صدقہ کرنا۔

۲......تین دن روزے رکھنا۔

۳......حرم میں بارہ مد اناج چھ مسکینوں پر صدقہ کرنا۔ تا کہ ہر مسکین کو دو مد اناج ملے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ ......سورۃ البقرہ، ۲/ ۱۹۶

”تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو وہ روزے یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دے۔“

سر میں اذیت کا مطلب یہ ہے کہ جوئیں پڑ گئیں اور سر مونڈ دیا۔

دم احصار......دم احصار میں ایسی بکری دینا جو قربانی کی صفت پر ہو۔ چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ ......سورۃ البقرہ، ۲/ ۱۹۶

”اگر تم روک لئے جاؤ تو تمہیں جو ہدی میسر ہو وہ حرم میں پیش کرو۔“

اگر محصر کو ہدی دستیاب نہ ہو تو شافعیہ کے نزدیک اس کا بدل واجب ہوگا جیسے دم تمتع معدوم ہو تو اس کا بدل دینا واجب ہے۔ اور بدل یہ ہے کہ ہدی کی قیمت کے بقدر طعام خرید کر صدقہ کرنا ہے اگر اس سے بھی عاجز ہو (یعنی اناج خریدنے کی جسارت نہ رکھتا ہو) تو ہر مد کے بدلہ میں ایک دن روزہ رکھے، اسے دم واجب پر قیاس کر لیا گیا ہے۔ حنابلہ کے نزدیک دم احصار معدوم ہو تو طعام صدقہ نہیں کیا جائے گا بلکہ دس دن روزے رکھے جائیں گے، جبکہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دم احصار کا بدل نہیں چونکہ قرآن میں بدل کا ذکر نہیں۔

منصوص علیہ پر قیاس کی گئی قسم......اس قسم کی بھی دو اقسام ہیں۔

۱......افعال حج کو ترک کر دیا اور اس کے جبیرہ کے لئے ہدی دی جاتی ہے اس کی پانچ اقسام ہیں:

۱......میقات سے احرام کو ترک کر دیا۔

۲......وقوف مزدلفہ ترک کیا۔

---

[1]......اگر ٹوٹل بیس مد بنیں تو بیس روزے رکھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳.....وقوف منیٰ ترک کیا۔ ۴.....رمی ترک کی۔

۵.....طواف وداع ترک کیا۔

اس قسم کو دم تمتع پر قیاس کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس پر دم فوات کو بھی قیاس کیا گیا ہے۔ دم فوات وہ بکری کو ذبح کرنا ہوتا ہے اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دس دن روزے رکھے۔

دوم.....ترفہ (زیب وزینت اور آسودگی) اس کی پانچ اقسام ہیں:

۱.....شرم گاہ میں جماع کرنا یا شرم گاہ کے علاوہ کہیں اور جماع کرنا۔ ۲.....شہوت کے ساتھ لمس کرنا۔

۳.....شہوت سے بوسہ دینا ۴.....خوشبو لگانا

۵.....سلا ہو کپڑا پہن لینا۔

اذیت کے فدیہ پر روزہ، صدقہ اور قربانی کو قیاس کیا گیا ہے۔

تیسری چیز: ہدی تمتع کی شرائط.....جس شخص نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا پھر اسی سال حج کیا درآں حالیکہ وہ مکہ سے باہر نہیں نکلا کہ اسے نماز قصر کرنی پڑتی تو وہ متمتع ہے، اس پر بالا جماع دم واجب ہے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ .....البقرۃ ۲/۱۹۶

”جو شخص حج کے ساتھ عمرہ کا فائدہ بھی اٹھائے وہ جو قربانی میسر ہو اللہ کے حضور پیش کرے، ہاں اگر کسی شخص کے پاس اس کی طاقت نہ ہو تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور سات روزے اس وقت جب تم لوٹ جاؤ اس طرح یہ کل دس روزے ہوں گے۔“

دم تمتع کی تلخیص شدہ شرائط حسب ذیل ہیں جو کہ پانچ ہیں۔

اول: یہ کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھے.....چنانچہ اگر کسی شخص نے حج کے مہینوں سے ہٹ کر احرام باندھا تو وہ متمتع نہیں ہوگا برابر ہے کہ عمرہ کے افعال حج کے مہینوں میں واقع ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں، اس میں معدودے ایک دو تابعین کے سواء کسی کا اختلاف نہیں اور وہ طاؤس اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ہاں البتہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: اگر عمرہ کے چار چکر حج کے مہینوں سے ہٹ کر دوسرے مہینوں میں ہوئے تو متمتع نہیں ہوگا اور اگر چار چکر حج کے مہینوں میں ہوئے تو متمتع ہوگا چونکہ عمرہ حج کے مہینوں میں صحیح ہوتا ہے۔

دوم: یہ کہ پھر اسی سال حج بھی کرے.....چنانچہ اگر کسی شخص نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور پھر اسی سال حج نہ کیا بلکہ آئندہ سال حج کیا تو وہ متمتع نہیں ہوگا، اس میں بھی کسی کا اختلاف نہیں الا یہ کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاذ قول ہے، اس شرط کی دلیل یہ آیت ہے:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ .....البقرۃ ۲/۱۹۶

جس شخص نے حج کے ساتھ عمرہ کا فائدہ اٹھایا تو اسے جو ہدی میسر ہو پیش کرے۔

یہ آیت تسلسل کا تقاضا کرتا ہے۔

سوم: حج اور عمرہ کے درمیان سفر نہ کرے.....یعنی مسافت قصر کے بقدر حج اور عمرہ کے درمیان سفر نہ کرے، یہ حنابلہ کی رائے ہے اور اس شرط کی دلیل۔ ”جب کوئی شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر وہ مقیم ہو جائے تو وہ متمتع ہوگا۔ اگر مکہ سے نکلا اور واپس لوٹ گیا تو وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متمتع نہیں ہوگا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر میقات کی طرف واپس لوٹا تو اس پر دم نہیں ہوگا۔

حنفیہ کہتے ہیں: اگر اپنے شہر میں واپس لوٹ گیا تو اس کا حج تمتع باطل ہو جائے گا اور اگر اپنے وطن واپس نہ لوٹا تو باطل نہیں ہوگا۔

چہارم: یہ کہ حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا احرام باندھے...... اگر کسی نے عمرہ پر حج داخل کر دیا عمرہ کے احرام سے حلال ہونے سے پہلے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ان صحابہ جن کے پاس ہدی تھی کیا۔ تو اس صورت میں قارن ہو جائے گا، دم تمتع لازم نہیں ہوگا، چونکہ متفق علیہ حدیث ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہوگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا اور عمرہ چھوڑنے کا حکم دیا، آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ہدی کو واجب قرار نہیں دی، نہ روزے کو اور نہ ہی صدقہ کو۔

البتہ اس صورت میں دم قران ہوگا چونکہ وہ قارن ہو چکا۔

پنجم: یہ کہ حاجی مسجد حرام کے حاضرین میں سے نہ ہو...... یہ شرط متفق علیہ ہے، چنانچہ مسجد حرام کے حاضرین پر دم تمتع واجب نہیں، چونکہ آیت کریمہ میں ہے:

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ...... البقرۃ ۲/۱۹۶

یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے پاس رہنے والے نہ ہوں۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مسجد حرام کے پاس رہنے والوں کا میقات مکہ مکرمہ ہے، لہٰذا ترک سفر سے ان کے لئے ترفہ حاصل نہیں ہوگا۔ نیز وہ اپنے میقات سے احرام باندھتا ہے لہٰذا مفرد بالحج کے مشابہ ہوا۔

حاضرین مسجد حرام کون ہیں؟

حنفیہ کے نزدیک...... حاضرین مسجد حرام وہ لوگ ہیں جو میقات کی حدود سے اندر رہنے والے ہیں، چونکہ میقات کی حدود سے اندر کی جگہ سے مناسک شروع ہو جاتے ہیں لہٰذا وہ جگہ حرم کے مشابہ ہے۔

مالکیہ کے نزدیک...... حاضرین مسجد حرام وہ اہل مکہ اور اہل ذی طوی ہیں۔

شافعیہ کے نزدیک...... وہ لوگ ہیں جو مسافت قصر کے اندر اندر ہوں، مسافت قصر کا اعتبار حرم پاک سے ہے، چونکہ قرآن مجید میں جہاں بھی مسجد حرام کا تذکرہ ہوا ہے اس سے مراد حرم پاک ہے، ہاں البتہ اس آیت۔ "**فول وجهک شطر المسجد الحرام**" میں مسجد حرام سے مراد کعبۃ اللہ ہے۔ لہٰذا حرم پاک کے ساتھ الحاق کا ہونا اولیٰ ہے، جو نذکورشئے کے قریب ہوا سے حاضر کیا جاتا ہے۔

حنابلہ کے نزدیک...... حاضرین مسجد حرام سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل حرم ہوں اور وہ لوگ ہیں جو مکہ سے مسافت قصر کے اندر اندر رہتے ہوں، چونکہ کسی چیز کے پاس حاضر ہونے والا وہ ہوتا ہے جو اس کے قریب ہو۔ اور جو مسافت قصر کے اندر اندر ہو وہ حاضر کے حکم میں ہے، جیسے شافعیہ کہتے ہیں۔

جب متمتع کی دو بستیاں ہوں ایک بستی حرم کے قریب ہو اور دوسری بستی حرم سے بعید ہو تو وہ حاضرین میں سے ہوگا، چونکہ اسے یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ قریب کی بستی سے احرام باندھے۔

مسئلہ...... اگر آفاقی مکہ میں متمتع کی حیثیت سے داخل ہوا اور ساتھ ساتھ مکہ میں اقامت کی نیت کر لی یعنی حج تمتع کے بعد اقامت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیت کی تو اس پر دم تمتع بہر حال ہوگا۔

اگر آفاقی نے میقات سے احرام چھوڑ دیا پھر عمرہ کی نیت کی اور عمرہ کر کے اس سے حلال ہوگیا اور پھر اسی سال مکہ سے حج کا احرام باندھ لیا تو وہ متمتع ہوگیا، اس پر دو دم واجب ہوں گے، ایک دم تمتع اور دوسرا میقات سے احرام چھوڑنے کی وجہ سے۔

دم تمتع کی بجائے روزے رکھنا..... اگر متمتع کو ہدی نہ مل پائے تو ہدی کا حکم روزوں کی طرف منتقل ہوجائے گا جس کا طریقہ یہ ہے کہ تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات روزے وطن واپس لوٹ کر، ہدی کا اعتبار اسی کی جگہ سے ہوگا۔ جب اس کی جگہ میں ہدی معدوم ہو تو اس کا حکم روزوں کی طرف منتقل کرنا جائز ہے۔ اگرچہ اپنے وطن میں ہدی پر قدرت رکھتا ہو۔

چونکہ ہدی کے وجوب کا وقت مقرر ہے۔ ہر وہ حکم جس کا وقت مقرر ہو اس کی قدرت کا اعتبار اسی جگہ میں ہوگا جس جگہ مکلّف موجود ہو۔ جیسے نمازی کو وضو کے لئے کسی جگہ پانی نہ ملے تو وضو کا حکم تیمّم کی طرف منتقل ہوجائے گا، تمتع کے روزوں میں تسلسل واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

اگر متمتع ایام حج میں تین روزے نہ رکھ سکے تو وہ جمہور کے نزدیک ایام حج کے بعد روزے رکھے، حنفیہ کے نزدیک اس پر دم متعین ہے، وطن واپس لوٹ کر روزے کافی نہیں ہوں گے، شافعیہ کا ظاہری قول یہ ہے کہ اس شخص کو لازم ہے کہ وہ تین اور سات روزوں میں فرق روا رکھے۔

اگر کسی شخص نے روزے رکھنے شروع کردیئے لیکن اسی اثناء میں وہ ہدی پر قادر ہوگیا تو مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک وہ روزوں کو چھوڑ کر ہدی کی طرف منتقل نہیں ہوسکتا ہاں البتہ اگر وہ خوشی سے منتقل ہونا چاہے تو ہوسکتا ہے چونکہ ہدی کے معدوم ہونے کی وجہ سے اس نے روزے شروع کردیئے لہٰذا ان کا اتمام ہی اس کے لئے لازم ہے۔

جب عورت نے حج تمتع کے لئے احرام باندھا پھر اسے عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے حیض آ گیا تو وہ اب بیت اللہ کا طواف نہیں کرسکتی، چونکہ بیت اللہ کا طواف نماز کے حکم میں ہے، جبکہ عورت مسجد میں حالت حیض میں داخل نہیں ہوسکتی، اگر عورت کو حج کے فوت ہونے کا خوف ہو تو حج کے ساتھ ساتھ عمرہ کا احرام بھی باندھ لے، اور یوں وہ قارنہ ہوجائے گی، یہ جمہور کا قول ہے، ان کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قصہ ہے جسے مسلم نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے پہلے حج کیا پھر تنعیم سے عمرہ کیا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورت عمرہ چھوڑ دے اور حج کے لئے احرام باندھے، ان کی دلیل سابق حدیث ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حائضہ ہوگئیں تو انہوں نے حج کا احرام باندھ لیا اور عمرہ چھوڑ دیا، اس پر تین طرح سے دلائل قائم کئے گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ ''اپنا عمرہ چھوڑ دو'' پھر فرمایا۔ ''اپنا سر کھول دو اور کنگھی کرو۔'' پھر فرمایا: ''یہ عمرہ تمہارے پہلے عمرہ کے بدلہ میں ہوا۔''

چوتھی چیز: ہدی کا گوشت:

حنفیہ..... کی رائے ہے کہ خود مالک نفلی ہدی، حج تمتع اور حج قران کی ہدی کا گوشت کھا سکتا ہے، بشرطیکہ جب ہدی اپنے محل تک پہنچ جائے، چونکہ یہ قربانی کا دم ہوتا ہے (یعنی قربانی کا جانور ہوتا ہے حرم میں ذبح کیا جاتا ہے) لہٰذا اضحیہ یعنی قربانی کے مشابہ ہے۔

قاعدہ..... ہر وہ ہدی جس کا گوشت مالک کے لئے کھانا جائز ہے اس سے مالدار کے لئے کھانا بھی جائز ہے۔

ہدی کے لئے محل تک پہنچنے کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ جب ہدی حرم تک نہیں پہنچتی اس وقت تک اس سے نفع اٹھانا حلال نہیں ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا ہدیوں کے علاوہ باقی ہدیوں کا گوشت کھانا جائز نہیں جیسے کفارہ جات کا دم، ہدی منذور، ہدی احصار، اور وہ نفلی ہدی جو اپنے محل تک نہ پہنچنے پائے، ہدی کا محل منیٰ یا مکہ ہے۔

مالکیہ......کی رائے ہے کہ ہدیوں کے مالکان گوشت کھا سکتے ہیں البتہ چار ہدیوں کے مالکان اپنی ہدیوں کا گوشت نہیں کھا سکتے، شکار کی جزاء، اذیت کا فدیہ (یعنی سر میں جوئیں پڑی تھیں سر منڈوا دیا اور اس کا فدیہ جانور ذبح کر کے دیا تو اس جانور کا گوشت فدیہ دہندہ نہیں کھا سکتا) نذر کی ہدی یعنی نذر متعین کی ہدی جو مسکینوں کے لئے ہو، اور وہ نفلی ہدی جو اپنے محل تک پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک ہو جائے، یعنی ہدی راستے میں بیمار ہوئی اور حاجی نے ذبح کر لی اس سے نہیں کھا سکتا، چونکہ حاجی پر تہمت لگائی جاسکتی ہے کہ اس نے کھانے کے لئے ہدی ذبح کر دی ہے، جس شخص کی ہدی ہلاک ہو جائے اس پر اس کا بدل نہیں، اگر ان مذکورہ چار ہدیوں میں سے ان کے مالکان نے کھالیا تو ان پر جانور کا بدل کھڑا کرنا لازمی ہوگا۔ البتہ مساکین کے لئے نذر معین کی ہدی سے کھالیا تو جس قدر کھایا فقط اس کا ضمان دینا ہوگا۔

قاعدہ......ہر وہ ہدی جس سے مالک کے لئے کھانا ممنوع ہے وہ مسکینوں کے لئے مخصوص ہے۔

مذکورہ بالا چار ہدیوں کے علاوہ جو بھی ہدی ہو اس کا گوشت مالک بھی کھا سکتا ہے محل سے پہلے بھی اور محل کے بعد بھی، اس سے مراد ہر وہ ہدی ہے جو حج یا عمرہ میں واجب ہو۔ جیسے حج تمتع اور حج قران کی ہدی، میقات کو بغیر احرام کے تجاوز کرنے پر لازم ہونے والی ہدی، ترک طواف قدوم پر لازم ہونے والی ہدی، ترک حلق کی ہدی، وقوف مزدلفہ یا واجب کو ترک کرنے پر لازم ہونے والی ہدی، یا مطلق نذر کی ہدی اس قسم کی ہدیوں سے غنی (مالدار) اور قریبی رشتے دار بھی کھا سکتا ہے، مالک ہدی کا قاصد غیر فقیر شمار ہوگا لہٰذا ہدی کا گوشت کھانے یا نہ کھانے میں قاصد مالک ہدی کی طرح ہوگا۔ رہی بات فقیر کی سو وہ اس ہدی کا گوشت کھا سکتا ہے جس سے مالک نہیں کھا سکتا۔

شافعیہ......کہتے ہیں: ہدی کی دو قسمیں ہیں:

۱......واجب ۲......نفلی۔

واجب ہدی وہ ہوتی ہے جو فعل حرام کے ارتکاب سے واجب ہو یا واجبات حج میں سے کسی واجب کو ترک کرنے پر واجب ہو، یا نذر کی وجہ سے واجب ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ ہدی لانے والے کے لئے اس کا گوشت کھانا جائز نہیں، بلکہ ہدی کو اس کے محل میں پہنچا کر اسے ذبح کرنا پھر مکہ کے رہنے والوں میں تقسیم کرنا واجب ہے۔

چنانچہ اہل مکہ اس ہدی کے مالک بن جاتے ہیں اگرچہ مالک نے ابھی کھال نہ اتاری ہو۔

رہی یہ بات کہ آج کل ہدی کو ذبح کر کے پھینک دیا جاتا ہے تو یہ ہدی کافی نہیں ہوتی اور نہ ہی بطور ہدی اس کا وقوع ہوتا ہے۔

ہدی لانے والے پر جن لوگوں کا نان نفقہ واجب ہے وہ لوگ بھی ہدی کا گوشت نہیں کھا سکتے۔ رفقائے سفر بھی نہیں کھا سکتے اگرچہ وہ فقراء ہوں مالدار بھی نہیں کھا سکتے۔

نذر کی ہدی کا گوشت اس وقت کھانا جائز نہیں جب نذر کا صیغہ صحیح ہو مثلاً یوں کہے: مجھ پر اللہ کے لئے بکری ہے جو بطور ہدی حرم میں پیش کروں گا۔ آج کل نذر کی جو صورتیں پیش آتی ہیں جیسے کوئی کہہ دیتا ہے کہ یہ نذر میرے آقا احمد بدوی وغیرہ کے لئے ہے تو اس قسم کی نذر سے مالک کھا سکتا ہے، چونکہ یہ نذر ہی صحیح نہیں ہوتی البتہ اگر یہ نذر مجاورین اور خادم کے لئے مانی اور پھر انہیں اسی جگہ پایا تو نذر صحیح ہوگی اس سے کھانا ممنوع ہوگا۔ [1]

---

[1] ......اس قسم کی نذروں میں لوگوں سے بہت خطا ہوتی ہے ایسی نذروں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ چونکہ اس قسم کی نذریں چڑھاوے کا معنی رکھتی ہیں جو قطعی طور پر ممنوع ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ...... واجب ہدی سے مالک نہ کھائے چونکہ یہ ہدی احرام سے واجب ہوتی ہے لہٰذا اس سے کھانا جائز نہیں جیسے دم کفارہ سے کھانا جائز نہیں لہٰذا واجب ہدی سے بھی کھانا جائز نہیں، اسی طرح حج قران حج تمتع کی ہدی نذر کی ہدی اور دم جنایت کا کھانا جائز نہیں۔

رہی بات نفلی ہدی کی تو قربانی کے گوشت کی طرح اس سے کھانا بھی جائز ہے، اس ہدی سے اتنا گوشت صدقہ کرنا لازمی ہے جسے صدقہ کہا جاسکے، افضل طریقہ یہ ہے کہ ایک تہائی گوشت اپنے کھانے کے لئے رکھے، ایک تہائی مالداروں کو دے اور ایک تہائی مسکینوں میں صدقہ کرے، اس کی دلیل یہ آیت ہے:

فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ......الحج ۳۶/۲۲

قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھاؤ، قناعت کرنے والے کو بھی کھلاؤ اور سوال کرنے والے کو بھی کھلاؤ۔

حنابلہ...... کہتے ہیں ہر وہ ہدی جو واجب ہو اس سے مالک نہ کھائے جیسے نذر کی ہدی یا نذر معین کی ہدی۔

ہاں البتہ حج تمتع اور حج قران کی ہدی کا گوشت کھا سکتا ہے، چونکہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کو عمرہ پر داخل کر دیا تھا اور وہ قارنہ ہوگئی تھیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی طرف سے گائے ذبح کی اور ازواج مطہرات نے گائے کا گوشت کھایا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ دم تمتع اور دم قران قربانی کا جانور ہوتا ہے لہٰذا نفلی ہدی کے مشابہ ہوا، دم تمتع اور دم قران کے علاوہ سے نہیں کھا سکتا چونکہ ان کے علاوہ باقی دم فعل ممنوع کی وجہ سے واجب ہوتا ہے لہٰذا شکار کی جزاء کے مشابہ ہوا، نفلی ہدی سے کھانا مستحب ہے۔ نفلی ہدی سے مراد وہ ہدی ہے جو محرم نے اپنے اوپر واجب نہ کی ہو، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَكُلُوْا مِنْهَا ......الحج ۳۶/۲۲

اس میں کم از کم حال مستحب ہونے کا ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹوں کا گوشت تناول فرمایا تھا۔ ❶ اس سے اپنے پاس گوشت بچا کر رکھ لینا بھی جائز ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم اپنے قربانی کے اونٹوں کا گوشت تین دن سے زیادہ بھی کھاتے رہتے تھے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس میں رخصت دی اور فرمایا: کھاؤ اور اپنے پاس بچا کر بھی رکھ لو چنانچہ ہم نے گوشت کھایا اور اپنے پاس بچا کر بھی رکھ لیا۔ ❷

جو شخص ہدی کے گوشت سے کھانا نیکی سمجھتا ہو وہ تھوڑا سا کھالے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، وہ زیادہ بھی کھا سکتا ہے اور بچا کر اپنے پاس رکھ بھی سکتا ہے۔ جیسے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے۔ تھوڑا سا گوشت صدقہ کر دینا بھی کافی ہوتا ہے جیسے قربانی کے گوشت میں ہوتا ہے۔ اگر ہدی کا سارا گوشت خود ہی کھالیا تو مقدار صدقہ کا ضامن ہوگا جیسے قربانی کے گوشت میں ہوتا ہے۔

اگر ممنوع ہدی کا گوشت کھالیا یا ذبح کرنے والے کو دیا، یا کچھ گوشت بیچ دیا یا ویسے ہی تلف کر دیا تو اتنے گوشت کا ضامن ہوگا، اگر مالدار کو گوشت کھلایا جس کا بطور ہدیہ کھانا جائز ہو جیسے قربانی میں جائز ہوتا ہے چونکہ جس مقدار کا مالک ہو سکتا ہے اس کا ہدیہ کرنا بھی جائز ہے۔

خلاصہ...... جمہور کے نزدیک تمتع اور قران کی ہدی کے گوشت سے کھانا (مالک کے لئے) جائز ہے، جبکہ شافعیہ کے نزدیک جائز نہیں، نذر کی ہدی اور شکار کی جزاء میں دی گئی ہدی سے بالاتفاق کھانا جائز نہیں، نفلی ہدی سے بالاتفاق کھانا جائز ہے۔

پانچویں چیز: ہدی ذبح کرنے کی جگہ اور وقت...... اس موضوع پر دم احصار کی بحث میں ضمناً گفتگو ہوئی تھی اور اب حسب وعدہ

❶ ...... رواہ مسلم۔ ❷ رواہ مسلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس کی وضاحت پیش کررہا ہوں۔ مذاہب اربعہ کے نزدیک تفصیل درج ذیل ہے۔

حنفیہ...... کہتے ہیں: حج تمتع اور حج قران کی ہدی صرف قربانی کے دن ذبح کرنا جائز ہے چونکہ یہ بھی قربانی کا جانور ہوتا ہے، حنفیہ کے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ نفلی ہدی کو قربانی کے دن سے پہلے بھی ذبح کیا جا سکتا ہے، البتہ قربانی کے دن ذبح کرنا افضل ہے۔ چونکہ ہدی ہونے کے اعتبار سے اس میں بھی قربت اور نیکی ہوتی ہے۔ اس کا تحقق حرم میں پہنچنے سے ہوتا ہے، جب حرم میں ہدی پہنچ چکی تو یوم نحر سے پہلے بھی ذبح کرنا جائز ہے، ہاں ایام نحر میں افضل ہے، چونکہ خون بہانا نیکی ہے اور یہ معنی ان دنوں میں زیادہ واضح ہوتا ہے۔

باقی ہدیوں کو جس وقت چاہے ذبح کر سکتا ہے چونکہ باقی ہدیاں کفارہ جات کا دم ہوتی ہیں لہٰذا وہ قربانی کے دن کے ساتھ مخصوص نہیں۔ چونکہ کفارہ کی ہدی نقصان کو پورا کرنے کے لئے واجب ہوتی ہے۔

رہی بات ہدی ذبح کرنے کی جگہ کی سو ہدیوں کا ذبح کرنا جائز نہیں مگر حرم پاک میں چونکہ ہدی اس جانور کو کہا جاتا ہے جو کسی جگہ بطور ہدیہ لائی جائے اور ہدی کے لانے کی جگہ حرم پاک ہے۔ ❶

مالکیہ کہتے ہیں...... مالکیہ کے قابل اعتماد قول کے مطابق ہدی منیٰ میں تین شرائط کے ساتھ ذبح کی جائے گی۔

۱...... اگر حج کے احرام میں ہدی ہانک کر ساتھ لائی گئی ہو۔

۲...... عرفہ میں اپنے ساتھ دوران وقوف ہدی رکھی ہو گویا ایسے ہی جیسے وہ خود وقوف کر رہا ہوتا ہے۔

۳...... ہدی ایام نحر میں ذبح کی گئی ہو۔ اگر ان شرائط سے کوئی شرط نہ پائی گئی یا سبھی شرائط نہ پائی گئیں مثلاً عرفہ میں اپنے ساتھ ہدی کو وقوف نہ کرایا یا حج میں اپنے ساتھ ہدی نہ لائی گئی بلکہ عمرہ میں لائی گئی یا ایام نحر نکل چکے تو ہدی کے ذبح کرنے کی جگہ مکہ ہے۔

گویا مالکیہ کے نزدیک اگر تین شرائط پائی جائیں تو ہدی کے ذبح کرنے کی جگہ منیٰ ہے اگر کوئی شرط مفقود ہو تو پھر مکہ ہے۔

جو ہدی منیٰ میں ذبح کی جائے افضل یہ ہے کہ وہ جمرۂ اولیٰ کے پاس ذبح کی جائے، اگر منیٰ میں کسی جگہ بھی ذبح کر دی کافی ہو جائے گی لیکن افضل کی خلاف ورزی ہوگی قربانی کے دن ہدی ذبح کی جائے گی۔

اگر کسی ممنوع فعل کے ارتکاب پر فدیہ لازم ہوا ہو مثلاً سلا ہوا کپڑا پہن لیا یا خوشبو لگالی تھی وغیرہ تو اس پر بکری ذبح کرنی پڑتی ہے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑتا ہے، یا تین دن کے روزے رکھنے پڑتے ہیں تو یہ اقسام ثلاثہ کسی جگہ یا وقت کے ساتھ خاص نہیں ان اقسام کو اپنے شہر یا کسی اور شہر کے لئے موخر کرنا جائز ہے۔ ❷

شافعیہ...... کہتے ہیں: ہدی نفلی ہو یا نذر کی تو اس کے ذبح کرنے کا وقت قربانی کا وقت ہے۔ اور اگر ہدی کسی فعل حرام کے ارتکاب سے واجب ہوئی ہو یا ترک واجب سے واجب ہوئی ہو تو اس کا ذبح کرنا کسی وقت کے ساتھ مختص نہیں، محصر کے لئے ذبح کرنے کی جگہ احصار کی جگہ ہے یا حرم ہے، غیر محصر کے لئے ہدی ذبح کرنے کی جگہ سارا حرم ہے، چنانچہ سارے کا سارا حرم جائے ذبح ہے۔

حرم میں جہاں بھی ہدی ذبح کر لی کافی ہوگی۔ البتہ حاجی اور متمتع کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ منیٰ میں ذبح کرے اور جو عمرہ کر رہا ہو اس کے لئے افضل جگہ مروہ ہے، چونکہ منیٰ میں حاجی حلال ہو جاتا ہے اور عمرہ کرنے والا مروہ میں حلال ہوتا ہے۔ ❸

حنابلہ...... کہتے ہیں۔ ❹ سر مونڈنے کا فدیہ اور اس کے علاوہ دیگر فدیوں کے ذبح کرنے کی جگہ وہی ہے جہاں سر مونڈا ہو چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیبیہ میں فدیہ دینے کا حکم دیا تھا۔ اور مکہ میں بھیجنے کا حکم نہیں دیا تھا، بالوں

---

❶...... الکتاب مع اللباب ۱/ ۲۱۷۔ ❷ الشرح الصغیر ۲/ ۹۲، الشرح الکبیر ۲/ ۸۶۔ ❸ حاشیۃ الشرقاوی ۱/ ۵۰۶ الایضاح ص ۶۳۔ ❹ دیکھئے المغنی ۳/ ۴۳۲، غایۃ المنتہی ۱/ ۳۸۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق فدیہ کے علاوہ دیگر دموں کی جگہ مکہ ہے، رہی بات شکار کی جزاء کی جو حرم کے مسکینوں کے لئے ہوتی ہے، اس کی جگہ مکہ ہے، چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ المائدة۵/۹۵

ہدی ہے جو کعبہ تک پہنچے۔

رہی بات روزوں کی سو وہ ہر جگہ رکھے جاسکتے ہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

"حج کے موقع پر جو قربانی ذبح کی جائے افضل یہ ہے کہ وہ منیٰ میں ذبح کی جائے، اور عمرہ میں جو واجب ہوا سے مروہ میں ذبح کی جائے، اس کی دلیل ابوداؤد کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سارا کا سارا منیٰ جائے ذبح ہے، مکہ کا ہر کونا کھدرا جائے ذبح ہے۔" جو شخص ہدی کو مکہ تک نہ پہنچا سکتا ہو حتیٰ کہ وکیل کے ذریعہ بھی نہ پہنچا سکتا ہو تو جہاں اسے قدرت حاصل ہو وہیں ذبح کردے اور جس جگہ ہدی ذبح کی وہیں اس کا گوشت تقسیم کرے۔

اور وہ ہدی جو کسی ممنوع کی ارتکاب سے واجب ہوئی ہو اور وہ شکار کے علاوہ ہو تو اسے مکہ سے باہر ذبح کرنا بھی کافی ہے، اگرچہ بلا عذر یہی مکہ سے باہر ذبح کردی تب بھی کافی ہے۔

نیز حرم میں بھی ذبح کی جاسکتی ہے۔

فعل ممنوع کے ارتکاب سے جو ہدی واجب ہو اس کے ذبح کرنے کا وقت فعل ممنوع کے ارتکاب کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے۔

اگر فعل ممنوع کے ارتکاب کا ایسا سبب پایا گیا جس کی وجہ سے وہ فعل مباح ہو چکا تو ارتکاب فعل سے پہلے بھی ہدی ذبح کرنا جائز ہے ① جیسے قسم کا کفارہ حانث ہونے سے پہلے دیا جاسکتا ہے۔ جبکہ شکار کی جزاء کا وقت شکار کو زخمی کرنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ ترک واجب کی ہدی کا وقت واجب کو ترک کرنے کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ دم احصار وہیں ذبح کرنا جائز ہے جہاں محرم روک دیا گیا ہو۔ روزے رکھنا اور حلق کرانا ہر جگہ روا ہے۔ ہدی اور قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا وقت تین دن ہیں، ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ۔

چھٹی چیز: ہدی کون ذبح کرے...... جمہور کے نزدیک اونٹوں میں نحر ② کرنا افضل ہے، گائے اور بکری میں ذبح کرنا افضل ہے، فقہاء کے نزدیک افضل واولیٰ یہ ہے کہ انسان بذات خود قربانی کا جانور (ہدی) ذبح کرے بشرطیکہ اچھی طرح سے ذبح کرنے کا طریقہ جانتا ہو۔ چونکہ قربانی کا جانور ذبح کرنا بھی نیکی ہے۔ اور نیکی کے کام کو خود بجالانا بہتر ہے چونکہ اس میں امکان خشوع ہے۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اونٹوں کو نحر کیا۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ (۶۳) اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کئے پھر آپ نے نیزہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا جو اونٹ بچ رہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحر کئے۔

اگر ہدی کو اس کے مالک کے سوا کوئی اور شخص ذبح کرے تو مالک کا پاس موجود ہونا مستحب ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا۔ "اپنی قربانی کے پاس موجود رہو۔ خون کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

افضل یہی ہے کہ بذات خود قربانی کا گوشت تقسیم کرے چونکہ اس میں زیادہ احتیاط ہے۔ اور مسکینوں کے نقصان کا کم از کم اندیشہ ہے۔

اگر گوشت اور مسکینوں کے درمیان حائل نہ ہو تو یہ بھی جائز ہے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سارا گوشت سمیٹنا چاہے سمیٹ

---

① مثلاً قسم میں جو میں پڑ گئیں تو قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا یعنی ہدی ذبح کرنا جائز ہے۔ ② لغت میں نحر قلادہ پہننے کی جگہ کو کہتے ہیں اصطلاح میں گردن اور سینے کے درمیان اونٹ کی شہ رگ پر نیزہ مارنے کو نحر کہا جاتا ہے۔ (قاموس الفقہ ۵/۱۷۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے۔"

جب ہدی کا گوشت فقراء کو نہ دیا جائے تو ان کیلئے مباح ہے کہ وہ زبردستی بھی گوشت لے سکتے ہیں اس کی دلیل اوپر والی حدیث ہے۔

ساتویں چیز: ہدی کے گوشت کو صدقہ کرنا:

حنفیہ.....حنفیہ نے اس بات کو جائز قرار دیا ہے کہ ہدی کا گوشت حرم اور غیر حرم کے مسکینوں پر صدقہ کیا جائے۔ ❶ چونکہ صدقہ معقول قربت ہے اور ہر فقیر پر صدقہ کرنا قربت ہے، حرم کے مسکینوں پر صدقہ کرنا افضل ہے، ہاں البتہ حرم کے مسکینوں کے علاوہ کسی اور جگہ کے مساکین زیادہ محتاج ہوں تو پھر انہیں گوشت دینا افضل ہے۔

ہدی کے سری پائے، کھال، لگام اور رسی وغیرہ صدقہ کر دے، ذبح کرنے والے کو گوشت بطور اجرت نہ دے چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: ہدیوں کی جھولیں اور لگامیں صدقہ کر دو اور ذبح کرنے والے کو اس میں سے نہ دو۔

مالکیہ.....کی رائے حنفیہ جیسی رائے ہے کہ ہدی کا گوشت، لگام اور جھول مسکینوں پر صدقہ کی جائے۔ ❷

شافعیہ....." کہتے ہیں: حلق اور ناخن کاٹنے کا فدیہ، ❸ دم تمتع اور دم قران ذبح کر کے حرم کے مسکینوں پر صدقہ کیا جائے چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿۳۳﴾ الحج ۲۲/ ۳۳

پھر اس کے حلال ہونے کی، منزل اسی کے آس پاس ہے۔"

حنابلہ..... کہتے ہیں کہ ہر قسم کی ہدی یا افعال حج میں سے کسی کو ترک کیا یا کوئی واجب فوت ہوا یا کسی ممنوع فعل کا ارتکاب کیا تو وہ ہدی حرم کے مسکینوں کے لئے ہوگی، بشرطیکہ مسکینوں تک پہنچانے کی قدرت رکھتا ہو، ❹ ہاں البتہ اذیت و تکلیف کا فدیہ مسکینوں پر تقسیم کیا جائے اور جس جگہ حلق کرایا ہے وہیں کے مسکینوں پر تقسیم کیا جائے، اس کی دلیل کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔

"نیز ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے، ہدی اور طعام کا بندوبست مکہ میں کیا جائے گا اور روزہ کوئی جہاں چاہے رکھے۔" دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ قربانی کا نفع مسکینوں تک متعدی ہوا ہے لہٰذا حرم کے ساتھ مختص ہے۔

گوشت تقسیم کرنا صحیح ہے، ذبح کر کے ہدی حرم کے مسکینوں کو دے دینا یا زندہ جانور ہی مسکینوں کو دے دینا تاکہ وہ اسے ذبح کر لیں یہ بھی صحیح ہے۔

حرم کے مساکین.....حرم کے مسکینوں سے مراد وہ مساکین ہیں جو حرم میں رہ رہے ہوں یا حج کرنے کے لئے باہر سے وارد ہوئے ہوں اور جنہیں زکوۃ دینا جائز ہے، ان مسکینوں کے لئے ذبیحہ مباح کر دینا بھی جائز ہے، اس کی دلیل حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جسے ابوداؤد نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ اونٹوں کو نحر کیا اور فرمایا جو چاہے اپنے لئے لے لے۔

وہ گوشت جس کا حرم کے علاوہ کہیں اور تقسیم کرنا جائز ہے تو اس گوشت کو ذمی فقیروں کو دینا جائز نہیں، یہ جمہور کی رائے ہے، چونکہ ذمی کافر ہے لہٰذا حربی کی طرح اسے بھی دینا جائز نہیں ہے۔ جبکہ حنفیہ نے مذکورہ گوشت اہل ذمہ کو دینا جائز قرار دیا ہے جیسے قربانی کا گوشت ذمیوں کو دینا جائز ہے۔

---

❶.....الکتاب مع اللباب ۱/ ۲۱۸ الشرح الصغیر مع حاشیۃ الصاوی ۲/ ۲۸۔ ❷ حاشیۃ الشرقاوی ۱/ ۵۰۹۔ ❸ المغنی ۳/ ۴۳۳ غایۃ المنتھی ۱/ ۳۸۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں چیز: ہدی سے نفع اٹھانا..... بوقت ضرورت ہدی سے نفع اٹھانا جائز ہے۔

مالکیہ..... کہتے ہیں: اگر ہدی کی ضرورت پڑے تو مالک اس پر سوار ہو سکتا ہے، البتہ سوار نہ ہونا مستحب ہے، بلکہ بلا عذر سوار ہونا یا بوجھ لادنا مکروہ ہے، اگر بامر مجبوری سوار ہوا تو مکروہ نہیں، اگر ہدی کا دودھ بچھیرے سے بچ رہے تو مالک اسے نہ پئے۔ ❶

حنفیہ..... کہتے ہیں: جو شخص حرم پاک میں اپنے ساتھ ہدی لایا پھر اس پر سواری کے لئے اس مجبوری پیش آئی تو وہ سوار ہو سکتا ہے اور اس پر ساز و سامان بھی لاد سکتا ہے، ❷ ہاں البتہ اگر اس کے سوا کوئی اور چارۂ کار ہو تو اس پر سوار نہ ہو، چونکہ مالک نے ہدی کو خالصۃً للہ نکالا ہے، لہٰذا روا نہیں کہ اب اسے اپنے کام میں لائے یا محل تک پہنچنے سے پہلے اس سے نفع اٹھائے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دستور کے مطابق ہدی پر سوار ہو جاؤ جب تمہیں اس کی ضرورت پیش آئے یہاں تک کہ تم اس کے متبادل سواری پاؤ۔ ❸

جب مالک ہدی پر سوار ہوا یا اس پر بوجھ لاد دیا او پھر ہدی میں کوئی نقص پڑا تو بقدر نقص ضامن ہوگا اگر ہدی کے تھنوں میں دودھ ہو تو اسے نہ دوہے چونکہ دودھ ہدی سے پیدا ہے، اگر حرم پاک قریب ہو تو ہدی کے تھنوں پر ٹھنڈا پانی مارے تاکہ دودھ تھنوں ہی میں منقطع ہو جائے، اگر حرم پاک دور ہو تو دوہ کر صدقہ کر دے تاکہ ہدی کو تکلیف نہ ہو اگر مالک نے دودھ خود استعمال کر لیا تو اس کے بمثل صدقہ کرے یا قیمت صدقہ کرے چونکہ وہ اس کا ضامن ہے۔

حنابلہ..... کہتے ہیں: ہدی لانے والا ہدی پر سوار ہو سکتا ہے البتہ اسے محتاط رہنا چاہئے تاکہ ہدی کا نقصان نہ ہو، ❹ اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بدنہ (اونٹ) لاتے دیکھا، فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ، اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ تو بدنہ (ہدی کا جانور) ہے، فرمایا سوار ہو جاؤ، تیرا ناس ہو، دوسری بار یا تیسری بار میں فرمایا۔ ❺

ہدی کا مالک ہدی کا دودھ پی سکتا ہے، چونکہ دودھ تھنوں میں اگر پڑا رہے تو اس سے ہدی کو تکلیف ہوتی ہے اگر ہدی کے ساتھ اس کا بچہ بھی ہو تو اس کو پلانے سے جو بچ رہے مالک وہ پئے۔

شافعیہ..... کہتے ہیں: صرف وہی شخص ہدی پر سوار ہو سکتا ہے جسے ہدی پر سوار ہونے کی حاجت پیش آئے، ❻ ہدی کے بچے سے جو دودھ بچ رہے وہ پی سکتا ہے اگر صدقہ کر دے تو یہ افضل ہے، اگر ہدی پر اون ہو تو اسے کاٹ کر نفع نہیں اٹھا سکتا چونکہ ہدی پر اون باقی رہنے سے ہدی کا کوئی نقصان نہیں ہوتا، ہاں البتہ اون سے اگر ہدی کو تکلیف پہنچتی ہو تو کاٹ لینا جائز ہے اور پھر اس سے نفع اٹھا سکتا ہے، ہاں البتہ اون کو صدقہ کر دینا افضل ہے۔

نویں چیز: ہدی کو قلادہ باندھنے اور اشعار کرنے کا بیان:

قلادہ لٹکانا..... قربانی کے جانور کے گلے میں رسی وغیرہ سے جوتا باندھ کر لٹکانا۔

اشعار..... شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اونٹ کی کوہان پر دائیں طرف چھید لگانا، مالکیہ کے نزدیک بائیں طرف چھید لگانا اشعار کہلاتا ہے۔ اشعار کرتے وقت کہے۔ "بسم اللہ اکبر" بالاتفاق قلادہ لٹکانا مستحب ہے، جبکہ اشعار میں اختلاف ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں..... اشعار مکروہ ہے، چونکہ اشعار مثلہ کے مترادف ہے، لہٰذا ناجائز ہے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان کو

---

❶..... القوانين الفقهية ص ١٤٠، الشرح الكبير ٢/٩٢. ❷ اللباب ١/٢١٨. ❸ رواه ابو داؤد. ❹ دیکھئے المغنی ٣/٥٤٠.
❺ رواه البخاری ومسلم واحمد. ❻ الايضاح ص ٦٢ شرح المجهور ٨/٢٧٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذیت اور تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اشعار عضو کو کاٹنے کا نام ہے، یہی حق ہے۔

ہدی کی عرفہ گردی......عرفہ گردی (تعریف) یعنی ہدی کو عرفہ میں حاضر کرنا، اگر تمتع اور قران کی ہدی کو عرفہ میں حاضر کیا تو یہ اچھا ہے، چونکہ ہدی کے ذبح کرنے کا وقت ۱۰ ذی الحجہ ہے، یہ بھی عین ممکن ہے کہ کہیں اور ہدی کو اگر چھوڑا تو اس کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ ہو لہٰذا اپنے ساتھ عرفہ میں لے جانے کا محتاج ہے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ہدی قربانی کا جانور ہوتا ہے اس کا دارومدار تشہیر پر ہے، بخلاف دوسرے کفارات کے، چنانچہ دوسرے کفارات کے دم کو جنایت کے دن سے پہلے ذبح کرنا جائز ہے لہٰذا تشہیر کی بجائے اسے پردۂ خفاء میں رکھنا بہتر ہے۔

نفلی ہدی، تمتع اور قران کی ہدی کے گلے میں قلادہ (جوتا) لٹکایا جائے اگر ہدی اونٹ یا گائے کی شکل میں ہو، چونکہ یہ قربانی کا جانور ہے لہٰذا قلادہ لٹکا کر اس کی تشہیر اور اظہار کیا جائے گا نیز اس سے شعائر اسلامیہ بھی آشکارہ ہوں گے، رہی بات بھیڑ بکری کی سو اس کے گلے میں جوتا نہ لٹکایا جائے۔

قاعدہ......ہر وہ ہدی جس کے گلے میں قلادہ لٹکایا گیا ہو، اسے عرفات میں لایا جائے گا اور جس ہدی کے گلے میں قلادہ نہ لٹکایا گیا ہو تو اسے عرفات میں نہیں لایا جائے۔

دم احصار کو قلادہ نہ لٹکایا جائے چونکہ دم احصار احرام اٹھانے کے لئے ہوتا ہے، جنایات کے دم میں بھی قلادہ نہ ڈالا جائے چونکہ یہ دم کمی پوری کرنے کے لئے دیا جاتا ہے لہٰذا اسے پردہ خفاء میں رکھنا بہتر ہے۔ جبکہ قلادہ ڈالنے میں تو اس کی تشہیر کرنی ہوتی ہے۔

مالکیہ...... کہتے ہیں ہدی کے گلے میں قلادہ لٹکانا، اشعار (چھید لگانا) اور اوپر جھول ڈالنا مستحب ہے، ❶ اعلیٰ قسم کی جھول جو میسر ہو وہ ڈالی جائے، پھر مکہ پہنچ کر جائے ذبح میں لا کر جھول اتار دی جائے پھر اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے، جھول اور لگام صدقہ کر دی جائے جبکہ قلادے کو خون میں جوں کا توں رہنے دیا جائے۔

اشعار (چھید لگانا) قلادہ ڈالنا اور جھول ڈالنا یہ تین چیزیں اونٹ کے متعلق ہیں جبکہ گائے کے متعلق دو چیزیں ہیں قلادہ ڈالنا اور اشعار، جبکہ بھیڑ بکری سے متعلق کوئی چیز نہیں۔

شافعیہ...... کہتے ہیں: اگر نفلی یا نذر کی ہدی ہو پھر اگر اونٹ ہو یا گائے تو دو جوتے لٹکانا مستحب ہے۔ ❷ ہدی کا اشعار بھی ہو، ان کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذی الحلیفہ میں ظہر کی نماز پڑھی پھر اونٹ لائے اور کوہان کی دائیں طرف چھید لگایا اور پھر خون صاف کر کے دو جوتے گلے میں لٹکا دیئے۔" ❸ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ بسا اوقات ہدی دوسرے جانوروں کے ساتھ مخلوط ہو جاتی ہے یا بھاگ جاتی ہے۔ قلادہ ڈالنے سے کم از کم ممتاز رہے گی۔

اور اگر بکریاں ہدی کے طور پر لائے تو ان کو بھی قلادہ پہنائے یعنی پٹے ڈالے۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بکریاں بطور ہدی لائیں اور ان میں قلادے لٹکا رکھے تھے۔ ❹ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اگر بکریوں کے گلے میں جوتے لٹکائے جائیں تو وہ بکریوں کو بھاری ہو جائیں گے اور چلنا دشوار ہو جائے گا، بکریوں کا اشعار نہ کیا جائے، چونکہ بکریوں کی کھال پر بال کثیر مقدار میں ہوتے ہیں اور چھید دکھائی نہیں دے گا لہٰذا اشعار کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

قلادہ ڈالتے وقت اور اشعار کرتے وقت ہدی کو قبلہ رو رکھنا مستحب ہے۔ اونٹ کو بٹھا کر قلادہ ڈالا جائے اور اشعار کیا جائے۔

---

❶......القوانين الفقهية ص ۱۳۹ الشرح الصغير ۱۲۲/۲. ❷ المهذب ۲۳۵/۱ الايضاح للنووی ص ۶۱ شرح المجموع ۲۶۹/۸. ❸ رواه مسلم. ❹ رواه مسلم لفظه والبخاری بمعناه.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی شخص اپنے چوپایوں کے گلے میں جوتا لٹکائے یا اشعار کرے تو اس سے وہ جانور رو جو ہادی نہیں بن جاتا، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنے گھر کے دروازے پر ”وقف“ لکھ دے تو، صرف لکھ دینے میں وہ گھر وقف نہیں ہو جاتا، اسی طرح محض قلادہ لٹکانے اور اشعار کرنے سے جانور ہدی نہیں بن جاتا۔

حنابلہ.....کا موقف بھی شافعیہ جیسا ہے ❶ کہ ہدی کے گلے میں جوتا لٹکانا مسنون ہے، برابر ہے کہ ہدی کا جانور اونٹ ہو یا گائے ہو یا بکری ہو، اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سابق ہے کہ ”میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پٹے بٹتی رہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کے گلے میں پٹے ڈالے اور آپ اہل خانہ میں حلال ہو کر مقیم رہے۔“

”اونٹ اور گائے کا اشعار مسنون ہے اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی متفق علیہ حدیث ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدیوں کے لئے قلادوں کی رسیاں بٹیں، پھر آپ نے ہدی کا اشعار کیا اور قلادہ ڈالا۔“

خلاصہ.....جمہور کے نزدیک اونٹ اور گائے کے لئے اشعار ہے جبکہ اشعار حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے، مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک بھیڑ بکریوں کے گلے میں قلادے نہیں لٹکائے جائیں گے بلکہ اونٹ اور گائے کو قلادہ ڈالا جائے گا، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک بھی جانوروں کو قلادے ڈالے جائیں گے۔

دسویں چیز: راستے میں ہدی کا مر جانا

حنفیہ..... کہتے ہیں: ❷ جو شخص اپنے ساتھ نفلی ہدی لایا پھر راستے میں ہدی ہلاک ہوگئی تو اس پر ہدی کا متبادل نہیں۔ اور اگر ہدی واجب ہو اور وہ ہلاک ہو جائے تو متبادل ہدی کا بندوبست کرنا واجب ہے، چونکہ یہ واجب ہدی ہے جو ذمہ میں ابھی باقی ہے چونکہ وہ اپنے مقام تک نہیں پہنچی، لہٰذا یہ ایسا ہی ہوا جیسے زکوۃ کا مال جو الگ کر رکھا ہو اور ادائیگی سے پہلے ہلاک ہو جائے تو اصل نصاب سے متبادل کا مال زکوۃ میں دینا ضروری ہوگا۔

اگر ہدی میں کوئی بڑا عیب آ گیا تو اس کی جگہ دوسری ہدی کھڑی کی جائے چونکہ ذمہ میں واجب باقی ہے، عیب دار ہدی کو جہاں چاہے صرف کرے۔

اگر ہدی قریب المرگ ہو اور نفلی ہو تو مالک اسے نحر کرے پھر قلادے کو خون میں لتھیڑ دے اور پھر خون میں لتھڑا ہوا قلادہ ہدی کے پہلو پر مارے، مالک خود اس میں سے نہ کھائے اور کوئی مالدار بھی نہ کھائے، ہدی کو خون آلودہ اس لئے کیا جائے گا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ہدی ہے اور پھر اس سے فقراء کھائیں مالدار نہ کھائیں۔

اگر ہدی واجب ہو تو اس کی جگہ دوسری ہدی کھڑی کرے اور اس سے جو چاہے کرے، چونکہ یہ بھی اس کی ملکیت ہے جیسے بقیہ املاک۔

مالکیہ..... کہتے ہیں: ❸ جب ہدی اپنے محل تک پہنچنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو مالک کو چاہئے کہ اسے نحر کرے پھر لوگوں کا راستہ چھوڑ دے تاکہ لوگ اس کا گوشت کھائیں اور وہ خود نہ کھائے، اس پر ہدی کا بدل واجب ہے۔ ❹

رہی بات ہدی کے نومولود بچے کی تو دیکھا جائے گا کہ بچہ اگر قلادہ باندھنے سے پہلے پیدا ہوا تو اسے نحر کرنا مستحب ہے، مکہ ساتھ لے جانا واجب نہیں، اگر قلادہ باندھنے کے بعد پیدا ہوا تو اسے بھی ساتھ مکہ لے جانا واجب ہے، اگر چل نہ سکتا ہو تو کسی دوسری سواری پر لاد کر لے جانا ضروری ہے۔

---

❶.....المغنی ۳/۵۴۹۔ ❷ الکتاب ۱/۲۱۹۔ ❸ الشرح الکبیر ۲/۹۱۔ ❹ المہذب ۱/۲۳۶، المجموع ۸/۲۷۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعیہ...... ”شافعیہ کی رائے بھی اس سے ملتی جلتی ہے، کہ اگر ہدی کے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو اسے ذبح کرے اور پھر گلے میں لٹکایا ہوا جوتا خون آلود کرے پھر پہلو پر اس سے نشان لگائے اور اسی جگہ چھوڑ جائے، تا کہ راہ گیر کو معلوم ہو کہ یہ ہدی کا جانور ہے اور اس سے کھا بھی لے، اس کی دلیل ابو قبیصہ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدی بھیجتے اور ساتھ ہدایت کرتے کہ اگر ہدی کے ہلاک ہونے کی تمہیں خوف ہو تو اسے نحر کرو پھر گلے میں لٹکایا ہوا جوتا خون آلود کر کے پہلو پر مارو اور تم اس کا گوشت نہ کھاؤ اور تمہارے رفقائے سفر میں سے بھی کوئی نہ کھائے۔“ ❶

اگر ہدی نفلی ہو تو اس کا جو چاہے کرے خواہ بیچ دے یا ذبح کر کے کھائے یا دوسروں کو کھلائے چونکہ وہ اس کی ملکیت ہے اس میں کچھ بھی نہیں ہوگا۔

اگر نذر کی ہدی ہو تو اسے ذبح کرنا لازمی ہے اگر ویسے ہی چھوڑ دی تا کہ خود ہی ہلاک ہو جائے تو اس کا ضمان واجب ہوگا یہ ایسا ہی ہے جیسے ودیعت میں کوئی تفریط کرے اس کا ضمان لازم ہوتا ہے۔ ہدی بھیجنے والے، لے جانے والے اور ہانکنے والے کے لئے اس کا گوشت کھانا بلاخلاف جائز نہیں، اس کی دلیل حدیث سابق ہے، بلا اختلاف مالدار بھی اس میں سے نہیں کھا سکتا، ہاں البتہ وہ فقراء جو رفقائے سفر نہ ہوں وہ اس کا گوشت کھا سکتے ہیں۔ اس کی دلیل ناجیہ اسلمی کی حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدی دے کر بھیجا اور ساتھ ہدایت دی کہ اگر ہدی ہلاک ہو جائے تو اسے نحر کر کے پھر جوتا خون میں لتھیڑ دو پھر اس کے گوشت اور لوگوں کے درمیان راستہ چھوڑ دو۔ ❷ صحیح قول یہ ہے کہ ہدی لے جانے والے کے رفقائے سفر کے لئے ہدی کا گوشت کھانا جائز نہیں۔

اگر ہدی لے جانے والے نے ہدی تلف کر دی تو شافعیہ کے مذہب کے مطابق ہدی لے جانے والے کو دو چیزوں میں سے اکثر کا ضمان دینا ہوگا (۱) قیمت، مثل (یعنی جو امر اکثر ہو وہ دے) یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی قربانی کا جانور تلف کر دے اور وہ معین جانور ہو اور پھر مشتری کے پاس تلف ہو جائے تو قیمت اور مثل میں سے جو اکثر ہو اس کا ضمان دے۔

اگر کوئی اجنبی شخص ہدی کو تلف کر دے تو اس پر اس کی قیمت واجب ہوگی پھر مالک قیمت سے اس کی مثل خرید لے۔

جب کسی شخص نے کوئی ہدی خریدی پھر اس ہدی کو پیش کرنے کی نذر مان لی اس کے بعد ہدی میں اسی کوئی عیب معلوم ہوا تو اسے رد کرنا جائز نہیں کیونکہ اس ہدی سے اللہ تعالیٰ کا حق متعلق ہو چکا لہٰذا اسے باطل کرنا جائز نہیں۔

جب ہدی جائے ذبح تک پہنچنے سے پہلے ہلاک ہو جائے یا ذبح خانے میں پہنچنے کے بعد ہلاک ہو لیکن ابھی تک مالک کو اس کے ذبح کرنے پر دسترس نہ ہوئی ہو تو اس پر کچھ ضمان نہیں ہوگا چونکہ یہ امانت ہے اور امین نے اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی، یہ ایسا ہی ہے جیسے معین قربانی کا جانور مر جائے یا چوری ہو جائے یا نذر معین کا جانور ہلاک یا چوری ہو جائے اور قربانی کے دن ذبح کرنے پر دسترس نہ ہوئی ہو۔

اگر مالک کی اجازت کے بغیر کسی اجنبی نے ہدی ذبح کر دی اگر نذر کی ہدی ہو تو کافی ہو جائے گی چونکہ ذبح کرنے کے لئے قصد کی ضرورت نہیں ہوتی، البتہ ذبح کرنے والے کو نقص کا تاوان دینا پڑے گا۔ یہ وہ فرق ہوگا جو ہدی بحالت زندہ کی قیمت اور حالت ذبح کے قیمت کے درمیان ہوگا۔ چونکہ اگر وہ ذبح کر دیتا تو اس کا ضامن ہوتا اور جب ذبح کر دی ہے تو نقصان کا ضامن ہوگا جیسے عام گوشت کی بکری۔

اگر ذبح خانے میں پہنچنے سے پہلے ہدی ذبح کر دی تو اس کا گوشت صدقہ کرنا لازمی ہوگا اور فی الوقت اس کا بدل کھڑا کرنا ضروری ہوگا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی قربانی کے معین جانور یا نذر کی ہدی کو ذبح کر دے اور ابھی قربانی کا دن نہ آیا ہو تو اس کا گوشت صدقہ کرنا لازمی ہوگا، مالک اس کا گوشت نہیں کھا سکتا، قربانی کے دن اس کا بدل ذبح کرنا ضروری ہوگا۔

---

❶ ......رواہ مسلم فی صحیحہ۔ ❷ رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وقال الترمذی حدیث حسن صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب نفلی ہدی یا نفلی قربانی کا جانور بچہ جنے تو بچہ مالک کی ملک ہوگا جیسے ماں اس کی ملک ہوتی ہے، اس میں جو چاہے تصرف کرے، رہی بات نذر کی ہدی کی تو اس کا بچہ ماں کے تابع ہوگا اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

حنابلہ کا مذہب...... بھی شافعیہ جیسا ہے، ❶ چنانچہ اگر نفلی ہدی ہو اور وہ آگے بڑھنے کی طاقت نہ رکھتی ہو اور ہلاک ہونے کا خدشہ ہو، ہدی چلنے سے عاجز ہو اور مالک کے ساتھ رفقائے سفر بھی ہوں تو ہدی کو ذبح کرے اور مسکینوں کا راستہ چھوڑ دے تاکہ وہ ان کا گوشت کھائیں، مالک خود اس کا گوشت نہیں کھا سکتا، اس کا کوئی ساتھی بھی نہیں کھا سکتا اگرچہ وہ فقیر ہی کیوں نہ ہو اس پر ہدی کا بدل نہیں اس کی دلیل قبیصہ رضی اللہ عنہ کی گذشتہ حدیث ہے۔ اور اگر نذر کی ہدی ہو تو اس کا بدل لازمی ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نفلی ہدی لے جائے پھر وہ گم ہو جائے تو لے جانے والے پر اس کا بدل نہیں، ہاں البتہ مالک خود ہی چاہے تو بدل لے جا سکتا ہے، اگر نذر کی ہدی ہو تو بدل لازمی ہوگا۔ ❷

اگر مالک نے یا کھینچنے والے نے یا اس کے کسی رفیق سفر نے گوشت کھالیا یا بیچ دیا یا مالدار کو کھلا دیا یا رفیق سفر کو کھلا دیا تو اس کے بمثل گوشت کا ضامن ہوگا۔ اگر مالک نے ہدی تلف کر دی یا اس کی کوتاہی سے تلف ہوئی یا ہدی کے ہلاک ہونے کا خوف ہو مالک نے ذبح نہ کی حتیٰ کہ ہدی ہلاک ہوگئی تو اس پر ضمان ہوگا جو حرم کے فقراء کو دیا جائے گا، اگر ہدی کے گوشت میں سے کسی فقیر کو کھلا دیا یا کھانے کا حکم دیا تو مالک پر اس کا ضمان نہیں ہوگا چونکہ ہدی کا گوشت مستحق کو مل گیا۔ اگر کسی کے فعل سے ہدی میں عیب آ جائے تو اس پر اس کا ضمان ہوگا۔

فصل دوم...... خصوصیات حرمین شریفین

اس فصل میں دو بحثیں ہیں:

۱...حرم مکہ ۲...حرم مدینہ

پہلی بحث...... حرم مکہ

اس بحث میں ان امور پر گفتگو ہوگی حدود حرم، بنائے کعبہ، مزیت کعبہ، فضیلت مسجد حرام، مکہ کی مجاوری، مکہ اور مدینہ میں سے کون افضل ہے؟ دخول مکہ کے آداب، حرم مکی کے ممنوعات، خصوصیات مکہ اور مکہ میں اہم تاریخی مقامات کی زیارت۔

پہلی چیز: حرم مکی کی حدود...... یہ وہ جگہ ہے جس میں شکار گھاس اور نباتات وغیرہ حرام ہوتی ہیں۔ اور اس جگہ کی مٹی اور پتھر اٹھانا ممنوع ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ایسے امور ممنوع ہوتے ہیں جو اس جگہ کے علاوہ کہیں اور جائز ہوتے ہیں۔

حرم کی حدود...... مدینہ کی طرف سے مکہ سے تین میل کے فاصلے تک حرم کی حد ہے، یہ حد بنی نفار کے گھروں تک ہے جسے آج کل ”مسجد عائشہ“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یمن کی طرف سے سات میل کے فاصلے تک حدود حرم ہے جو کہ مقام ”اضاۃ لبن“ تک ہے، عراق کی طرف سے مکہ سے سات میل کے فاصلے تک حرم کی حد ہے یہ فاصلہ مقام مقطع میں ”ثنیۃ الجبل“ تک ہے، طائف کی طرف سے ”بطن غرہ“ تک حرم کی حد ہے، عرفات کی طرف سے مکہ سے سات میل تک حد حرم ہے، جعرانہ کی طرف سے نو میل کے فاصلے تک حرم کی حد ہے اور یہ فاصلہ شعب آل عبداللہ بن خالد تک ہے، جدہ کی طرف سے (۳) میل تک حد حرم ہے اور دس میل کا فاصلہ مکہ سے ”منقطع الاعشاش“ تک ہے۔ جبکہ بطن عرنہ کی طرف سے گیارہ میل تک حرم کی حدود پھیلی ہوئی ہیں۔ رہی بات مقام ”وج“ کی سو وہ طائف میں ایک وادی ہے

❶ دیکھئے المغنی ۳ /۵۳۷۔ ❷ رواہ الدار قطنی عن ابن عمر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ حل میں سے ہے۔ ❶

ملاحظہ.....حرم کے چاروں طرف علامات نصب کی گئی ہیں، ازرقی وغیرہ کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ علامات نصب کی تھیں جبکہ جبرائیل امین نے مقررہ جگہوں کی تعیین کر دی تھی، پھر جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان علامات کی تجدید کا حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے دور میں ان علامات کی تجدید کرتے رہے، اب یہ علامات نمایاں ہیں۔

مدینہ طیبہ جو کہ حلال تھا تاہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرم قرار دیا، جبکہ مکہ مکرمہ کے متعلق صحیح قول یہ ہے کہ مکہ زمانہ قدیم سے حرم چلا آرہا ہے، چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو زمین وآسمان کی تخلیق کے دن حرمت والا بنایا ہے چنانچہ یہ شہر اللہ تعالیٰ کے حرام قرار دینے سے حرام ہے۔'' ❷

دوسری چیز: بنائے کعبہ، مزیت اور فضیلت مسجد حرام.....کعبہ پانچ مرتبہ تعمیر کیا گیا:

۱.....سب سے پہلے فرشتوں نے یا آدم علیہ السلام نے یا شیث علیہ السلام نے کعبہ کو تعمیر کیا، سہیل نے یہی لکھا ہے۔

۲.....حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلی بنیادوں کو اوپر اٹھا کر کعبہ تعمیر کیا۔

۳.....رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قریش نے آپ کی موجودگی میں کعبہ تعمیر کیا۔

۴.....ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ تعمیر کیا۔

۵.....حجاج بن یوسف نے کعبہ کو تعمیر کیا۔ یہی عمارت آج کل موجود ہے۔ ❸

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں مسجد حرم میں توسیع کی گئی بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد حرم کو تعمیر کیا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں توسیع ہوئی، پھر خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں توسیع کی گئی، پھر مہدی کے دور میں توسیع کی گئی، پھر توسیع کا عمل سعودی فرمانرواؤں تک موقوف رہا پھر سعودی شاہاؤں نے اس میں توسیع کی، مسجد حرم میں زیادہ تر توسیع مغرب کی طرف کی گئی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پسند ہے کہ کعبہ کو اپنے حال پر رہنے دیا جائے اور اسے منہدم نہ کیا جائے، چونکہ انہدام کعبہ سے اس کی حرمت جاتی رہے گی اور کھیل کود کا ایک دھندا سا بن جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ پر یمنی کپڑے کے پردے لٹکائے پھر حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان حضرت معاویہ اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے دور میں کعبہ کو کپڑے پہناتے رہے، ان کے بعد بھی آج تک لٹکائے جاتے ہیں۔

اسلام میں ولید بن عبدالملک پہلا خلیفہ ہے جس نے بیت اللہ کو سونے سے مزین کیا، امام غزالی نے بیت اللہ کو سونے اور ریشم سے مزین کرنے کو جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ اسراف نہ ہو، کعبہ کو خوشبوؤں سے معطر کرنا جائز ہے، کعبہ سے کسی بھی چیز کا لینا حرام ہے خواہ برکت کے لئے کوئی چیز اٹھائی جائے یا کسی اور غرض سے، جس شخص نے کوئی چیز اٹھائی اسے واپس کرنا لازمی ہے۔ اگر کوئی شخص تبرک کا ارادہ رکھتا بھی ہو تو اس کا جائز طریقہ یہ ہے کہ حاجی اپنے ساتھ خوشبو لائے پھر بیت اللہ کے ساتھ مس کر کے لے جائے، چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی لکھا ہے۔

---

❶..... دیکھئے المجموع ۷/۴۴۰، الایضاح ص ۷۸ غایۃ المنتھیٰ ۱/۳۹۵ اعلام الساجد باحکام المساجد للزرکشی ص ۶۳۔

❷حدیث صحیح رواہ البخاری ومسلم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ حرم، حرام، حرمت سے ماخوذ ہے، بسا اوقات کوئی چیز معزز و محترم ہونے سے حرام ہوتی ہے جیسے انسانی گوشت بسا اوقات کوئی چیز نجس کی وجہ سے حرام ہوتی ہے جیسے خنزیر۔ حرم پاک اپنے اعزاز و احترام کی وجہ سے حرام ہے۔ ❸ صحیح یہ ہے کہ کعبہ کو چھ مرتبہ تعمیر کیا گیا پہلی مرتبہ فرشتوں نے دوسری مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت شیث علیہ السلام نے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت حرام ...... بیت اللہ سطح زمین پر پہلا گھر ہے جس میں رب تعالیٰ کی عبادت کی گئی، بیت اللہ کو شرف وکرامت میں اولیت حاصل ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾
فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ ...... آل عمران ۳/۹۶

حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا یقینی طور پر وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے۔ اور بنانے کے وقت سے ہی برکتوں والا اور دنیا جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت کا سامان ہے، اس میں روشن نشانیاں مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوتا ہے امن پا جاتا ہے۔

چنانچہ بیت اللہ کی پہلی ظاہری علامت، مقام ابراہیم ہے دوسری یہ ہے کہ بیت اللہ کی تنظیم واجب ہے، حتیٰ کہ جو شخص بیت اللہ کی پناہ میں آئے وہ عربوں کے ہاں امن میں آجاتا ہے جب تک وہ حرم میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مزیت کو یوں بیان فرمایا ہے:

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ ...... البقرۃ ۲/۱۲۵

اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے بیت اللہ کو ایسی جگہ بنایا جس کی طرف وہ لوٹ لوٹ کر جائیں اور جو سراپا امن ہو اور تم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔"

دوسری جگہ فرمان ہوا:

اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا ...... القصص ۲۸/۵۷

بھلا کیا ہم نے ان کو اس حرم میں جگہ نہیں دے رکھی جو سراپا امن ہے۔

ایک اور جگہ فرمان ہے:

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ ...... العنکبوت ۲۹/۶۷

بھلا کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے ایک پر امن حرم بنا دیا ہے جبکہ ان کے اردگرد لوگوں کا حال یہ ہے کہ انہیں اچک لیا جاتا ہے۔

اسی وجہ سے امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکہ میں اسلحہ لے جانا ممنوع ہے ہاں البتہ اگر کوئی اہم ضرورت ہو تو پھر اسلحہ ساتھ لے جانا جائز ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اسلحہ لے جانے کو حلال قرار نہیں دیا۔

حرم پاک میں نیکیاں اور برائیاں دوگنی ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ مَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۵﴾ الحج ۲۲/۲۵

اور جو کوئی شخص اس میں ظلم کرکے ٹیڑھی راہ نکالے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

حرم پاک میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا کہیں اور حرم کے سوا ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا میری اس مسجد میں ایک سو نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔" ❶

امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث نقل کی ہے کہ "مسجد حرام میں ایک نماز کہیں اور ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔"

طبرانی نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ "مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے، میری مسجد میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں پانچ سو نمازوں کے برابر ثواب ہے۔"

یہ احادیث ان تین مساجد کی افضیلت پر دلالت کرتی ہیں، یعنی مسجد حرام پھر مسجد نبوی اور پھر مسجد اقصیٰ، مسجد حرام علی الاطلاق افضل ہے،

---

❶ ...... رواہ احمد وصححہ ابن حبان عن ابی الزبیر (سبل السلام ۲/۲۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کا مقصد کر کے اس کا سفر کیا جائے۔ جو شخص مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی نذر مانے تو نذر پوری کرنا واجب ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کجاوے صرف تین مساجد کی طرف سفر کرنے کی نیت سے کسے جائیں۔ مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ۔ ❶

مسجد حرم کا اطلاق مسجد پر بھی ہوتا ہے اور کبھی اس سے حرم پاک مراد ہوتا ہے اور کبھی اس سے مکہ مراد ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

ذالك لمن لم يكن اهله حاضرى المسجد الحرام

یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں۔

ایام حج میں حرم پاک اور بیت اللہ کی اہمیت میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے چونکہ شعائر حج کی متعلقہ جگہیں حرم میں ہیں۔

تیسری چیز: مجاورت مکہ اور اس کی فضیلت..... فقہاء کی ایک جماعت کا قول ہے ان میں امام نووی اور علامہ زرکشی بھی ہیں کہ ❷ نماز اور دوسری طاعت کے ثواب کے چند در چند ہونے میں حرم مکہ مسجد حرام کی طرح ہے، چنانچہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مکہ میں ایک دن کا روزہ ایک لاکھ روزوں کے برابر ہے اور ایک درہم کا صدقہ ایک لاکھ دراہم کے صدقہ کے برابر ہے، الغرض ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں ایک رمضان گزارنا کہیں اور رمضان کے ایک ہزار مہینوں کے برابر ہے۔ ❸ اسی طرح ایک دوسری جگہ فرمایا: ”جس شخص نے پیدل چل کر مکہ میں حج کیا حتی کہ پھر واپس لوٹا تو ہر قدم کے بدلہ میں اسے حرم کی نیکیوں کے برابر سات سو نیکیاں ملیں گی اور حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔ ❹

علماء کی ایک جماعت جس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن مسعود رضی اللہ عنہما، مجاہد، احمد بن حنبل بھی ہیں کا قول ہے۔ کہ ”مکہ میں برائیاں بھی چند در چند ہو جاتی ہیں جس طرح نیکیاں چند در چند ہوتی ہیں۔“ بعض متاخرین کا قول ہے کہ ”برائیوں کا تضاعف (دوگنا ہونا) مقدار کے اعتبار سے ہے یعنی برائیاں شناعت اور قباحت کے اعتبار سے دوگنا ہو جاتی ہیں کمیت میں دوگناہ ہونا مراد نہیں۔ چنانچہ ایک برائی کا بدلہ ایک برائی میں ہے۔ لیکن برائیوں میں تفاوت ہوتی ہے چنانچہ ایک برائی جو حرم میں کی جائے وہ شناعت میں کہیں اور سے زیادہ سخت و شدید ہوگی۔

حرم پاک میں برائیوں کا ارادہ اور عزم کرنے پر بھی عذاب ہے چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ مَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۝ الحج ۲۲/۲۵

اور جو کوئی شخص اس میں ظلم کر کے ٹیڑھی راہ نکالے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

گویا حرم پاک کی تعظیم کا تقاضا ہے کہ عزم و ارادہ پر بھی سزا ہو۔

مجاورت مکہ..... امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کا مذہب ہے کہ مجاورت مکہ مکروہ ہے۔ چونکہ مجاورت میں مکہ کی حرمت میں کوتاہی کا اندیشہ ہے، چونکہ مجاور مکہ کا عادی بن جائے گا اور اس سے مانوس ہو جائے گا جبکہ یہ چیز تعظیم و احترام میں کوتاہی کا باعث ہے نیز حرم پاک سے دوری اور جدائی سے دل میں واپس لوٹنے کا شوق پیدا کرتی ہے اور پھر ارتکاب گناہ سے بھی انسان دور رہتا ہے جبکہ انسان خطا کا پتلا ہے لہٰذا مکہ میں جم کر رہنے سے ارتکاب گناہ کا خدشہ ہے۔ البتہ حنفیہ کے نزدیک صاحبین کی رائے راجح ہے کہ مجاورت مکہ مکرمہ مکروہ نہیں۔ جبکہ

---

❶ رواه احمد والشيخان وابوداؤد والنسائي وابن ماجه عن ابي هريرة. ❷ اعلام الساجد باحكام المساجد ص ۱۱۹ فتح القدير ۲ /۳۳۵ الدر المختار ۲ /۳۵۴ الايضاح ص ۱۴ غاية المنتهى ۱ /۳۹۵. ❸ رواه البزار عن ابن عمر وهو ضعيف كما قال الهيثمي في مجمع الزوائد. ❹ رواه الحاكم في المستدرك عن ابن عباس رضي الله عنه وقال حديث صحيح الاسناد ورواه البيهقي في سننه وضعفه.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض حنفیہ نے مجاورت مدینہ کو مجاورت مکہ سے افضل قرار دیا ہے۔

شافعیہ حنابلہ اور صاحبین نے اس شخص کے لئے مکہ اور مدینہ کی مجاورت کو مستحب قرار دیا ہے جس سے کسی ممنوع فعل کے ارتکاب کا خوف نہ ہو۔ ❶ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ''اے مکہ تو مجھے تمام جگہوں سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے تجھ سے باہر نہ نکالا گیا ہوتا میں تجھ سے باہر نہ جاتا۔'' ❷

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک مدینہ میں مقیم ہوجانا مکہ میں مقیم ہوجانے سے افضل ہے۔ چونکہ مدینہ مسلمانوں کی جائے ہجرت ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے پاس صبر کرلے اور مصائب ومشاکل کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے قیامت کے دن میں اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا۔ ❸

چوتھی چیز: کیا مکہ افضل ہے یا مدینہ؟ ... قاضی عیاض وغیرہ کا قول ہے کہ اس پر اجماع منعقد ہے کہ وہ جگہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر رکھا ہوا ہے وہ جگہ علی الاطلاق ساری زمین سے افضل ہے پھر اس جگہ کے بعد مکہ اور مدینہ افضل ہیں۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مکہ اور مدینہ میں سے کون سا شہر افضل ہے؟ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مدنی صحابہ کی اتباع میں کہا ہے مدینہ افضل ہے۔ چونکہ مدینہ جائے ہجرت ہے صحابہ کرام کا مستقر ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھکانا ہے، نیز مدینہ کی فضیلت میں بے شمار احادیث مروی ہیں۔ ❹ من جملہ ان احادیث میں یہ بھی ہے کہ شہر مدینہ، طیبہ (پاک) ہے، یہ گندگیوں اور ناپاکیوں کی میل کچیل کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح آگ چاندی کی میل کچیل کو دور کرتی ہے۔ ❺

اکثر علماء جن میں ائمہ ثلاثہ بھی ہیں کا مذہب ہے کہ مکہ افضل ہے۔ اس مذاہب کے دلائل سابقہ احادیث میں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔ ''اللہ کی قسم (اے سرزمین مکہ!) تو اللہ تعالیٰ کی سرزمین میں سب سے افضل ہے۔ اور ساری زمینوں سے سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا گیا ہوتا میں نہ جاتا۔ ❻

ایک اور حدیث میں فرمایا: اے مکہ! تو اللہ تعالیٰ کی سب سے افضل سرزمین ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا گیا ہوتا میں تجھ سے باہر نہ جاتا۔ ❼

''اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مکہ تو کتنی پاکیزہ سرزمین ہے اور مجھے کتنی محبوب ہے۔ اگر میری قوم نے مجھے یہاں سے باہر نہ نکالا ہوتا میں تیرے سوا کہیں اور سکونت نہ کرتا۔''

عز بن عبدالسلام نے مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر مکہ کو مدینہ پر فضیلت دی ہے۔

۱..... حج اور عمرہ کے لئے مکہ کا قصد کرنا واجب ہے حج اور عمرہ واجب ہیں جبکہ حج اور عمرہ مدینہ میں نہیں ہوتے۔

۲..... جب اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا اس وقت مکہ کو حرم قرار دیا۔

۳..... اللہ تعالیٰ نے حرم پاک کو جاہلیت واسلام میں سراپا امن بنایا ہے۔

۴..... مکہ میں جو بھی داخل ہوگا یا حج کرے گا یا عمرہ۔

---

❶..... دیکھئے فتح القدیر ۲/ ۳۳۵ غایۃ المنتہی ۱/ ۳۹۵، اعلام الساجد ص ۲۹ المغنی ۳ ۵۵۶۔ ❷اخرجہ الترمذی عن ابن عباس وعبداللہ بن عدی بن الحمراء۔ (جامع الاصول ۱۰/ ۱۱۵) ❸رواہ مسلم والموطا والترمذی عن ابن عمر (جامع الاصول ۱۰/ ۱۹۸) ❹الایضاح ص ۷۲، الدر المختار، ۲ ۳۵۲ اعلام الساجد ص ۱۱۵ القوانین الفقہیۃ ص ۱۴۳ دیکھئے جامع الاصول ۱۰ ۱۹۲۔ ❺رواہ مسلم عن زید بن ثابت (جامع الاصول ۱۰ ۲۰۱)۔ ❻رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح۔ ❼رواہ النسائی عن ابی ہریرۃ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں چیز: مکہ میں داخل ہونے کے آداب...... جو شخص مکہ میں داخل ہوا سے مندرجہ ذیل امور بجالانا مستحب ہے۔ ❶

۱...... جو شخص حج یا عمرہ کا احرام میقات یا کہیں اور سے باندھے اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ مکہ آئے اور پھر وہاں سے عرفات جائے۔

۲...... جو شخص مکہ پہنچے وہ یہ دعا پڑھے:

اللهم هذا حرمك وأمنك فحرمني على النار وآمني من عذابك يوم تبعث عبادك واجعلني من اوليائك واهل طاعتك

''یا اللہ یہ تیرا حرم ہے اور تو نے اسے سراپا امن بنایا ہے، مجھ پر آگ کو حرام کردے، جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کرے گا مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھ مجھے اپنے اولیاء میں سے بنانا اور اپنے فرمانبرداروں میں سے کرنا''

اس کے علاوہ دل میں خشوع وخضوع کو بیدار کر کے رکھے۔

۳...... جب مکہ پہنچے تو مقام ذی طویٰ میں غسل کرے ❷ یہ غسل دخول مکہ کی نیت سے کرے اگر کسی اور راستے سے آئے تو مکہ کے قریب پہنچ کر غسل کرے یہ غسل ہر شخص کے لئے مستحب ہے خواہ حائضہ ہو نفاس والی عورت یا کوئی بچہ ہو۔

۴...... مسنون یہ ہے کہ ثنیہ کداء سے مکہ میں داخل ہو ❸ جب جانے لگے تو ثنیہ کداء سے جائے۔ ❹

۵...... شافعیہ کے نزدیک پیدل چل کر مکہ میں داخل ہونا چاہئے۔

۶...... آدمی مکہ میں دن کو بھی داخل ہوسکتا ہے اور رات کو بھی چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے موقع پر دن کے وقت داخل ہوئے اور عمرہ کے موقع پر رات کو داخل ہوئے جبکہ شافعیہ کے نزدیک دن کو داخل ہونا مستحب ہے۔

۷...... مکہ میں داخل ہوتے وقت بھیڑ اور ہجوم کی وجہ سے لوگوں کو اذیت نہ پہنچائے، حرم پاک کی شان عظمت رفعت اور جلال کو دل میں ملحوظ رکھے۔

۸...... جو شخص حرم کے باہر سے آئے اسے چاہئے کہ وہ حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھ کر داخل ہو، شافعیہ کے نزدیک احرام باندھ کر داخل ہونا مستحب ہے جبکہ بقیہ فقہاء کے نزدیک واجب ہے۔

۹...... جب انسان کی نظر بیت اللہ پر پڑے دونوں ہاتھ اوپر اٹھانا مستحب ہے چونکہ کعبہ کو دیکھنے کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے اور یہ دعا پڑھے:

اللهم زدهذاالبيت تشريفاً وتعظيماً وتكريماً ومهابة وزدمن مشرفه وعظمه ممن حجه اواعتمرتشريفاً تكريماً وتعظيماً وبراً

''یا اللہ بیت اللہ کی عظمت شرافت کرامت اور رعب میں اضافہ فرما، جو شخص اس کا حج یا عمرہ کرے اس کی عزت کرامت اور عظمت میں بھی اضافہ فرما۔''

اس دعا کے ساتھ یہ بھی پڑھے:

اللهم انت السلام ومنك السلام فحينا ربنا بالسلام

یا اللہ تو سلامتی والا ہے اور تیری ہی وجہ سے سلامتی ہے اے ہمارے رب ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔

دنیا وآخرت کی متعلق جو چاہے دعا کرے، سب سے اہم مغفرت کا سوال ہے، کمال خشوع وخضوع کے ساتھ بیت اللہ میں حاضری ہے،

---

❶...... الایضاح ص ۳۱ الکتاب مع اللباب ۱/ ۱۸۲ الدر المختار وردالمحتار ۲/ ۳۵۱ القوانین الفقہیة ص ۱۴۳ مغنی المحتاج ۱/ ۵۱۱ المغنی ۳/ ۳۶۸۔ ❷ طویٰ، طاء کی تینوں حرکات کے ساتھ ہے یا مکہ کا نچلا حصہ ہے جہاں مسجد عائشہ ہے۔ ❸ کاف کی فتح کے ساتھ یہ مکہ کا بالائی حصہ ہے۔ ❹ یہ مکہ کا زیریں حصہ ہے اور یہ جگہ جبل قعیقعان کے پاس ہے۔ اور جنوب کی طرف واقع ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت اللہ کے سامنے جا کر یہ دعا پڑھے:

اللهم ان هذا البيت بيتك والحرم حرمك والا من امنك وهذا مقام العائذ بك من النار

یا اللہ یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ حرم تیرا حرم ہے، اسے تو نے سراپا امن بنایا ہے یہ ایسی جگہ ہے جہاں دوزخ سے تیری پناہ طلب کی جاتی ہے۔

۱۰.....حرم میں پہنچ کر ٹھکانے میں نہ جائے اور نہ کپڑے وغیرہ تبدیل کرنے میں مصروف ہو بلکہ طواف قدوم کرے یہ طواف جمہور کے نزدیک مسنون ہے جبکہ مالکیہ کے نزدیک واجب ہے، بعض رفقائے سفر کو ساز و مان اور کجاووں کے پاس چھوڑے حتیٰ کہ طواف کر کے واپس لوٹ آئے طواف کے بعد پھر اپنے ٹھکانے میں جائے اور تعظیم کرے۔

جو عورت خوبصورت ہو یا کسی معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہو اسے مردوں کے سامنے نہیں آنا چاہئے رات کے وقت مسجد حرام میں داخل ہو اور رات ہی کے وقت طواف کرے۔

مسجد حرام میں باب بنی شیبہ سے داخل ہونا مستحب ہے، داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں داخل کرے اور یہ دعا پڑھے:

اعوذ بالله العظيم وبوجهه الكريم وسلطانه القديم من الشيطان الرجيم، بسم الله والحمدلله، اللهم صلى على محمد وعلى آل محمد اللهم اغفرلى ذنوبى وافتح لى ابواب رحمتك

جب مسجد حرام سے باہر نکلے تو بایاں پاؤں باہر نکالے اور نکلتے وقت مذکورہ بالا دعا پڑھے اور ساتھ یہ دعا بھی پڑھے:

وافتح لى ابواب فضلك

ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت اور خارج ہوتے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

۱۱.....جب مسجد حرام میں داخل ہو تحیۃ المسجد وغیرہ میں مشغول نہ ہو بلکہ حجر اسود کا قصد کرے اور طواف قدوم سے ابتداء کرے، چونکہ مسجد حرام کا تحیہ یہی ہے، جو شخص بھی مسجد حرام میں داخل ہو خواہ احرام باندھا ہو یا نہ باندھا ہو اس کے لیے طواف کرنا مستحب ہے، اگر فرض نماز کا وقت ہو یا فرض نماز کی قضا کرنی ہو یا جماعۃ فوت ہونے کا خدشہ ہو یا وتر فوت ہونے کا خوف ہو یا فجر کی سنتیں چھوٹ جانے کا خوف ہو یا کوئی اور سنت موکدہ فوت ہونے کا خوف ہو تو ان نمازوں کو طواف سے پہلے پڑھ لے۔

اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو در اں حالیکہ لوگوں نے طواف سے روک دیا تو تحیۃ المسجد پڑھ لے۔

۱۲.....جو شخص حج کرنے جائے اس کے لئے بیت اللہ میں داخل ہونا مستحب ہے پھر دو رکعتیں پڑھے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، بیت اللہ میں جوتے اور موزے پہن کر داخل نہ ہو، حجر اسماعیل میں بھی جوتے اور موزے پہن کر داخل نہ ہو چونکہ حجر اسماعیل (حطیم) بیت اللہ کا حصہ ہے، اسلحہ لے کر بیت اللہ میں داخل نہ ہو۔

کعبہ کے کپڑے پردے جب اتار دیئے جائیں تو انہیں صدقہ کر دیا جائے، بیت اللہ کی خوشبو نہ اٹھائی جائے، حرم کی مٹی باہر نہ لائی جائے اور حل کی مٹی بھی حرم میں نہ لائی جائے، حرم کے پتھر اور سنگریزے سوئے حل منتقل نہ کرے۔

۱۳.....جو شخص حج یا عمرہ کے لئے مکہ میں داخل ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ واپسی سے پہلے پہلے قرآن مجید ختم کر لے۔

۱۴.....مالکیہ کے نزدیک طواف وداع مستحب ہے جبکہ دوسرے ائمہ کے نزدیک واجب ہے۔

چھٹی چیز: وہ احکام جن میں حرم بقیہ شہروں سے ممتاز ہے:

خصائص وممنوعات حرم.....حرم مکی کے مختلف مخصوص احکام ہیں ان میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں۔ [1]

---

[1] دیکھئے المجموع ۷ ۴۴۳، المهذب ۱ ۲۱۸، الكتاب مع اللباب ۱ ۲۱۱ الشرح الصغير مع الصاوى ۲ ۱۱۰، مغنى المحتاج ۱/۵۲۷، المغنى ۳ ۳۴۴، بداية المجتهد ۱ ۳۱۹ البدائع ۲ ۲۰، اعلام الساجد ص ۱۳۳ الدرالمختار ۲ ۲۹، الايضاح ص ۹۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا..... حرم پاک میں بغیر احرام کے داخل نہیں ہونا چاہئے، احرام شافعیہ کے نزدیک مستحب ہے جبکہ جمہور کے نزدیک واجب ہے۔

۲..... بالا جماع حرم کا شکار حرام ہو خواہ کوئی محرم ہو یا حلال، البتہ موذی جانور جو غالب اوقات میں اذیت پہنچانے میں ابتدا کرتے ہیں وہ اس حکم سے مستثناء ہیں، حرم کے شکار کو کسی نے تلف کیا اس کا ضمان دینا ہوگا چونکہ حدیث ہے۔ ''حرم کا شکار نہ دھمکایا جائے۔'' اس میں داؤد ظاہری کا اختلاف ہے۔

۳..... حرم پاک کے درخت اور خودرو گھاس اور نباتات کو کاٹنا حرام ہے، جیسے شیح (ایک گھاس) کاٹنے اور عوسج، البتہ وہ گھاس جس کی ضرورت پیش آ جاتی ہے وہ کاٹنا جائز ہے جیسے اذخر (خوشبودار گھاس)۔ اذخر کے ساتھ ان چھ گھاسوں کو بھی ملحق کیا گیا ہے جیسا کہ مالکیہ نے واضح کیا ہے وہ یہ ہیں۔

ا..... سنا (جسے سنا مکی کہا جاتا ہے) چونکہ علاج معالجہ میں اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔

۲..... چھڑی سے پتے جھاڑنا۔ ۳..... عصا بنانا

۴..... مسواک بنانا ۵..... اپنی جگہ میں کوئی عمارت وغیرہ بنانا (مثلاً اٹاری یا چھپر)

۶..... چمن اور باغات کو درست کرنے کے لئے کاٹ چھانٹ کرنا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا: اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق کے دن حرام کیا ہے، یہ شہر تا قیامت اللہ تعالیٰ کی حرمت کی وجہ سے حرام ہے، اس کے کانٹے نہ کاٹے جائیں، اس کا شکار نہ دھمکایا جائے، اس شہر میں گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے البتہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کی تشہیر کرے، حرم کی گھاس نہ کاٹی جائے، اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: یارسول اللہ! البتہ اذخر گھاس کی اجازت ہو چونکہ یہ گھاس ہمارے لوہاروں کو ضرورت پڑتی ہے اور ان کے گھروں کی بھی ضرورت ہوتی ہے، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: البتہ اذخر۔ ❶ جمہور کے نزدیک درخت کا ضمان واجب ہے جبکہ اس میں مالکیہ کا اختلاف ہے، شافعیہ کے نزدیک خودرو درخت اور انسانوں کے اگائے ہوئے درخت برابر ہیں، چونکہ ممانعت والی حدیث مطلق ہے، اذخر گھاس حلال ہے، اسی طرح عوسج کانٹا اور اس جیسے دیگر موذی کانٹے موذی شکار کے حکم میں ہیں، ان کے کاٹنے میں ضمان نہیں، شافعیہ کے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ حرم کی گھاس چارے کے لئے علاج معالجہ کے لئے یا غذا کے لئے جیسے حنظل یا غذا کے لئے جیسے رجلہ اور حاجت کے لئے سبزہ وغیرہ کاٹنا حلال ہے۔ ❷

شافعیہ کے علاوہ بقیہ فقہاء کے نزدیک وہ پودے درخت اور فصلیں جنہیں انسان اگاتا ہے ان کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں جیسے اخروٹ کا درخت، بادام، کھجور، اراک کا درخت، انار، خس، خربوزہ اور گندم وغیرہ، خشک درخت اور خشک جھاڑیوں کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں چونکہ یہ ایسے درخت ہیں جن پر موت واقع ہو چکی۔ درختوں کے پتے نہیں توڑے جائیں گے، کھمبی (کھچی وغیرہ) مباح ہے چونکہ کھمبی نباتات کی جنس میں سے نہیں ہے، بلکہ یہ زمین کے عطیات میں سے ہے، اسی طرح فقع کا لینا بھی جائز ہے چونکہ اس کی جڑ نہیں ہوتی لہٰذا پھل کے مشابہ ہے، کوا، چیل، چوہا، سانپ، باؤلا کتا، مچھر، چیونٹی، پسو، چیچڑی کچھوا اور وہ جانور جو شکار نہیں ان کے مارنے میں کوئی حرج نہیں۔

رہی بات طائف کی وادی وج کے شکار کی سو وہ بھی حرام ہے چنانچہ حدیث ہے۔ ''خبردار! وادی وج کا شکار اور درخت حرام ہیں۔ ❸ شافعیہ کے نزدیک ان کا ضمان نہیں ہوگا، حنابلہ کے نزدیک مباح اور حلال ہے، چونکہ اباحت اصل ہے، جبکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے البتہ شافعیہ کے نزدیک ضمان نہیں۔

---

❶ رواه البخاری ومسلم والنسائی عن ابن عباس (جامع الاصول ۱۰/۱۸۳) ❷ مغنی المحتاج ۱/۵۲۷. ❸ حدیث ضعیف رواه البیهقی عن الزبیر بن العوام.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴..... حرم کی مٹی، پتھر اور سنگریزوں کو حرم سے باہر نکالنا ممنوع ہے، جبکہ شافعیہ کے ہاں مکروہ ہے جبکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زیادہ صحیح تحریم ہے، حنفیہ کہتے ہیں حرم کے پتھر اور مٹی کو باہر لے جانا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

۵..... جمہور کے نزدیک ہر طرح کے کافر کا حرم میں داخل ہونا ممنوع ہے، خواہ کافر حرم میں مقیم ہونا چاہتا ہو یا حرم سے گزرنا چاہتا ہو، امام ابوحنیفہ نے اسے جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ کافر حرم کو وطن نہ بنائے۔ ❶

۶..... حرم میں گری پڑی چیز کا اٹھانا اور پھر اس کا مالک بن جانا جائز نہیں، ہاں البتہ وہ شخص اٹھائے جو گری پڑی چیز کی تشہیر کرے اور اصل مالک کو تلاش کرے جبکہ حرم کے علاوہ بقیہ شہروں میں لقطہ اٹھانا اور پھر اس کا مالک بننا جائز ہے اس کی دلیل سابق حدیث ہے۔ کہ ''حرم کا لقطہ نہ اٹھایا جائے البتہ وہ شخص اٹھائے جو اس کی تشہیر کرے۔''

۷..... حرم مکہ میں جس شخص نے کسی کو قتل کر دیا تو قاتل پر دیت مغلظہ ہوگی چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى یُقٰتِلُوْكُمْ فِیْهِ ......البقرۃ ۲/ ۱۹۱

تم کافروں سے مسجد حرام میں لڑائی نہ کرو یہاں تک کہ وہ لڑائی شروع نہ کریں۔

چونکہ حرم پاک کو امن فراہم کرنے میں تاثیر حاصل ہے، اگرچہ قتل خطاء ہو پھر بھی دیت مغلظہ ہوگی، برابر ہے قاتل اور مقتول دونوں حرم میں ہوں یا ان میں سے ایک حرم میں ہو اور دوسرا حل میں ہو۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تغلیظ دیت عدد کے زائد ہونے میں ہوگی یعنی پوری دیت کے ساتھ تہائی دیت ہوگی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تغلیظ اونٹوں کی عمروں میں ہوگی عدد کی زیادتی میں نہیں ہوگی۔

شافعیہ کے صحیح قول کے مطابق حرم مدینہ میں دیت مغلظہ نہیں ہوگی۔

جمہور کے نزدیک حرم مکی میں باغیوں سے لڑائی کرنا جائز ہے بشرطیکہ جب لڑائی کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو اور لڑائی ناگزیر ہو، چونکہ باغیوں کی سرکوبی حقوق اللہ میں سے ہے جس کا ضائع کرنا جائز نہیں۔

لہٰذا حرم پاک میں اس کی حفاظت بطریق اولیٰ واجب ہے۔ جبکہ فقہاء کی ایک جماعت کا اس میں اختلاف ہے۔

مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک حرم پاک میں حدود وقصاص کا قیام کیا جائے گا چنانچہ آیت کریمہ ہے:

وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى یُقٰتِلُوْكُمْ فِیْهِ ......البقرۃ ۲/ ۱۹۱

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کو قتل کرنے کا حکم دیا جبکہ وہ کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حل وحرم میں پانچ فاسق جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے چونکہ یہ پانچ جانور اپنی طبع کے اعتبار سے موذی ہوتے ہیں۔

امام احمد، امام ابوحنیفہ اور ظاہریہ کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس شخص پر حد یا قصاص واجب ہو اور وہ جب تک حرم میں رہے امن میں رہے گا چونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ......آل عمران ۳/ ۹۷

جو بھی حرم میں داخل ہوگا وہ امن میں رہے گا۔

نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ حرم پاک میں خون بہائے۔ ❷

۸..... حرم پاک میں مشرک کو دفن کرنا یا مدفون مشرک کی قبر اکھاڑنا حرام ہے۔

---

❶ کافر حرم پاک کی شان وشوکت دیکھ کر متاثر ہوگا اور ... اسلام کی طرف راغب ہوگا۔ ❷ رواہ البخاری ومسلم فی الصحیحین من الحدیث السابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹.....حج وعمرہ کے دوران واجب ہونے والا ہر طرح کا دم اور ہدی کا ذبح کرنا حرم کے ساتھ خاص ہے۔

۱۰.....جب کوئی شخص اہل حرم میں سے ہو تو اس پر دم تمتع اور دم قران نہیں ہوگا۔

۱۱.....شافعیہ کے نزدیک ایسی کوئی بھی نفلی نماز جس کا کوئی سبب نہ ہو وہ حرم پاک میں کسی وقت بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

۱۲.....جو شخص حرم پاک میں جانے کی نذر مانے تو شافعیہ کے نزدیک حج وعمرہ کے قصد سے حرم میں جانا لازم ہے، بخلاف باقی مساجد کے، چونکہ جب کسی اور مسجد کی نذر مان لی جائے تو اسکا پورا کرنا لازمی نہیں۔ سوائے مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے، اس کی دلیل حدیث سابق ہے۔

۱۳.....جب کوئی شخص صرف جانور ذبح کرنے کی حرم میں نذر مانے تو حرم میں ذبح کرنا لازمی ہے اور حرم کے مسکینوں پر گوشت تقسیم کرنا لازمی ہے اگر کسی اور شہر میں ذبح کی نذر مانی تو وہ نذر منعقد نہیں ہوگی۔

۱۴.....صحرا میں پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا شافعیہ کے نزدیک حرام ہے۔

۱۵.....مسجد حرام میں نمازوں کا ثواب چند در چند ہوتا ہے۔

۱۶.....اہل مکہ کے لئے مستحب ہے کہ وہ عید کی نماز مسجد حرام میں پڑھیں جبکہ حرم کے علاوہ جو لوگ رہنے والے ہیں ان کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ عیدگاہ میں نماز پڑھیں، شافعیہ کے نزدیک یہ اس وقت ہے جب مسجد تنگ پڑ جائے۔ ❶ اگر مسجد کشادہ ہو تو مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔

۱۷.....جو شخص حرم پاک میں رہنے والا ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ حرم سے باہر حج کا احرام باندھے۔

ساتویں چیز: مکہ کے اہم تاریخی مقامات کی زیارت.....ابن جزی کہتے ہیں۔ ❷ جن مقامات کی زیارت کا برکت کے لئے قصد کرنا چاہئے وہ یہ ہیں: حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت حاجرہ علیہا السلام کی قبروں کی زیارت کا قصد کرنا چاہئے، یہ دونوں قبریں حطیم میں ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کی قبر جو کہ ابوقبیس پہاڑ میں ہے اس کی زیارت کی جائے، غار ثور جس کا تذکرہ قرآن میں ہے اس کی زیارت کی جائے، غار حراء جس میں وحی کی ابتدا ہوئی اس کی زیارت کی جائے، مکہ میں صحابہ، تابعین اور ائمہ کی قبروں کی زیارت کی جائے۔

حراء پہاڑ یا نور پہاڑ.....یہ پہاڑ مکہ سے شمال کی طرف ۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اور عرفات جاتے وقت بائیں طرف پڑتا ہے، اس کی بلندی ۲۰۰ میٹر ہے، اسی پہاڑ میں وہ غار ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔

غار ثور.....یہ پہاڑ بھی مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک ہے اور یہ پہاڑ مکہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے، اس کی بلندی ۵۰۰۰ میٹر ہے، یہ مکہ سے جنوب کی طرف واقع ہے اور چھ میل کے فاصلہ پر ہے، ہجرت کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی پہاڑ میں تین دن تک پناہ لی۔

دار ارقم.....دار ارقم صفا کی قریب واقع ہے حضرت ارقم مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد اسلام قبول کیا ابتدائے اسلام میں دعوت اسلام کے مرکز کی حیثیت انہی کے گھر کو حاصل تھی اسی گھر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

مقبرۂ معلات یا مقبرۂ حجون.....یہ قبرستان مکہ سے شمال مشرق کی طرف واقع ہے یہ زمانہ جاہلیت سے آج تک قبرستان چلا

---

❶ .....المجموع ۷/۵۔ ❷ القوانین الفقھیۃ ص ۱۴۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرہا ہے، اسی قبرستان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباواجداد آپ کے چچاؤں، بعض صحابہ اور تابعین کی قبریں ہیں، اسی قبرستان میں عبدمناف، عبدالمطلب، ابوطالب، آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عبداللہ بن زبیر اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی قبریں ہیں۔

منیٰ......منیٰ ایک بستی ہے جو مکہ مکرمہ سے سات (۷) کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، اس میں تین جمرات، صغریٰ، وسطی اور کبریٰ واقع ہیں، اسی میں مسجد کبش واقع ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے کبش (مینڈھے) کی طرف منسوب ہے، مسجد بیعت جہاں اہل مدینہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی تھی واقع ہے، اور مسجد حنیف بھی یہیں ہے۔

عرفات......جبل عرفات سطح سمندر سے ۲۲۵ میٹر بلندی پر واقع ہے اور مکہ سے جنوب مشرق کی طرف ۲۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، اس کے شمال میں جبل رحمت جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر وقوف کیا تھا۔ اسی موقع پر یہ آیت بھی نازل ہوئی تھی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ......المائدۃ ۵/۳

آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت کامل کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔

دوسری بحث......حرم مدینہ

اس بحث میں ان امور پر گفتگو ہوگی: حدود حرم مدینہ، مسجد نبوی کی فضیلت، خصوصیات حرم یا ممنوعات حرم، وہ وجوہات جن کی بنا پر حرم مدینہ حرم مکی سے مختلف ہے، مسجد نبوی اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت، اور مدینہ کے اہم تاریخی مقامات کی زیارت۔

پہلی چیز: حدود حرم مکی......حرم مدینہ جنوباً وشمالاً ۱۲، ۱۲ میل تک ہے اور یہ جبل عیر یا عائر سے جبل ثور تک ہے، چنانچہ صحیحین کی روایت ہے کہ "مدینہ عیر پہاڑ سے ثور پہاڑ تک حرم ہے۔" عائر اور عیر مدینہ کے قریب مشہور پہاڑ کا نام ہے، جبکہ ثور، احد پہاڑ کے پیچھے چھوٹا سا پہاڑ ہے جبکہ احد پہاڑ حرم مدینہ میں سے ہے۔ ❶ شرقاً وغرباً بھی ۱۲، ۱۲ میل تک حرم پھیلا ہوا ہے اور یہ دو پہاڑوں کے درمیان کا حصہ ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیانی علاقہ کو حرم قرار دیا ہے۔ ❷ اس کی مسافت ۱۲، ۱۲ میل ہے، آج بھی یہی حدود برقرار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اردگرد دس میل کو حرم قرار دیا ہے۔

مدینہ طیبہ کو "یثرب" کے نام سے نہ پکارا جائے چونکہ یثرب جاہلی نام ہے جبکہ اسلامی نام طیبہ، طابہ، دار، مدینہ ہے۔

دوسری چیز: مسجد نبوی کی فضیلت......رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مسجد جب بنائی تو اس کی پیمائش ۷۰x۶۰ ذراع (ہاتھ) تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان، عبدالملک بن مروان اور ولید بن عبدالملک اپنے اپنے دور میں توسیع کرتے رہے، ❸ یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیز آل سعود کے دور میں بھی توسیع ہوئی (آخری بار توسیع شاہ فہد کے دور میں ہوئی) مغرب کی طرف سے اکثر توسیع کی گئی اور قدیم مدینہ پر تقریباً مسجد ہے۔

اس مسجد میں ایک نماز کسی دوسری مسجد میں ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیحین میں حدیث ہے کہ میری اس مسجد میں ایک نماز کسی اور مسجد میں ایک ہزار نماز میں سے افضل ہے، البتہ مسجد حرام کی فضیلت اس سے زیادہ ہے۔" امام نووی رحمۃ

---

❶......اعلام الساجد للزرکشی ص۲۲۶ مغنی المحتاج ۱/۵۲۹ غایۃ المنتھی ۱/۳۹۷. ❷ رواہ مسلم عن عتبۃ بن مسلم وعن ابی سعید الخدری وجابر بن عبداللہ. ❸ اعلام الساجد ص ۲۲۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ کہتے ہیں یہ فضیلت فرض ونفل سب کو شامل ہے جیسے مکہ کی فضیلت سب کو شامل ہے۔علماء کا قول ہے کہ اس فضیلت کا دارومدار ثواب پر ہے یعنی مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب دوسری کسی مسجد میں ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہے، اجزاء کی تعدی مقصود نہیں، حتی کہ اگر کسی کے ذمہ دو نمازیں ہو وہ ایک پڑھ لے تو دوسری کے لئے کافی نہیں ہوگا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ یہ فضیلت صرف اس مسجد کو ہو جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی اس حصہ کو یہ فضیلت نہیں جو بعد میں اضافہ ہوتا رہا۔چونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں "فی مسجد ی هذا" اضافت تخصیص کے لئے ہوتی ہے اور پھر ہم اشارہ بھی ہے لہٰذا آپ کے زمانہ میں جو مسجد تھی اس کی یہ فضیلت ہوگی۔جبکہ دوسرے علماء کی رائے ہے کہ مسجد نبوی میں خواہ کتنی وسعت کرلی جائے اس کی یہ فضیلت برقرار رہے گی، جیسے مسجد حرام میں خواہ کتنی وسعت کردی جائے فضیلت برقرار رہے گی، یہ فضیلت ثابت ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں توسیع کی اور فرمایا. اگر ہم اس مسجد میں اتنی توسیع کردیں کہ مدینہ کے قبرستان تک پہنچ جائیں پھر بھی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہی رہے گی۔ ❶

حدیث میں اس مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح پڑھیں کہ کوئی نماز (تکبیر اولیٰ اور جماعت) سے فوت نہیں ہوئی اس کے لئے دوزخ سے خلاصی کا پروانہ لکھ دیا جائے گا اور روز قیامت اسے نجات مل جائے گی۔ ❷ جس شخص نے مسجد نبوی یا مسجد اقصیٰ کی طرف جانے کی نذر مانی تو شافعیہ کے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ اس کے لئے جانا مستحب ہے واجب نہیں۔پھر گھڑی بھر کے لئے اعتکاف کرلیا تو نذر پوری ہوجائے گی، افضل یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھ لی جائیں۔

تیسری چیز: خصوصیات حرم مدنی......حرم مدینہ میں وہ علاقہ آتا ہے جو لابتین کے درمیان واقع ہے، لابۃ، عربی میں حرہ کو کہتے ہیں اور حرہ کا معنی سیاہ پتھروں والی زمین ہے۔یہ حرم مندرجہ ذیل احکام میں مخصوص ہے۔ ❸

ا......حرم مدینہ کا شکار حرام ہے اور درخت کاٹنا بھی حرام ہے، جمہور کے نزدیک یہ تحریم ایسی ہی ہے جیسے حرم مکہ کی تحریم ہے۔اس کی دلیل یہ ہے حدیث ہے۔’’حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرام قرار دیا ہے میں مدینہ منورہ کو حرام قرار دیتا ہوں، یہ لابتین کے درمیان پھیلا ہوا ہے اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور شکار قتل نہ کیا جائے۔ ❹

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں اختلاف ہے کہ مدینہ مکہ کی طرح حرام نہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔’’اے ابوعمیر تمہارے بلبل کا کیا ہوا؟ ❺

جمہور کے نزدیک مدینہ حرم تو ہے لیکن اس کے شکار کی جزاء نہیں، ضمان نہیں ہوگا، جبکہ جمہور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متدل کا جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث تحریم سے پہلے کی ہے، یا یہ پرندہ حرم مدینہ سے باہر کا تھا۔

۲......امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے مطابق حرم مدینہ کی مٹی اور پتھر باہر منتقل کرنا حرام ہے۔

۳......شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک مدینہ کی مجاورت مستحب ہے، چونکہ مدینہ کی مجاورت سے درجات بلند ہوتے ہیں اور آدمی کے کرامت میں اضافہ ہوتا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مدینہ منورہ کی مشقت اور شدت پر صبر کرلیتا ہے میں روز قیامت اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا۔ ❻

---

❶......اعلام الساجد ص ۲۴۶۔ ❷رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس بن مالک ولم یروہ عن انس الا نبیط وتفرد بہ ابن ابی الرجال۔ ❸علام الساجد للزرکشی ص ۲۴۲ القوانین الفقہیۃ ص ۱۴۳ الشرح الصغیر ۲/۱۱۱ المجموع ۷/۴۴۷ المہذب ۱/۲۱۹ مغنی المحتاج ۱/۵۲۹ المغنی ۳/۳۵۳ الدر المختار ۲/۳۵۴۔ ❹رواہ مسلم۔ ❺رواہ ابوعوانہ فی صحیح عن شر حبیل بن سعد ورواہ البخاری ومسلم عن انس۔ ❻ رواہ مسلم فی صحیحہ عن ابی ہریرۃ وابی سعید وابن عمر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ کے نزدیک راجح قول یہی ہے کہ مدینہ طیبہ کی مجاورت (1) مکروہ نہیں، اسی طرح جس شخص کو اپنے اوپر اعتماد ہو وہ مکہ مکرمہ کا مجاور بھی بن سکتا ہے۔

۴۔ شافعیہ کے نزدیک مدینہ منورہ میں روزے رکھنا مستحب ہے اور اہل مدینہ پر صدقہ کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا مستحب ہے چونکہ اہل مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں، چنانچہ طبرانی نے سند ضعیف کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ طیبہ میں ایک رمضان گزارنا دوسرے شہروں میں ایک ہزار رمضان گزارنے سے بہتر ہے۔

۵۔۔۔۔۔اہل مدینہ شفاعت مزید اور اکرام زائد کے ساتھ مخصوص ہیں، اس کی دلیل حضرت ابوہریرہ کی سابق حدیث ہے جو صحیحین میں مروی ہے۔ کہ "جو شخص مدینہ منورہ کی سختیاں برداشت کرتا ہے۔۔۔۔ الخ ایک اور حدیث میں ہے۔ "میں سب سے پہلے اپنی امت میں سے اہل مدینہ کی سفارش کروں گا پھر اہل مکہ کی پھر اہل طائف کی۔ (2)

۶۔۔۔ جب کوئی شخص مدینہ مدینہ حاضری دینے کے لئے جائے جونہی اسے مدینہ منورہ کے درودیوار دکھائی دیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا شروع کردے اور یہ دعا پڑھے۔

اللهم هذا حرم نبيك فاجعله وقاية لي من النار وأمانا من العذاب وسوء الحساب

یا اللہ! یہ تیرے نبی کا حرم ہے اسے میرے لئے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بنادے عذاب اور برے حساب سے امان کا باعث بنادے۔

چوتھی چیز: حرم مدینہ اور حرم مکہ کے درمیان فرق ۔۔۔۔حرم مدینہ اور حرم مکہ میں دو فرق ہیں۔ (3)

اول۔۔۔ ضرورت وحاجت کے لئے حرم مدینہ کے درختوں کو کاٹ لینا جائز ہے چارہ وغیرہ کے لئے گھاس کاٹنا بھی جائز ہے، اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا تو صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کام کاج کرنے والے لوگ ہیں اور اونٹنیوں سے کنویں سے پانی نکالتے ہیں، ہم اپنی زمین کے سوا اور زمین کی طاقت نہیں رکھتے لہٰذا آپ ہمیں رخصت دیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو پائے، ہر بانہ، پھیلاؤ اور پھرکی کے محور بنانے میں کوئی حرج نہیں، اس کے علاوہ درخت نہ کاٹے جائیں اور کوئی درخت ضائع نہ کیا جائے۔ (4)

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ مدینہ عائر پہاڑ اور ثور پہاڑ کے درمیان حرام ہے، اس کی گھاس نہ کاٹی جائے، اس کا شکار نہ دھمکایا جائے، اس کا کوئی درخت کاٹنا اچھا نہیں ہاں البتہ کوئی شخص اپنے اونٹ کو چارا دینا چاہے تو اس کے لئے جائز ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ حدود سے درخت نہ کاٹے جائیں البتہ ہلکے طریقہ سے پتے جھاڑ لیے جائیں۔ (5) دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مدینہ منورہ درختوں اور فصلوں والی زمین ہے اگر ہم کانٹ چھانٹ سے منع کریں گے تو لوگوں کو سخت ضرر لاحق ہونے کا اندیشہ ہے، یہ بخلاف مکہ کے ہے، مالکیہ کے مذہب میں کاٹ چھانٹ پر جزا نہیں جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک جزا ہوگی یعنی شکار قتل کیا یا درخت کاٹا تو ان کی جزاء دینی پڑے گی۔

دوم ۔۔۔ "جس شخص نے مدینہ سے باہر کوئی شکار پکڑا پھر مدینہ میں داخل کیا تو شکار کو چھوڑ نالازمی نہیں، چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اے ابوعمیر! تمہارے بلبل نے کیا کیا؟"

اس سے معلوم ہوا کہ مدینہ میں پرندہ پکڑ لینا پھر اسے اپنے پاس رکھ لینا جائز ہے ممنوع نہیں۔

---

(1) مجاورت کا معنی ہے پڑوسی بن جانا، کسی خانقاہ میں تزکیہ نفس کے لئے بیٹھ جانا، یہاں بھی یہی مراد ہے یعنی وہاں سے ذکر اللہ کا ہونا اور عجز و نیاز کے ساتھ رب تعالیٰ کی عبادت کے لئے مقیم ہو جانا مجاورت ہے۔ (2) رواه الطبراني والبزار عن عبدالملك بن عباد بن جعفر لكنه لم يرو الا هذا الحديث بهذا الاسناد۔ (3) مغني المحتاج ۱/۵۲۸ اعلام الساجد ص ۲۴۳۔ (4) رواه احمد۔ (5) رواهما ابو داؤد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ مکرمہ کی حرمت مدینہ منورہ کی حرمت سے زیادہ ہے چونکہ مکہ میں جو شخص بھی داخل ہوگا احرام باندھ کر داخل ہوگا۔

پانچویں چیز ...... مسجد نبوی کی زیارت مستحب ہے، اس کی دلیل حدیث سابق ہے کہ شدر حال صرف تین مسجدوں کے لئے کیا جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبروں کی زیارت کرنا بھی مستحب ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی جگہ پوری زمین میں سب سے افضل ہے۔

روضہ رسول کی زیارت کے احکام وآداب مندرجہ ذیل ہیں۔ ❶

۱ ...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت مسنون ہے، چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ”جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔“ ❷ ایک اور حدیث ہے۔ کہ ”جو شخص ہر طرح کی حاجت وضرورت سے کٹ کی میری زیارت کے لئے آیا تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ روز قیامت میں اس شخص کا سفارشی ہوں۔ ❸

بخاری کی ایک روایت ہے۔ کہ ”جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کے سپرد کر دیتے ہیں جو مجھے درود پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کے دنیا وآخرت کے معاملہ کی کفایت فرماتے ہیں اور قیامت کے دن میں اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت افضل نیکی اور افضل قربت ہے، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آ کر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان پاتے۔ نساء ۴/۶۴

دو وجوہات کی بنا پر حاجی اور معتمر کے لئے زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بھی زیادہ موکد ہو جاتی ہے۔

اول ...... اکثر واغلب ایسا ہوا ہے کہ حاجی دور دراز سے سفر کر کے آتا ہے، یہ بڑی بے رخی ہوگی کہ مدینہ کے قریب آ کر زیارت روضہ رسول سے کنی کترا کر واپس لوٹ جائے۔ اس لئے حاجی اور معتمر کو زیارت کرنی چاہئے کیا معلوم آئندہ موقع ملے نہ ملے۔

دوم ...... ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی گویا اس نے مجھ سے جفا کی۔ ❹ ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ ”جس شخص نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی۔ ❺

۲ ...... جو شخص زیارت کے لئے آئے اس کے لئے مستحب ہے کہ زیارت روضہ اطہر سے تقرب الی اللہ کی نیت کرے اور سفر سے مسجد اور اس میں نماز پڑھنے کی نیت کرے۔

۳ ...... زیارت کے لئے جب آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ صلوٰۃ وسلام بھیجے خصوصاً جب مدینہ کے درود پورا دکھا لئے دیں تو کثرت سے درد بھیجے۔

۴ ...... مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اور صاف ستھرے کپڑے پہنے۔

---

❶ ...... الایضاح ص ۸۶ القوانین الفقهية ص ۱۴۳، مغنی المحتاج ج ۱/ ۵۱۲ غاية المنتهى ۱/ ۳۹۶ المغنی ۳/ ۵۵۶، مراقی الفلاح ص ۱۲۷۔ ❷ رواه ابن خزيمة في صحيحه والبزار و الدارقطنی عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما۔(نیل الا وطار ۹۵/۵) ❸ رواه ابن السكن فی سننه الصحاح لمأثورة وروی ابوداؤد عن ابی هريرة حديث ضعيفاً۔ ❹ رواه ابن عدی فی الكامل والدارقطنی وابن حبان والبزار (نیل الاوطار ۹۵/۵) وهو ضعيف۔ ❺ رواه الدارقطنی وابويعلیٰ والبيهقی وابن عدی عن ابن عمر ورواه غيرهم وتعدد طرقه يقوی بعضها بعضاً۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵.....مدینہ میں داخل ہوتے وقت مدینہ منورہ کے شرف ومرتبہ کو دل میں مستحضر رکھے کہ مکہ مکرمہ کے بعد دنیا بھر میں اس شہر سے افضل کوئی شہر نہیں۔

۶.....جب مسجد نبوی کے دروازے پر پہنچے تو دایاں قدم اندر رکھے نکلتے وقت بایاں قدم باہر رکھے اور وہ دعائیں پڑھے جو مسجد حرام کی بحث میں ذکر کی جا چکی ہیں۔

پھر روضۂ اطہر کا قصد کرے، روضۂ اطہر منبر اور قبر کے درمیان ہے، ❶ تحیۃ المسجد ادا کرے اور منبر کی ایک جانب ادا کرے، اور یوں مسجد کا دائرہ آنکھوں کے سامنے ہو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔

۷.....جب روضہ میں یا مسجد میں کسی بھی جگہ تحیۃ المسجد ادا کرے تو اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، قبول زیارت کی دعا کرے، پھر قبر مبارک کے پاس آجائے اور قبلہ کی طرف پشت کرے اور قبر مبارک کی دیوار کی طرف منہ کرے قبر مبارک کے سرہانے سے چار گز دور کھڑا ہو، نظریں پست کر کے کھڑا ہو، دل میں خشوع وخضوع ہو، دنیا کے بکھیڑوں سے یکسر دل کو خالی رکھے دل میں قبر مبارک کی شان وشوکت اور جلال کا استحضار ہو پھر بآواز بلند سلام پیش کرے اور یہ الفاظ کہے۔

السلام عليك يارسول الله، السلام عليك يانبي الله، السلام عليك ياخيرة الله
السلام عليك ياخير خلق الله، السلام عليك ياحبيب الله، السلام عليك يانذير
السلام عليك يابشير، السلام عليك ياطهر، السلام عليك ياطاهر
السلام عليك يانبي الرحمة، السلام عليك يانبي الامة، السلام عليك ياابالقاسم
السلام عليك يارسول رب العالمين، السلام عليك يا سيدالمرسلين وخاتم النبيين
السلام عليك ياخير الخلائق اجمعين، السلام عليك يا قائد الغر المحجلين
السلام عليك وعلى آلك وأهل بيتك وأزواجك وذريتك واصحابك
اجمعين والسلام عليك وسائر الانبياء وجميع عبادالله الصالحين۔ ❷

پھر کہے: جزاك الله يا رسول الله عنا افضل ماجزى نبياً ورسولاً عن أمته
وصلى الله عليك كلماذكرك ذاكر وغفل عن ذكرك غافل، افضل وأكمل واطيبه
ماصلى على احد من الخلق اجمعين

یارسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے عمدہ عمدہ، افضل سے افضل اور پاکیزہ سے پاکیزہ جزاء عطا فرمائے جو جزاء کسی نبی یا رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے جب بھی کوئی شخص آپ کے ذکر جمیل میں مشغول ہو اور جب بھی کوئی شخص آپ کے ذکر سے غافل ہو۔

پھر کہے:

اشهد ان لااله الا الله وحده لاشريك له وأشهد انك عبده ورسوله وخيرته من خلقه
اشهدانك قد بلغت الرسالة وأديت الأمانة ونصحته الأمة وجاهت فى الله حق جهاده

---

❶..... اس روضہ سے مراد وہ جگہ ہے جسے جنت کا حصہ قرار دیا گیا ہے روضہ سے مراد قبر نہیں۔ ❷ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام لے کر آپ پر درود وسلام پیش کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے پیغام رسالت پہنچا دیا اور امانت ادا کر دی اور امت کے لئے خیر خواہ رہے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے لئے نہ صرف جہاد کیا بلکہ اس کا حق ادا کر دیا۔

پھر یہ دعا پڑھے

اللھم وآته الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاماً محموداً الذى وعدته وآته نهاية ماينبغى ان يسأله السائلون

اے اللہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ عطا فرما (وسیلہ جنت کا ایک درجہ ہے) اور ان کو فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو انتہائی درجے کا اعلیٰ مقام عطا فرما جو سوال کرنے والوں کو روا نہیں ہوتا۔

پھر یہ درود بھیجے:

اللھم صلى على محمد عبدك ورسولك النبى الامى وعلى آل محمد ازواجه وذريته، كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم وبارك على محمد النبى الامى وعلى آل محمد وازواجه وذريته كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم فى العالمين انك حميد المجيد[1]

اگر کوئی مختصر الفاظ میں درود پڑھنا چاہے تو وہ ان الفاظ میں پڑھے:

السلام عليك يارسول الله عليك وسلم

پھر مشرق کی طرف دائیں جانب ہٹے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام پیش کرے اور یوں کہے:

السلام عليك ياابابكر صفى رسول الله وثانيه فى الغار جزاك الله عن امة نبيه صلى الله عليه وسلم خيراً

پھر ایک ہاتھ کے بقدر دائیں جانب پیچھے ہٹے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام پیش کرے اور یوں کہے:

السلام عليك يا عمر! اعزالله بك الاسلام جزاك الله عن امة محمد صلى الله عليه وسلم خيراً

پھر نصف ذراع کے بقدر پیچھے ہٹے اور یوں کہے:

السلام عليكما ياضجيعى رسول الله ورفيقيه ووزيريه ومشيريه والمعاونين له على القيام فى الدين، القائمين بعده بمصالح المسلمين، جزاكما الله احسن الجزاء

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے سرہانے آ جائے اور حجرہ کے کونے میں آئے، قبلہ رو کھڑا ہو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے، اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے والدین کے لئے شیوخ احباب واقارب کے لئے دعائیں مانگے اور جو چاہے دعا مانگے، دعا کے ابتدا یوں کرے۔

"اللھم انك قلت وقولك الحق۔ "ولو انهم اذظلموا انفسهم جاؤوك فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توباً رحيماً" وقد جئناك سامعين قولك طائعين امرك، مستشفعين بنبيك ربنا اغفرلنا والاخوننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل فى قلوبنا غلاً للذين آمنوا ربنا انك رؤوف رحيم، ربنا آتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخرة حسنة وقنا عذاب النار، سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمدلله رب العالمين"

اے اللہ! تو فرماتا ہے اور تیرا فرمایا ہوا حق ہے "کہ لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور وہ تیرے پاس آئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی

---

[1] یہ وہی درود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے جسے درود ابراہیمی کہا جاتا ہے، یہاں الفاظ میں تھوڑا اختلاف ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رسول نے بھی ان کے لئے مغفرت طلب کی تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔'' ہم تیرے پاس تیرا فرمان سن کر آئے ہیں، خوشی سے تیرے حکم کو بجالاتے ہیں، تیرے نبی کی شفاعت کے طلب گار ہیں، اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما، ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان میں ہمارے اوپر سبقت لے گئے، ایمان والوں کے بارے میں ہمارے دلوں میں کینہ نہ ڈال، اے ہمارے رب تو مہربان اور رحم والا ہے، اے ہمارے رب ہمیں دنیا وآخرت میں اچھائی عطا فرما، دوزخ کے عذاب سے بچا، اے ہمارے رب تو پاک ہے ان باتوں سے جو کفار کہتے ہیں، پیغمبروں پر سلام بھیج اور تمام جہانوں کے پروردگار کے لئے تمام تعریفیں ہو۔

پھر روضہ میں آجائے اور اس میں بیٹھ کر کثرت سے دعائیں کرے اور کثرت سے نماز پڑھے درود بھیجے۔

چنانچہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی راویت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری قبر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔''

منبر کے پاس کھڑے ہوکر خوب سے خوب دعائیں مانگے۔

پھر حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والے ستون کے پاس آجائے جس کے ساتھ انہوں نے آپ کو باندھ دیا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، یہ ستون قبر اور منبر کے درمیان ہے، اس کے پاس دو رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ کے حضور خطاؤں کی توبہ کرے اور خوب دعائیں مانگے، پھر اس ستون کے پاس آجائے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونے لگا تھا، یہ ستون اصل میں درخت کا باقی ماندہ تنا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، جب آپ نے اسے چھوڑ دیا اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا تو یہ ستون رونے لگا آپ نے اتر کر یہ ستون گلے لگالیا تب کہیں جا کر اسے سکون ملا۔

۸.....حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا طواف کرنا جائز نہیں، قبر مبارک کو ہاتھ سے مس کرنا یا بوسہ لینا مکروہ ہے بلکہ ادب یہ ہے کہ قبر سے چار گز کے فاصلہ پر دور کھڑا ہو۔

۹.....جتنی مدت مسجد نبوی میں قیام کرے اسے چاہئے کہ سبھی نمازیں مسجد نبوی میں باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرے، مسجد میں اعتکاف کی نیت کرے، جیسے مسجد حرام میں اعتکاف کی نیت کی جاتی ہے۔

جب مدینہ سے رخصت ہونے کا ارادہ کرے تو دو رکعات پڑھے اور پھر یہ دعائیہ کلمات کہے:

اللهم لاتجعله آخر العهد بحرم رسولك وسهل لى العود الى الحرمين سهلة

وارزقنى العفو والعافية فى الآخرة والدنيا وردنا اليه سالمين غانمين

یا اللہ! میری یہ حاضری آخری بار کی حاضری نہ بنانا میرے لئے آئندہ واپسی آسان فرما، مجھے عافیت اور معافی عطا فرما دنیا وآخرت میں اور ہمیں سلامتی کے ساتھ فائدہ اٹھانے والا بنا کر واپس لوٹا۔

۱۰.....امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مدینہ میں جو مسجد میں داخل ہوتے اور نکل جاتے ہیں ان کے لئے قبر مبارک کے پاس ہر بار وقوف کرنا مکروہ قرار دیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قبر کے پاس وقوف کرنا تو ان لوگوں کے لئے ہے جو پردیسی ہوں اور باہر سے آئیں، یا مدینہ سے کہیں باہر سفر کا ارادہ ہو وہ قبر کے پاس ٹھہریں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود وسلام بھیجیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجیں، باہر سے آنے والے قبر کے پاس ٹھہریں (وقوف کریں) جبکہ اہل مدینہ وقوف نہ کریں وجہ فرق یہ ہے کہ اہل مدینہ مدینہ کے مقیمین ہیں حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ یا اللہ! میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنانا۔

چھٹی چیز: اہم تاریخی مقامات کی زیارت.....جو شخص مدینہ حاضری دے اسے چاہئے کہ اہم تاریخی مقامات پر حاضری دے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیس (۳۰) کے قریب مقامات ہیں جنہیں اہل مدینہ اچھی طرح پہنچانتے ہیں ان میں سے اہم درجہ ذیل ہیں۔ ❶

ا: مدینہ کی دوسری مساجد کی زیارت...... مسجد نبوی کے علاوہ دوسری مساجد کی زیارت کرنا مستحب ہے، جیسے مسجد قباء، یہ مسجد مدینہ کی جنوب مغرب سمت میں واقع ہے، یہ پہلی مسجد ہے جس کی مدینہ میں بنیاد رکھی گئی، چنانچہ حدیث میں ہے۔ ''مسجد قباء میں ایک نماز عمرہ کے برابر ہے۔'' ❷ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں سوار ہو کر بھی آتے تھے اور پیدل بھی، اس میں آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ایک اور صحیح روایت میں ہے۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن تشریف لاتے تھے۔'' اس مسجد میں شدائد ومصائب کی دوری اور حل مشکلات کے لئے دعائیں مانگی جائیں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں مشکلات کے حل کے لئے دعائیں مانگی تھیں۔

مسجد مصلیٰ یا مسجد غمامہ...... یہ مسجد اس عیدگاہ میں واقع ہے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔

مسجد قبلتین...... یہ چھوٹی سی مسجد ہے جو وادی عقیق میں مدینہ سے شمال مغرب کی طرف واقع ہے اس مسجد کو مسجد قبلتین اس لئے کہا جاتا ہے چونکہ اسی مسجد میں ایک نماز دو قبلوں کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی تھی۔ شمال کی طرف بیت المقدس ہے اور جنوب کی طرف مکہ مکرمہ۔

مسجد فتح...... یہ مسجد شہر کے شمال مغرب کی طرف واقع ہے اور جبل سلع کے قرب ہے، یہ مسجد وہیں ہے جہاں خندق کھودی گئی تھی۔

۲: زیارت بقیع...... بقیع مسجد نبوی سے جانب مشرق چند سو میٹر کے فاصلہ پر ہے، اس میں دس ہزار صحابہ کے لگ بھگ آرام فرما رہے ہیں، ان میں آل بیت، شہدائے احد، شہدائے بدر ہیں، بقیع کی زیارت جمعہ یا جمعرات کے دن کی جائے، زیارت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے بعد زیارت کرنے والا یوں کہے:

السلام علیکم دارقوم مؤمنین، وانا انشأ اللہ بکم لاحقو ن اللھم اغفر لاھل بقیع الغرقد اللھم اغفرلنا ولھم

وہ قبریں جو نمایاں دکھائی دیتی ہوں ان کی زیارت کرے جیسے ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عثمان، عباس، حسن بن علی، علی بن حسین، جعفر بن محمد وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ حضرت صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی قبر پر زیارت کا عمل ختم کرے ان قبروں کی زیارت کی فضیلت میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔

۳...... اہم جگہیں:

بئر اریس...... یعنی وہ کنواں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک ڈالا تھا اس کی زیارت کے لئے حاضر ہو اس کنویں کا پانی پیئے اور وضو کرے۔

دار ابوایوب انصاری...... حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی زیارت کرے یہ گھر مسجد نبوی کی مشرقی سمت میں واقع ہے اور قدرے جنوب کی طرف ہٹ کر ہے۔

دار عثمان بن عفان...... یہ وہ گھر ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے گئے، یہ گھر دار ابوایوب کے پڑوس میں ہے، اس گھر میں آج کل اسد الدین شیرکوہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے والد اور چچا کی قبریں ہیں۔

ان کے علاوہ دار عبداللہ بن عمر بن خطاب، دار ابی بکر، دار خالد بن ولید کی زیارت بھی کرے یہ مسجد نبوی کے اردگرد واقع ہیں۔

---

❶..... للایضاح ص ۹۰ مغنی المحتاج ۱/۵۱۲۔ ❷ رواہ الترمذی وغیرہ عن اسید بن ظھیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدر کی بستی کی زیارت کی جائے یہ بستی مدینہ منورہ سے مغرب کی طرف ۱۵۶ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اسی مقام پر مسلمانوں کو مشرکین پر فتح نصیب ہوئی تھی، یعنی ۲ھ ۱۰ رمضان المبارک کو جنگ بدر لڑی گئی بستی سے جانب جنوب ایک میل کے فاصلہ پر شہدائے بدر کی قبریں ہیں۔

احد پہاڑ کی زیارت کی جائے یہ پہاڑ مدینہ منورہ سے شمال کی جانب چار کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، مشرق تا مغرب اس کا طول ۶ (چھ) کلو میٹر ہے اور یہ پہاڑ ۱۲۰۰ میٹر بلند ہے، اسی پہاڑ کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔" ❶ اس پہاڑ کے دامن میں سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے، ان کی قبر کے قریب باقی صحابہ کی قبریں ہیں جو اس معرکہ میں شہید ہوئے۔

تیسری فصل......حج وغیرہ کیلئے سفر کے آداب اور واپس لوٹنے والے حاجی کے آداب

اس فصل میں دو مباحث ہیں۔

پہلی بحث: حج وغیرہ کے لئے آداب سفر...... امام نووی رحمہ اللہ نے سفر کے عظیم آداب ذکر کیے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ ❷

۱: مشاورت...... جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ کسی ایسے شخص سے حج کے بارے میں مشورہ کرے جس کی دینداری، تجربہ اور علم پر اسے اعتماد ہو، جس شخص سے مشورہ لیا جا رہا ہو اسے چاہئے کہ وہ خیر خواہی سے مشورہ دے، درحقیقت جس شخص سے مشورہ لیا جائے اسے امانتدار ہونا چاہئے۔

نیز دین تو سراسر خیر خواہی ہے۔

۲: استخارہ...... جب کوئی شخص حج کا عزم رکھتا ہو اسے استخارہ کرنا چاہئے۔ دو رکعت نماز پڑھے پھر قبلہ رو ہو کر یہ دعا کرے۔ ❸

اللهم انی استخیرك بعلمك وأ ستقدرك بقدرتك وأسألك من فضلك العظيم، فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب‌ه اللهم ان كنت تعلم ان ذهابی الی الحج فی هذا العام خير فی دينی ودنيای ومعاشی وعاقبة امری وعاجله وآجله فاقدره لی ويسره لی، ثم بارك لی فيه اللهم ان كنت تعلم انه شر فی دينی ودنياتی ومعاشی وعاقبة امری وعاجله وآجله فاصرفه عنی واصر فنی عنه واقدر لی الخير حيث كان ثم رضنی به

یا اللہ! میں تجھ سے خیر و بھلائی کا طلب گار ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ استطاعت کا خواستگار ہوں، میں تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہو، بلاشبہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو علم رکھتا ہے اور میں علم نہیں رکھتا، بلاشبہ تو غائب کا جاننے والا ہے، یا اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ حج کے لئے میرا جانا اسی سال میں میرے دین، میری دنیا، میری معیشت اور میرے انجام کار اس کے جلدی ہونے اور تاخیر سے ہونے میں بھلائی ہے مجھے اس پر قدرت عطا فرما اور مجھے آسانی عطا فرما، پھر اس میں مجھے برکت عطا فرما، یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ میرے لئے دین اور دنیا، معیشت اور انجام کار کے طور پر شر ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے دور رکھ اور جو بھلائی ہو وہ میرے لئے مقدر فرما اور مجھ سے راضی رہ۔

استخارہ کی دو رکعتوں میں پہلی رکعت میں سورت "الکافرون" اور دوسری رکعت میں سورت "الاخلاص" پڑھی جائیں، استخارہ کے بعد جس

---

❶......رواه البخاری عن سهل بن سعد والترمذی عن انس وهو صحيح۔ ❷ الایضاح ص ۴ ❸ استخارہ یہ نہ ہو کہ میں حج کے لئے جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ استخارہ یہ ہو کہ اس سال حج کروں یا آئندہ سال حج کروں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز پر شرح صدر ہو وہی بجالائے۔

۳: توبہ کرنا، مظالم اور قرضہ جات کا رد...... جب سفر کا عزم کرے تو گناہوں سے توبہ کرلے، جس قدر ظلم وستم کئے ہوں ان کا خاتمہ کرے، جو بھی قرضہ جات ہوں امکان بھر انہیں ادا کرے، پاس رکھی ہوئی امانتیں واپس لوٹائے، جن لوگوں سے معاملہ یا مصاحبت رکھی ہو ان سے عفو ودرگزر کی درخواست کرے، وصیت لکھ لے اور اس پر گواہ بھی بنالے، کسی ایسے شخص کو قرضہ جات کی ادائیگی کا وکیل بنائے جس پر اسے اعتماد ہو، گھر والوں کے لئے اخراجات کا بندوبست کرلے۔

۴: والدین اور بیوی کی رضامندی...... والدین کو راضی کرنے کی کوشش کرے، عورت اپنے خاوند اور اقارب کو راضی کرنے کی کوشش کرے، خاوند کے لئے مستحب ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ حج کرے۔

والدین کو روا نہیں کہ اولاد کو فرض حج سے روکے البتہ نفلی حج سے روک سکتا ہے، شافعیہ کے نزدیک اگر اولاد نے نفلی حج کا احرام باندھا تو والد حلال کراسکتا ہے۔

خاوند کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ بیوی کو نفلی حج سے منع کرسکتا ہے، شافعیہ کے نزدیک ظاہری قول کے مطابق خاوند بیوی کو فرض حج سے بھی منع کرسکتا ہے، چونکہ خاوند کا حق واجب علی الفور ہے، اگر عورت مطلقہ ہو تو خاوند عدت کے لئے روک سکتا ہے حلال نہیں کرسکتا، البتہ اگر عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو تو اسے حلال کراسکتا ہے تاکہ اس سے رجوع کرے، عورت بکری ذبح کرکے حلال ہوسکتی ہے اور بال بھی ترشوائے گی۔

۵: نفقہ حلال ہو...... جو شخص حج کا عزم رکھتا ہو اس کا نفقہ (خرچہ) حلال اور طیب آمدنی سے ہونا چاہئے اور ہر طرح کے شبہ سے پاک ہونا چاہئے، اگر مشتبہ مال یا مال مغصوب سے حج کیا تو جمہور کے نزدیک حج صحیح ہوجائے گا، البتہ یہ حج مبرور نہیں ہوگا، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مال حرام سے کیا ہوا حج کافی نہیں ہوتا۔

۶: ضرورت سے زائد نفقہ...... ضرورت سے زائد زادراہ ساتھ رکھنا مستحب ہے تاکہ ضرورت مندوں اور محتاجوں کی مدد کرسکے چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ

اے ایمان والو جو کچھ تم نے کمایا ہو اور جو پیداوار ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہو اس کی اچھی چیزوں کا ایک حصہ خرچ کیا کرو،

اور یہ نیت نہ رکھا کرو کہ بس ایسی خراب قسم کی چیزیں دیا کروگے۔ البقرۃ ۲/ ۲۶۷

آیت میں "الطیب" سے مراد عمدہ ہے اور "الخبیث" سے مراد گھٹیا ہے۔

۷...... جو شخص حج کرنا چاہتا ہو اسے خرید وفروخت میں بحث ومباحثہ ترک کرنا چاہئے۔

۸...... زادراہ، سواری اور خرچہ میں کسی دوسرے کے ساتھ شراکت نہیں کرنی چاہئے چونکہ تنازعات سے دور رہنے میں سلامتی ہے۔

۹: چست سواری...... ایسی سواری کا انتظام کیا جائے جو طاقت ور اور آرام دہ ہو، یہ مستحب ہے شافعیہ کے نزدیک پیدل چل کر حج کرنے سے سوار ہو کر حج کرنا افضل ہے۔ چنانچہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہو کر حج کیا ہے، آپ کے پاس ایک اونٹ سواری کے لئے تھا اور دوسرے پر ساز وسامان وغیرہ لادرکھا تھا۔

۱۰: طریقہ حج کو سیکھنا...... جب کوئی شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کے لئے حج کا طریقہ سیکھنا از حد ضروری ہے، یہ فرض عین ہے، چونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کسی عبادت کی کیفیت ہی کوئی نہ جانتا ہو تو وہ عبادت صحیح نہیں ہوتی، مستحب یہ ہے کہ اپنے ساتھ مناسک حج میں کوئی کتابچہ اپنے ساتھ رکھ لے اور بار بار اس کا مطالعہ کرتا رہے تاکہ مناسک حج کی اچھی طرح سمجھ بوجھ پیدا ہو جائے۔

۱۱: رفیق سفر...... حاجی کو اپنے لئے کوئی رفیق سفر تلاش کرنا چاہئے، رفیق سفر ایسا ہو جو بھلائی کے کاموں کی رغبت رکھتا ہو، برائی سے دور رہتا ہو اگر کچھ بھول جائے تو رفیق سفر اسے یاد دلائے، دوران سفر رفیق سفر کو خوش رکھے، اس کا احترام کرے، اپنا اس کے ذمہ کوئی حق نہ سمجھے، اگر رفیق سفر کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں تنہائی کو ناپسند کیا ہے، اور ارشاد فرمایا ہے۔"ایک مسافر شیطان ہے دو مسافر دو شیطان ہیں البتہ تین حقیقت میں مسافر ہوتے ہیں۔ ❶ جب تین آدمی مل کر سفر شروع کریں تو ان میں سے جو صاحب الرائے ہو اسے اپنا امیر مقرر کرلیں چنانچہ حدیث ہے کہ۔"جب تین آدمی سفر کر رہے ہوں تو ان میں سے ایک کو امیر بنالیں۔ ❷

۱۲: عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرنا...... حاجی کے لئے مستحب ہے کہ وہ عبادت کے لئے فارغ ہو، تجارت وغیرہ سے خالی ہو، چونکہ تجارت دل کو مشغول کردیتی ہے، اگر کسی شخص نے حج کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کی تو اس کا حج صحیح ہوگا، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ...... البقرۃ ۲/ ۱۹۸

تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں کہ تم (تجارت کے ذریعہ) اللہ کا فضل تلاش کرو۔

اپنے عمل سے خالص رب تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ...... البینۃ ۹۸/ ۵

اور انہیں حکم نہیں دیا گیا مگر اس بات کا کہ اللہ کے لئے دین کو خالص رکھ کر اس کی عبادت کریں۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔"اعمال کا دارومدار نیت پر ہے"۔

حج بدل میں افضل یہ ہے کہ نائب تبرعاً حج کرے اور اجرت نہ لے، اگر اجرت (مزدوری) لے کر حج کیا تو گویا افضل کو چھوڑا، چونکہ عبادت دوسرے کے لئے ہوگی اور نائب کو مفت میں مقامات مقدسہ میں حاضری کا موقع مل جائے گا۔

۱۳: جمعرات کو سفر شروع کرنا...... جمعرات کے دن صبح صبح سفر شروع کرنا چاہئے اور یہ مستحب ہے، چونکہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کے علاوہ کسی دن سفر شروع کیا ہو ❸ اگر جمعرات کا دن نکل جائے تو پیر کے دن سفر شروع کرے، چونکہ اسی دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی تھی، صبح صبح سفر پر نکلنا مستحب ہے چونکہ حضرت غامد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ کہ"یا اللہ میری امت کی صبح میں برکت فرما"۔ ❹

۱۴: نماز سفر...... جب گھر سے نکلنے کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں"الکافرون" دوسری رکعت میں"الاخلاص" پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد آیت الکرسی، سورہ قریش، سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھے پھر حضور قلب سے دعا مانگے اللہ تعالیٰ سے مدد و توفیق کا سوال کرے جب گھر سے اٹھ کھڑا ہو تو یہ دعا پڑھے جو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اللهم اليك توجهت وبك اعتصمت، اللهم اكفني ما اهمني وما لم اهتم به

---

❶...... رواه احمد وابوداؤد والترمذی والحاکم عن عبدالله بن عمرو وهو صحيح۔ ❷ رواه ابو داؤد باسناد حسن عن ابی هريرة۔

❸ رواه الشيخان فی الصحيحين عن كعب بن مالك۔ ❹ رواه ابو داؤد والترمذی وقال هذا حديث حسن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللھم زودنی التقویٰ واغفرلی ذنبی

یا اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، تجھے پر بھروسہ کرتا ہو، یا اللہ میں نے جس مقصد کا عزم کیا ہے اس میں میری کفایت فرما یا اللہ مجھے تقویٰ عطا فرما اور میرے گناہ معاف فرما۔

۱۵: الوداع ہونا...... اہل خانہ، پڑوسیوں، احباب واقارب کو الوادع کہنا مستحب ہے، اور ہر ایک کو الگ الگ یوں کہنا چاہئے۔

استودع اللہ دینك وامانتك وخواتیم عملك زودك اللہ التقویٰ وغفر ذنبك ویسرلك الخیر حیث کنت

میں تیرے دین تیری امانت اور اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں تقویٰ کا توشہ عطا فرمائے تمہارے گناہ معاف کرے اور خیر وبھلائی کو تمہارے لئے آسان فرمائے۔

۱٦: گھر سے نکلتے وقت دعا...... جب گھر سے نکلنے کا اردہ کرے تو دعا کرنا مسنون ہے، اور یہ دعا پڑھے جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

اللھم انی اعوذبك من ان اضل اواضل اوازل اوازل اواظلم او اظلم اواجھل او یجھل علی

یا اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں گمراہ ہونے سے یا مجھے کوئی دوسرا گمراہ کرے یا میں پھسلوں یا مجھے پھسلایا جائے،
یا میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں نادانی کروں یا مجھ پر نادانی کی جائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص گھر سے نکلے اسے یہ دعا کرنی چاہئے۔

بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

گھر سے نکلتے وقت صدقہ خیرات کر دینا مستحب ہے۔

۱۷: سوار ہوتے وقت دعا...... سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

بسم اللہ، الحمدللہ الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون

پھر تین بار الحمدللہ اور تین بار اللہ اکبر کہے۔ پھر یہ دعا پڑھے:

سبحانك، اللھم انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت

اس کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھے:

اللھم انا نسألك فی سفرنا ھذا البر والتقویٰ ومن العمل ما تحب وترضیٰ اللھم ھون علینا سفرنا واطوعنا بعدہ اللھم أنت الصاحب فی السفر والخلیفة فی الاھل والمال، اللھم انا نعوذبك من وعثاء السفر وکابة المنقلب وسوء المنظر فی الاھل والمال والولد

یا اللہ میں تجھ سے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کی درخواست کرتا ہوں اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جسے تو پسند کرے اور تو اس سے راضی ہو، یا اللہ سفر کو ہلکا کر دے اور اس کی دوری کو ہمارے لیے لپیٹ دے، یا اللہ تو ہی سفر میں میرا رکھوالا ہے اور میرے اہل ومال میں تو ہی نگہبان ہے، یا اللہ میں سفر کی مشقت سے تیری پناہ چاہتا ہوں، واپسی کی مشقت اور تکلیف اور اہل خانہ، مال اور اولاد میں کسی طرح کی بھی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یہ دعا حدیث صحیح میں وارد ہوئی ہے۔

۱۸: رات کا سفر اور سواری پر نرمی کرنا...... رات کو کثرت سے سفر کرنا مستحب ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔کہ ”تمہیں رات کو سفر کرنا چاہئے چونکہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے“ ❶ پھر صبح شام اتر کر سوار کو راحت و آرام پہنچائے، سواری کی پشت پر بیٹھ کر سونے سے اجتناب کرے۔

چنانچہ حدیث صحیح میں آتا ہے کہ چوپایوں کی پشتوں کو منبر بنانے سے منع کیا گیا ہے، البتہ حاجت کے وقت جائز ہے جیسے صحیحین کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر خطبہ ارشاد فرمایا۔سواری پر طاقت سے زیادہ بوجھ لادنا حرام ہے، سواری کو بھوکا نہ رکھے، اگر سواری طاقت رکھتی ہو تو اپنے پیچھے سوار کرسکتا ہے۔

۱۹: زہد وقناعت......سفر حج کے دوران پیٹ بھر کر کھانے سے اجتناب کرے، زیب زینت، آسودگی اور ترفہ، طرح طرح کے کھانے اور لذات سے گریز کرے، چونکہ حاجی پراگندہ حال ہوتا ہے، چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: حاجی کون ہے؟ آپ نے فرمایا: غبار آلود اور پراگندہ حال۔

رفقائے سفر اور دیگر لوگوں کے ساتھ نرمی اور حسن خلق سے پیش آئے، رش اور بھیڑ کے مواقع پر لوگوں کی دھکم پیل، مزاحمت، لڑائی جھگڑا اور بحث مباحث سے اجتناب کرے۔

زبان کی حفاظت کرے، گالی گلوچ نہ کرے، چوپایوں پر لعن طعن نہ کرے، برے الفاظ زبان سے نہ نکالے چنانچہ حدیث سابق ہے۔کہ ”جو شخص حج کرے اور وہ فحش کلامی، فسق سے دور رہا تو گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسا کہ اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

۲۰: گھنٹی اور کتے کو ساتھ نہ رکھنا...... کتے یا گھنٹی کو ساتھ رکھنا مکروہ ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔”جس قافلہ کے ہمراہ کتا ہو یا گھنٹی ہو اس کے ساتھ فرشتے نہیں رہتے۔“ ❷ ایک اور حدیث ہے کہ ”فرشتے اس قافلہ کے ساتھ نہیں رہتے جس میں کتا یا گھنٹی ہو ❸ ایک حدیث میں ہے ”گھنٹی شیطان کا باجا ہے۔ ❹

۲۱: تکبیر وتسبیح......جب راستے میں بلندی پر چڑھے تو تکبیر کہے جب نیچے اترے تو تسبیح کہے، آواز بلند نہ کرے۔

۲۲: کسی شہر کو دیکھ کر دعا کرنا......جب بھی کسی شہر یا بستی کو دیکھی تو یہ دعا پڑھے:

اللهم انی اسئالك خيرها وخير اهلها وخير مافيها واعوذبك من شرها وشر اهلها وشر مافيها

یا اللہ میں اس بستی کی بھلائی، اس کے باسیوں کی بھلائی اور اس میں جو کچھ رہنے والا ہے اس کی بھلائی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اس کے ہر طرح کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

۲۳: کسی بھی منزل میں اتر کر دعا کرنا......جب بھی کسی جگہ اترے اور پڑاؤ کرے تو یہ دعا پڑھے:

اعوذ بكلمات الله التامات من شر ماخلق

چنانچہ مسلم نے حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کی حدیث روایت کی ہے کہ جو شخص کسی جگہ پڑاؤ کرے پھر یہ کلمات کہے:

اعوذ بكلمات الله التامات من شرما خلق

تو اسے کوئی چیز گزند نہیں پہنچائے گی یہاں تک کہ اس جگہ سے رخصت ہو جائے۔

جب کجاوہ اتارے تو تسبیح کرے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ”جب ہم کسی جگہ اترتے تو تسبیح کرتے یہاں تک کہ ہم کجاوے اتار لیتے۔“ رات [illegible] چنانچہ حضرت ابو [illegible] رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔کہ ”راستے میں رات کو پڑاؤ

---

❶ رواه ابوداؤد والحاكم والبيهقي [illegible] صحيح. ❷ رواه [illegible] داؤد باسناد حسن عن ام حبيبة ام المؤمنين رضی الله تعالیٰ عنها ❸ رواه مسلم [illegible] ❹ [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ڈالو چونکہ رات کو حشرات الارض راستے پہ نکل آتے ہیں۔"❶

۲۴: رات داخل ہوتے وقت دعا...... جب رات چھا جائے تو دعا کرنا مسنون ہے، ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے اور رات آجاتی تو کہتے:

يا ارض، ربي وربك الله اعوذ بالله من شرك وشر ما فيك وشر ما خلق فيك وشر ما يدب عليك اعوذ بالله من اسد واسود والحية والعقرب وعن ساكن البلد من والد وما ولد❷

اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں تیرے شر سے، اور جو کچھ تجھ میں آباد ہے اس کے شر سے اور تجھ میں آباد مخلوق کے شر سے اور تجھ پر رینگنے والے جانوروں کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، میں شیر، سانپ، بچھو اور اس علاقہ کے آبادکاروں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

۲۵: خوف کے وقت دعا...... جب کسی قوم یا کسی انسان کا خوف ہو اس وقت دعا کرنا مستحب ہے، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قوم کا خوف ہوتا تو یہ دعا پڑھتے:

اللهم انا نجعلك في نحورهم ونعوذبك من شرورهم❸

ہر جگہ کثرت سے دعائے کرب کا ورد کرنا مستحب ہے اور وہ یہ ہے:

لااله الاالله العظيم الحليم لااله الاالله رب العرش العظيم لااله الاالله رب السموات ورب الارض ورب العرش الكريم❹

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مشکل پیش آتی یہ دعا پڑھتے تھے:

ياحي يا قيوم برحمتك استغيث❺

۲۶: اذکار مسافر...... اگر سواری شرارت کرنے لگے اور سوار ہونا دشوار ہو تو سواری کی دم پر یہ دعا پڑھ کر دم کرے:

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ آل عمران ۳/۸۳

کیا اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کی متلاشی ہیں، حالانکہ جو کچھ بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ خوشی سے یا زبردستی اللہ کے آگے سرنگوں ہیں، اس کی طرف سب لوٹائے جائیں گے۔

اور جب سواری بدکنے لگے تو دو یا تین مرتبہ یوں آواز لگائے۔ "اے اللہ کے بندو اسے پکڑو"

اور جب کشتی میں سوار ہو تو یہ دعا کرے:

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ ہود ۱۱/۴۱

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ...... الانعام ۶/۹۱

۲۷: سفر میں دعا کرنا...... سفر حج میں کثرت سے دعاؤں کا اہتمام کیا جائے، حاجی کو چاہئے کہ اپنے لئے، اپنے والدین، احباب واقارب، مسلمان حکمرانوں اور سبھی مسلمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ دعائیں کرے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "تین دعائیں مقبول ہوتی ہیں اور ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں:

۱...... مظلوم کی دعا ۲...... مسافر کی دعا ۳...... والد کی بیٹے کے لئے دعا (یا بددعا)❻

❶...... رواه ابن ماجه عن جابر۔ ❷ علاقہ کے آبادکار سے مراد عام ہے یعنی علاقہ کے رہنے والے خواہ جن ہو یا انسان ہوں۔ ❸ رواه ابوداؤد والنسائي وغيرهما۔ ❹ رواه البخاري ومسلم عن ابن عباس۔ ❺ رواه ابوداؤد والترمذي عن ابي هريرة۔ ❻ رواه ابوداؤد والترمذي عن ابي هريرة۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸: **طہارت اور نماز کا التزام**...... حاجی کو چاہئے کہ دوران سفر طہارت پر رہے، ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرے، باوضو ہو کر سوئے، وقت پر نمازیں پڑھے، شافعیہ کے نزدیک مسافر قصر کرے اور نمازوں کو جمع کر کے پڑھے، جمع اور قصر کو ترک بھی کر سکتا ہے، اسے یہ بھی اختیار ہے کہ ان میں سے ایک کرے دوسرے کو چھوڑ دے، البتہ شافعیہ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ قصر کرے اور جمع نہ کرے ❶ تاکہ اختلاف سے نکل جائے۔ چونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسافر کے لئے قصر کو واجب قرار دیتے ہیں اور جمع کو ممنوع سمجھتے ہیں البتہ عرفات اور مزدلفہ میں جمع ہوگی۔ جب نمازوں کو جمع کرے تو پہلی نماز کے وقت میں اذان دے اور پھر ہر نماز کے لئے اقامت کہے جیسے ''صلوٰۃ مسافر'' میں گزر چکا ہے۔

سفر میں باجماعت نماز پڑھنا مستحب ہے، البتہ حضر کی طرح سفر میں جماعت مؤکد نہیں، سفر میں سنن راتبہ (سنن مؤکدہ) پڑھنا مسنون ہے جیسے حضر میں میں مسنون ہیں۔

دوسری بحث...... حاجی کے واپس لوٹنے کے آداب

حاجی بلکہ ہر مسافر جب وطن واپس لوٹے تو اس کے کچھ آداب ہیں اہم اہم درج ذیل ہیں۔ ❷

۱...... مسافر جب واپس لوٹے تو یہ دعا پڑھنا مسنون ہے، چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد، حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے تو ہر بلندی پر چڑھتے وقت تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے:

لاالٰہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علٰی کل شیءٍ قدیر آیبون تائبون، عابدون ساجدون، لربنا حامدون، صدق اللّٰہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ ❸

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے وہی قابل ستائش ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم سفر سے لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں رب تعالیٰ کی بندگی کرنے والے ہیں اور سجدہ کرنے والے ہیں، اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے اس نے لشکروں کو شکست دی۔

۲...... جب وطن کے قریب پہنچے تو اپنے آگے کسی کو بھیجے جو اس کے اہل خانہ کو اطلاع کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک آن وارد ہو۔

۳...... جب اپنے شہر یا بستی کو دیکھے تو یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم انی اسألک خیرھا وخیر اھلھا وخیر ما فیھا واعوذبک من شرھا وشر مافیھا

بعض علماء نے یہ دعا پڑھنا بھی مستحب سمجھی ہے۔

اللّٰھم اجعل لنابھا قراراً ورزقاً حسنا اللّٰھم ارزقنا جناھا واعذنا من وباھا وحببنا الٰی اھلھا وحبب صالحی اھلھا الینا

''یا اللہ میں تجھ سے اس شہر (بستی) کی خیریت کا طلب گار ہوں اس کے لئے رہنے والوں اور اس شہر میں جو کچھ ہے اس کی بھلائی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اس شہر کے شر اور اس میں جو کچھ ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' یا اللہ اس شہر میں ہمیں سکون و قرار عطا فرما، عمدہ رزق عطا فرما، یا اللہ اس بستی کے پھلوں سے ہمیں نواز، اس کی وبا سے ہمیں پناہ دے میں اس شہر کے باسیوں کے لئے محبوب بنا دے اور اس شہر کے صالحین کو ہمارا محبوب بنا دے۔ رواہ ابن السنی فی الاذکار

---

❶...... حنفیہ کے نزدیک مسافر نمازیں جمع نہیں کر سکتا جبکہ قصر کرنا ضروری ہے، البتہ جمع کی یہ صورت ہے کہ آخری وقت میں ظہر کی نماز پڑھے اور اول وقت میں عصر کی نماز پڑھ لے۔ ❷الایضاح ص ۱۰۰، المغنی ۳/۴۴۹۔ ❸ رواہ البخاری ومسلم عن ابن عمر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴..... "شہر میں پہنچے تو رات وں رات گھر والوں کے پاس نہ آن دھمکے بلکہ صبح صبح آئے یا دن کے پچھلے پہر آئے، چنانچہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گھر والوں کے پاس نہیں وارد ہوتے تھے بلکہ صبح صبح تشریف لائے یا دن کے پچھلے پہر تشریف لاتے۔"

۵..... جب اپنے شہر میں پہنچ جائے تو مسنون یہ ہے کہ محلہ یا بستی کی مسجد سے ابتدا کرے یعنی پہلے مسجد میں جائے دو رکعت نماز پڑھے پھر جب گھر میں داخل ہو گھر میں بھی دو رکعت نماز پڑھے، دعا کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

٦..... جو شخص حاجی سے ملنے آئے اسے سلام کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

قبل الله حجك وغفر ذنبك واخلف نفقتك

اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے، تمہارے گناہ بخشے اور جو خرچ کیا اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"یا اللہ! حاجی کی مغفرت فرما اور جو شخص حاجی کے لئے استغفار کرے اس کی بھی مغفرت فرما۔" ❶

حاجی کے قدموں میں بکری وغیرہ ذبح کرنا فعل حرام ہے اور اس ذبیحہ کا گوشت بھی حرام ہے اگر چہ اس پر تکبیر کہی گئی ہو، چونکہ یہ ذبیحہ غیر اللہ کی تعظیم کے لئے ہے جو صریح حرام ہے۔

استقبال کے دیگر مظاہرے بھی ناجائز ہیں چونکہ ان مظاہر میں نمود ونمائش اور ریاکاری ہے جو عبادت کا اخلاص اور روح کے سراسر منافی ہے۔

۷..... جب گھر میں داخل ہو تو یہ کلمات کہنا مستحب ہے جو کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس لوٹتے اور گھر والوں کے پاس داخل ہوتے تو کہتے "توبًا توبًا لربنا اوبًا لا یغادر حوبًا" ہم اپنے رب کے حضور توبہ کرتے ہوئے واپس لوٹتے ہیں ایسی توبہ جو گناہوں کو مٹا ڈالے۔

۸..... حاجی کو چاہئے کہ واپس لوٹ کر خیر و بھلائی کے نمایاں اثرات دکھائی دیں، حج سے پہلے اور بعد کے زمانہ میں فرق ہو، حج کے بعد خیر و بھلائی میں اضافہ ہونا چاہیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور توفیق سے آج رجب المرجب ۱۴۳۰ھ بروز چہارشنبہ ۲۴ جون ۲۰۰۹ء الفقہ الاسلامی وادلتہ جلد ۳ کا ترجمہ مکمل ہوا، اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور اس ناکارہ مترجم کے لئے دنیا تا آخرت سامان نجات بنائے۔

آمین ثم آمین۔

بندہ عاجز

ابوعبداللہ محمد یوسف تنولی

جلد ۳ کا ترجمہ مکمل ہوا اس کے بعد جلد ۴ ایمان، نذور، کفارات وغیرہ کا ترجمہ ہوگا۔

---

❶..... رواه الحاكم عن ابن عمرو ابی هريرة وقال الحاكم وهو صحيح على شرط مسلم والدعاء المذكور رواه ابن السنی مرفوعاً.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ